جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب مستطاب در ابطال مذہب اہلسنت
و احقاق مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ الموسوم

اعلان الہدی

بجواب

اسرار الہدی

کہ از تالیفات عالیجناب فیضمآب حکیم مولوی شیخ احمد صاحب دامت برکاتہ ابن عالیجناب
مولوی شیخ وجیہ الدین صاحب مرحوم تاریخ ۲۰ جون سنہ ۱۸۹۴ء

بمقام لکھنؤ در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین علی عابد رضوی طبع گردید

صورة ما رقمه مقرظاً على هذا الكتاب المستطاب + العالم العلامة والنحرير الفهامة +
العالم الرباني + والمحقق الثاني + اكمل من غبر وسلف + اعلم من بقي وخلف +
تاج العلماء + راس الفقهاء + حضرت مولانا السيد علي محمد ادام الله ظل
جلاله + على رؤس المؤمنين بمحمد وآله

باسمه سبحانه
وبحمده صار اعلى شانه

هذا ما افاده الوحيد الاوحد + المؤيد المسدد + اوحدي دهره + وريحانة + باقعة عصره + واوانه +
الورع القدسي المتنسك الاواه + الذي نصر بمضي عزيمته + وخالص طويته + دين الله
وخاض وغاص لجج الحجج + وذب عن رسول الله وعترته ذلك المبهج + وعادى فيهم
الاقربين + ووالى لهم الابعدين + وفدى لهم ماله من ماله + وآثرهم على حب عشيرته واهله
وعياله + وورد حوضه تلامذة اهل البيت + وخرج من السواد الاعظم لاهل البيت + وهدى وقرب
الى من تنزه عن الارجاس وتطهر + عن نشئ جماهرة آبائه ممن سلف وغبر + الا من شذ و
ندر + وجاهد في سبيل الله بمهند برهانه القائم + ولم يخف في جنبه لومة لائم + ولم يكترث لوجهه
من الجمع الكثير + والجم الغفير + لاهل الخلاف + واثبت الدحض في موقف العثار من تحقيقه
تمحضا منه بالعدل والانصاف + وزهادة منه لما في ايديهم من المناصب الرياسات + والتسلطات
والسياسات + وحبا منه لنشر فرقة غير كثيرة + وفئة قليلة يسيرة + مع قلة عددهم + وفقد عددهم + وانقراض
رياساتهم + وانمحاء سياساتهم + وقعود الزمان بهم + واساءة الدهر الخوان لهم + وتشتت افلاذ

العالمین، وکیف یصنع الصانعون، حتی اصبح بحمد الله وعونه وحسن توفیقه، فی ہذہ الآفاق، بدیل مؤمن
الطاق، والحی فی ہذہ الایام، عدیل حمران وہشام علیہم السلام، الصدیق الصادق، والخل الموافق
والطبیب الحاذق، العالم الربانی، والکامل الصمدانی، والمتکلم اللاثانی، والنور الشعشعانی، اخونا
الروحانی، المولوی المعنوی حضرت الحکیم الشیخ احمد العثمانی حفه الله بنعمه واحسانه، وایده
بروح القدس ما نصرنا بقلمه ولسانه، ومتع المؤمنین بطول بقائه، وشرفنا بشرف لقائه، وادام بقاءه
وعجل لنا لقیاه، ووفقنا لزیارته ورؤیته محیاه، بیاه الله وحیاه، واید الله به الحق واہله، بحق الحق واہله،
من تصنیف شریف، وترصیف لطیف، موسوم باعلان الحق فی الرد علی اسرار الہی،
ولعمر الله انه کتاب رشیق، وخطاب دقیق، بالغ ذروۃ سنام التحقیق والتدقیق، متضمن لدلائل قاہرۃ
وبراہین باہرۃ، وحقائق دقیقة، ودقائق انیقة، حقیقة حقیقة، ان تخط بالنور علی صفحات وجنات
الحور، وعلی الخناجر ولو بالخناجر، کیف لا وفی کل لفظ منه روض من المنی، وفی کل سطر منه عقد من الدرر،
وکیف یقدر اہل الخلاف الرد علی افاداته الشریفة، وافاضاته المنیفة، مع کونہا بمنزلة الاقرار علی النفس
لا لہا، وکون غیرہا لہا لا علیہا، ولو اعطوا النصفة حقہا لحکموا فی ذلک غیر اہل نحلتہم وہو متعبدی ملتہم
نعم لاریب ان الحکم اعدل من البرہان بمعیار الصدق بنص القرآن، ولیس لہم علیه بحمد الله من سلطان،
انی لعباد بنی جمد علی محض النقلیات من متشابه الآیات، والروایات مع کونہا من الضعاف والسقام،
وان اشتہرت بالصحاح فی الانام، بارأس اختار من الادیان ما مناط علی الحسن والقبح العقلیین، مضافا الی
القطعیات النقلیة، المعتضدۃ بالبراہین العقلیة، کما لا یخفی علی ذی عینین، فمرج البحرین ومزج المشربین والقدح
بحمد الله ان بین المسلکین بون بین لا یحتاج الی مبین، وبعد کبعد المشرقین، واین الثریا من الثری، واین
النعامة من القری، وبالجملة فلم نجد واضح المدارک الطیبة الا قلیلا، فلن یجعل الله لہم علی المؤمنین سبیلا،

حررہ بیمناہ الوازرۃ الداثرۃ، خادم خدام الشریعة الجعفریة الطیبة الطاہرۃ، علی محمد بن سلطان العلماء
اوتی کتابه بہا فی الآخرۃ،

سید علی محمد

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ علی کمال الدین و اتمام النعمۃ کہ این کتاب مستطاب محتوی بر تحقیقات حقیقیہ و تدقیقات رشیقہ مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ الموسوم بہ

اعلاء الہدی

در جواب

اسرار الہدی

[illegible] مولوی شیخ احمد صاحب

[illegible]

بتاریخ ۵ شعبان سنہ ۱۳۱۱ ہجری بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع پوشید حلیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر تعریف اور سب ستائشین اُس قادر مطلق کے لیے سزاوار ہین کہ جسنے اپنے نور سے
نورِ محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کو پیدا اور پھر اُسی نور کے وسیلے سے ہژدہ ہزار عالم اور زمین
وآسمان عرش کُرسی لوح وقلم جمیع موجودات کو ہویدا کیا اور تمام مشکلات دینی اور دنیوی
کا حلاّل اور سطرح کی حاجات ظاہری وباطنی کا عقدہ کشا اپنے برگزیدۂ پیغمبر اور اُسکے
اوصیا کو بنایا۔ یہ اُسکی کمال شفقت ہی کہ حضرت رحمۃ للعالمین ز جاہد الکفار والمنافقین
کو ہمارا پیشوا مقرر کیا اور نہایت پاک سرشت فرشتہ خصائل اماموں کے تقلید وتمسک کا
حکم دیا اور ہم شیعیان اہلبیت اطہار کو خطاب مستطاب خیر البریت عطا فرمایا اور
ہمارے پیشواؤن کے مخالفون اور معاندون کو بُرے بُرے غضب آلود تہدید آمیز
القابون سے یاد کیا۔ جل جلالہ وعم نوالہ۔
اور ہر قسم کی نعت اور بزرگی کا سزاوار وہ پیغمبر ذوی الاقتدار ہی کہ جسکی قامت پر

خلعتِ لولاک لما خلقت الافلاک راست آیا لکہ اُسکے وسیلے سے یہی خلعت
مبارک بقیہ چہاردہ معصوم کے بدن مین بھی درست بیٹھا صلی اللہ علیہ و آلہ
بعد آپکے درود و سلام و ہر طرح کی فضل و اکرام کے مستحق اہلبیت پیغمبر صلعم ہین
جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوا جنکی امامت اور پیشوائی سے دین کامل ہوا سب کے پہلے
وہ مرد میدان فتوت و ولایت جسکو خدا تعالیٰ نے نفس رسول اللہ سے تعبیر کیا جسکے ولی عہد نبی
ہونے سے اکمال دین و اتمام نعمت ہم لوگون پر ہوا جسکا تمسک گمراہی سے بچانیوالا جسکے مودت
مومنین کا شعار جسکے دشمنون پر خدا کی پھٹکار یعنی حضرت جاہد الکفار صاحب ذوالفقار
کرار غیر فرار حیدر نامدار صفدر کامگار قوت بازوے نبی مختار خدا کا ہاتھ اللہ کا شیر رسول کا
بھائی ہمارا پیشوا سردار نبی کے بعد اُنکا وصی اور بلا فصل خلیفہ جسکی خدا ترسی اور علم
رحم دلی اور سخاوت اور شجاعت اور پاکیزگی اور طہارت اور بزرگی و امامت کا آیات
قرانی مین مذکور امیر المومنین امام المتقین قاعد الغر المحجلین سید الاولیا امیر الاوصیا
الصدیق الاکبر الفاروق الاعظم الیعسوب الامامت اسد اللہ الغالب الغالب علی
کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب خدا کا درود و سلام اُنپر ہر دم نازل ہو
اور نیز اُس پاک اور مقدس بی بی پر جو دونون جہان کی بیبیون کی سردار ہے اور اُسکے
دونون نور عینین رسولخدا کے بیٹے علی مرتضیٰ کے دل کے چین یعنی سبطین الشہیدین
السعیدین ابی محمد ن الحسن و ابو عبد اللہ الحسین اور اُنکے بیٹے نو سردار ہمارے پیشوا
رسولخدا کی نور نظر فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ کے پارۂ جگر امام حسین کے پسر علی زین العابدین سے
لیکر پشت در پشت حضرت قائم آل محمد مہدی آخر الزمان تک خدا کا درود و سلام روز و
شب و صبح و شام اُنپر نازل ہوتا ہے کما قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

خداتعالی نے ہر طرح کا شرف اور بزرگی ہم مومنین کو فقط انھیں چودہ مقدسون کی بدولت عطا فرمایا ہی۔ پس یا ایہا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما۔

سبب تالیف رسالہ ہذا کا بندہ شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی وجیہ الدین عثمانی دیوبندی عرض کرتا ہی کہ آخر ماہ جولائی ۱۹۲۳ء مین ایک رسالہ موسومہ اسرار الہدی میرے پاس پہونچا جو مطبع اکبری مقام آگرہ سے طبع ہوکر شایع ہوا جسمین اول اہل تشیع کی جانب سے تین سوال قایم کرکے اُنکے جوابات منجانب اہل تسنن دیے گئے ہین اور اُنھین جوابات کے ضمن مین اکثر آیات و احادیث صحیحہ مرویہ اہل تسنن متعلقہ مناقب و فضائل حضرت علی مرتضی پر بہت اسرار کے ساتھ جرح اور قدح کی گئی ہی بعد اسکے بہت بڑے اعلان و اظہار کے ساتھ پچیس سوالات ایسے قایم کیے ہین کہ جنمین خاص ذاتِ مقدس حضرت مرتضوی پر اعتراضات کیے گئے ہین اول ثابت کیا گیا ہی کہ حضرت علی مرتضی نعوذ باللہ کافر تھے امامت اور خلافت کے ہرگز سزاوار نہ تھے شرع کی خلاف حکم دیا کرتے تھے لوگونکا مال مفت کھاجاتے تھے خدائی کا دعوی کیا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ چونکہ اس رسالہ کے بحسب مندرجہ دیباچہ رسالہ منشی جوہر علی صاحب مچھلی شہری ہین جو اپنے آپ کو حدید سنی کہتے ہین اور طرز تحریر عبارت بالکل مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کا ہی اور ہر فقرہ اور ہر مطلب سے انھین کے عقائد کی بو مہکتی ہی میرا دل اس بات کو قبول نہین کرسکتا کہ ایک مسلمان جسکے آبا و اجداد سے مذہب تشیع چلا آتا ہو یک بیک خاندان رسالت کا ایسا دشمن ہوجائے کہ اُن بزرگوارونکو قطع نظر ولایت و امامت کے دائرہ اسلام سے بھی خارج سمجھنے لگے اگر ایسا ہی کسی بدنصیب ازلی کو شامت اعمال نے گھیرا ہی تو درجہ بدرجہ تنزل کرتا ہی مثلاً شیعہ سے سنی ہوا سنی سے وہابی ہوا

وہابی سے ناصبی ہوا ناصبی سے خارجی ہوا اور یون دفعتًا کہ شب کو تو ولائے اہلبیت
دل مین لیکر سوئے۔ اور صبح کو بغض و عداوت اہلبیت سے معمور دل لیکر بیدار ہوئے بلاشبہ عجیب اور
نئی بات ہے۔ اگر یہ رسالہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب لکھنؤ آبادی کی تصنیف سے نہین ہے اور
منشی جعفر علی صاحب ہی اسکے مصنف ہین اور ترک تشیع کر کے حنفی سنی ہوئے ہین
تو شیعونکو شکر درگاہ الٰہی مین بجالانا چاہیے کہ منشی صاحب انکی زمرہ سے بہت جلد علیحدہ ہو گئے
ہین پورا پورا اندازہ اس امر کا نہین کر سکتا کہ وجود باجود جناب منشی صاحب سے جماعت حضرات
اہل تسنن کو کیا کیا منفعتین حاصل ہوئی ہین ہان اسقدر کہہ سکتا ہون کہ عوام اہلسنت کو کوئی فائدہ ذات
شریف منشی صاحب سے نہین پہونچا بلکہ انکی عقائد اور مذہب کو ضرر عظیم پہونچنے کا احتمال ہے البتہ خواص اہلسنت کو
بظاہر اسقدر فائدہ پہونچا کہ معارضہ مناظرہ شیعیان مین جن الفاظ کو حضرات اہلسنت
بظاہر اپنی زبان سے نہین نکال سکتے تھے اور انکے زبان پر لانے سے خوف معصیت ہے
انکو منشی صاحب ادا کر دیا کرینگے۔ یہ فقط میرا خیال ہی نہین ہے بلکہ قابل ثبوت اس میری
رائے کا موجود ہے جسکا جی چاہے رسالہ اسرار الہدیٰ کو پڑھ کر دیکھ لے کہ اسمین صاف
صاف ایسے فضائل اور مناقب مرتضوی سے انکار کیا گیا ہے کہ جنکو قدیم سے علمائے
اہل سنت تسلیم کرتے چلے آتے ہین اور نیز ایسے ایسے اعتراضات حضرت علی پر کیے گیے
ہین کہ وہ قابل امامت نہ تھے اور گنہگار تھے بلکہ نعوذ باللہ کفر تک کا الزام ان پر عاید کیا
گیا باوجود اس سب و شتم اور طعن و تشنیع کے تین علماء اہل سنت کے تقریظین خاتمہ
رسالہ مذکور پر درج ہین جنمین سرآمد علمائے سنیہ مولوی محمد لطف اللہ علی گڈھوی ہین
وہ اس رسالہ کی نسبت تحریر فرماتے ہین فھذہ رسالۃ سنیۃ و مقالۃ بھیۃ
اور ایک موقع پر لکھتے ہین للہ درہ فقد افحم المعاندین بتحقیقات انیقۃ

دُرِّ یتیم وَاَشکتهم بالزاماتٍ شنیعةٍ قویّة - ایک صاحب قطعہ عربی توصیف
ارتیہ رسالہ میں تحریر کرکے اپنا علم وفضل جتلاتے ہین ایک صاحب اُردو زبان مین ہی
تقریظ لکھ رہے ہین مگر ساتھ ہی اسکے ایک دو ٹوٹا پھوٹا فقرہ عربی کا بھی حمد و نعت مین مجبوراً اُنکو
لکھنا پڑا غرض اس تاثین بیجا سے وہ ہی معلوم ہوتی ہی جو اوپر گذارش کرچکا ہون اگر حضرات
موصوفین پھر بھی اپنے دلمین انصاف کرتے تو باعتبار اُنکے علم وفضل اور دیانت و تقوی کے لازم
تھا کہ منشی صاحب کو ایسی تحریرات سے باز رکھتے کیونکہ منشی صاحب نے اپنے آپکو اہل سنت
قرار دیکر یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا اور اغلب واکثر مضامین مندرجہ رسالہ مذکور مخالف عقیدت
اہل سنت والجماعت کی ہین۔ کیا کم علم اہل سنت اس رسالہ کو پڑھکر یہ یقین نہ کرلینگے کہ حضرت
علی کی شان مین گستاخی کرنا اور اُنکو الفاظ نامناسب سے یاد کرنا اور اُنکے فضائل و مناقب سے انکار کرنا
مذہب اہل سنت مین جائز بلکہ مولوی لطف اللہ صاحب کا پسندیدہ مسئلہ ہی کیا جہلاء اہل
تسنن اس رسالہ کو پڑھ کر یہ امر باور نکرینگے کہ جن جن علمائے اہل سنت نے معجزہ رد شمس کو اپنی
اپنی تصنیفات مین لکھا ہی وہ سب ابن سبا ملعون کے شاگرد اور چیلے تھے۔ کیونکہ منشی صاحب نے
جو اکیسوان اعتراض حضرت علی پر قائم کیا ہی اُسکے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ کتب معتبرہ اہل سنت
مین رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین ہی نہ بروایت قوی و نہ بروایت ضعیف مگر اہل تشیع کے معتبر
کتب مین اس قصہ کا مذکور ہی۔ اور ملا جامی کے شواہد مین کسی شیعہ نے الحاق کرکے چھپوا دیا ہی۔ اگر
مولوی لطف اللہ صاحب کی تقریظ اس رسالہ پر نہوتی تو عوام سمجھ سکتے تھے کہ منشی صاحب کو اتفاق
ملاحظہ کتب اہل سنت کا نہین ہوا ہی ناواقفگی اور کم علمی کیوجہ سے ایسا لکھدیا لیکن اب کتب معتبرہ
و علمائے اکابر اہل سنت مندرجہ ذیل کی نسبت جنھون نے واقعۂ رد شمس کو اپنی کتب مین لکھا ہی
عوام اہل سنت کا کیا عقیدہ ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ امام طحاوی و صاحب مواہب لدنیہ امام احمد

بن صباغ قاضی عیاض مالکی شیخ ابن حجر عسقلانی ابن حجر مکی ابن مندہ ابن شاہین ابن مردویہ
طبرانی صاحب معجم کبیر شیخ الاسلام ابن العراقی صاحب شرح تقریب علامہ جلال الدین سیوطی
صاحب رسالہ مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب مدارج النبوۃ
اور انکے علاوہ ایک جماعت کثیر محدثین اہل سنت نے اس معجزہ رد شمس کو اپنی اپنی تصانیف میں لکھا ہے
بموجب تحریر منشی صاحب و بحسب شہادت مولوی لطف اللہ صاحب عوام کی نظروں میں دایرہ
اہل تسنن سے خارج ہو گئے یا نہیں آیندہ جب کبھی رد شمس پر مناظرہ ہوگا اور اقوال علماء مندرجہ
بالا کا کوئی حوالہ دیگا تو فریق ثانی بسند مولوی محمد لطف اللہ صاحب پکار کر کہیگا کہ یہ لوگ اہل سنت
کے عالم نہیں ہیں بلکہ رافضی ہیں انکے قول کا کچھ اعتبار نہیں اور چونکہ جہلا میں تہذیب کی پابندی
نہیں ہوتی کیا بعید ہے کہ کوئی لفظ خلاف شان ان بزرگوں کی نسبت رافضی اور ابن سبا کا
چیلہ سمجھکر کہہ بیٹھے تو فرمائے کہ کیا بات نکلی ہمارے منشی صاحب تو اپنی خطا کو خطاء اجتہادی
قرار دیکر الگ ہو جائینگے لیکن مولوی صاحب سے یہ بھی نہو سکیگا کیونکہ وہ شرائط اجتہاد سے
واقف ہیں اس ایک امر کو بطور نمونہ ذکر کیا ہے باقی اپنے اپنے موقع پر گذارش کیا گیا ہے۔
الغرض جب یہ رسالہ اسرار الہدیٰ اولاً میری نظر سے گذرا تو مینے اسکو قابل جواب
دینے کے نہ پایا کیونکہ جو لوگ خواہ سنی ہوں یا شیعہ کچھ بھی فن مناظرہ سے نسبت رکھتے ہیں وہ
اس رسالہ کی وقعت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور اہل انصاف جنکے دلوں میں تعصب اور
طرفداری نہیں ہے خود دیکھ سکتے ہیں کہ مؤلف صاحب ہر سہ سوالات کے جواب سے
عہدہ برآ ہو گئے ہیں یا نہیں اور نیز یہ بھی خیال تھا کہ جسوقت معتبرین علمائے اہلسنت
اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائینگے ضرور اسکے تشہیر و اعلان کو روکیں گے اور اسکے برخلاف
قلم فرسائی کرینگے مگر جبکہ خاتمہ رسالہ پر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب کی تقریظ

نظر پڑی اُسوقت ضرور ہوا کہ اس رسالہ کا جواب لکھا جاوے پہلے تو جہلا کی طرف سے ہی گمان تھا کہ ہمارے سکوت کو محمول بہ عجز نہ کرین اب علما اور خواص کی طرف سے بھی اس گمان کا خدشہ ہوا اسلیئے خداتعالیٰ کے فضل و کرم اور معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تائید پر بھروسہ کرکے قلم برداشتہ تردید لکھنی شروع کی از آنجاکہ رسالہ مذکور کی تردید کرنے مین کوئی موقع خوض و تردد کا نتھا عرصہ پندرہ روز مین تمام و کمال مسودہ کرکے تحریر سے فراغت پائی۔ اور چونکہ نام رسالہ ردکیئے گئے کا اسرار الہدیٰ ہی اور ظاہر ہی کہ ہدایت سرّا اور خفیاً نہین ہوا کرتے بلکہ اس طرحکی ہدایت کو اغوا اور بہکانا کہتے ہین ہدایت ہمیشہ اعلان کے ساتھ ہوتی ہی لہٰذا نام اس رسالہ مبارک کا اعلان الہدیٰ فی ردِّ اسرار الہدیٰ رکھا گیا۔ خداوندِ کریم جمیع مسلمانونکو اس سے مستفید کرے۔ بجاہ محمدٍ وآلہ الامجاد

قبل شروع کرنے مقصد کے ایک بات اور قابل گذارش ہی کہ مولف صاحب نے خاتمہ رسالہ پر ایک اطلاع واجب الاتباع کی سرخی لکھکر زیبِ رقم فرمایا ہی کہ جو صاحب اس رسالہ کا جواب لکھین وہ سررشتہ تہذیب کو ہاتھ سے نہ دین جیسا کہ شیخ احمد صاحب نے بمقابلہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہمارے معین کے واہیات کلمات لکھے ہین۔ اس امر کا انصاف وہی شخص بخوبی کر سکتا ہی کہ جسنے ازہار الہدیٰ و بدر الدجیٰ مولفہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور اُنکی تردید یعنی شمس الضحیٰ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہی شروع سے لیکر خاتمہ تک مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنے رسالون مین کوئی دقیقہ توہین علمائے شیعہ کا اُٹھا نہین رکھا یہانتک کہ ائمہ اہل بیت کی شان مین برابر کلمات ہتک اور توہین کا استعمال کیا مگر ہمنے ہرگز اُسکا جواب نہین دیا ہر جگہ

اسمار صحابہ کو تعظیم کے ساتھ لکھے اور علما کی شان مین کوئی کلمہ توہین کا نہین لکھا اگر اسپر بھی خدا کی شکایت
ہی تو خدا کی مرضی اسکے تو یہ معنی ہوے کہ ہم تو تمھین جو چاہین کہہ لین مگر تم ہمکو کچھ نہ کہنا چاہیئے
یہی بات اس رسالہ مین بھی ہی کہ ماشاء اللہ جناب منشی صاحب نے عوام شیعہ اور علماے شیعہ اور ائمہ اہلبیت کی
شان مین ایسے ایسے واہیات الفاظ اور توہین اور ہتک کی کلمات تحریر فرماے ہین
کہ سننے والے کو ہرگز تحمل نہو سکے اور فوراً مناظرہ سے نوبت مجادلہ پہونچ جاوے اور
پھر طرہ یہ ہی کہ دوسرون سے یہ درخواست ہی کہ ہمارے ساتھ تہذیب کا عملدرآمد
رکھا جاوے۔ اگرچہ ہمکو یہ امر ہرگز منظور نہین کہ دوسرونکی بدتہذیبی دیکھکر ہم بھی نا
مہذب ہو جاوین لیکن فقط اسلیے یہ حال گذارش کیا گیا ہی کہ منصف مزاج لوگ
غور فرماوین کہ دوسرونکی توہین کرنا اور پھر اپنے امیدواری درگذر کی کرنا کیا ہٹ دھرمی
نہین اگر خوف طوالت نہوتا تو اس موقعہ پر اسرار الہدیٰ کے اُن مقامات کو نقل کرتا
کہ جہان ضلع اور جگت اور پھکڑ بازی ختم ہوئی ہی۔ اور منشی جوہر علی صاحب کو جو دعویٰ
اپنی تحریر کی تہذیب کا ہی اسکی یہ کیفیت ہی کہ براہ کرم ذرا اسرار الہدیٰ کو ہاتھ مین لیجیے اور
جن جن صفحات کے مین حوالہ دیتا ہون اُنکو ملاحظہ فرمایے کہ منشی صاحب نے کونسا
دقیقہ بدکلامی ہجو توہین بدتہذیبی کا باقی چھوڑا ہی۔ تفصیل بدتہذیبی کی یہ ہی

نمبر شمار صفحہ	مضمون نامہذب	نمبر صفحہ	مضمون نامہذب
۴۳	حساد باطل پرست	۴۳	سوالات واہیات کے جوابات
"	فی قلوبہم مرض		دندان شکن
"	اپنے قدماء کی تقویم پارینہ واہیات کی کتب دیرینہ	"	اہل نفاق
		۳۹	اگر ملا صاحب میزان الفرق بھی

التماس بندہ

اب فرمائیے جناب منشی صاحب آپ بان مرحمت فرماکر اسیدوار انعام تو ہو ہی چکے ہین لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ کیا مدرسۂ تہذیب اور دبستان ادب سے یہ ہی سبق حاصل کیا ہی اور اسی تہذیب کے بھروسہ پر دوسرون سے تہذیب کی درخواست ہی۔

اگر ایک ایک لفظ کے جواب مین ہزار ہزار لفظ اس سے بدتر آپکے علما اور عظما کی شان مین استعمال کیئے جاوین تو ہرگز ناواجب نہین بلکہ منصف مزاج لوگ ضرور مجیب کو معذور بلکہ مصیب قرار دینگے۔

ذرا آپ ہی اپنے دل مین انصاف کیجیے اور ان الفاظ کو جو قلم تہذیب رقم سے صفحۂ ادب پر جلوہ گر فرمایا ہی اپنے اور اپنے ہم مذہب اور اپنے علما اور فضلا و مشایخ کی شان مین ایک طرح بھر کے لیے عاید کرکے پھر دل مین غور فرمائیے کہ کیسے برے معلوم ہوتے ہین منشی صاحب اگر تھوڑی دیر کے لیے منصف بن جاوین تو انکو ان لفظون کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے ناظرین با انصاف اس امر کا انصاف کرین کہ اگر مین بھی اس قسم کے الفاظ بلکہ ایک کی جگہ دس دس اور بیس بیس جواب مین استعمال کرون تو کیا انصاف کی رو سے منشی صاحب شکایت کر سکتے ہین پھر غور فرمایئے کہ اس سرخی اطلاع واجب الاتباع سے کیا مطلب نکلا۔

آغاز کتاب

واضح ہو کہ تین سوال بجناب اہل تشیع قایم کیے گئے ہین وہ یہ ہی۔
اول خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین اگر ہی تو کونسی

حدیث ہی اور کہاں ہے۔

دوم۔ اگر حدیث صحیح موجود ہی تو شوریٰ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوریٰ سے مخالف حدیث ہی یا اُسکے مطابق۔

سوم اگر ایسی حدیث صریح نہیں ہی تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیوں رکھا صاف صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میری بعد فلان اُس اُنکے بعد فلاں کے بعد دیگرے خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع میں آیا۔

مولف اسرار الہدیٰ نے اول سوال اہل تشیع کو لکھکر یہ سرخی رقم فرمائی (جواب اہل سنت) اور اُسکی ذیل میں چند احادیث غیر متعلقہ خلافت نقل کرکے حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل اور مناقب پر جرح کی ہی اب ہم اول سوال اہل تشیع کو نقل کرکے پھر جواب اہلسنت نقل کرتے ہیں اُسکے شروع میں لفظ قال لکھا گیا ہی بعد اُسکے لفظ اقول لکھکر تشریح کے ساتھ تردید کیگئی ہی اگر پورا جواب اہل سنت کا ایک جگہ نقل کیا جاتا تو طوالت کے سوا ناظرین کو بھی کچھ لطف حاصل ہوتا اسلیے جدی جدی فقرات کو نقل کرکے تردید کیگئی ہی۔

سوال اول اہل تشیع

خلافت کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہیں اگر ہی تو کونسی حدیث اور کہاں ہی۔

جواب اہل سنت

حل ہشت ق۔ ابو سعید ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابابکر ولوکنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ

لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر بخاری اور مسلم مین ابو سعید سے
روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیون مین سے مجپر بڑا احسان کرنیوالا
ساتھ دینے مین اور اپنے مال کے خرچ کرنے مین ابو بکرؓ ہے اور اگر مین اپنے رب کے
سوا کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی
برادری اور محبت ہمارے اُسکے درمیان ہے مسجد کی طرف سے سبکے دروازے بند
کردیے جاوین مگر ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رہے ف مسجد کے صحن سے لگے لگے
اصحاب کے دروازے تھے سو حضرتؐ نے وفات کے قریب سب دروازے بند
کروادیے صرف حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رکھا اس حدیث سے ابی بکر صدیقؓ کی
سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اسمین صاف اشارہ کیا اُنکی خلافت کا۔

اقول وبہ نستعین اگر منشی صاحب بجائے نقل کرنے اس حدیث کے سکوت اختیار
فرماتے تو زیادہ مناسب تھا عیب و ہنر چھپا رہتا عوام پر یہ بات ثابت ہوتی کہ ہم
سوال کے جواب مین اہل سنت ایسے عاجز ہین کہ اگر کھیت کی پوچھو تو کھلیان کی
کہین کہان خلافت اور کہان یہ حدیث قدیمی اہل تسنن تو بوجہ تعصب و رعایت مذہب
غیر مذہب والون سے جان بچانے کے لیے ایسی حدیث بیان کردین تو مضائقہ
نہین لیکن جو لوگ تحقیق مذہب کرکے سنی ہونا چاہتے ہین اُنکے حال پر کمال افسوس ہے
کہ ایسی حدیثون پر استدلال کرکے اور بھی قلعی اُکھڑوائین۔

اگر مین لکھون یا نہ لکھون یہ بات تو ہر شخص پر جسکے حواس خمسہ مین فرق نہین روشن ہے
کہ یہ حدیث خلافت سے کوئی علاقہ نہین رکھتی لیکن مین یہ کہتا ہون کہ یہ حدیث

موضوعی اور ساختہ ہی۔ مؤلف صاحب نے اگرچہ بحوالۂ صحیح بخاری و مسلم اس حدیث کو نقل کیا ہی مگر ظاہر ہی کہ اسناد حدیث کو ترک کردیا اور اسناد کے ترک کرنیکی یہی وجہ نہین ہی کہ مؤلف صاحب نے یہ خوف کیا ہو کہ اسناد لکھنے سے حدیث کی موضوعیت پہچانی جائیگی بلکہ طرز نقل حدیث سے ظاہر ہی کہ مؤلف صاحب نے صحیح بخاری اور مسلم کی بذاتہ زیارت نہین کی کسی اور کتاب مین دیکھ کر لکھدی ہی یہی وجہ غلطی عبارت حدیث و ترجمہ کی ہی بعض محدثین نے صحاح ستہ کی احادیث کی فہرستین یادداشت کیلئے مرتب کی ہین انمین اسناد اور معمولی عبارت قال رسول اللہ صلعم ترک کرکے فقط مضمون احادیث کو نقل کردیا ہی جیسے مشارق الانوار وغیرہ ہین اور اب انکی ترجمہ بکثرت ملتے ہین ایسے ہی کسی ترجمہ سے منشی صاحب نے دیکھکر حدیث لکھدی اور غلطی عبارت حدیث پر مطلع نہوئے۔ یہ شبہ کہ شاید کاتب سے غلطی ہوئی ہو غلطنامہ مرتب ہونے سے زائل ہوگیا مودۃ الاسلام کی غلطی املا کو درست کیا ہی تبدیل یہ عبارت حدیث پر نظر کی جاتی ہی پایا جاتا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہین بلکہ ابو سعید کی حدیث ہی کوئی لفظ حدیث مین ایسا نہین جسکے یہ معنی ہون کہ رسول خدا نے فرمایا یہ کہ ابو سعید اس حدیث کا راوی ہی۔ ترجمہ حدیث کا صریحا غلط ہی فقرہ اول کا یہ ترجمہ نہین ہی کہ سب آدمیون مین سے مجپر بڑا احسان کرنیوالا ابوبکر ہی بلکہ لفظی اور صحیح ترجمہ یہ ہی کہ مجپر بڑا احسان کرنیوالی آدمیون سے ابوبکر ہی۔ تبدیل و تحریف ترجمہ اسلیئے کیگئی تاکہ سب آدمیون پر اس امر خاص مین ابوبکر کو ترجیح ہو۔ دوسرے اس فقرہ کا بھی ترجمہ غلط ہی۔ ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ کیونکہ اسکا ترجمہ فقط یہ ہی۔ (اور لیکن بھائی چارا اور محبت اسلام کی) یہ فقرہ

کہان سے لکھا گیا ہمارے اُسکے درمیان ہی علاوہ اسکی اس نقرو سے اہلسنت کا وہ
دعوی بالکل ساقط ہوگیا جو بڑی شدومد سے نسبت دوستی اور محبت پیغمبر خدا صلعم
اور حضرت ابوبکر کی کیا کرتے تھے۔ اب سبکو معلوم ہوگیا کہ وہ دعویٰ اہل سنت
کا کہ پیغمبر خدا اور حضرت ابوبکر مین بڑی بھاری دوستی تھی بالکل غلط نکلا۔ اگرچہ حدیث
عطائے رایت یوم خیبر سے یہ امر صاف ہوگیا تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر محبوب خدا
ورسول نہین تھے نہ وہ دونون صاحب خدا اور رسول کو دوست رکھتے تھے کیونکہ جب
تین روز ہمت شیخین قلعہ خیبر پر جنگ کرکے ناکام پسپا ہوئے تو چوتھی روز رسولخدا
نے یہ فرمایا کہ کل رایت لشکر ایسے کرار کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے
اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین الخ۔ اس سے پایا گیا کہ جو لوگ حضرت علیؑ
سے پیشتر سالار لشکر مقرر ہوئے تھے وہ محبوب خدا اور رسول نہ تھے مگر حضرات اہلسنت
براہ تعصب مذہب زبانی جمع خرچ مین یہ ہی کہتے چلے آیا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر
بڑے دوست رسولخدا کے تھے مگر الحمد للہ کہ اب خود ہی اُنکی زبان بند ہوگئی اور
ظاہر ہوگیا کہ جیسا اور عوام مسلمانون سے تعلق اخوت ومودت اسلامی کا رسولخدا کو تھا
ویسا ہی حضرت ابوبکر سے تھا اب اہلسنت حضرت ابوبکر کی فضیلت ابوسفیان اور
معاویہ عمرو عاص وغیرہ کے مقابلہ مین بھی ثابت نہین کرسکتے۔

اب ہم مضمون حدیث پر بحث کرتے ہین اور بعد اسکے موضوعیت اس حدیث کی
ثابت کرینگے۔ واضح ہو کہ واضع حدیث نے تین مطلب اس حدیث کے وضع
کرنے سے نکالے ہین۔ ایک یہ کہ حضرت ابوبکر اُن لوگونمین سے ہین جو رسولخدا کے
صحبت وحاضر باشی اور مال صرف کرنے مین بڑے احسان کرنیوالے تھے۔

دوم یہ کہ رسولخدا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسیکو اپنا دوست بناتے تو حضرت ابوبکر ہی کو بناتے
سوم یہ کہ سب لوگون کے گھرون کے دروازے جو مسجد نبوی مین ہو کر نکلتے ہوئے
تھے بند کرادیے اور فقط حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا۔

پہلے امر کی نسبت کتب اہل سنت مین صاف درج ہی کہ جب یہود جمع ہو کر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور سائل ہوئے کہ آپ اپنے صاحب یعنی نبی صلعم کے اوصاف اور خصلتین ہمسے بیان کرین تو حضرت ابوبکر نے جوابدیا کہ مین تو فقط حضرت کی ساتھ غار مین تھا یا جبل حرا پر آپکے ہمراہ چڑھا تھا مین آپکی اوصاف اور خصلتین بیان نہین کرسکتا حضرت علی کے پاس جاؤ کہ وہ ہر وقت اور ہر حالت مین حضرت کی پاس رہتے تھے وہ بیان کرسکتے ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین آواخر مقصد دوم مین لکھا ہی اب رہا احسان مالی اسکا یہ حال ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایام ہجرت مین دو سو درہم کا اونٹ نو سو درم کو رسولخدا کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ مدارج النبوۃ مین درج ہی۔ امر دوم مین خود ہی فضیلت حضرت ابوبکر کا انکار ہی۔ رہا تیسرا امر کشادگی دروازہ کا اور امر اہم اس حدیث مین یہ ہی ہی۔ دو فقرہ ابتدائی فقط تمہید اس حکم کشادگی دروازہ کے ہین گویا مطلب اصلی حدیث کا یہ ہی کہ حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رہے اورون کے دروازے بند کیے جاوین اور ذکر احسان اور مودت اسباب صدور اس حکم کے ہین یعنی مسجد مین کسی صحابی کا دروازہ نہ رکھا گیا فقط حضرت ابوبکر کے دروازہ کھلا رہنے کا حکم اس سبب سے ہوا کہ وہ رسولخدا کے بہت بڑے محسن اور دوست تھے۔

حقیقت مین یہ حدیث کسی ناصبی نے مناظرہ شیعہ مین بنائی ہی کیونکہ اصل حال یہ ہی

کہ بعض اصحاب کے گھر ونکے دروازے مسجد مین کھلے ہوئے تھے خدا تعالی نے حکم دیا
کہ یہ مسجد طاہر ہی اسمین سوائے طاہرین کے اور کوئی نہین آسکتا سب اصحاب کے
دروازے بند کرو فقط علی مرتضی کا دروازہ کھلا رکھو اور مسجد مین کوئی ساکن نہ ہو
سوائے تمھارے اور علی اور پسران علی کے کیونکہ کسی فرد بشر کو حلال نہین ہی سوائے تمھارے اور
علی کے کہ بحالت جنابت مسجد مین داخل ہو سکے اور ایسا ہی حکم ہمنے موسی کو بھی دیا تھا
ایک طاہر اور ایک پاک مسجد بناؤ اور اسمین کوئی ساکن نہو سوائے تیرے اور تیرے
بھائی ہارون اور پسران ہارون کے چنانچہ حضرت نے منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے
کہ سب لوگ اپنے اپنے دروازے جو مسجد کے اندر ہین بند کر لین۔ بعض اصحاب نے براہ
تمردی اسمین انکار کی تعمیل حکم نکی اسپر رسولخدا نے یہ آواز دلائی یا ایہا الناس سدوا
ابوابکم قبل ان ینزل العذاب یعنی آگاہ ہو ای لوگو کہ قبل اسکے کہ تم پر خدا کا عذاب
نازل ہو اپنے اپنے دروازے بند کرلو اسپر حضرت حمزہ سید الشہدا روتے ہوئے
رسولخدا کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپنے چچا کو تو دور کیا اور چچازاد کو
نزدیک کیا تب رسولخدا نے فرمایا کہ اسمین میرا کچھ اختیار نہین مین مامور ہون خدا کیطرفسے
اسکی حکم سے سبکے دروازے بند ہوتے ہین اور علی کا کھلا رہتا ہی اسپر سب لوگون نے
اپنے اپنے دروازے بند کر لئے اور سوائے علی مرتضی کے اور کسی کا دروازہ کھلا نرہا
یہ حدیث اہلسنت کے نزدیک بہت ہی بڑی مشہور اور صحیح اور متواتر حدیث ہی اور
طرق اس حدیث کے بہت ہین بڑے بڑے محدثین متقدمین و متاخرین اہلسنت
نے اپنی معتبر کتابون مین اس حدیث کو روایت کیا ہی کہ عنقریب ہم بحوالہ محدثین
روایات مذکورہ کو نقل کرینگے۔

سمجھنے والے تو سمجھ گئے ہونگے کہ جب حضرت حمزہ کی زندگی کا قصہ ہے اور جنگ احد سے پیشتر سب اصحابوں کے دروازے بند ہو چکے تھے پھر قریب ایام وفات آنحضرت صلعم کے کھلے ہوئے دروازے اصحاب کے کہاں سے آئے جنکے بند کیے جانیکا حکم ہوا اور حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا۔

اہل انصاف واضحان حدیث اور مفتریان علی الرسول کے ایسے فروگذاشت سے تعجب نکریں خداوند کریم ایسے مفتریان کی ذلت اور خواری کے لیے انسے ایسے بڑے امر کی فروگذاشت کرا دیتا ہے کہ جس سے ہر صاحب عقل پر کذب وبہتان واضع کار روشن ہو جائے اس راوی سے فقط یہی فروگذاشت نہین ہوئی کہ اسنے حدیث کے وضع کیوقت یہ خیال نہین کیا کہ اس زمانہ مین سوائے دروازہ علی مرتضی اور سبکے دروازہ بند ہو چکے تھے بلکہ اسنے بہت بڑی غلطی یہ کھائی ہے کہ اس امر کو بھی تحقیق نہین کیا کہ مسجد کے قرب وجوار مین کوئی مکان بھی حضرت ابوبکر کا تھا یا نہین۔ شیخ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے ایسی حدیث کی شرح مین بڑی محققانہ بحث کی ہے اور نیز شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ اور جذب القلوب مین اس سے اقتباس کیا ہے اور ہم بھی اس عبارت کی نقل کرینگے اس سے صاف ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان قرب وجوار مسجد مین نہ تھا بلکہ وہ عوالی مدینہ محلہ سنح مین رہتے تھے اور جو ایک مکان انکا اس نواح مین تھا اسکو ام المومنین حفصہ کے ہاتھ زندگی رسولخدا مین فروخت کر چکے تھے۔ ہمکو پہلے پہلے اس امر پر تعجب آتا تھا کہ مولف صاحب نے اس حدیث کو بحث خلافت مین کیون لکھا ہے اگرچہ مولف نے اس بحث کو نہین لکھا جسوجہ سے بعض متعصبین نے اس حدیث کو دلیل خلافت گردانا ہے وہ یہ ہے کہ جب فریقین کی

بحث مباحثہ مین یہ بات کھل گئی ہے کہ حضرت ابوبکر کا کوئی دروازہ یا مکان مسجد کے
قرب وجوار مین بھی نہ تھا تب صاحبان حسن ظن نے مضمون حدیث کو اسطرف
چسپان کیا کہ دروازہ سے مراد دروازۂ طمع خلافت ہے کہ اور اصحاب نے طمع کے دروازے
بند کر لیے اور فقط حضرت ابوبکر دروازۂ طمع خود کھلا رکھین چنانچہ جذب القلوب
مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۹۰ مین درج ہے (و بعضی از علما در باب
تاویل در آمدہ ادعا کردہ اند کہ مراد باین حدیث ظاہرش نیست بلکہ مراد باب خلافت
است و بستن ابواب دیگران کنایہ از منع طلب و توقع اوست و الا ابوبکر را منزل متصل
مسجد نبوی خانہ نبود بلکہ خانۂ او در عوالی مدینہ و دیگر در بقیع بود)۔
سخافت و رکاکت اس تاویل علیل کی اصحاب فہم و ذکا پر پوشیدہ نہین اور ایسی
تاویل کرنیوالے مرتبہ عقل و فراست مین واضع سے کم نہین ہین ٭۔
ترجمہ عبارت شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری۔ اسی حدیث مسندلہ مؤلف
کی شرح مین شیخ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس باب مین اور حدیثین وارد ہین جو اس
حدیث کے مخالف ہین از انجملہ حدیث سعد ابن ابی وقاص کی ہے کہ کہا سعد نے کہ
حکم دیا نبی صلعم نے سبکے دروازون کے بند کرنیکا جنکا راستہ مسجد مین ہو کر تھا سوائے
دروازہ علی مرتضی کے۔ استخراج کرنیوالے اس حدیث کے امام احمد بن حنبل اور
امام نسائی ہین اور اسناد انکے قوی ہین۔ اور طبرانی نے اوسط مین ثقات سے
نقل کی ہے کہ سب اصحاب جمع ہو کر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ سبکے
دروازے بند کر دیے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا کہ نہ مین نے دروازون کو
سبکے بند کیا نہ کھولا خدا نے سبکے دروازے بند کیے اور علی کا دروازہ کھلا مین

مامور ہون سبکے دروازون کے بند کرنے پر سوائے دروازہ علی کے ۔
اور نیز امام احمد اور نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ
سب کے دروازون کے بند ہونے کا حکم ہوا سوائے دروازہ علی مرتضی کے ستے
کہ دروازہ انکا مسجد مین گو تھا اور کوئی دروازہ سوائے اسکے نہ تھا اور وہ
بحالت جنابت بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے ۔ اور نیز امام احمد ابن عمر سے
روایت ہی کہ علی ابن ابی طالب کو تین فضیلتین ایسی دیگئی ہین کہ اگر انہین سے
ایک بھی مجھکو حاصل ہوتے تو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر جانتے انہین سے ایک یہ ہی
کہ ہم سبکے دروازہ جو مسجد مین تھے بند کیے گئے اور انکا دروازہ کھلا رکھا ۔ امام
نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر سے کسینے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق
مین کیا کہتے ہو پس انھون نے اسی حدیث کو پڑھا اور فرمایا کہ علی کی بابت کچھ نہ
پوچھو اور انکو کسی دوسرے پر قیاس مت کرو دیکھو کہ رسولخدا کی نزدیک انکی
کیا منزلت تھی ہم سبکے دروازون کو بند کردیا اور فقط انھین کا دروازہ کھلا رکھا ۔
شیخ ابن حجر فرماتے ہین ۔ کہ ان حدیثون مین سے ہر ایک حدیث صلاحیت صحت
اور قبولیت کی رکھتی ہی خصوصاً یہ کہ بعضی طرق بعضون سے تائید پاے
ہوئے ہین اور تقویت حاصل کیے ہوئے ہین ۔
طرفہ یہ ہی کہ باوجود اس کے کہ احادیث دروازہ علی علیہ السلام بکثرت اور متواتر
اور صحیح اور حسن ہین اور حدیث دروازہ ابوبکر اکیلی غیر صحیح غیر متواتر واقع کے خلاف
مگر ابن جوزی نے بحسب عادت خود حدیث دروازہ علی کو محض بہ توہم معارضہ حدیث
دروازہ ابوبکر کی موضوعات مین لکھدیا مگر محققین علمائے اہل سنت نے اس امر پر بحث

کچھ شور مچایا اور ابن جوزی کے اس فعل کو خلاف تشنیع قرار دیا چنانچہ خود شیخ ابن حجر شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے خطار شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو محض توہم معارضہ سے موضوعی لکھدیا کیونکہ اس حدیث کی طرق بہت ہیں بعضے اُنمین سے بدرجہ صحت اور مرتبہ حسن کو پہونچی ہوئی ہیں اور دیگر روایات و احادیث اسکی تائید مین وارد ہین جیسے کہ ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس مسجد مین کوئی شخص حالت جنابت مین سوائے میرے اور تیرے نہ آسکے۔

ثبوت اس امر کا کہ حدیث باب علی مقدم اور زمانہ حیات حضرت حمزہ سید الشہدا کی ہے یہ ہے کہ شیخ عبد الحق جذب القلوب مین لکھتے ہین رسید علیہ الرحمہ میگوید کہ از انچہ دلالت میدارد کہ قضیہ فتح باب علی مقدم ست آنست کہ ابن زبالہ می آرد کہ چون رسو لخدا امر بسد ابواب جمیع اصحاب کرد غیر باب علی حمزہ بن عبد المطلب بعد از انکہ در ابتدائی حال در مبادرت امتثال این امر توقفی کرد بحضرت رسالت آمد و آب از چشم وی میریخت و گفت یا رسول اللہ عم خود را بیرون افگندی و پسر عم را درون خواندی فرمود یا عماہ من مامورم مرا درین امر اختیاری نیست۔

بعد اسکے شیخ عبد الحق نے بڑی مفصل حدیث جسمین اصل سبب بند ہونے اور کھلے رہنے دروازونکا درج ہے اسطرح نقل کی ہے۔ و از انجملہ این حدیث است کہ ابن زبالہ و یحیی لسندی کہ دارند یکی از اصحاب رسول صلعم روایت آوردہ کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا در داد ایہا الناس سدوا ابوابکم انتباہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس برنخاست بار دگر ندا آمد ایہا الناس سدوا

ابوابکم قبل ان ینزل العذاب مردم همه برآمدند و بملازمت آنحضرت مبادرت
کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد فرمود تو چه ایستادی برو و بخانه خود بنشین
نشین و در خانه خود را بحال خود بگذارد و در میان مردم ازین معنی گفتگوی افتاد و در بعضی
دردلها راه یافت آنحضرت در غضب شد و بمنبر رفت و حمد و ثنا مولی گفت و گفت
حق سبحانه تعالی وحی فرستاد بر موسی علیه السلام که مسجدی بنا کن موصوف بصفت
طهارت و ساکن نشود در وی جز تو و هارون و پسران هارون شبر و شبیر و هم حسنین وحی کرد
بمن که مسجدی سازم طاهر که ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران او حسن ع
و حسین ع پس من بمدینه آمدم و مسجدی گرفتم و مرا در آمدن مدینه و گرفتن مسجد اصل اختیار
نبود من نمیکنم مگر آنچه بکنانند و مینمایم مگر آنکه بنمایانند پس بر ناقه خود سوار شدم و بیرون
آمدم و قبایل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من گفتم به
ایشان فرود نیامدم و گفتم راه بر ناقه من تنگ مکنید او مامور ست هر جا که بنشیند
منزل من همانست و الله من در ها را نه بسته ام و نگشاده ام و علی را من در خانه
آورده ام اور اخدا آورد من چه کنم۔

اہل انصاف ذرا متوجہ ہو کر حدیث مندرجہ بالا کے مضمون غور فرماوین کہ ہمارے
حضرت کے اصحاب کیسے صدیق اور صاحب یقین تھے کہ جنکو ہر بار نبی صلعم
پر یہ شبہہ اور شک گذرتا تھا کہ آنحضرت صلعم بوجہ نفسانیت برعایت برادر خود
ایسے حکم دیا کرتے ہین اور ایسے بیدردی اور سرکشی اختیار کرتے کہ جس سے رسولخدا
کو بہت رنج ہوتا اور غضبناک ہو جاتے اور اسیطرح یہ سمجھ گئے باوجود اسقدر تاکیدی
حکم کے حضرت عمر نے پھر بھی یہ کہا کہ مجھے ایک سوراخ ہی دیوار مین رکھنے دو مگر

آنحضرت نے بقول شیخ عبدالحق یہی فرمایا۔ روا ندارم اگرچہ بمقدار سر سوزن باشد
میرے نزدیک وہ اصح حدیث باب ابی بکر کی نسبت بڑی نادانی یہ ہے کہ اُسنے خواہ مخواہ
حضرت ابوبکر کو بھی زمرہ ہمسروان اور شاکت آرندگان مین داخل کر دیا۔ اگر درحقیقت
اُنکا مکان ہی قریب مسجد نہ تھا تو وہ اس زمرہ مین کیون شامل ہونگے کہ جنکے افعال
پر رسول خدا خفنا ہوئے یہ راوی صاحب کی عنایت ہے اب ہم اس امر پر متوجہ
ہوتے ہین کہ دیگر کتب حدیث معتبرہ اہل سنت مین ان سد ابواب کی نسبت
کیسے کیسے روایات وارد ہین تاکہ اہل انصاف کو موقع تمیز حق و باطل کا ملے۔
از انجملہ وہ روایات ہین جنکو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء
مین نقل کیا ہے صفحہ ۲۱۶ مقصد ثانی۔

اخرج الحاکم والنسائی۔ قال ابن عباس وسد رسول اللہ صلعم ابواب المسجد
غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا وہو طریق لیس لہ طریق غیرہ۔ یعنی اس روایت
کو امام حاکم اور امام نسائی نے استخراج کیا ہے کہ کہا ابن عباس نے کہ بند کرا دیے
رسول اللہ صلعم نے سب دروازے مسجد مین کے سوائے دروازہ علی کے پس وہ
بحالت جنابت مسجد مین داخل ہوتے تھے اور اُنکا راستہ اُسی دروازہ سے تھا
اور سوائے اسکے اور دوسرا راستہ اُنکا نہین تھا۔

واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ قال عمر ابن خطاب فقد اعطی علی بن ابیطالب
ثلث خصال لان یکون فی خصلۃ منہما احب لی من ان اعطی حمر النعم قیل
وما ہن یا امیر المومنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ
وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلعم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر
یعنی درآمدن در مسجد بحالت جنابت ۲

روایت کو امام حاکم نے ابوہریرہ سے استخراج کیا ہو کہ کہا حضرت عمر ابن خطاب نے
کہ علی مرتضی کو تین حصے یعنی فضیلتین ایسی عطا ہوئی ہین کہ اگر انمین سے ایک
بھی مجھے ملتی تو حمر نعم سے زیادہ دوست رکھتا پوچھا گیا اُنسے کہ وہ تین فضیلتین
کون کون ہوے ایک تو یہ کہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی شادی اُنسے ہوئی
دوسرے سکونت اُنکی مسجد مین ہمراہ رسولخدا صلعم کے حلال کیا گیا واسطے اُنکے
مسجد کے اندر جو کچھ کہ اُنکے لیے حلال کیا گیا یعنی بحالت جنابت مسجد مین آمد و رفت
کرنا اور تیسرے عطائے رایت یوم خیبر

واستخرج الحاکم عن زید ابن ارقم قال کانت لنفر من اصحاب رسول اللہ
صلعم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا
باب علی قال فتکلم فی ذلک ناس فقام رسول اللہ صلعم فحمد اللہ و
اثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی
فقال فیہ قائلکم واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشئ فاتبعتہ
استخراج کیا امام حاکم نے زید بن ارقم سے کہ کہا زید بن ارقم نے کہ چند اشخاص
اصحاب رسول اللہ صلعم کے دروازے مسجد کے اندر کو تھے پس فرمایا الکیدن
رسولخدا صلعم نے بند کرلو سب دروازے سوائے دروازہ علی مرتضی کے کہا زید
نے کہ اس بارہ مین آدمیون نے گفتگو کی (یعنی شکایت رسولخدا کی کری) پس
کھڑے ہوئے رسولخدا صلعم اور پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجالائے پھر فرمایا کہ مین نے
تمکو گون کو حکم دیا تھا کہ ان سب دروازون کو سوائے دروازہ علی مرتضی کے بند کرلو
اسپر تم مین سے بولنے والے نے بولی ماری پس قسم ہی خدائے عزوجل کی کہ مین اپنی

طرف سے کچھ نہین کہو نتا نہ بند کرتا ہون بلکہ مین مامور ہون خدا کی طرف سے اور جس چیز کا مجکو حکم دیا گیا ہی اُسکا اتباع کرتا ہون۔

واخرج النسائی عن ابی سعید خدری قال قال رسول اللہ صلعم یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک قیل معناہ لا یحل لاحد یستطرقہ جنباً غیری وغیرک۔ وعن ابن عباس ان النبی صلعم امر بسد الابواب الاباب علی۔ اور استخراج کیا امام نسائی نے ابو سعید خدری سے کہا ابو سعید نے فرمایا رسول خدا صلعم نے علی مرتضی سے کہ ای علی کسیکے لئے حلال نہین کہ وہ بحالت جنابت اس مسجد مین جا سکے سوائے میرے اور تیرے یہ بھی کہا گیا ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ کسیکے لئے حلال نہین کہ بحالت جنابت مسجد مین ہو کر راستہ چلے سوائے میرے اور تیرے اور ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے حکم دیا سب دروازون کے بند کرنے کا سوائے دروازہ علی کے۔ اب اہل انصاف ذرا متوجہ ہو کر غور فرماوین کہ جب بحسب مرویات اہل سنت قبل از واقعہ جنگ احد ہی سب اصحابون کے دروازے سوائے دروازہ علی مرتضی بند ہو چکے تھے پھر بزمانہ قرب وفات جناب سرور کائنات کھلے ہوئے دروازے کہان تھے جنکے بند کرنیکا حکم ہوا اس سے صاف طور سے موضوعی ہونا روایت مستدلہ منشی جوہر علی صاحب ثابت ہو گیا اور علاوہ اسکے جب مکان ہی حضرت ابوبکر کا نواح مسجد یا اُسکے قرب وجوار مین نہ تھا تو کیسا بڑا بہتان اور افترا ہی۔ جمیع اہل سیر و محدثین و محققین اہل سنت کا اتفاق ہی کہ حضرت ابوبکر کا مکان جہان وہ بزمانہ مرض و قریب وفات حضرت سرور کائنات رہا کرتے تھے حوالی مدینہ مین بمحلہ سنخ واقع تھا دیکھو مدارج النبوت

جلد ثانی صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ نولکشور۔ کہ اسمین صاف یہ عبارت درج ہی وآنحضرت صلعم از عالم انتقال نمود۔ نقل ست کہ در آن ساعت ابوبکر صدیق در خانۂ خود بود کہ در محلہ سنح عوالی مدینہ بود چون ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ و بہ تعجیل روی بحجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا آورد۔ اب جناب منشی صاحب کے استدلال کی داد دینا منصف مزاجون کے ہاتھ ہی۔

قال المؤلف اسرار الہدیٰ

حدیث ۲ جبیر بن مطعم ان لم تجدینی فاتی ابا بکرٍ قالہ لامرءۃ امرھا ان ترجع الیہ فقالت ارایت ان جئت ولم اجدک۔ بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجکو نپاوے تو ابوبکر پاس آئیو یہ حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُسنے کہا کہ بھلا بتلائیے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نہ پاؤن۔

ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کریگا علماء نے کہا ہی اس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی۔

اقول وبہ نستعین۔ استدلال منشی جوہر علی صاحب بچند وجوہ مرفوع ہی اول یہ کہ سوال مین صاف درج ہی کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث ہی یا نہین۔ اور اس حدیث کی نسبت خود مؤلف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی۔ دوم یہ کہ اس حدیث مین کوئی اشارہ یا کنایہ خلافت کا نہین ہی اگر بالفرض ہم اس حدیث کو صحیح بھی مان لین تو اشارہ

خلافت کا نہین نکل سکتا کیونکہ عورت کا یہ سوال کہ اگر مین آؤن اور آپ کو نہ پاؤن
اور حضرت کا یہ جواب کہ اگر مین نہ ملون تو ابو بکر کے پاس آنا وفات نبی صلعم کے
معنی پیدا نہین کرتے بلکہ بہت سے احتمالات ہو سکتے ہین اور سب سے اغلب
احتمال یہ ہے کہ عورت نے یہ پوچھا ہو کہ آپ بسبب کسی حاجت یا ضرورت
کے کہین چلے جائین اور مجھسے نہ ملین اور حضرت نے اُس عورت کے کام کے
لئے حضرت ابو بکرؓ سے کہدیا ہو کہ جب یہ عورت واپس آئے اور مین نہ ملون تو
تم فلان کام اسکا کر دینا جیسا کہ اکثر حاجتمند ہم لوگون کے پاس آتے ہین
اور ہم کہتے ہین کہ پھر آنا اور اسپر وہ حاجتمند یہ کہے کہ بھلا اگر آپ نہ ملین تو کیا
کرون اور ہم اپنے ایک خدمتگار کا حوالہ دین اور کہین کہ اگر ہم نہ ملون تو ہمارے
فلان ملازم کے پاس آنا وہ تیری حاجت روا کر دیگا اسکے معنی یہ نہین ہو سکتے
کہ حاجتمند یہ کہتا ہے کہ اگر تم مر جاؤ تو کیا کرون اور پھر طرہ یہ کہ جس خدمتگار کا
حوالہ دیا جاوے وہ آقا کا جانشین بھی سمجھ لیا جاوے اول تو دنیا مین ایسا
دستور نہین کہ کسیکے پاس حاجت لیکر جائین اور وہ یہ کہے کہ پھر آنا اور اسکے
جواب مین حاجتمند یہ کہے کہ اگر آپ مر جائین تو کسکے پاس آؤن لیکن ہم بطریق
تنزل فرض کرتے ہین کہ اگر وہ عورت یہ بھی سوال کرتی کہ اگر آپ مر جائین تو
مین کیا کرون اور اس سوال پر حضرت یہ فرماتے کہ ابو بکرؓ کے پاس آنا تو بھی اشارہ
خلافت کا پیدا نہین ہو سکتا اسپر بھی بہت سے احتمالات ہو سکتے ہین فرض
کیجئے کہ آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکر نے اُس عورت سے کوئی چیز خریدی اور
اور قیمت اُسوقت نہین دی وہ عورت اپنا قرض طلب کرنے آئی اور حضرت نے

فرمایا کہ پھر آنا اور حضرت نے اپنے ذمہ کے دام بھی حضرت ابوبکر کو دیدیے کہ جب وہ عورت آوے تو اسکو بشمول اپنے ذمگی دام کے دیدینا۔

علاوہ اسکے ہم یہانتک منشی صاحب کو وسعت دیتے ہین کہ اگر آنحضرت صلعم یہ فرماتے کہ اگر مین مرجاؤن تو ابوبکر کے پاس آنا اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی فرماتے کہ ابوبکر میرے بعد حاکم یا خلیفہ ہوگا تو بھی مدعا حاصل نہوتا کیونکہ ایسا فرمانا آنحضرت صلعم کا بطریق اخبار ہوتا نہ بطریق نص اور اخبار کے نسبت کسیکو انکار نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت سارا حال جو اُنکے بعد ہونے والا تھا زندگی مین معلوم تھا یہانتک کہ سلاطین بنی امیہ و بنی عباس کے حالات اور نام و لقب وغیرہ سے خبر دی ہی تو یہ کب ممکن ہی کہ یون کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا بحث اُس حدیث کی نسبت ہی کہ جو نص خلافت ہو جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ و نیز امت سے خطاب کیا نسبت علی علیہ السلام کے۔ وھو ولیکم بعدی۔ یا جیسا کہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین الخ یا اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق۔

قال حدیث خ عائشۃ لقد ھممت ان ارسل الی ابی بکر و ابنہ و اعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنین اویدفع اللہ ویابی المومنون بخاری مین حضرت عایشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسیکو ابی بکر اور اُسکے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُسکو اپنا خلیفہ اور ولیعہد

کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنیوالے خلافت کی آرزو کرین پھر نبی نے کہا کہ ابوبکر کے سوائے خدا تعالی کسیکی خلافت نمانیگا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا کہ یون فرمایا کہ دفع کریگا خدا اور نمانینگے مومنین۔

اقول و بہ نستعین۔ بحث اس امر کی کہ یہ حدیث قابل اعتبار ہی یا نہین اُسوقت لکھے جائینگے کہ جب اور دوسری حدیث اسی مضمون کی معارض اور مخالف بحب استدلال مؤلف نقل کیجائیگی۔ اس موقعہ پر اسیقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ اہل انصاف منشی صاحب کی تحقیق کو ملاحظہ فرمادین اور اس تحقیقات کے بھروسہ پر تبدیل مذہب فرمانا بھی خیال کرین حدیث مین لفظ اعھد درج ہی منشی صاحب نے اسکا ترجمہ یہ لکھا کہ اُسکو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کردون اگر منشی صاحب نے بسبب دھوکہ دہی غلط ترجمہ نہین کیا ہی اور اُنکو کسی عالم اہل سنت نے یہی اسکے معنی بتلا دیے ہین اور منشی صاحب بوجہ صاف دلی اور سادہ لوحی اُس عالم کے کہنے پر یقین کرلائے اور اسی بنیاد خام پر تبدیل مذہب کرڈالا تو لازم ہی کہ اپنی تحقیقات ناتمام پر غور فرماکر توبہ و انابت کرین۔ اور اگر منشی صاحب اعھد کے معنی سے خود واقف ہین اور دیدہ و دانستہ لوگون کے بہکانیکے لیے اسکا غلط ترجمہ لکھدیا تو دیانت کے بالکل خلاف ہی اور سبد یدسنی ایسا نہین کرسکتا ایسے دھوکہ دہی کسی بڑے خرانٹ سنی کی ہی لیکن ایسے دھوکہ دہی عقل سے نہایت درجہ بعید ہی کیا یہ خیال نہین کیا کہ کوئی عبارت حدیث کو بھی پڑھیگا اس امر کا فیصلہ ہم جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کہ وہ انصاف فرمائین کہ اسطرح غلط ترجمہ لکھنا اور جہلا کو مغالطہ عظیم مین

ڈالنا گیا ہی اور ہمکو اس امر پر بھی تعجب ہی کہ جناب مولانا صاحب کی نظر بوقت
تحریر تقریظ ایسے مقامات پر کیون نہین پڑی - یہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ جناب
موصوف نے بغیر ملاحظہ کتاب کی تقریظ تحریر فرمائی ہی - اور اس بات کے کہنے
کو بھی جی گوارہ نہین کرتا کہ خدا نخواستہ حضرت مولانا صاحب نے دیدہ و دانستہ اس
دھوکہ دہی کو جائز رکھا ہو اسلیئے اور زیادہ حیرانی ہی اگر ہم غلطی کتابت حدیث اور
بے ربطی عبارت اور سقوط الفاظ سے قطع نظر کرین تو صحیح اور لفظی ترجمہ اس حدیث کا
یہ ہی کہ عائشہ رض روایت کرتی ہین کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ مین نے ارادہ کیا تھا کہ کسیکو
ابو بکر اور اُسکے پسر کے پاس بھیجکر قول و عہد کرا لون تا کہ نہ کہین کہنے والے یا تمنا نکرین
تمنا کرنیوالے پھر مین نے کہا کہ خدا ایسا نہونے دے اور مومنین بھی اُنکو دفع کر دینگے
یا خدا ہی دفع کر دے اور مومنین ایسا نہونے دین - اگر اہل انصاف ذرا بچشم غور
ملاحظہ فرماوین تو اس مضمون حدیث سے صاف پایا جاتا ہی کہ آنحضرت صلعم یہ
چاہتے تھے کہ حضرت ابو بکر سے عہد اور قول اس بات کا لیلین کہ وہ معاملہ خلافت
مرتضوی مین دست اندازی نہ کرین کیونکہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جسکی خلافت کیلیئے
سند لکھائی جاوی اُسکے مخالف کے ہاتھ سے لکھائی جاوے اور مخالف کا ہی
بندوبست لازم ہوتا ہی - حضرت ابو بکر کی تحریر سے یا حضرت ابو بکر کے قول و قرار سے
کیونکر کہنے والون اور تمنا کرنے والون کی زبان بند ہوگی - اگر آنحضرت صلعم
کی مرکوز خاطر حضرت ابو بکر کی خلافت ہوتی تو یہ ارشاد فرماتے کہ علی مرتضی سے
قول و قرار لیلون کہ وہ کسی طرح کی مداخلت خلافت مین نہ کرین اور جبکہ حضرت
ابو بکر سے قول و قرار لینا درج ہی تو صاف طور سے منشا آنحضرت کا نسبت خلافت حضرت علی کے ثابت ہوگیا

یہ خدا کی قدرت ہی کہ واضع حدیث دروغ کبھی کامیاب نہین ہوا کرتا کچھ نہ کچھ ایسی
بات باقی رہجاتی ہی کہ نتیجہ واضع کے برخلاف پیدا ہوجاتا ہی۔ یہ امر تو عبارت
حدیث سے خود ثابت ہی کہ واضع حدیث نے ڈرتے ڈرتے ایسے الفاظ کا استعمال
کیا ہی کہ جنسے نتیجہ صاف پیدا ہو کیونکہ اس امر پر تو اجماع امت واقعہ ہی کہ کوئی
حکم نسبت خلافت حضرت ابوبکر کے صادر نہین ہوا اب یہ معجزہ معصومین علیہ السلام
کا ہی کہ واضع نے حدیث تو اثبات خلافت حضرت ابوبکر کے لیے وضع کی اور نتیجہ
اسکے برعکس یہ ظاہر ہوا کہ حضرت ابوبکر کو روک دیا جاوے کہ وہ کسی قسم کی
مداخلت خلافت مرتضوی مین نکرین اور موید اسی کے دیگر روایات
بھی وارد ہین کہ آن حضرت صلعم نے بنظر شفقت برحال حضرت
ابوبکر بارہا اس امر کو چاہا کہ یہ خود مرتکب غصب حقوق اہلبیت پیغمبر کے نہون اور
اسی غرض خاص کے لیے آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو ہمراہی اسامہ بن زید
مدینہ سے باہر جانیکا حکم دیدیا اور تادم واپسین اسی امر پر اصرار کرتے رہے کہ یہ حضرت
ہمراہ اسامہ ملک روم کو چلے جائین اور معصیت غصب حقوق اہلبیت پیغمبر سے بری
رہین مگر تقدیر نے کسی امر مین پیش رفت ہونے دی نہ حضرت ابوبکر روم کو
گئے نہ وہ قول وقرار ونسے لکھا یا گیا جسکا ذکر حدیث مستدلہ مین درج ہی
نہ وصیت آخری ضبط تحریر مین آئی۔

قال حدیث ق — عایشۃ ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب
کتابًا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قایل انا اولی ویابی
اللہ والمومنون الا ابابکر۔ بخاری اور مسلم مین حضرت عایشہ سے روایت

ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ بولا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو
تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ
آرزو کرے کوئی آرزو کرنیوالا یا کہے کوئی کہنے والا کہ مین لایق تر ہون خلافت کا
اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان مگر ابوبکر کو۔
ف اول حضرت نے چاہا تھا کہ صدیق اکبر کو خلافت نامہ لکھدین تاکہ دوسرے کو
دعوی نرہے پھر تقدیر پر اور اجماع مومنین پر چھوڑا۔ یعنی تقدیر مین تو یہی ہی کہ صدیق
اکبر خلیفہ ہونگے اور اجماع مومنین بھی انھین کی خلافت پر ہوگا پھر لکھنا کیا ضرور
ہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو سوا صدیق اکبر کے کسیکی خلافت منظور نہ تھی
اقول بہ نستعین۔ اس حدیث و نیز اس سے پہلے حدیث کا موضوعی و نامعتبر
ہونا بوجوہ عدیدہ ثابت ہی۔ اول یہ کہ راویہ ان دونون احادیث کے حضرت
عائشہ ہین انکی نسبت مؤلف صاحب نے اسی صفحہ پر ایک متفق علیہ حدیث یہ درج فرمائی ہی۔
حدیث ق عایشہ انکن لانتن صواحب یوسف الخ بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ
والی عورتونکی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو الخ یہ حضرت نے اُس
بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا۔ پس جن عورتونکی نسبت نبی صلعم یہ شہادت
دین کہ وہ مثل صواحب یوسف ہین باتین خلاف واقع ظاہر کرتے ہین تو انکے
قول پر اعتماد کرنا صریحاً کفر ہی کیونکہ جب انکے قول کو صحیح سمجھا گیا تو ضرور نبی ؐ
کو صادق نہ جانا اور نبی صلعم کو جھوٹا جاننے والا صریحاً کافر ہی پس مسلمانون کے
نزدیک ہر دو احادیث دروغ اور نامعتبر ہین۔ دوم اگر حدیث صواحب یوسف

خود حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ تو بھی دختر کی شہادت باپ کے حق مین بموجب
فقہ قابل قبول نہین ہوتی پھر کوئی مسلمان بی بی عائشہ کے بیان کو جو اُنکے والد کے نفع
رسانی مین ہے کیونکر قبول کرسکتا ہے خاصکر جبکہ حضرت ابوبکر نے معصومین کی شہادت
کو اِس سقم فقہی کی وجہ سے فدک کے معاملہ مین قبول نکیا تھا جو منشی جوہر علی صاحب
کیسے مقلد اور پیرو خلفا ہین کہ دختر کے بیان کو باپ کے حق مین قبول کرتے ہین۔
سوم صریح دلیل دروغ ہونے ہر دو روایات کی یہ ہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کے
معارض ہین یعنی ایک روایت مین تو بی بی عائشہ یہ فرماتی ہین کہ حضرت نے کسی
دوسرے کو بھیجنے کا ارادہ کیا تھا مگر کچھ سوچکر خدا کے سپرد کردیا۔ اور دوسری روایت
کے بموجب یہ فرماتے ہین کہ مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بُلا لا۔ پہلے
روایت کے بموجب تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فقط ارادہ بُلانے ابوبکر و پسر
ابوبکر کا کیا تھا اور پھر کچھ سوچکر خاموش ہوگئے اور سپرد بخدا کردیا۔ اور دوسری
روایت کے بموجب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود بی بی عائشہ کو بُلانے کا حکم دیا مگر واضع نے
اس حدیث مین کوئی نتیجہ اُس حکم کا نہین نکالا کہ بی بی عائشہ بُلا کر لائین یا نہین اگر
لائین تو کیا دستاویز لکھی گئی اور اگر بُلا کر نہین لائین تو کیون۔ نتیجہ مین جو یہ فقرہ
لکھا ہے (اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر) یہ اس حکم کا نتیجہ نہین ہوسکتا
کیونکہ یہ فقرہ تو ترک ارادہ طلب ابوبکر کو ظاہر کرتا ہے نہ کہ حکم طلبی کو پس جبکہ
ہر دو روایات باہم معارض ایک دوسرے کے ہین تو دونون ناقابل اعتبار
ہین۔ چہارم یہ بات بھی تعجب سے خالی نہین کہ اگر تعلق خلافت تھا تو حضرت
ابوبکر سے تھا پھر اُنکے فرزند ارجمند کی طلبی اور اُنسے عہد و پیمان کا کونسا موقع تھا

اور چونکہ ان ہر دو روایات مین حضرت ابوبکر کے ساتھ اُنکے پسر کا بھی طلب کیا جانا مذکور ہی تو ظن غالب یہ ہی کہ بی بی عائشہ نے اس حدیث کو اس غرض سے بیان کیا کہ بعد میرے باپ کی خلافت کا مستحق میرا بھائی بھی تھا اور مسلمان لوگ اس امر پر یقین کر لین کہ حضرت رسولخدا صلعم کا ارادہ تھا کہ حضرت ابوبکر کے بعد عبدالرحمن خلیفہ ہووین مگر چونکہ زمانہ کی چال کچھ پرداز مقتضی اس امر کی ہوئی کہ حضرت ابوبکر چار ناچار اپنا ولیعہد حضرت عمر بن الخطاب کو کرنا پڑا اس لیے ان احادیث سے کوئی نفع واضع کو نہ پہونچا اور خود بخود کذب اور افترا کھل گیا
اب ہم متوجہ ہوتے ہین عبارت اور مضمون حدیث مستدلہ کی طرف اور اہل انصاف کو بھی توجہ دلاتے ہین کہ وہ بنظر مضمون حدیث پر غور فرماوین کہ صاف طور سے وہ جملہ علامات موجود ہین جو موضوعہ روایات مین ہوا کرتی ہین - قائل کا خائف و متردد ہونا الفاظ کا متعلق اور گول مول ہونا صریح دلیل کذب ہی - ہم کہتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم نے بی بی عائشہ کو حکم دیدیا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا لا پھر اس کلمہ کے فرمانے کا کیا موقعہ تھا کہ یابی اللہ والمومنون اسلیے ثابت ہی کہ واضع کو خیال اسی روایت کا رہا جسمین فقط ارادہ اور ترک ارادہ کا اظہار کیا گیا تھا
غلطی عبارت حدیث پر ہم منشی صاحب کو الزام دینا نہین چاہتے کیونکہ اُنھون نے اصل کتاب بخاری یا مسلم سے نقل نہین فرمائی مگر ترجمہ کی بابت البتہ ہم منشی صاحب سے شکایت کرتے ہین کہ دیدہ و دانستہ ترجمہ غلط لکھدیا اور آیات و حدیث کا قصداً غلط ترجمہ کرنا گناہ عظیم ہی بلکہ ایسا شخص اشرار یہود و نصارا کے ساتھ محشور کیا جائیگا - جو دیدہ و دانستہ خدا و رسول کا کلام مین تحریف و تبدیل

کرے خواہ اصل عبارت ہو یا ترجمہ مین ہو سو اب مجھے منشی صاحب سے پوچھنا پڑا کہ حدیث نمبر ۳ مین کونسا لفظ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اُسکو اپنا خلیفہ و ولیعہد کرون) اور حدیث نمبر ۴ مین خلافت نامہ کس لفظ کا ترجمہ ہے اور نیز وہ کونسا قاعدہ صرفی یا نحوی ہے جس سے یابی اللہ والمومنون الا ابابکر کا یہ ترجمہ تحریر فرمایا (نمانیگا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو) لفظ (کو) کس قاعدے سے زیادہ کیا گیا ہمنے بارہا اس بات کو جتلایا ہے کہ مفتری علی اللہ والرسول کبھی کامیاب ہوا نہین کرتا ضرور ایسے الفاظ اُسکی زبان سے نکلتے ہین کہ جس سے مطلب اُسکی غرض کے برخلاف پیدا ہو جاتا ہے اب اہل انصاف اس حدیث کے مضمون پر غور فرماوین کہ صاف یہ مطلب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے انتظام خلافت حضرت علی کے بی بی عایشہ کو یہ حکم دیا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لا کہ اُنسے مین ایک نوشت لکھواؤن تاکہ تمنا کرنیوالے آرزو نکرین اور کہنے والے یعنی تیرے باپ اور بھائی یہ نہ کہین کہ ہم مستحق خلافت ہین اور نمانیگا خدا اور مومن لوگ مگر ابوبکر یعنی خدا تعالیٰ اور مومن لوگ میری مخالفت کو روا نہ رکھینگے مگر ابوبکر میری مخالفت کرینگے اور جبکہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت یہ بات معلوم ہو گئی کہ ابوبکر برخلاف خدا تعالیٰ و مومنین کے میرے حکم کی مخالفت ضرور کرینگے تب آپ نے اُنکا بلانا اور تحریر کیا جانا ضروری نہ جانا۔

علاوہ اسکے ہر معاملہ مین قرینہ بھی ہوتا ہے مگر حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی قرینہ بھی دلالت نہین کرتا بلکہ تمام قراین اسکے برعکس ہین اگر حضرت ابوبکر مثل حضرت علی کے تعہد نور یا نسب رسو لخدا سے رکھتے یا مثل نبی صلعم کے طاہر و معصوم ہوتے یا مدینہ علم الٰہی

کے باب ہوتے یا دیگر کمالات انسانی مین مثل شجاعت و سخاوت و عبادت و تقویٰ
کے ہم پلہ حضرت علی کے ہوتے یا کبھی رسولخدا نے انکو اپنا خلیفہ بیان کیا ہوتا
جیسا کہ حضرت علی کی نسبت بیان کیا یا کبھی انکی نسبت امت کو حکم تمسک و
پیروی کا دیا جاتا یا مثل حدیث ثقلین کے یا کسی آیت قرآنی مین مثل خدا و رسول
خدا صلعم ولی مومنین قرار دیے جاتے ۔ یا مثل رسول خدا صلعم کے مولائے مومنین
مقرر ہوتے یا وصی پیغمبر کا خطاب حاصل کرتے تو مضائقہ نہ تھا کہ ایسے مہمل
روایات کو اُنکے خلاف پر دلیل گردان سکتے اور جبکہ کبھی کوئی رسوخ اسلام
مین اُنھون نے حاصل نہین کیا کبھی زندگی رسولخدا صلعم مین نائب یا خلیفہ
رسولخدا کے مقرر نہین ہوئی بلکہ تبلیغ رسالت متعلقہ سورہ برات سے با این حکم
روکے گئے کہ تبلیغ رسالت خاص پیغمبر خدا صلعم کا کام ہی غیر شخص بہ نیابت
اُنکے اس کام کا انجام نہین ہوسکتا حضرت ابوبکر کو اس کام سے بند کرنا چاہیے
اور حضرت علی کو اس کام پر مامور کرنا چاہیے ۔ تا دم واپسین پیغمبر خدا صلعم اس
حکم پر بالاستحکام مصر رہے کہ حضرت ابوبکر بماتحتی اسامہ بن زید روم کو جائین
وصایائے آخری جو پیغمبر اپنے نائب اور وصی سے کیا کرتا ہی حضرت ابوبکر
کو کوئی حصہ نہین ملا کفن دفن مین بھی شرف شرکت حاصل نہین ہوا پھر کون
ایسا ذریعہ ہی کہ جس سے ہم لوگ یہ سمجھین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا
چاہتے تھے ۔ جن روایات کو منشی صاحب نے نقل کیا ہی اگر یہ روایات موضوعی ہوتین
تو ضرور تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین ضرور استدلال کیا جاتا ہس اہل انصاف کتب اہل سنت مین
حالات سقیفہ کو ملاحظہ فرماوین کہ انھین مین سے کسی روایات پر بھی حضرت ابوبکر یا حضرت عمر نے استدلال نہین کیا

قال حدیث ق عایشہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر
فلیصل بالناس- قالہ فی مرضہ الذی توفی فیہ بخاری اور مسلم مین حضرت
عایشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مغرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون
کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام
ہو کر نماز پڑھاوے یہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا ف
حضرت عایشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہ کہو ابوبکر
سے لوگونکو نماز پڑھاوے مین نے کہا کہ ابوبکر نرم دل مرد ہی اگر حضرت کے
مقام پر نماز پڑھانیکو کھڑا ہوگا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنینگے عمرؓ کو
کو فرمایئے کہ نماز پڑھاوے حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز لوگون کو
پڑھاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے بھی حضرت سے
یہ ہی کہا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات مبارک
مین پانچ دن صدیق اکبرؓ نے امامت سے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہوا صدیق
اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت کا خاص تھا یعنی نماز کی امامت کا تو اپنی
زندگی مین صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسیکو تخت وتاج
دیوے تو یہ علامت ہی کہ بادشاہ نے اُسکو اپنا ولیعہد کیا-

اقول بحول اللہ العلی العظیم قبل از شروع کرنے تردید استدلال مؤلف
اسرار الہدی کے ہم مؤلف صاحب کے اُس تصرف ناجائز کو جتلاتے ہین جو
اُنھون نے عبارت حدیث یا ترجمہ مین کیا ہی حدیث کی عبارت مین سے تو
ایک فقرہ کا فقرہ نکال دیا کیونکہ یہ حدیث اس طرح ہی کہ انکن صواحب یوسف

وَاِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ- یعنی البتہ تم صواحب یوسف ہو اور تحقیق کہ مکر تمھارا بڑا ہی- اور ترجمہ مین یہ تصرف کیا گیا ہی فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ کا ترجمۃ لکھا (خود امام ہو کر نماز پڑھاوے) حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہی (لوگون کے ساتھ نماز پڑھے) وجہ اس تصرف ناجائز کی اہل انصاف پر پوشیدہ نہین ہی پھر مجھے گذارش کرنا کیا ضروری ہی عاقلان خود میدانند اب بنسبت استدلال منشی صاحب کے گزارش کرتا ہون کہ اس حدیث کے نقل کرنیسے کوئی بہتر نتیجہ منشی صاحب نے برآمد نہین کیا بلکہ برعکس اسکے دو روایات سابقہ کو بھی نامعتبر ثابت کر دیا- منشی صاحب نے اس موضوعی روایت سے جو اشارہ خلافت نسبت حضرت ابوبکر کا نکالا ہی اول تو اشارہ وکنایہ سے بحث نہین حدیث مفصل کا سوال ہی دوم اشارہ بھی خود نامعتبر اور روایت موضوعی ہی- محدثین نقاد اصلیت وموضوعیت احادیث کو اُنکی راویان کے احوال سے دریافت کیا کرتے ہین رُوات حدیث مین سے اگر ایک بھی جھوٹا یا مکار یا کیا دھوتا ہی تو اُس حدیث کو خارج از اعتبار قرار دیدیتے ہین اور جبکہ اس حدیث کی راویہ اول بشہادت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل صواحب یوسف کے مکار خلاف گو ثابت ہو گئے پھر اس روایت پر کس قاعدہ سے اعتبار کیا جاوے-

یہ معاملہ مذہبی اور دین وایمان کا ہی رعایت کسیکی نہین کرنی چاہیے منشی صاحب آپ ہی انصاف کیجیے کہ جب اس روایت کے آغاز پر سے راویہ کا عدم وثوق مروی ہی پھر آپکو روایت نقل کرتے ہوئے کچھ بھی خیال نہ آیا- ایسی روایت پر کون اعتبار کرسکتا ہی اگر تعصب کو ذرا دل سے دور کیجیے تو آپ پر روشن ہو سکتا ہی کہ بصورت صحت اس روایت کے حضرت عائشہ کے تمام اقوال اور جملہ روایات محض کذب

و افترا اقرار پاتے ہیں اور اُنکی کسی روایت پر بھی مسلمان اعتبار نہیں کر سکتے۔ اگر منشی صاحب اس روایت کی نقل سے پشیمان ہو کر اسکو واپس لیں تو البتہ مذہب اہل تسنن پر بہت بڑا احسان ہوگا کیونکہ ایک چہارم کے قریب صحاح ستہ میں بی بی عائشہ کی مرویات ہیں اور جملہ روایات ام المومنین ساقط عن الاعتبار ہوگئیں تو ظاہر ہی کہ مذہب اہل تسنن کی پوری بیخ کنی ہوگی۔ ہم تو پہلے ہی سمجھ رہے تھے کہ حضرات علمائے اہل سنت کیا خوش ہو ہو کر بڑی لمبی چوڑی تقریظیں لکھ رہے ہیں ضرور اُنکو ستایش بیجا کی وجہ سے سخت پشیمان ہونا پڑیگا ابھی تو ماشاء اللہ منشی صاحب کا پہلا وار ہی آگے دیکھیے حضرات اہلسنت سے کسطرح بنتی ہی۔

اب ہم اصل قصہ پیش نمازی کی طرف رجوع ہوتے ہیں کہ در واقع اسکی کچھ اصلیت نہیں پیغمبر خدا صلعم نے ہرگز ہرگز نہ حضرت ابوبکر کی پیش نمازی کو فرمایا نہ حضرت عمر کی بلکہ روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت سے صاف ظاہر ہی کہ فقط عورتوں کی سازش سے بلا حکم و بلا اجازت رسول خدا صلعم پہلے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت ابو بکرؓ پیش نمازی پر کھڑے ہوئے مگر آنحضرت صلعم نے اطلاع پاتے ہی دونوں کو معزول کر دیا مفصل بحث اسکی ہمنے شمس الضحیٰ میں اور اُس سے بھی زیادہ تاریخ الانبیا کی مجلد ثانی میں کہی ہی اور اس موقعہ پر بھی بقدر حاجت گذارش کیا جائیگا صحاح ستہ اہل سنت میں اس قصہ سے زیادہ اور کوئی معاملہ مختلف فیہ نہ ہوگا جس قدر روایات اس قصہ کے متعلق مروی ہیں اُنکے راوی فقط تین شخص ہیں ایک خود بی بی عائشہ دختر حضرت ابوبکر دوم بلال غلام آزاد کردہ حضرت ابوبکر سیوم عبداللہ بن ربیعہ ہاشمی مضمون ہر روایت کا ایک دوسرے سے مخالف اور

برعکس ہی مگر نتیجہ سب نے یہ ہی نکالا ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر و حضرت ابوبکر کو یکی بعد دیگری پیشنمازی سے اسیوقت معزول کر دیا۔ در حقیقت اس قصہ مین سازش عورتون کی پائی گئی کہ اول بی بی حفصہ نے موقعہ پاکر بلا اجازت حضرت پیغمبر خدا صلعم اپنے باپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہہ دیا اور بعد ازان بی بی عایشہ نے اپنے باپ کی نوحجالی اسی پر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تم صواحب یوسف ہو اور مکر تمھارا عظیم ہی بی بی عایشہ کی روایت کی کیفیت گذارش ہو ہی چکی ہی کہ اگر آنحضرت صلعم وہ الفاظ بھی اُنکی شان مین نہ فرماتے تو بھی یہ روایت قابل قبول نہوتی کیونکہ دختر کی شہادت باپ کے حق مین شرعاً نامسموع ہی ایسے ہی بلال کی روایت بھی معتبر نہین ہو سکتی رہے عبد اللہ بن ربیعہ وہ قسمیہ بیان کرتے ہین کہ مجھے رسول خدا صلعم نے کسیکی پیش نمازی یا امامت کا حکم نہین دیا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ مین اسوقت مسجد مین نہین آ سکتا جو لوگ مسجد مین جمع ہون اُنسے کہدو کہ وہ نماز پڑھ لین۔

روایت عبد اللہ ابن ربیعہ مدارج النبوت مین اس طرح مرقوم ہے۔

و روایت ست از زہری کہ فرمود آن حضرت صلعم عبد اللہ بن ربیعہ را کہ بیرون آید و بگوید مردم را کہ نماز بگذارید پس بیرون آمد عبد اللہ بن ربیعہ و ملاقات کرد کہ عمر بن الخطاب را و گفت او را بگذار نماز با مردم (بگذار و نماز با مردم) پس بود وی رضی اللہ عنہ جہیر الصوت پس شنید آنحضرت صلعم علیہ السلام آواز عمر را تا آخر مضمون

دوسری روایت مین شکایت کرنا حضرت عمر کا عبد اللہ ابن ربیعہ سے کہ تو نے مجھے ناحق ذلیل کر دیا اسطرح مصرح ہی۔

و گفت عمر مر عبد اللہ بن ربیعہ را بد کاری کہ کردی تو من دانستم کہ آنحضرت

امر کردتر اکہ امر کنی مرا گفت عبداللہ لا واللہ امر بکرد مرا کہ امر کنم کسی را۔ بعد اسکے یہ حال ہے پہلے حضرت عمر کو نماز پڑھانے سے منع کیا اور جب پھر آواز حضرت ابوبکر رض کی سنی تو خود آنحضرت صلعم حضرت علی اور عباس کے سہارے سے مسجد مین تشریف لائے اور خود نماز پڑھائی مدارج مین درج ہی۔

پس طلبید علی وعباس را وتکیہ کرد بر ایشان و بیرون آمد بسوئے مسجد و نماز گزارد۔

علاوہ ازین اسی روایت مین جسکو مؤلف صاحب نے بی بی عائشہ سے روایت کیا ہی صاف درج ہی کہ بعد ٹھہرے ہونے حضرت ابوبکر کے خود جناب سرور کائنات مسجد مین تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور حضرت ابوبکر امام سے مقتدی ہو گئے چنانچہ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۵۰ مین درج ہی۔ فرمود آن حضرت علیہ السلام شما ای زنان صواحب یوسف اید الخ۔ بعد اسکے درج ہی۔ پس چون در آمد حضرت ابوبکر در نماز یافت آنحضرت در نفس خود خفتی را برخاست در حالیکہ میرفت میان دو کس و پاہای مبارک او خط میکشیدند در زمین تا در می آید مسجد شریف را وچون شنید ابوبکر پس آن حضرت را خواست کہ بستر رود پس ایما کرد آن حضرت کہ بجال خود باش پس آمد آن حضرت و نشست در جانب چپ ابوبکر و ابوبکر ایستادہ است اقتدا می کند ابوبکر بنماز رسولخدا صلعم و اقتدا می کنند مردم بنماز ابوبکر یعنی بواسطہ تکبیر وی بر افعال و انتقالات آنحضرت صلعم وقوف می یافتند۔

کمال تعجب ہی کہ منشی صاحب نے بے سوچے سمجھے کسطرح حضرت ابوبکر کی بیماری پر تعجب کر لیا اس موقعہ پر یہ ذکر بھی خالی از فائدہ نہو گا کہ مسئلہ مسلمہ اہل سنت ہی کہ پیغمبر کی نماز امتی کے پیچھے ہو جاتی ہی جیسا کہ ابھی صفحہ پر مدارج النبوت مین

آنحضرت صلعم کا عبد الرحمن بن عوف کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مندرج ہی بلکہ اسی
رسالہ مین مولف صاحب نے حضرت ابوبکر کے پیچھے بھی ایک مرتبہ آن حضرت
صلعم کا نماز پڑھنا درج کیا ہی پھر یہ بات تعجب سے خالی نہین ہی کہ اس مرتبہ کیون
حضرت صلعم نے ابوبکر کے پیچھے نماز نہ پڑھی اور کیون بوجہ انکو امامت سے معزول
کیا۔ غور کرنیسے یہی بات ظاہر ہوتی ہی کہ آنحضرت صلعم نے اسی دور اندیشی سے
حضرت ابوبکر کو امامت سے معزول کیا تاکہ لوگ انکی خلافت کے جواز پر استدلال کریں
یہ قصہ نماز عشا کے وقت کا ہی اور اسکے بعد سترہ وقت کی نماز تک حضرت رسوخدا
صلعم زندہ رہے اور سترہ وقت کی نماز اسی وقت مین رسوخدا صلعم نے ادا
فرمائی اسوقت کے بعد کسی اور وقت کی نماز کے بابت کوئی تذکرہ کتب اہل
سنن مین درج نہین ہی منشی صاحب نے جو اس امر پر استدلال کیا ہی کہ نماز
پڑھانا خاص کام رسوخدا کا ہی اور جبکہ یہ کام حضرت نے حضرت ابوبکر کے سپرد
کر دیا تو گویا اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ یہ استدلال کسی طرح درست نہین ہی ہم کہتے
ہین کہ جب مرویات اہل سنن سے یہ امر تحقیق ہوگیا کہ آنحضرت صلعم نے کسیکو
نامزد کر کے حکم نماز پڑھانے کا نہین دیا اتفاق سے اول حضرت عمر کھڑے ہوئے
پھر حضرت ابوبکر پیش نماز ہوئے تو یہ ایک اتفاقیہ امر ہی اگر پیش نمازی حضرت ابوبکر کی
اسیوقت ہوتی تو بھی نص خلافت نہوتی۔ ثانیاً پیش نمازی افعال مخصوصہ
نبوت سے نہین ہی بلکہ حضرت کی زندگی مین خاص شہر مدینہ مین دس بیس مسجدون
مین عوام لوگ امام ہوکر نماز پڑھایا کرتے تھے اگر پیش نمازی مخصوص بہ نبوت
ہوتی تو کوئی شخص مجاز نماز پڑھانے کا نہوتا اور جبکہ حضرات اہل سنت اس

امر کے قائل ہین کہ حضرت صلعم نے قبل اس واقعہ کے دوبار عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی تو پھر پیش نمازی کسی طرح دلیل فضیلت بھی نہین ہوسکتی نہ کہ استحقاق خلافت پیدا کرے - دیکھیے افعال مخصوصہ نبوت مین تبلیغ رسالت ہی اگر نبی صلعم اپنے زندگی مین کسیکو تبلیغ رسالت پر مامور کرین تو کہا جا سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مخصوصہ کام پر فلان کو مامور کیا جیسا کہ تبلیغ سورہ برات کا قصہ احادیث صحیحہ اہل سنت مین درج ہی کہ سال حجۃ الاسلام مین آنحضرت صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اوایل چہل آیات سورہ برات دیکر مکہ معظمہ کو روانہ کیا کہ حج کے دن یہ پیغام خدا کا لوگون کو پہونچا دین بعد روانہ ہوجانے حضرت ابوبکر کے جبریل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہی اسکو کوئی شخص غیر بجا نہین لا سکتا یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو جو تم سے ہو تب آنحضرت نے عقب حضرت ابوبکر سے حضرت علی مرتضی کو تبلیغ سورہ برات پر مامور فرمایا اور حضرت ابوبکر اس کام سے معزول کیے گئے - اس قصہ سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کسی طرح خلیفہ رسول ہونیکی قابلیت نرکھتے تھے - دیکھیے تعصب اسکو کہتے ہین کہ حضرات اہلسنت اس پیشنمازی کو منسوخہ فسانہ کو کس آب و تاب سے بیان کرکے استحقاق خلافت حضرت ابوبکر کا جتلاتے ہین حالانکہ ثابت ہو چکا کہ پیشنمازی نہ افعال مخصوصہ نبوت مین داخل ہی نہ دلیل افضلیت ہی بموجودی پیغمبر ہر شخص امتی بھی پیشنمازی کرسکتا ہی اور معاملہ تبلیغ سورہ برات کو زبان پر بھی نہین لاتی حالانکہ یہ کام بشہادت وحی الٰہی امور مخصوصہ نبوت مین داخل ہی اور جو شخص اس

کام پر مامور ہوا وہی قابلیت خلافت پیغمبر کی رکھتا ہے اور جو شخص بوجہ عدم قابلیت نیابت پیغمبر اس کام سے معزول ہو چکا ہے وہ کسی طرح قابل خلافت عام نہین سمجھا جا سکتا۔

بس جبکہ تعصب کا یہ حال ہی تو ایسے لوگون سے حق جوئی کی کیا امید ہو سکتی ہے اہل انصاف ذرا اپنی دلون مین غور کرین کہ خدا تعالی نے جس شخص کی نیابت و خلافت کو فقط ایک حکم کی تبلیغ مین بھی منظور نہ رکھا ہو وہ ہمیشہ کے لیے تبلیغ رسالت مین کسطرح خلیفہ اور جانشین پیغمبر صلعم کا مقرر ہو سکتا ہے۔

قال ۔ علی ہذا القیاس اور بھی احادیث صحیحہ بطریق پیشین گوئی حضرت رسولخدا صلعم نے درباب خلافت صدیق اکبرؓ کی فرمائی ہین وہ مخل شوری نہین اسلیے کہ ظہور انکا حسب ارشاد نبوی کے واقع ہوا۔

اقول ۔ اہل خبرت پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ جو حدیث بطریق اخبار یا پیشین گوئی کے ہوتی ہی وہ کسی معاملہ پر حکم نص کا نہین ہے اسلیے مثلاً اگر رسولخدا نے بطریق پیشین گوئی حالات خلفاء مروانیہ و عباسیہ بیان فرمائے تو اس حدیث سے خلافت خلفائے جور کا نہین ہو سکتا علی ہذا القیاس دجال کی بابت بھی پیشین گوئی واقع ہی تو اس پیشین گوئی سے دجال برحق نہین ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے حضرت عمر نے اپنے خطبہ مین قبول کیا ہی کہ بیعت ابوبکر ایک واقعہ ناگہانی اور خلاف توقع تھا مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا یعنی نکوئی حکم تھا نہ حسب قاعدہ اجماع تھا۔ فقط ہماری چالاکی اور تدبیر سے واقع ہو گئی اگر آئندہ اور کوئی ایسا کرے تو قتل کیا جاوے ھکذا عبارتہ کانت بیعۃ ابوبکر فلتۃ و فی اللہ

شرہا فمن عاد الی مثلہ فاقتلوہ۔ اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ خلافت ابوبکر پر نہ نص تھی نہ اجماع بلکہ ایک ایسا فعل تھا کہ جس کا فاعل واجب القتل ہے۔ اور نیز حضرت عمر نے بوقت وفات ظاہر کیا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بعد ترک استخلاف کیا اور کسیکو خلیفہ مقرر نہین کیا جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا کی فصل دوم مین بخاری مسلم سے روایت کی ہے۔ واخرج الشیخان عن عمر انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ہو خیر منی یعنی ابابکر وان اترککم فقد ترککم من ہو خیر منی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نیز دوسری روایت مستدرک حاکم و مسند بزار سے اسی فصل مین نقل کی ہے۔ قالوا یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف الیکم فتعصون خلیفتی ینزل الیکم العذاب یعنی لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آیا آپ ہم پر کسیکو خلیفہ نہین کرتے ہو فرمایا اگر مین خلیفہ کرون اور تم اس خلیفہ کو نہ مانو تو تم پر عذاب آلہی نازل ہو در حقیقت یہ حدیث سر نبوی ہے اور اشارہ خلافت مرتضوی سے ہے کیونکہ ابو بکر کی نسبت تو گمان نہ تھا کہ امت خلیفہ نہ مانیگی بلکہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت میرے بعد ابو بکر کو حاکم کریگی البتہ حضرت مرتضی کی خلافت پر گمان تھا کہ لوگ نہ مانینگے اور عذاب آلہی نازل ہوگا پس صاف ثابت ہو گیا کہ خلیفہ حضرت کا سوائے حضرت علی مرتضی کے اور کوئی شخص نہ تھا۔

قال المنشی السید جوہر علی۔ اسی ضمن مین اُن احادیث کا ذکر کرنا بھی ضرور ہے جن سے اہل تشیع اہل سنت کی کتب سے استدلال کرتے ہین وہو ہذا۔ **حدیث**

براء بن عازب سے صحیح بخاری اور مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولخدا نے بقصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیر کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینۂ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیر کو طعن کی کہ رسولخدا آپکو اپنے ساتھ کیون نہین لیے جاتے جناب امیر کو یہ بات ناگوار گذری یہ حکایت رسولخدا سے کی اور کہا۔

یارسول اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی ای رسولخدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجکو عورتون اور بچون مین تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔

اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ ھرون من موسی الا انہ لانبی بعدی یعنی آیا راضی نہین ہوتا ہی تو یہ کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسٰی سے مگر تحقیق شان یہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔ اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول انکا دعوی صحیح نہین ہی۔ اول یہ کہ خلافت جناب امیر کے مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔ دوم جب حضرت موسی کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح بر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے۔ سوم اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹے یا داماد کو ہی سپرد کی جاتی ہی پس جناب امیر کا چندروز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہو سکتا۔ چہارم کتب سیر فریقین مین مرقوم ہی کہ حضرت ہارون نے حضرت موسی کی حیات ہی مین وفات پائی بعد پھر خلافت کیسی۔ پنجم حضرت ہارون حضرت موسی کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان جب ان جملہ مراتب مین سے ایک بھی جناب امیر کو حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلافصل ہو سکتے تھے۔ ششم

حضرت رسولخدا صلعم نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہی اس سے ثابت ہی کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیر بھی حیات مبارک رسولخدا صلعم مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسیطرح سے بعد وفات رسولخدا صلعم حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے ہیں ہفتم جب رسولخدا صلعم نے الا انہ لا نبی بعدی کو کہ جملہ خبریہ ہی استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت در صورت حیات حضرت ہارون بعد وفات حضرت موسیٰ ہرگز جدا ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعًا جدا ہوا ہے ہشتم ولو فرضنا حضرت ہارون بعد حضرت موسیٰ کے زندہ بھی ہوتے بلاشبہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیر مین یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کا کیسا۔ نہم حدیث شریف مین استثنا منقطع موجود ہی اگر اُسکو شیعہ استثنا متصل فرض کرین تو اس صورت مین حدیث رسولخدا کی صریح تکذیب ہوتی ہی۔

قطع نظر ان جملہ امور سے شیعہ بتاوین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر پائی جاتی ہو ہان اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب اہل سنت والجماعت کا ہی۔

فاقول انا العبد الضعیف بحول اللہ الخبیر اللطیف۔ واضح ہو کہ مؤلف اسرار الہدیٰ نے اصل عبارت حدیث کو تو غلط اور بے سر و پا بوجہ عدم بصیرت و نہ ملاحظہ کرنے صحیحین کی نقل کیا مگر ترجمہ مین جو کچھ تصرف کیا گیا ہے وہ محض بوجہ عناد اور تعصب کی ہی بوقت لکھنے حدیث مذکورہ بالا کے ضرور یہ امر

پیش نظر مولف تھا کہ مناقب اور فضائل جناب امیر کو ایسے الفاظ سے تحریف و تبدیل کیا جائے کہ جو ظاہرا بے وقعت ہون اور اُنسے مناقب و مراتب مندرجہ حدیث ناظرین کی نگاہ مین بادقت معلوم ہون - مین یہ نہین کہ سکتا کہ مولف کی یہ کارروائی خود اُنکے ذاتی عقیدہ کی وجہ سے ہی یا مذہب اہل السنن کے مطابق اُنکو ایسا کرنا پڑا - لیکن اسقدر تو ظاہر ہو گیا ہی - کہ علماء کبار اہلسنت نے منشی صاحب کی اس تحریف و تبدیل کو ناپسند نہین کیا بلکہ بڑی خوشی کے ساتھ مولوی لطف اللہ صاحب نے مولف کی ایسی کارروائیون کی اپنی تقریظ عربی مین داد دی ہے

مولف صاحب نے جو یہ ارقام فرمایا ہی کہ صحیح بخاری مین برار بن عازب سے یہ روایت ہی کہ بوقت قصد غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا محض تحریف ہی صحیح بخاری مین نہ برار بن عازب سے روایت ہی نہ اُس روایت مین یہ غرض درج ہی کہ اپنی بیبیون اور بچون کی نگرانی مقصود تھی نہ لفظ محافظ مروی ہی مولف صاحب نے محض بوجہ تعصب و عناد حضرت علی کی خلافت کو کم وقعت کرنے کے لئے لفظ محافظ سے بدلا اور لفظ نگرانی بیبیون اور بچون کا اپنی طرف سے ملایا اور استخلاف کو بالکل درمیان سے نکالدیا - صحیح بخاری مین یہ حدیث مصعب بن سعد سے اس طرح مروی ہی - وعن مصعب بن سعد عن ابنیہ ان رسول اللہ صلعم خرج الی تبوک واستخلف علیا - فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھرون من موسی الا انہ

لیس نبی بعدی سے صریح اور صاف ترجمہ اسکا یہ ہی کہ مصعب نے اپنے باپ سعد سے روایت کی ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم بقصد غزوۂ تبوک نکلے اور علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تو علی نے عرض کی کہ کیا آپ مجکو بچون اور عورتون پر خلیفہ کرتے ہو (یعنی مردم شہر تو اکثر آپکے ساتھ جاتے ہین پیچھے شہر مین بچے اور عورتین باقی ہین) اسپر رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ کیا تو راضی نہین ہی اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔

اگرچہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہین اور بوجہ صحیح و متواتر ہونیکے قریب قریب تمام کتب صحاح اہل سنت مین منقول ہی اور ہم موقعہ پر اور طرق سے بھی اس حدیث کو بھی نقل کرینگے مگر یہان ہماری مراد صحیح بخاری سے نقل کرنے کی یہ ہی تھی کہ اہل انصاف پر ظاہر ہو جاوے کہ حضرات اہل سنت کے تعصب کی اہلبیت رسالت کے ساتھ کیا کیفیت ہی۔

جناب منشی صاحب کیا ایمان داری اسی کا نام ہی کہ استخلف علیاً کے معنی محافظ اور چوکیدار ہون اور حضرت ابوبکر کے قصہ مین اعہد کے معنی خلیفہ اور ولیعہد اور اکتب کتاباً کا ترجمہ خلافت نامہ ہو۔ مجھے سخت تعجب ہے کہ مولوی لطف اللہ صاحب نے منشی صاحب کے اس نامحققانہ بلکہ معاندانہ تحریر کو کس وجہ سے باین الفاظ منسوب فرمایا۔ فہذہ رسالۃ سنیۃ و مقالۃ بہیۃ مشتملۃ علی تحریرات تطرب الاذہان الذکیۃ و محتویۃ علی تقریرات تعجب الآذان النقیۃ۔ للہ درہ فقد افحم المعاندین

تحقیقات انیقہ دریہ وغیرہ ذلک۔۔۔۔

زیادہ تر افسوس یہ ہی کہ منشی صاحب نے اس امر پر غور کامل نہین فرمایا۔ کہ نبی صلعم نے جو خلافت معمولی کے علاوہ حضرت علی کو اپنے اہل وعیال پر اپنا خلیفہ مقرر کیا اس سے حضرت علی کا کیا رتبہ عالی پایا جاتا ہی منشی صاحب یہ وہی اختیارات ہین جنکا کچھ اشارہ حضرت مرتضی نے بعد خاتمہ جنگ جمل بی بی عائشہ سے فرمایا اور اُسکے سنتے ہی بی بی عائشہ نے کوفہ سے مدینہ کو کوچ کر دیا۔ اگر منشی صاحب کو یہ حال پیشتر معلوم ہو جاتا تو تمہید حدیث مین ہرگز نام بھی بیبیون اور بچون پیغمبر خدا کا نہ لکھتے۔ اب ہم مفصل روایت کو کتب معتبرہ اہلسنت سے نقل کرتے ہین کہ تقرر حضرت علی کا بطور محافظ زنان رسول صلعم کے نہ تھا بلکہ آپ خلیفہ رسول صلعم مقرر ہوئے اور ایسے عام خلیفہ مقرر ہوئے کہ نبی صلعم کے اہل وعیال پر بھی آپ خلیفۂ رسول تھے اور ایسی خلافت نہ کبھی کسیکو حاصل ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔

قال محمد بن اسحٰق۔ وخلف رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استثقالا او تخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علیؑ رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ صلعم وھو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی استثقالا بی فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اہلی واہلک افلا ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ

لا نبی بعدی ثم تیرجع علی الی المدینة ومضی رسول اللہ صلعم علی سفرہ۔ محمد بن اسحق باوجود اسکے کہ متعصبین اہل سنت مین شمار کیے جاتے ہین کہتے ہین کہ خلیفہ مقرر کیا رسول صلعم نے علی ابن ابی طالب کو اپنے اہل پر اور حکم دیا انکو اُنکے رہنے کا پس جھوٹ موٹ اڑائی منافقون نے یہ بات کہ رسولخدا نے حضرت علی کو بوجہ گرانی طبع کے اپنے پیچھے چھوڑا ہی جسوقت منافقون نے یہ بات کہی حضرت علی اپنے ہتیار باندھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور رسولخدا صلعم کے پاس کہ منزل جرف مین مقیم تھی پہونچے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ منافقون کا زعم یہ ہی کہ آپنے فقط گرانی طبع کی وجہ سے مجھے یہان اپنے پیچھے چھوڑا ہی پس فرمایا رسول صلعم نے کہ منافق دروغ کہتے ہین پس تحقیق کہ مین نے اپنا خلیفہ تجکو مقرر کیا ہی اُن سب پر جنکو مین نے پیچھے چھوڑا ہی پس لوٹ جاؤ مدینہ کو اور خلافت کرو میری اور اپنے اہل مین۔ کیا تو راضی نہین ہی ای علی اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسے کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی پس واپس آئے علی مرتضیٰ مدینہ کو اور روانہ ہوئے رسولخدا صلعم سفر کو۔

امام حاکم اور امام نسائی عمرو بن میمون سے ایک روایت طویل نقل کرتے ہین جسمین حضرت ابن عباس نے حالات علی مرتضیٰ بیان کیے ہین ازانجملہ یہ کہ فقال ابن عباس وخرج رسول صلعم فی غزوہ تبوک وخرج الناس معہ فقال لہ علی اخرج معک قال فقال النبی صلعم لا فبکی علی فقال لہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من

موسیٰ الا انہ لیس بعدی نبی ان اذھب الا وانت خلیفتی - یعنی ابن عباس نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو چلے اور سب آدمی اُنکے ساتھ جانے کو نکلے تو علی مرتضیٰ بولے کہ مین بھی آپکے ساتھ چلونگا حضرت نے فرمایا کہ نہین اسپر حضرت رونے لگے پس فرمایا رسول صلعم نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہو تو اس مرتبہ سے کہ ہوے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسے کے نزدیک الا یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی اگرچہ لائق نہین ہی تجکو چھوڑدون لیکن تو میرا خلیفہ ہی۔ اگر مؤلف صاحب کے اب بھی اطمینان نہوئی ہو اور یہ ہی شبہ ہو کہ حضرت علی فقط پیغمبر خدا کے اہل وعیال پر خلیفہ تھے اور اہل وعیال عوام مدینہ آپکی خلافت وحکومت سے مستثنیٰ تھے تو یہ بات بہت ظاہر اور روشن ہی کہ پیغمبر خدا کے اہل و عیال سے عوام مدینہ یا اُنکے اہل وعیال زیادہ شرف نہین رکھتے تھے جو شخص نبی صلعم کے اہل وعیال مین نبی کا خلیفہ ہی وہ بدرجہ اولیٰ عام پر بھی خلیفہ ہے اور جبکہ نبی صلعم نے نظیر موسیٰ وہارون کی دی تو قوم کسیطرح مستثنیٰ نہین ہوسکتی اور نیز جبکہ پیغمبر خدا صلعم نے صاف الفاظ مین یہ فرمایا فقد خلفتک لما ترکت من ورائی یعنی بتحقیق کہ مین نے تجکو اپنا خلیفہ اُنپر مقرر کیا کہ جنکو اپنے بعد مدینہ مین چھوڑا۔ تو پھر کوئی بھی مستثنیٰ نہین ہوسکتا۔ بعض متعصبین اہل سنت نے جو سعادتہ ومناظرہ مین یہ لکھدیا ہی کہ حضرت علی فقط اہل وعیال پیغمبر پر خلیفہ تھے اور پیش نمازی اہل مدینہ متعلق بہ ابن ام مکتوم تھی اسکو محققین نے خود غلط قرار دیدیا اور صاف لکھدیا کہ روایت پیشنمازی حضرت علی مرجح ہی جیسا کہ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۰۸ مین بحوالہ ابن عبد البر صاف طور سے روایت پیشنمازی حضرت علی کو

اصح قرار دیا گیا۔ مولف صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے (اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کی موافق لگاتے ہیں مگر بجہد دلائل معقول انکا دعوے صحیح نہیں ہے) واجب تھا کہ اس موقعہ پر ذکر اس معنی کا کیا جاتا کہ جو شیعہ اپنے مطلب کے موافق لیتے ہیں اور جبکہ تشریح معنی مذکور سے اعراض کیا گیا ہے تو صاف طور سے لغویت اعتراض کی ثابت ہے لیکن قبل از تردید دلائل مولف اسرار الہدیٰ کی اول بحث معنی حدیث سے کرتے ہیں۔

بحث معنی حدیث منزلت

واضح ہو کہ جمیع علمائے اہل سنت وامامیہ اثنا عشریہ معنی حدیث میں متفق ہیں اور سب یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے یہ فرمایا کہ تو میرے نزدیک ایسا ہی جیسا ہارون موسیٰ کے نزدیک تھا۔ اب بحث طلب یہ امر ہے کہ باہم حضرت ہارون وموسیٰ علیہما السلام کی کیا کیا نسبتیں تھیں سوائے نبوت ہارون کے کیونکہ فقط ایک نبوت کی نسبت کو مستثنیٰ فرمایا ہے اور باقی تمام نسبتوں کو ذات علی مرتضیٰؑ میں ثابت کیا ہے۔ اور رتبہ خلافت مضاف ہے منزلت ہارونی کی طرف کیونکہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے اول نسبت ہارون وموسیٰ کی تشبیہ دیکر خلافت کو اسطرح مضاف کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب عازم میقات ہوئے تو انھوں نے اپنے بھائی ہارون کو قوم بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اور چونکہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اس لئے میں بھی تمکو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اب ہمکو دیکھنا اس امر کا باقی رہا کہ باہم حضرت موسیٰ وہارون کے کیا کیا نسبتیں ثابت ہیں

اسلیئے اس مقام پر وہ عبارت نقل کرتا ہون کہ جو اس بندۂ حقیر نے جلد ثالث تاریخ الانبیا مین بذکر امامت حضرت امام الاجمعین، امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین لکھا ہی وہو ہذا۔

نقل عبارت از جلد ثالث تاریخ الانبیا مولفہ ما صفحہ

پس اکنون ما را تحقیق باید کرد کہ منزلت ہارون نزد موسیٰ علیہما السلام چہ بود پس بمطالعہ کلام ربانی ہویدا است کہ موسیٰ بخداوند تعالیٰ خواستگاری نمود کہ او را در شان فرستد۔ فقال واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی واشدد بہ ازری واشرکہ فی امری۔ یعنی موسیٰ بخداوند تعالیٰ مسالت نمود کہ بارالہا گردان برای من از اہل من ہارون برادرم را وزیر من وقوی گردان بوجود وی پشت مرا و شریک گردان او را در امر من یعنی در رسالت۔ و خداوند تعالیٰ سؤول ویرا بدرجہ اجابت رسانید کہ در قرآن مجید وارد ست قال اوتیت سؤلک جعلنا معہ اخاہ ہرون وزیرا و قال فی سورۃ الاخری سنشد عضدک باخیک۔ حاصل معنی ہر سہ آیات این ست کہ فرمود خدای تعالیٰ بہ تحقیق عطا کردیم ترا ای موسیٰ آنچہ تو سوال کردی (در بارہ ہارون) و در سورۂ دیگر میفرماید البتہ بہ تحقیق دادیم موسیٰ را کتاب و کردیم با وی برادرش ہارون را وزیر وی و در جای دیگر فرمودہ کہ بہ زودی استوار سازیم عضد ترا بہ برادرت۔

پس ظاہر شد کہ منزلت ہارون از موسیٰ یکے من حیث الوزارت ست کہ ہارون وزیر موسیٰ بود۔ و وزیر مشتق ست از یکے از معانی ثلثہ کہ

یکی ازان وِزر بکسر واو و سکون زاء معجمه است و آن بمعنی ثقل ست و بر این تقدیر معنی وزیر آنست که تحمل اثقال نماید و سبکبار گرداند و معنی دیگر از وَزَر بفتحه واو و زا بمعنی مرجع و ملجا ست چنانچه در قول حق سبحانه تعالی وارد ست کَلَّا لَا وَزَرَ و بر این تقدیر مراد از وزیر این ست که راجع شوند بجانب رای وی و تکیه کنند بر وی در استعانت از وی و معنی ثالث مشتق ست از اَزَر و آن بمعنی پشت و ظهر ست همچنانکه در کلام باری تعالی وارد ست اشدد به ازری پس حاصل میشود از وزیر قوت امر و اشتداد ظهر همچنانکه قوی و شدید میشود بدن از پشت پس بود منزلت هارون از موسی اینکه قوی گرداند پشت موسی را و معاضدت وی نماید و سبکبار گرداند موسی را از بارهای گران بنی اسرائیل و بردارد بارهای ایشان بقدر استطاعت خود و این جمله منزلت ها باعتبار وزارت بود

و اما منزلت هارون از موسی یکی من حیث از شرکت ست در امر موسی و آن شرکت در نبوت و رسالت ست و دیگر منزلت هارون از موسی این ست که بوقت توجه بجانب میقات موسی علیه السلام هارون را بر قوم بنی اسرائیل خلیفه خود گذاشت که قرآن کریم بر آن ناطق ست پس تلخیص منزلت هارون با موسی آنست که بود وی علیه السلام برادر موسی و وزیر و عضد او و شریک او در نبوت و خلیفه او بر قوم او عند سفر میقات و همچنانکه گرداند رسول خدا صلعم منزلت علی را نسبت بخود و

ثابت کرد برای وی علیہ السلام ہمہ چیز ہا را کہ ہارون میداشت غیر از نبوت
زیرا کہ در اواخر حدیث استثنار نبوت واقع ست باین عبارت غیر انہ لا نبی
بعدی و مراد ازین استثنار ہمین ست کہ بعد از رسولخدا صلعم کسی بنبوت
و رسالت مبعوث نخواہد شد ولیکن شرکت در رسالت امری دیگر ست و
آن ثابت ست در ذات حضرت مرتضی صلواۃ اللہ علیہ بچند وجوہ ۔
اول اینکہ در قرآن مجید آنحضرت را بہ نفس رسول صلعم تعبیر کردہ اند و
نفس شی جدا نمی باشد از شی و اکثر احادیث صحیحہ و متواترہ نیز موید این تعبیر
وارد اند چنانچہ فرمود رسول صلعم بعلی مرتضی ۔ انت منی و انا منک ۔
یا علی منی و انا منہ ۔ و فرمود ۔ انا و علی من نور واحد ۔
و ہمچنان در وحدت و شرکت طینت و خلقت و گوشت و خون روایات کثیرہ
وارد اند و ازین جہت در غدیر خم فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ
و قصہ تبلیغ رسالت متعلق بسورہ برات و تعین حضرت مرتضی بعد عزل
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و فرمان نبوی ۔ لا یودی عنی الا انا او
علی ۔ و غیر ذلک اشارہ الیست ازین شرکت ۔ و نیز در اکثر صفات
نبوت حضرت مرتضی را بہرہ و نصیبی دادہ اند مثل عصمت و طہارت
و علم لدنی و اعجاز و کرامات و در آمدن در مسجد بحالت جنابت و مختار
بودن در مال خمس و فی و غیرہم پس ظاہر شد کہ حضرت مرتضی جزو لیست
از ذات حضرت مصطفی صلعم و شک نیست کہ جزو در حد مشترک میباشد
کل را پس جدائی در ذات نبی و علی ممکن نیست چنانچہ شاعری فرمودہ است

شعر نبی و علی ہر دو بنسبت بہم ✤ دو تا و یکی چون زبان قلم ✤ پس براین تقدیر مفہوم حدیث منزلت این ست کہ رسول خدا میفرماید ای علی تو نزد من بہمہ وجوہ چنان ہستی کہ ہارون نزد موسیٰ بود غیر ازانکہ ہارون نبی بود و بعد من نبوت منقطع گردید یعنی تو برادر من و وزیر من و عضد و قوت بازوی من و پشت پناہ من و خلیفہٴ من و شریک من ہستی - و این کمال فخر و مباہات ست برای حضرت مرتضیٰ کہ کسی را از طبقہٴ صحابہ میسر نشدہ است و این منزلت عظمی صریحا دلالت میکند بر خلافت بلا فصل وی علیہ السلام زیرا کہ چنین منزلت غیر در ذات وی علیہ السلام ثابت نیست و کسی را از خلفاء ما سبق میسر نشد و خلافت نبی در حقیقت شرکت در منصب رسالت ست پس ہر کہ با پیغمبر صلعم چنین منزلت ندارد خلافت را نشاید - الخ -

وجہ تقرر علی مرتضیٰ بر خلافت ہنگام عزیمت تبوک

جن لوگون کو حق سبحانہ تعالی نے چشم بصیرت اور قلب نورانی عطا فرمایا ہی اُنکو حق و باطل مین تمیز کرنا دشوار نہین تھوڑے سے غوص و فکر سے ہر معاملہ کی ماہیت کو دریافت کر سکتے ہین - جو لوگ فن سیر و تاریخ مین مہارت رکھتے ہین اس بات کو اچھی طرح جانتے ہین کہ رسول خدا صلعم نے بوقت عزیمت کسی سفر کے اہتمام تقرر خلافت کا نہین فرمایا بجز اسکے کہ کسی ایک ضعیف یا معذور صحابی کو امامت نماز کے لئے مدینہ مین چھوڑ جاتے تھے اور اکثر ابن ام مکتوم کہ نابینا و معذور تھے اس کام پر مقرر ہوتے تھے اور خاصکر حضرت مرتضیٰ کو کبھی کسی غزوہ مین آنحضرت صلعم نے اپنے

صد اہنین کیا پھر اسی غزوہ تبوک کی عزیمت کیوقت کیا ضرورت اور وجہ لاحق ہوئی کہ حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرکے مدینہ مین چھوڑا پس جو لوگ حالات غزوات سے ماہر ہین وہ جانتے ہین کہ اس غزوہ تبوک کو دیگر غزوات سے کیا نسبت ہی تمامی غزوات آنحضرت صلعم ہین بعض اقوام و قبائل عرب سے مقابلہ ہوتا تھا کسیوالی ملک یا بادشاہ سے جنگ مقصود نہوتی تھی اور اس غزوہ تبوک مین مقابلہ قیصر روم سے تھا جو ایک بہت بڑا شہنشاہ اپنے وقت کا تھا لکوکھا فوج اپنے زیر حکم رکھتا تھا عوام لوگ مسلمانونکو کسیطرح مدمقابل قیصر کا نہین جانتے تھے بلکہ کفار اور منافق اس ارادہ پر پیغمبر خدا کے مضحکہ کرتے تھے خصوصاً بعضے سردار نفاق ہمیشہ مثل ابن ابی سلول وغیرہ علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ گویا ہم دیکھ رہے ہین کہ مسلمان لوگ قیصر کے لشکر کے ہاتھون مین اسیر ہین اور قتل کیئے جارہے ہین اور عوام لوگون کے دلون مین لشکر قیصر کا ایسا رعب پڑ گیا تھا کہ ایک جماعت کثیر خلیقان و تابعان ابن ابی سلول پہلی ہی منزل سے لشکر رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگرچہ رسولخدا صلعم کے ہمراہ بھی چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے لیکن ظاہر ہی کہ قیصر روم کے مقابلہ مین اس تعداد لشکر کو کیا وقعت ہو سکتی ہی اس لیے ظاہر ہی کہ اس غزوہ سے زیادہ کوئی غزوہ محل خطرہ نہ تھا بلکہ اسکے عشر عشیر بھی اور غزوات مین احتمال خطرہ نہ تھا۔

پس جبکہ رسولخدا صلعم نے ایسی جنگ عظیم کی تیاری کی تو بحسب قوانین جزم و احتیاط و نیز بحسب قواعد سلطنت و ملکداری آنحضرت صلعم پر واجب تھا

کہ اُسوقت تک عزیمت جنگ پر کوچ نکریں جبتک کہ اپنا ولیعہد اور خلیفہ نامزد نکرین جو لوگ نظر غائر اسطرف توجہ نہین کرتے وہ تو یہی جانتے ہین کہ منجملہ بہت سے غزوات کے ایک غزوہ تبوک بھی تھا اور جسطرح حیر ہمیشہ کسی ضعیف و معذور کو مدینہ مین پیشنمازی وغیرہ کیلیے چھوڑ جایا کرتے تھے اُسی طرح اس مرتبہ بھی حضرت علی کو مدینہ مین اپنا خلیفہ مقرر کر دیا لیکن خوض و فکر کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ نظر بحالات غزوہ مذکور رسولخدا صلعم پر واجب ہو گیا تھا کہ جبتک کسیکو اپنا مستقل خلیفہ نامزد نفرماوین اُسوقت تک عزم سفر نکرین اسلیئے صاف ظاہر ہی کہ یہ خلافت مرتضوی مثل اُن چندروزہ خلافتون کے نتھی جو آنحضرت بوقت عزیمت سفر کسی ایک صحابی کو پیشنمازی وغیرہ کے لیئے مقرر کیا کرتے تھے بلکہ یہ خلافت مستقل اور دائمی خلافت تھی اور مطلب اس تقرر خلافت سے یہ ہی تھا کہ اگر جنگ پیش آوے اور اتفاق سے معاملہ منعکس ہو جاوے تو اسلام بے سردار نرہے اور نیز عوام الناس پر ظاہر ہو جاوے کہ نبی کا جانشین برحق علی مرتضیٰ ہے صلواۃ اللہ علیہ۔

اب ہم اُن دلائل صاحب اسرار الهدیٰ کی تردید کرتے ہین جنکو عدم صحت دعوئ شیعیان پر سند لائے ہین۔

قولہ اول۔ یہ کہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

اقول وبہ نستعین۔ جو منزلت ہارون کی موسیٰ سے تھی اُسکو ہمنے شرحًا بحوالہ آیات قرآنی اوپر لکھا ہی وہ جملہ منازل تا وفات حضرت ہارون

قایم و برقرار ہین اُنھین منازل و مراتب کو باہم رسولخداؐ و علی مرتضیٰؑ کے شمار کرنا چاہیے خلافت حضرت ہارون کی کسی خاص زمانہ کے لئے محدود نہین تھی بلکہ وہ روز بعثت حضرت موسی سے تا وفات خود نائب و شریک و نسبت نیابت و وزیر و خلیفہ حضرت موسی کے رہے حضرت موسی کی حضوری و موجودی مین نائب اور وزیر کہلاتے تھے اور غیبت مین خلیفہ سمجھے جاتے تھے اور ان منازل سے کبھی عزل واقع نہین ہوا یہانتک کہ وفات پائی حضرت ہارون نے اسیطرح حضرت علی کو بھی سمجھنا چاہیے کہ یوم بعثت سرور کائنات سے تا حین وفات خود آنحضرت صلعم کے بھائی وزیر نائب شریک و خلیفہ و وصی رہے اور یہ امر بھی مسلم ہی کہ اصحاب موسی علیہ السلام مین سے کسیکا رتبہ اور منزلت حضرت ہارون کے برابر نہ تھا اور حضرت ہارون کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت موسی کا نہ رکھتا تھا پس جبکہ بشہادت نبی صلعم حضرت علی آنحضرت صلعم کے نزدیک بعینہ وہی منزلت اور نسبت رکھتے تھے جو ہارون کو حضرت موسی سے تھی تو لامحالہ اس امر کو بھی ضرور ماننا پڑیگا کہ اصحاب محمد صلعم مین سے کسیکا رتبہ و منزلت حضرت علی کے برابر نہ تھا اور حضرت علی کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت پیغمبر خدا صلعم کا نہین رکھتا تھا۔ اور اسی منزلت کو خلافت بلافصل کہتے ہین۔

اثبات خلافت بلافصل حضرت علی مرتضیٰ مین صدہا روایات اہلسنن مین بہ تائید اس حدیث کے وارد ہین اور ثابت ہی کہ حضرت علی کی صغرسنی کے زمانہ سے آنحضرت صلعم نے اُنکو اپنا خلیفہ اور وصی و نائب گردانا اور ہمیشہ

بار بار امت کو اسکی اطلاع دی دیکھو شروع زمانہ بعثت مین بوقت نزول آیہ کریمہ وانذر عشیرتک آنحضرت صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو جمع کر کے حضرت علی کی نسبت فرمایا ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا لہ یعنی یہ میرا بھائی ہی اور میرا خلیفہ ہی تم مین پس سنو بات اسکی اور فرمان برادری کرو اسکی۔ استخراج کیا ہی اس روایت کو محمد ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم و بیہقی نے اور اسی تمام قصہ کو امام نسائی نے کتاب الخصائص مین ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا ہی۔ پوری تفصیل ان روایات کی انوار الہدی مین مندرج ہین بعد ازان بروز ہجرت آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو مکہ مین اپنا خلیفہ چھوڑا۔ بعد اسکے سال بیعت الرضوان مین حضرت علی کی خلافت سے بہ انکار خلافت ابوبکر و عمر لوگون کو اطلاع دی کہ امام حاکم اور نسائی نے حدیث خاصف النعل کو روایت کیا ہی۔ اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین بلفظ نسائی نقل کیا ہی۔ پھر بوقت تبلیغ سورۂ برات اس امر کو بہت صاف کیا گیا کہ سوائے علی مرتضی کے اور کوئی شخص اصحاب رسو لخدا صلعم مین سے خلافتاً یا نیابتاً ادائے رسالت نہین کر سکتا اور پیشتر جو حضرت ابوبکر اس کام پر مقرر کیئے گئے تھے بحکم وحی الٰہی معزول ہوئے اور پیغمبر خدا صلعم کو صاف حکم دیا گیا کہ ادائے رسالت تمھارا کام ہی تم خود جاؤ یا علی کو بھیجو۔ یہ قصہ غایت شہرت سے محتاج ثبوت نہین۔ دیکھو ازالۃ الخفا و مدارج النبوت وغیرہ کو۔ علاوہ بار ہا امت کو مطلع کیا گیا کہ علی مرتضی بعد رسول صلعم تمام مومنین و مومنات کے امام اور والی ہین۔

ھو ولیکم بعدی وفی ازالۃ الخفا عن ابن عباس قال لعلی رسول اللہ صلعم انت ولی کلّ مومن من بعدی ومومنۃ - ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ بمقام غدیر خم ستر ہزار آدمیون سے خطاب کر کے فرمایا۔ علاوہ برین آنحضرت صلعم حضرت علی کو ان القابون سے یاد کرتے تھے سید العرب امیر المومنین امام المتقین قاعد الغر المحجلین یعسوب الامہ وغیرہ غرض کہانتک شمار کراؤن کوئی انصاف کرنیوالا اچشم غور ملاحظہ کرے اور کتب اہل سنت کو بغور دیکھے کہ ان فضائل والقاب مین سے ایک بھی حضرت ابوبکر یا عمر کو حاصل ہوا ہی - یا کبھی بھولکر بھی انمین سے کسیکو اپنا خلیفہ یا امام فرمایا ہی - اب ہم بطریق تنزل یہانتک تسلیم کرتے ہین کہ اگر اس حدیث منزلت سے فقط ایک وقت مخصوص کی ہی خلافت مرتضوی ثابت ہوتی ہی تو بھی خلافت بلا فصل حضرت علی مرتضی کی ثابت ہو گئی کیونکہ خلفاء ثلثہ مین سے تو کسیکو ایک ساعت کے لئیے بھی رسولخدا نے کبھی خلیفہ مقرر نہین کیا کہ انکی لیاقت خلافت کی شہادت حاصل ہوتی بلکہ خاص حضرت ابوبکر کی عدم قابلیت خلافت بر نص وحی نازل ہو گئی اور حضرت مرتضی کو خود رسولخدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر کر چکے اور انکی لیاقت بر نص صریح نازل ہو چکی تو صاف ظاہر ہو گیا کہ سوائے علی مرتضی کے اور کوئی اصحاب پیغمبر خدا مین سے نہ خلیفہ رسول ہوا اور نہ ہو سکتا تھا پس علی مرتضی بیشک خلیفہ بلا فصل ہین ؛ -

قولہ دوم جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہئیے

اقول بحول اللہ وقوتہ - قول معترض بوجوہ عدیدہ غلط اور برخلاف تحقیق ہی کیونکہ یہ امر مسلمہ جمیع اہل اسلام ہی کہ حضرت ہارون معین وشریک ونائب دوزیر وخلیفہ حضرت موسی کے تھے بذاتہ علیحدہ رسول نہ تھے فقط حضرت موسی کی امداد کے لئے مبعوث ہوئے اور باعتبارات مختلف اُنکے مراتب و منازل نامزد ہوئے مثلاً جب وہ حضرت موسی کی طرف سے ادا پیغام ورسالت کرتے تو اُنکو حضرت موسی کا نائب اور خلیفہ کہا جاتا - اور جب وہ امورات اہم مین رائے زنی کرتے تو موسے کے وزیر کہلاتے اور جب حضرت موسی کے شامل ہوکر قوم کا انصاف کرتے تو موسی کے معین وشریک کہلاتے - ان تمام مناصب مین سے کبھی کسی منصب سے معزول نہین ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے یہ قول کہ جب موسی میقات سے واپس آئے تو حضرت ہارون خلافت سے معزول ہوگئے محض لغو ہی کیونکہ حضرت ہارون اپنی وفات کے وقت تک حضرت موسی کے خلیفہ برحق تھے کیونکہ تمام اعمال وافعال حضرت ہارون کے دو منصب پر منقسم ہوتے تھے - ایک وہ افعال جو بمعیت موسی علیہ السلام کرتے تھے وہ من حیث شرکت والوزارت ہوتے تھے - دوسرے وہ افعال و اعمال جنکو بہ غیبت موسی علیہ السلام انجام دیتے تھے وہ تمام افعال من حیث الخلافت ہوتے تھے - پس اسی پر قیاس کرنا چاہیے منزلت حضرت علی مرتضی کو کہ جبتک وہ حضرت زندہ رہے نبی صلعم کے برحق خلیفہ رہے اور جو کام بمعیت رسول صلعم کرتے وہ من حیث الشرکت دوزارت ہوتا اور جو کام بغیبت رسو لخدا صلعم من انجام دیتے وہ من حیث الخلافت ہوتا حضرات اہل تسنن لفظ شرکت سے نہ چونکین

اس سے مراد بعثت نبوت نہین ہی بلکہ امور رسالت مین شرکت دوسری بات
ہی جسکی تشریح روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت مین موجود ہی جیسے کہ قصہ تبلیغ سورۂ
برات مین حضرت ابو بکر کو تبلیغ رسالت کی ممانعت ہوئی اور بحکم وحی قرار پایا
کہ اس کام کو خود آنحضرت کر سکتے ہین یا حضرت علی انجام دیسکتے کیونکہ وہ
انسے ہین اور یہ اُنسے - اسی کا نام شرکت ہی ورنہ غور کا مقام ہی کہ آیت تطہیر کی
مصداق مین کوئی صحابی کیون شامل ہنوا حضرت علی کی کیا خصوصیت تھی
کہ معصوم و طاہر کئے گئے وجہ اسکی فقط یہ ہی تھی کہ امور و مناصب رسالت مین
شرکت بغیر طہارت ممکن نہین ہی - ایک بحث اس موقعہ پر اور قابل تذکرہ ہی
کہ مؤلف اسرار الہدیٰ کے طرز تحریر سے یہ پایا جاتا ہی کہ شاید اُنھون نے غلطی
سے یہ سمجھ رکھا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فقط اس خلافت وقت عزم تبوک
کے لئیے حضرت علی کو ہارون سے مثال دی ہی کہ جسطرح موسیٰ نے اپنی
غیبت مین ہارون کو اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اُسیطرح مین بھی اپنے بھائی علی کو
خلیفہ کرتا ہون اور دیگر تعلقات جو باہم موسیٰ و ہارون کے مستقل اور دائمی
تھے اُنسے حضرت علی کو مثال نہین دی - اس امر کا فیصلہ اول تو ایسی حدیث
سے ہو سکتا کہ اسمین تمام منازل و مناصب ہارونی سے سوائے نبوت
کے مثال دیگئی ہی علاوہ اسکے یہ بات ہی کہ آنحضرت صلعم نے کچھ اسیوقت
یعنی بوقت عزیمت تبوک ہی حضرت علی کو ہارون سے نسبت نہین دی
بلکہ ہمیشہ آپ اسی طرح فرماتے کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی جیسا کہ
ہارون موسیٰ کے نزدیک دیکھو ۳ سنہ ہجری سے قبل جب مسجد کے دروازے

بند کیے جانے کا حکم ہوا تو رسول خدا نے یہی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ ایک مسجد طاہر و پاک بنا اور اُسمین سوائے تیرے اور ہارون اور پسران ہارون کے کوئی ساکن نہو اسیطرح مجھے بھی حکم دیا کہ مسجد طاہر و پاک تعمیر کر اور اُسمین سوائے تیرے اور علی و پسران علی کے کوئی ساکن نہو اگرچہ ہمارا ایمان یہی ہی کہ جو کچھ رسول اکرم صلعم نے زبان مبارک سے فرمایا وہی عین حکم خدا ہی لیکن اس روایت سے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ خود جناب باری نے محمد و علی کو موسیٰ و ہارون سے مثال دی ہی- اور یہی وجہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم نے حضرات امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے نام پسران ہارون کے نام پر شبر و شبیر رکھے-

پس جبکہ یہ امر تحقیق ہو چکا کہ حضرت ہارون کا منصب خلافت موسوی مستقل اور دائمی تھا اور بعد واپسی موسیٰ از میقات عزل ہارون واقع نہین ہوا تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ حضرت علی بھی دائمی اور مستقل خلیفہ رسول خدا صلعم کے تھے اور عزل اُنکا واقع نہین ہوا اگر کسیکو حوصلہ مناظرہ کا ہو تو ایک ہی روایت اس قسم کی اپنے ہی کتب سے نشان دہی کہ جس سے عزل خلافت ثابت ہو ورنہ ہم صدہا روایات کتب اہل سنت مین ایسی نشان دیتے ہین کہ بعد واپسی غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے اس خلافت حقہ کی تائید مین باصرار و تاکید تمام احکام صادر کیے دیکھو بعد واپسی غزوہ تبوک کے حضرت علی یمن کو بھیجے گئے اور مردمان خالد رسول خدا سے نسبت حضرت مرتضیٰ شاکی ہوئے تو آنحضرت صلعم نے بعد تہدید اُن لوگون سے فرمایا و ہو ولیکم بعدی

یعنی علی میرے بعد تمہارا حاکم اور مالک ہی۔ اور نیز بارہا فرمایا حضرت علی کی شان
مین ہو ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ۔ یعنی علی میرے بعد ہر مومن
ومومنہ کا حاکم اور امام ہی۔ اور آنحضرت صلعم نے کچھ اپنی ہی طرف سے نہین فرمایا
بلکہ حکم الٰہی کا اظہار فرمایا ہی جو آیۃ انما ولیکم اللہ مین نازل ہوا ہی اسی غزوہ
تبوک کے بعد تمام امت کو تمسک اور پیروی حضرت علی کا حکم دیا گیا کہ حدیث
ثقلین شاہد ہی پھر اسکے بعد خطبہ غدیریہ تائید اسی خلافت کے فرمایا کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہی۔ اسکے بعد حضرت
ابوبکر کو بماتحتی اسامہ بن زید روم جانے کا حکم دیا گیا اور وہ حکم نافذ رہا دم واپسین
آنحضرت صلعم تک بعد ازان عین قریب وقت وفات مثل طریقہ سنت
پیغمبران حضرت علی کو برکت دی وصی اپنا مقرر کیا مہر نبوت اور ملبوس خاص سے
اعزاز بخشا۔ اور جو کچھ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کیا تھا وہ سب
کچھ محمد مصطفےٰ صلعم نے حضرت علی سے کیا پھر امت محمدی مین اور کون شخص
ہی کہ خلافت پیغمبر کا نام بھی لے سکے۔ اہل سنت جو یہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم
نے کسیکو بزمانہ قرب وفات خلیفہ نہین کیا اگر یہ قول اُنکا صحیح ہی تو بظاہر یہی بات
معلوم ہوتی ہی کہ جب جنگ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کر دیا
تھا تو دوبارہ تقرر کے کوئی حاجت نہین سمجھے کیونکہ یہ بات تو قطعی ناممکن ہی کہ
جب آنحضرت صلعم نے غیبت چندروزہ کے لیئے اپنا خلیفہ مقرر کرنے مین دریغ
نہین فرمایا تو غیبت دائمی کے لیئے کسطرح خلیفہ مقرر نہ فرماتے۔ اور اگر بطریق
تنزل ہم قول معترض کو مان بھی لین تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت

ہو گی اسلیے کہ جب دیگر مدعیان خلافت مین سے کسیکو بھی کبھی منصب خلافت
چند روزہ حاصل نہین ہوا تو لامحالہ خلیفہ برحق وہی مانا جائیگا جسکو پیغمبر خدا نے
اپنی حیات مین کبھی اپنا خلیفہ مقرر کیا ہو کیونکہ اُسکی لیاقت خلافت منصوص من اللہ
و رسولہ ہی اور دیگر مدعیان کو یہ فضیلت حاصل نہین ۔

قال صاحب اسرار الهدی سوم اس قسم کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹے یا داماد کو ہی سپرد
کیجاتی ہی پس جناب امیر کا چند روز کیلیے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہو سکتی ۔
اقول بحولہ تعالی معترض صاحب کے اس قول سے یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ دنیا مین
خدمات دو طرح کی ہوتی ہین ۔ ایک وہ خدمات جنسے رازداری متعلق ہی اور دوسری
عام خدمات ۔ اور یہ امر بھی صاف روشن ہی کہ جو شخص رازداری کی خدمات کو انجام دیسکتا
ہی عام خدمات کو بدرجہ اولی انجام دے سکیگا اور جو شخص فقط عام
خدمات کو انجام دیسکتا ہے وہ نا قابل انصرام خدمات رازداری کی ہی پس
اگر خدمات سپرد کرنیوالا مجنون نہین ہی تو بجائے دو خادم مقرر کرنیکے فقط ایک
ایسے شخص کو مقرر کریگا جو دونوں قسم کی خدمات کو انجام دیسکتا ہی پس یہ طریقہ
مثل قاعدہ کلیہ اور قانون تقرر خلافت کے ہو گیا یعنی عقل نے اس امر کو واجب
کر دیا کہ جو کوئی شخص اپنا ولیعہد یا خلیفہ مقرر کرنا چاہے تو لازم ہی کہ ایسے شخص کو
مقرر کرے جس سے رازداری کی خدمات کا انصرام بھی ہو سکے اور غیر شخص
جس سے رازداری کی خدمات متعلق نہین ہو سکتے ہین عقلاً خلیفہ بھی مقرر نہین
ہو سکتا ۔ اور یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہی کہ جسکو نہ فقط منشی جوہر علی صاحب نے ہی
تسلیم کیا ہی بلکہ علی العموم تمام دنیا کے آدمی اس قاعدہ کو تسلیم کیے ہوئے ہین

اور ہمیشہ اسی پر عمل درآمد ہوتا ہی۔ منشی صاحب نے جو دوسرا فقرہ یہ تحریر فرمایا کہ جناب امیر کا چندروز کے لیئے بطریق محافظ مقرر ہونا دلیل خلافت نہیں ہو سکتا بالکل بے تکا ہی اور ایسا ہی جیسے کوئی یوں کہے کہ آفتاب کا نصف النہار پر ہونا دلیل دن ہونے کی نہیں ہی۔ ہم پوچھتے ہیں رسول صلعم کو تبوک جاتے وقت جن جن اسباب سے ضرورت محافظ مقرر کرنے کے ہوئے تھے کیا وہ اسباب رسو لخدا صلعم کی وفات کے بعد فوت ہو گئے تھے کیا رسول صلعم اپنی حین حیات زوجات کو طلاق دے گئے یا آپکی وفات کے باعث جمیع زوجات آپکے نکاح سے باہر ہو گئیں یقین کہ جو انپر محافظ کے مقرر کرنے کی حاجت نہ رہی پس مسلمانونکو اسکا ماننا پڑیگا کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے کوئی فرق اُنکی خانہ داری مین نہین پڑا برابر آپکی زوجات بعد وفات بھی نکاح مین رہین اسلیئے بہ نسبت سفر تبوک کے سفر آخرت کیوقت محافظ کا مقرر ہونا ضرور تھا اور اس امر سے معترض صاحب کو بھی انکار نہین کہ یہ کام فقط حضرت علی کے سپرد ہو سکتا تھا حضرت ابوبکر سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ اب یہ کہنا کہ مالیخولیا سے کم نہین کہ رسو لخدا نے انتقال کے وقت دو آدمیون کو اپنا خلیفہ یا وصی کیا ایک کو راز داری اور خاص الخاص خدمات کی انجام دہی کے لیئے اور دوسرے کو امورات غیر راز داری کے لیئے اور اس امر کو کہ خدمت راز داری حضرت ابوبکر کے سپرد کی منشی صاحب تو کیا کوئی اہلسنت بھی نہین کہہ سکتا۔ اب ضرور یہ ماننا پڑا کہ جسکو رسول صلعم نے اس راز داری کے کام پر مقرر کیا تھا وہی اُنکا خلیفہ برحق اور امام امت ہی

قال چہارم۔ کتب سیر فریقین مین مرقوم ہی کہ حضرت ہارون نے خیلت عنہ حضرت

موسیٰ ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی۔
اقول وبہ نستعین۔ منشی صاحب کو یہ اعتراض رسولخدا ؐ پر کرنا چاہیے کہ حضرت ہارون تو حیات موسیٰ ہی مین فوت ہو گئے تھے پھر حضرت علی کو آپ کیون خلیفہ کرتے تھے اسلئے کہ مثال ہارون بھی حدیث مین موجود ہے اور خلیفہ کرنا بھی اُسی حدیث مین درج ہے۔
اب مین گذارش کرتا ہون کہ وفات ہارون جب خود اُنکی ہی خلافت مین حارج نہوئے تو زندون کے حق مین کیون مانع ہو گی کیا حضرت ہارون کی مثال دینے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ نبابر تطبیق نظیر زندون کو مردہ فرض کر لیا جاوے حضرت علی کی نظیر کو حضرت ہارون پر کیون نہ اس طرح قیاس کر لیا جاوے کہ اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ علیہ السلام زندہ رہتے تو کوئی دوسرا شخص بمقابلہ اُنکے مستحق خلافت نہوتا۔ پس انتقال ہارون حیات موسیٰ مین حضرت ابوبکر کی خلافت کو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا۔ ہان اگر حضرت علی کا انتقال حیات رسولخدا ؐ مین ہو جاتا تو اگر یوشع بن نون کی نظیر حضرت ابوبکر پر چسپان کی جاتی تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ ہارون کے جیتے جی حضرت یوشع کی قدر و منزلت ایک خادم سے زیادہ نہ تھی اسی پر منزلت علی اور رتبہ ابوبکر قیاس کر لو۔ مگر لطف یہ ہی کہ حضرت ابوبکر یوشع بن نون کے مصداق بھی نہین ہو سکتے کیونکہ یوشع ابن مریم بنت عمران خواہرزادی حضرت موسیٰ وہارون کے ہین اور حضرت موسیٰ کی عترت مین داخل ہین اور حضرت ابوبکر محض غیر شخص ہین۔ منشی صاحب ذرا تو دل مین انصاف کیا ہوتا کہ اگر حضرت ہارون حیات موسیٰ مین

فوت ہو گئی تو ظاہرا مجبوری موجود تھی کہ جنکو خلیفہ مقرر کرنا چاہیے تھا وہ پہلے ہی فوت ہو چکی ہا سلیئے دوسرے کو تلاش کیا اور جبکہ حضرت علی بوقت وفات رسول صلعم زندہ موجود ہیں تو ظاہر ہی کہ بموجودی اُنکے کوئی دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا پھر آپ ہی اپنے دل میں غور فرمادیں کہ ایسے فضول اعتراضات کی کیا وقعت کسی کی نظر میں ہو سکتی ہی۔

قال النجم۔ حضرت ہارون حضرت موسی کے سگے حقیقی بھائی تھے اور عمر میں کلان اور نبوت میں شریک اور گویائی میں افصح البیان جب ان جمامراتب میں سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے۔

اقول و بہ نستعین۔ ان اعتراضات کا صاف مفہوم یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے جو حضرت علی کو حضرت ہارون علیہ السلام سے مثال دی ہی اُسمین رسول خدا نے غلطی کھائی۔ اگر مؤلف صاحب دراصل اس حدیث کو موضوعی قرار دیتے تو بظاہر اس کلمۂ کفر سے بچ جاتے اور جبکہ اُنکے نزدیک حدیث صحیح ہی تو یہ اعتراض صاف صاف رسول خدا پر عاید ہوا اور رسول خدا کے قول کو خلاف واقع سمجھنا صریحًا کفر ہی منشی صاحب ذرا غور فرمائیں کہ جب رسول خدا صلعم نے یہ فرمایا کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی کہ جیسے ہارون موسی کے نزدیک تھے تو اسمین ایسے لغو اعتراضات کرنا کہ ہارون ایسے تھے اور علی ویسے صریحًا کفر ہی اگر اسپر یقین نہو تو مولوی لطف اللہ صاحب سے ہی فتوی لیجیے علاوہ ازین رسول خدا صلعم نے جبکہ حضرت علی کی شان میں یہ فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ اگرچہ آپ ابن عم بھی تھے تو بھی بھائی شمار ہوتے۔ پھر جب صحابہ میں باہم ایک

دوسرے کے مواخات واقع ہوئے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا
عمر کی کلانی وخوردی خلافت مین معتبر نہین بلکہ اگر خلیفہ عمر مین چھوٹا ہو تو زیادہ
مناسب ہے افصح البیانی حضرت ہارون کی بمقابلہ حضرت موسیٰ کی تھی کہ آپکو
ثقل زبان عارض تھا اور ہارون صاف زبان رکھتے تھے نہ کہ دنیا مین کوئی
آدمی حضرت ہارون سے زیادہ فصیح نہ تھا مگر حضرت علی مرتضیٰ جمیع صحابہ
سے زیادہ تر افصح البیان تھے جن لوگون نے آپکے خطبات دیکھے اور سنے
ہین اُنسے پوچھیے جو لوگ فقط ترجمہ مشارق الانوار کو دیکھکر ترجمہ احادیث لکھدیتے
ہین اور صحت وغلطی ترجمہ سے بھی آگاہ نہین ہین وہ حضرت علیؑ کی
فصاحت سے کب واقف ہو سکتے ہین۔
اب ہم ان سب باتون سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ اگر خلافت انھین تین
باتون مین منحصر ہو تو بھی حضرت علی ہی خلیفہ بلافصل ثابت ہوتے ہین کیونکہ اگر
کسیکے برادر حقیقی نہو تو قائم مقام اُسکا ابن عم حقیقی ہوتا ہے نہ کہ سسر اور سسرا بھی
عرب کا۔ دوم اگر خردی عمر مانع خلافت ہو تو حضرت ابوبکر اور عمر دونون رسولخداؐ
سے عمر مین چھوٹے تھے اگر عذر کمی عمر کو نظر انداز کیا جائیگا تو بہر حال ابن عم بہ نسبت
شخص غیر کے خلافت کیلئے اولیٰ ہوگا۔ فصاحت کلام حضرت مرتضیٰ مین کسیکو
کلام نہین بہر حال حضرت ابوبکر وعمر دونون سے افصح البیان تھے۔ رہی
شرکت نبوت وہ بہ نص صحیح شیخین کی ذات مین ممتنع اور حضرت علی کی ذات مین
مجتمع تھی جیسا کہ صحاح اہلسنت مین قصۂ تبلیغ سورۂ برات مشرح وحامروی ہی
اور قول مخبر صادق صلعم مین وارد ہے لایودی عنی الا انا او علیؑ۔ تطہیر و

عصمت جو لازمہ نبوت ہے شیخین اُس سے محروم ہین اور علی مرتضی طاہر و معصوم ہین اسلیئے خلیفہ بعد نبی علی مرتضی ہین نہ کہ حضرت ابو بکر۔

قال ششم۔ حضرت رسولخدا صلعم نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہی کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسی کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیر بھی حیات مبارک رسولخدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسی کے حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات حضرت رسولخدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

اقول بحولہ تعالی۔ اعتراض چہارم مین مؤلف صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہی کہ جب حضرت ہارون نے حیات موسی ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی اور اس اعتراض مین برخلاف قول سابق خلافت حضرت ہارون کا صاف اقرار کیا۔ یہ امر طریقہ حزم و احتیاط سے بہت دور اور دانشمند مصنف و مؤلف سے بہت بعید ہی عرف عام مین کہاں اس سے مراد ہے بعد وفات حضرت موسی کے جو حضرت یوشع اور کالب دو شخصون کو خلافت ملنا درج ہی صریحا واقع کے خلاف اور برعکس اقوال ہیچ کے ہی مسلمانون کی تفاسیر و تواریخ مین اسکا وجود نہ اہل کتاب کی بیان اسکا مذکور نہ قاعدہ عقل کے موافق ہیہ۔ حضرت یوشع بن نون بعد موسی علیہ السلام کی پیغمبری پر مبعوث ہوئی اور خلافت یا امامت جس منصب سے مراد ہوسکتی ہی وہ منصب بعد انتقال ہارون علیہ السلام کے اُنکے بڑے بیٹے الیعاذر کو اور پھر نسلا بعد نسل نبی الیعاذر مین منتقل ہوتا رہا۔ حضرت یوشع

ہین نون فقط مجازاً اس وجہ سے حضرت موسیٰ کے خلیفہ کہلا سکتے ہین کہ کتاب
اُنکی تابع توریت نہین اور جن ملکونکا وعدہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے
معرفت موسیٰ علیہ السلام کے کیا تھا اُنکی تکمیل حضرت یوشع کے زمانہ مین
ہوئی ورنہ تمام بنی اسرائیل کے انبیا تابع توریت ہین۔ علاوہ اسکے حضرت
یوشع کے مثال حضرت ابوبکر پر صادق نہین آسکتی کیونکہ اول تو حضرت
یوشع داخل عترت حضرت موسیٰ و ہارون ہین دوسرے اُنکو یہ رتبہ بعد وفات
حضرت ہارون کے ملا اور جبتک حضرت ہارون زندہ رہے حضرت
یوشع بہ حیثیت اُنکے خوردون کے تھے اور تمام امت موسوی حضرت ہارون
کو مثل حضرت موسیٰ کے اپنا مولا جانتے تھے جیسا کہ جمیع صحابہ امت محمدی
حضرت علی کو مثل رسولخدا اپنا مولی سب سمجھتے تھے پس بزرگ یا آقا کی زندگی مین
خورد یا خادم آقا کے منصب کو نہین پا سکتا اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ
زندہ رہتے تو غیر شخص کو اُنکا منصب ہرگز حاصل ہوتا اسلیئے ثابت ہی کہ
حضرت علی کی زندگی مین بھی منصب خلافت محمدی کسی غیر شخص کو حاصل نہین
ہو سکتا تھا دوم یہ کہ اگر حضرت یوشع خلاف مرضی حضرت موسیٰ اپنے
ہواخواہون کی مدد سے مثل قصۂ سقیفہ بنی ساعدہ خلیفہ بن جاتے تو البتہ
حضرت ابوبکر پر اُنکی مثال صادق آجاتی لیکن کتب سماویہ کے پڑھنے سے
صاف ثابت ہی کہ حضرت موسیٰ نے اُنکو اپنی زندگی مین دعا اور برکت دیکر
سردار امت بنایا اور امت کو جمع کرکے اُنکی متابعت اور فرمانبرداری کا حکم
دیا اور اس جانشینی اور ولیعہدی کی مثال سوائے حضرت علی کے اور کسی

میں نہیں پائی گئی جو جو طریقہ حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کے لئے قبل از وفات خود استعمال کیا تھا بعینہ وہ سب عمل خم غدیر میں واقع ہوا ہی جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کے حق میں امت سے فرمایا کہ اسکو بجائے میرے سمجھو ویسے ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ۔ پھر جسطرح حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون پر ہاتھ رکھا اُسیطرح روایات اہلسنت میں علی مرتضیٰ کی نسبت درج ہی فاخذ بید علی پھر جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کے حق میں دعا اور برکت چاہی ویسے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اللھم دار الحق معہ حیث دار۔ پس اگر کسیکو اس بات کا حوصلہ ہو کہ حضرت ابوبکر کو مصداق حضرت یوشع کا بناوے تو اول اُسپر یہ فرض ہی کہ مثل جانشینی و دعا و برکت حضرت یوشع کی حضرت ابوبکر میں اس طرح ثابت کرے جیسے ہمنے حضرت علی کے حق میں صحیح روایات کے ذریعہ سے ثابت کئے ہیں بعد ازاں روایات مندرجہ ذیل کی تردید کرنا فرض ہوگا۔ اول ایام مرض الموت میں آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو لشکر اسامہ میں نامزد کیا۔ اور تادم واپسین رسولخدا اسامہ بن زید حضرت ابوبکر کا سردار رہا اور رسولخدا صلعم اپنے آخری دم تک لشکر اسامہ کے کوچ کر جانے پر بغایت درجہ مصر رہے اور تادم واپسین حضرت ابوبکر کا نام جریدہ لشکر اسامہ سے علیحدہ نہیں کیا گیا دوم قصہ طلب قرطاس میں جھگڑا کرنے پر جن اصحاب کو رسولخدا صلعم نے اپنے مکان سے نکلوادیا اور پھر اُنکو تادم آخر گھسنے نہیں دیا جسکا

ذکر صحیح بخاری مین ان الفاظ سے ہی قوموا عنی۔ یعنی میرے پاس سے نکل جاؤ انمین حضرت ابوبکرؓ نہین تھے۔ یعنی اس بات کو ثابت کرین کہ حضرت ابوبکرؓ اس گروہ سے علیحدہ تھے پھر اسکے بعد اس بات کا ثبوت دین کہ آیا مثل قصۂ غدیر حضرت ابوبکر کے لئے بھی کوئی مجمع فراہم کر کے حضرتؐ نے یہ فرمایا کہ مثل میرے ابوبکر کو سمجھنا اور ان کا محب محب خدا ہی اور انکا دشمن دشمنِ خدا ہی اور جو نصرت اُنکی کرے خدا انکا ناصر ہو اور جو انکو مخذول کرے خدا اُسکو مخذول کرے اور الہی پھیر دے حق کو جدھر کہ وہ پھرے پس اگر امور مذکرۂ بالا کو ثابت نکرین اور پھر بھی حضرتِ ابوبکر کی خلافت کا دعویدار ہو تو صریحًا جہل مرکب مین گرفتار ہی۔ قولہ ہفتم و ہشتم و نہم ان ہر سہ اعتراضات کا مطلب یہ ہی کہ حضرت علی کی شان مین استثنار نبوت وارد ہی اگر حضرت ہارون بعد موسی زندہ بھی رہتے تو نبی مستقل ہتے اور حضرت علی چونکہ نبی نہ تھے پھر خلافت کے مستحق کس طرح ہوتے۔ ان ہر سہ اعتراضات کی جو کچھ وقعت ہی وہ اہل علم اور اہل انصاف کی نگاہ مین ظاہر ہی حاجت گذارش نہین مگر نافہم متعصب لوگون کی سمجھ علیحدہ ہوتی اس لئے تردیدًا عرض کرتا ہون۔ کہ اگر نبوت مانع خلافت ہوتی تو حضرت ہارون ہی کیون خلیفہ کئے جاتے اور اگر خلافت منحصر بر نبوت ہوتی تو رسولخدا صلعم ہی کیون حضرت علی کو باوجود دینے مثال ہارون اور مستثنے کردینے نبوت کے اپنا خلیفہ اپنی حین حیات مین مقرر کرتے علاوہ ازین اگر خلیفہ کے لیے نبوت شرط تھی تو پھر حضرت ابوبکر کی خلافت پر مؤلف کو کیون استدلال ہی کہ وہ تو نہ نبی تھے نہ نبی کے بھائی نہ مثل ہارون نبی کے شرکت صفات نبوت مین رکھتے تھے۔

اب رہا مولف صاحب کا یہ سوال کہ شیعہ بتا دین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر کی پائی جاتی ہو۔ اسکا صاف جواب یہ ہی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین کونسا لفظ ایسا ہی کہ جس سے اورونکی نبوت کی نفی ہوتی ہو اور یہ پایا جاتا ہو کہ بعد رسول صلعم کے اور کوئی نبی نہو گا حالانکہ ہم لوگون کا ایمان یہی ہی کہ کلمۂ شریف پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کو ثابت کرتا ہی اور اُنکے بعد اورون کی نبوت کی نفی کرتا ہی۔

اور جبکہ حدیث موصوفہ مین حضرت علی کی خلافت کا ذکر ہی تو ظاہر ہی کہ اورون کی خلافت کی نفی اُس سے نکلتی ہی جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہی کہ داؤد نے جالوت کو مارا تو صاف ثابت ہی کہ اس سے مراد یہی ہی کہ سوائے داؤد کے جالوت کو کسینے نہین مارا پس جبتک مولف صاحب کوئی دوسری حدیث اس مضمون کی پیدا نکرین کہ حضرت نے فرمایا کہ ابو بکر یا عمر یا عثمان میرے نزدیک ایسے ہین جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اُسوقت تک تو یہی کہا جائیگا کہ یہ حدیث مثبت مدعا ہی واسطے منزلت علی مرتضیٰ کے اور نفی کرتی ہی اس منزلت کے اورون سے اور جبکہ اجماع اہل سنت کا اس امر پر واقع ہی کہ آنحضرت صلعم نے سوائے علی مرتضیٰ کے ایسی منزلت کی حدیث حضرت ابو بکر یا عمر یا عثمان کے لئیے نہین فرمائی تو خود بخود نفی خلافت خلفاء ثلثہ کی ثابت ہی اسمین کوئی موقعہ شک و شبہ کا نہین منشی صاحب نے جو یہ ارشاد فرمایا ہی کہ اس حدیث سے خلافت مرتضوی فی وقت من الاوقات ثابت

ہوتی ہے اور یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے اگر ہم اس مقولہ کو بھی بفرض محال مان لیں تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت ہوگی کیونکہ مشایخ سہ گانہ کا جب حضرت علی سے مقدم اور افضل ثابت ہونا تو کجا مساوات بھی ثابت نہوگی تو حضرت امیر کو بہرحال ترجیح رہینگے پس اگر کسیکو دعوی ہو تو ایسی ہی خلافت فی وقت من الاوقات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے حق مین ثابت کرے اور اگر ایسی کوئی حدیث مشایخ ثلثہ کے حق مین ثابت نہ کرسکے تو اپنے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کرکے بصدق دلی خلافت بلافصل جناب امیر پر ایمان لاوے ورنہ اپنے متعصب عنید ہونے کا اقبال کرے۔

قال صاحب اسرار الہدی۔ حدیث خم غدیر۔ یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ ترجمہ ای گروہ مسلمانان مقر ہو کہ مجکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجکو دوست رکھے علی کو دوست رکھے بارخدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُسکو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے اُسکو۔ اس حدیث کو مورخین واہل سیر نے اس طرح پر لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسولخدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام مقام خم غدیر مین کہ یہ موضع درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی واقع ہے وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر المومنین علیہ السلام

ہے جو لبر گردہی جناب موصوف کی مہم ملک یمن پر مامور ہوئی تھی شکایت جناب امیر کی حضور میں رحمۃ للعالمین کے کی حضرت نے بنظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک میں خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام میں خلل پڑ جائیگا اور بسبب بین بینی کے حضرت نے یہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جائیگا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اسلیئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کی نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کریگا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہریگا اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی تحصیلدار کسی موضع مین جمعدار کو بھیجے اور اُسکے ہمراہ چند چپراسی کردے اور کہدے کہ زمیندار سے سرکاری قسط کا روپیہ لے آ جب وہ جمعدار اپنے کام پر پہونچے اُسوقت چپراسی تعمیل مین کمی کرین یا تحصیلدار سے آکر جھوٹی شکایت کرین تو ضرور ہی کہ تحصیلدار جملہ اپنے ماتحتون کو جمع کرکے عام طور پر حکم سنادے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کریگا تو وہ مجرم قرار پاویگا اسلیئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار کے ہی مگر مراتب فیما بین ان مین زمین و آسمان کا فرق ہے اسیطرح سے مراتب رسول خدا اور حضرت مرتضیٰ مین بھی بعد المشرقین کا فرق ہی الیٰ آخرہ۔

اقول انا العبد الحقیر بعون اللہ العلیم الخبیر منشی جوہر علی صاحب نے اس حدیث کو بے سرو پا غلط کہین سے نقل کرلی بہت سے فقرات اسکے نکالڈالے ترجمہ بالکل ہی غلط اور خلاف عبارت حدیث کے لکھا ہی اگرچہ تمام احادیث مندرجہ اسرار الہدیٰ غلط اور بے جوڑ ہین اور ترجمہ خلاف عبارت درج ہی مگر

ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ منشی صاحب نے قصدا براہ تعصب احادیث کو تحریف و تبدیل کردیا۔ اور ترجمہ غلط تحریر فرمایا۔ کیونکہ تبدیل عبارات حدیث اور ترجمہ عربی کے لیے بہرحال کسیقدر تو لیاقت عربیت ضرور درکار ہی مگر طرز عبارت اسرار الہدی سے صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ مولف صاحب نے تالیف رسالۂ مذکور مین گھر کی عقل صرف نہین کی بلکہ دوسرونکی بھروسہ پر احادیث و ترجمہ کو نقل کردیا ہی اسوقت تک جسقدر احادیث جو قبل از حدیث غدیر نظر سے گذری ہین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ فی الحال جو بعض کتب احادیث کے ترجمہ شایع ہورہے ہین انہین منشی صاحب نے دیکھ کر بغیر غوص و فکر نقل کردی ہی اور اغلبا وہ تمام بے سروپا حدیثین اور ترجمہ مشارق الانوار سے نقل کردی گئی ہین جس شخص نے مشارق الانوار کو اُردو مین ترجمہ کیا ہی دراصل کتاب کو مسخ کردیا ہی ترجمہ کی فاحش غلطیون کے علاوہ شان نزول حدیث اکثر غلط ہین تعصب مذہب مترجم کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہی جابجا شیعون اور صوفیون سے مجادلہ کیا ہی بہرحال اعتبار مین اسرار الہدی سے زیادہ نہین اصل کتاب مشارق الانوار کے مولف کی غلطیونکی کوئی شمار نہین ہوسکتے۔ اکثر احادیث جو فقط صحیح مسلم یا صحیح بخاری کی ہین انکو متفق علیہ لکھدیا ہی۔ مثلاً حدیث نمبر۲ حدیث زید بن الخالد الجہنی اصل نسخہ مشارق مین متفق علیہ بخاری اور مسلم درج ہی اور مترجم نے علامت م صحیح مسلم درج کرکھی ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۴ پر علامت مسلم غلط ہی حدیث نمبر ۱۰ پر بھی علامت م غلط ہی حدیث نمبر ۲۶ روایت صحیح مسلم اصل نسخہ مشارق مین عن عائشہ ہی اور مترجم نے عن ابن عباس لکھا ہی مترجم مشارق نے جو مشارق کے معتبر ہونے مین نہایت درجہ اصرار کیا ہی اور یہانتک

یا وہ گوئی کو کام مین لیا ہی کہ کوئی حدیث ضعیف اسمین مندرج نہین اسکی کیفیت ہی
کہ اکثر ایسی ایسی احادیث درج ہین جنکو حضرت امام اعظم سفیان نے اور نیز بڑے
بڑے اکابر علما حنیفہ نے مخالف کلیات شرع اور مخالف احادیث صحیحہ لکھا ہی
جیسے کہ حدیث نمبر ۲۹ متفق علیہ کی بنسبت امام اعظم کے مقلد کہتے ہین کہ یہ حدیث
دیگر احادیث اور کلیات شرع کے مخالف ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۳۱ و نمبر ۳۲
کی کیفیت ہی کہ امام اعظم صاحب نے اُنکو رد کردیا۔ یہ حالات مشارق الانوار کے فقط
ابتدائی پانچ سات ورق کے ہی دیکھنے سے معلوم ہوجاتے ہین اگر ساری کتاب کو ملاحظہ
کیجیے اُسیوقت خود کہہ دیجیگا کہ اس سے بڑھکر شاید دوسری کوئی کتاب نامعتبر ہو۔
اب ہم غلطیان منشی صاحب کی ظاہر کرتے ہین کہ اول تو اُنھون نے حوالہ کسی
کتاب کا نہین دیا کہ جس سے اسکو نقل کیا کیونکہ کسی حدیث کا معتبر کتاب مین
اس عنوان و الفاظ سے یہ حدیث درج نہین ہی دوم راوی اول کا ذکر نہین لکھا
اور کوئی کتاب حدیث کی ایسی نہین کہ جسمین احادیث بغیر اندراج نام راوی لکھے
نہ ہون سوم حدیث کی عبارت مخالف روایت صحیحہ اہلسنت کی ہی کہ آگے ہم صحیح
روایت کو نقل کرینگے چہارم ترجمہ ایسا غلط ہی کہ کوئی صرف و نحو جاننے والا
ایسا غلط ترجمہ نہین کرسکتا الست اولی بکم من انفسکم کا یہ ترجمہ
لکھا ہی۔ مقرر ہی کہ مجکو جان اپنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم۔ معلوم نہین
ہوتا ہی کہ کس قاعدہ سے یہ ترجمہ لکھا گیا ہے۔ افسوس ہی کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
نے باوجود اظہار سعادتمندی خود کیون ترجمہ کی صحت پر لحاظ نہین فرمایا۔ ہم اس
ترجمہ کا فیصلہ جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کیونکہ اُنھون نے

اس رسالہ اسرار الہدیٰ کو نہایت غور اور خوض سے ملاحظہ فرماکر تقریظ تحریر فرمائی ہی بعد اسکے فقرہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کا یہ ترجمہ تحریر فرمایا ہے پس جو کوئی مجکو دوست رکھے علی کو دوست رکھے اہل انصاف اس ترجمہ پر عزم تالیف کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرمائین۔

علی ہذا القیاس شان نزول حدیث کا جو لکھا ہے وہ محض افترا اور بہتان ہے کسی کتاب سیر یا تاریخ مین یہ شان نزول نہین ہے نہ آجتک کسی عالم سنی نے قصہ شکایت علی مرتضی کو خم غدیر مین بیان کیا ہی بلکہ اس قصۂ شکایت کو جمیع اہل سیر اور تواریخ اہلسنت نے مدینۂ منورہ مین حجۃ الوداع سے بہت دن پیشتر لکھا ہی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت حبیب السیر وغیرہ جمیع کتب اہلسنت مین اس واقعہ شکایت کو اسطرح لکھا ہی کہ خالد بن الولید نے چار شخصون کو اغوا کرکے مدینہ مین رسولخدا کے پاس حضرت علی کی شکایت کرنے کو بھیجا کہ مال غنیمت مین سے آپ نے باختیار خود خمس جدا کرکے مال خمس پر تصرف کیا جسوقت بریدہ بن الحضیب اور اُنکے ہمراہیون نے یہ شکایت رسولخدا سے کی تو سنتے ہی رسول صلعم کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہوگیا اور فرمایا ماتریدون من علی ماتریدون من علی انہ ولی کل مومن ومومنۃ من بعدی۔ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے وہ میرے بعد جملہ مومنین و مومنات کے حاکم اور سردار ہین اور نیز فرمایا کہ علی کا حق اُس خمس مین اُس سے زیادہ تھا جسپر اُنھون نے تصرف کیا علماء اہل سنت اس روایت سے استنباط کرتے ہین کہ حضرت علی کو مثل رسولخدا کے اختیار جدا کرنے اور تقسیم کرنے خمس کا حاصل تھا۔ یہ روایت

حدیث غدیر سے بھی زیادہ مفصل اور مشرح ہی اور اسمین اہلسنت کو نزاع لفظی کرنیکی بھی گنجائش نہین کیونکہ اسمین صاف طور سے لفظ ولی اور بعدی وارد ہی جسکے معنی سوائے امام اور حاکم کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتے بلکہ کتاب غنیہ مین تجا ہو ولیکم بعدی یا ہو ولی کل مومن و مومنہ بعدی کے یہ فقرہ درج ہی ہو اولی الناس بکم بعدی بعض اہل سنت جب استخلاف غدیر کے مخالفت کر کے حیلہ جوئی کرتے ہین تو معنی لفظ مولا پر حجت لاتے ہین کہ اسکے معنی متعدد ہین آقا غلام ناصر و محبوب وغیرہ ہم آقا کے معنی کیون استعمال کرین اگر بجائے مولی کے لفظ اولی ہوتا تو البتہ ہم معنی امام اور حاکم کے سمجھتے مگر چونکہ حق چھپتا نہین خود اہل تسنن کی ہی روایات مین لفظ اولی بکم بھی وارد ہے بلکہ ازالۃ الخفا مین جو روایت حدیث غدیر کی درج ہے اسمین بجائے مولیٰ کے اولیٰ وارد ہے اسلیے معنی مولا مین اہل سنت کو جائے تکلم نہین رہی۔

ذکر صحیح روایت حدیث غدیر کا مع صحیح قصہ شان نزول بروایات اہل تسنن۔ امام ابو الحسن الواحدی اپنی کتاب مسمی بہ اسباب النزول مین بسند خود مرفوعاً ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ جبوقت حضرت سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوئے خم غدیر کے مقام پر پہونچے تو جبرئیل امین یہ وحی علی مرتضیٰ کے حق مین لائے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی ای رسول پہونچا دے اپنی امت کو وہ پیغام جو تیرے رب کی طرف سے بجانب تیرے نازل ہوا اور

اگر یہ نہین کرتا تو تبلیغ رسالت الٰہی نہین کی تو نے اور اللہ جل شانہٗ تجکو محفوظ رکھیگا آدمیون سے جمیع اہل سیر و تواریخ اہلسنت متفق ہین کو موضع خم غدیر بوجہ فقدان آب و علف قابلیت نزول نہین رکھتا تھا سر راہ جاتے ہوئے جب وحی نازل ہوئی تو رسولخدا صلعم مرکب سے اتر پڑے اور جو لوگ آگے چلے گئے تھے اُنکو واپس بلایا اور جو لوگ پیچھے آتے تھے اُنکا انتظار کیا جب سب جمع ہوگئے آنحضرت صلعم نے بعض درختون کے سایہ کے نیچے زمین صاف کرا کر حکم کیا وہ شتران جمع کرکے منبر بنایا اور بلال نے بحکم آنحضرت صلعم باواز بلند تمام لشکر مین ندا کی **الصلوۃ جامعہ** اور بروے بعض روایات یہ ندا دی حی علی خیر العمل یہ ندا سنکر تمام لشکر خیر البشر جمع ہوگیا اور رسولخدا صلعم منبر پر تشریف لیگئے اور علی مرتضیٰ کو بھی منبر پر اپنے پاس بلا کر داہنے ہاتھ کیطرف کھڑا کیا اور خطبہ مشعر حمد و ثنا باری تعالیٰ ادا کیا۔ یہانتک خلاصہ کتب معتبرہ و حدیث و تفسیر اہل سنت کا ہے۔

اب پوری صحیح روایت کتب حدیث لکھی جاتی ہے اگرچہ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی و ترمذی و امام حاکم و ابو عمر و ذہبی وغیرہم بلکہ ایک جماعت کثیر محدثین نے روایت کیا ہے مگر ہم اس موقعہ پر فقط اُس روایت کو نقل کرتے ہین کہ جسکو مشکوٰۃ شریف مین امام احمد بن حنبل سے بروایت براء بن عازب و زید بن ارقم لکھا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یا معشر المسلمین الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم۔ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ اے مسلمانون آیا تم نہین جانتے ہو اس بات کو کہ مین اعلیٰ تر ہون مومنین کے نزدیک اُنکی نفسون سے

جانون سے۔ سب لوگون نے جب یہ سنا تو قالو بلی بولے ہان ایسا ہی۔ اور ایک روایت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے تین بار اس فقرہ کو معہ اسکے معنی کے تکرار بیان کیا ہی اور تفسیر اسکی یہ فرمائی کہ دیکھو اللہ جل شانہٗ نے اپنے کلام مجید مین فرمایا ہی۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم یعنی نبی مومنین کے نزدیک اُنکی نفسون اور جانون سے اولی تر ہی۔ اور وجہ اسکی یہ ہی کہ انسان کا نفس کبھی اُسکو خیر کیطرف دلالت کرتا ہی اور کبھی شر کی طرف اور نبی صلعم ہمیشہ خیر کی طرف دلالت کرتے ہین اور شر سے بچاتے ہین اسلیئے مومن وہ ہی کہ رسو لخدا صلعم کو اپنی نفس سے اولی تر سمجھے۔ بعد اسکے آنحضرت صلعم نے اپنی قرب وفات کے باب مین خبر دی۔ کانی قد دعیت فاجبت یعنی گویا مجکو اُس عالم مین بلایا ہی اور مین نے اُس دعوت کو اجابت کر لیا ہی یعنی دنیا سے انتقال ہونا منظور کر لیا ہی انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ تعالی وعترتی ان تمسکتم بھما لم تضلو بعدی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی عز وجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی وقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ودار الحق معہ حیث دار ۵ یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین دو شی گرامی عظیم الشان چھوڑتا ہون کہ وہ آپس مین ایک دوسرے سے بڑی ہین وہ ایک تو خدا کی کتاب یعنی قرآن ہی اور دوسرے عترت میری اگر تم لوگ

ان دونون سے متمسک رہوگے یعنی انکی پیروی و تقلید کروگے اور انھین سے
ہدایت طلب کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہی مین نہ پڑوگے پس خیال کرو اور نگاہ
رکھو کہ میرے بعد اُن دونون گرامی منزلت چیزون سے کسطرح پیش آوٴگے
پس تحقیق وہ دونون گرامی مرتبت آپس مین ایکدوسرے سے ہرگز جدا
نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین (یہ شہادت نبوی ہے نسبت
عصمت عترت پیغمبر کی) بعد اسکے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی جلشانہ
میرا مولا یعنی اولی بتصرف و حاکم ہے اور مین جملہ مومنین کا حاکم ہون بعد اسکے
آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے علی مرتضی کو پکڑا اور فرمایا۔ ای بار خدایا
جس کسیکا کہ مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہے یعنی وہ شخص جسکا مین مولا اور حاکم
ہون علی مرتضی کو اپنا مولا اور حاکم سمجھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اور نصرت کر
اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور مخذول کر اُسکو جو علی کی نصرت ترک کرے۔
وائے بر حال مہاجرین و انصار کے کہ جنھون نے باوجود طلب کرنے نصرت
علی مرتضی کے نصرت ترک کری) اور ای بار تعالی حق کو اُسی طرف
پھیر دے جدھر کو علی پھیرے۔ بعد اسکے مشکواۃ مین مروی ہے
فقال عمر ابن الخطاب بخ بخ لک یا ابن ابی طالب لقد اصبحت مولی
ومولی کل مومن ومومنۃ یعنی اس منزلت عظیمہ کے حاصل ہونے
کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب نے حضرت علی مرتضی سے خطاب کیا کہ
گوارا اور مبارک ہوا اے پسر ابو طالب کہ صبح کی تم نے در انحالیکہ ہوئے تم

میرے مولا اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ابن المغازلی اور خطیب بغدادی
لکھتے ہیں کہ بعد مبارکباد ہونے کے اُسیوقت اور وہی جلسہ میں یہ آیہ
مبارکہ نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی آج کے دن کامل کیا
مین نے واسطے تمھارے دین تمھارے کو اور تمام کی تمپر نعمت اپنی اور راضی
ہوا مین اس سے کہ تمھارا دین اسلام ہی ہو۔ لفظ اسلام مین ایک باریک اور
لطیف نکتہ ہے کہ اسلام کے معنی گردن نہادن اور اطاعت نمودن کے ہین
یعنی جو کوئی حکم ولایت علی مرتضیٰ کی تابعداری اور اطاعت کریگا اُس سے
خدا کی رضامندی ہوتی ہے۔ بعض مشاہیر و عظماء و علماء اہلسنت مثل خوارزمی
ابن مردویہ لکھتے ہین کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم بعد بیان کرنے خطبہ من کنت
مولاہ فعلی مولاہ کے اور قبل از دعا اللھم وال من والاہ کے نازل ہوئی ہی
علمائے موصوف لکھتے ہین کہ بعد نازل ہونے اس آیہ مبارکہ کے رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ اللہ اکبر و الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ
و رضی الرب برسالتی و ولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی
یعنی اللہ بزرگتر ہی اور سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ تعالیٰ کے اوپر
کامل کردینے دین اور اتمام کردینے نعمت کے اور رضامندی رب کے
ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن طالب کی میرے بعد۔ از اس
قول نبی صلعم سے اگرچہ صاف طور پر فیصلہ معنی مولا کا ہو گیا لیکن جو نکتہ
لطیف اوپر مذکور ہوا ہی اُسکا بھی صاف اشارہ اس سے نکلتا ہی یعنی لفظ اسلام

کے معنی یہ ہین کہ خدا کے بعد رسالت پیغمبر اور ولایت علی ابن ابیطالب کا مقر ہو
مؤلف نے جو دعاے نبوی ؐ کے فقرات مابعد وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ کو درج نہین کیا اسکی وجہ فقط یہ ہی کہ ان فقرات سے معنی لفظ
مولی مین اہل سنت کو بحث کرنیکی گنجائش باقی نہین رہتی کیونکہ نصرت کسیکی
واجب نہین ہو سکتی بجز امام کے اور شاید مؤلف صاحب نے کسی سنی مناظر
متعصب کی قول پر اعتبار کر کے اس فقرہ کو حدیث سے نکالا ہی کیونکہ بعض
لوگون نے مناظرہ اہل حق سے تنگ آکر اس فقرہ کی نسبت موضوعی ہونا لکھدیا
تھا مگر محققین اہلسنت نے اُنکے قول کو مردود کر دیا جیسا کہ شیخ عبد الحق محقق
دہلوی نے مدارج النبوت مین صاف لکھدیا ہی کہ جو لوگ فقرہ وانصر من
نصرہ کو موضوعی کہتے ہین اُنکا قول مردود ہی ہرگز لائق التفات نہین پس
منشی صاحب نے جو قول مردود پر اعتبار فرمایا حق جوئی سے بہت ہی دور ہی
اب دیکھنا چاہیے اس امر کو کہ منشی صاحب نے یہ لکھا ہی کہ وجہ اس خطبہ کی
فرمانے کی یہ ہوئی کہ حضرت صلعم نے بنظر دور اندیشی اپنے دل مین خیال
فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام
اسلام مین خلل واقع ہوگا اس مقولہ کو کوئی صاحب عقل تسلیم نہین کر سکتا کیونکہ
اگر حضرت علی ہی کے ساتھ امت کو محبت ہی رکھنے کا حکم دیا جاوے تو اور سرداران
کی نسبت بدگمانی کرنے کا کیا انتظام ہوا ہان اگر یہ مان لین کہ اسلام مین سواے
حضرت علی کے اور کوئی سردار ہی نہین ہی اسلیے آنحضرت صلعم نے فقط
حضرت علی کی ہی نسبت بدگمانی کرنیکی ممانعت فرمائی تو البتہ ہو سکتا ہی پس اگر

ہم اس قول کو تسلیم بھی کرلین تو بھی وہ ہی مطلب نکلا کہ سوائے رسول صلعم
اور علی مرتضیٰ کے اور کوئی شخص مسلمانون کا سردار نہین ہے اور یہ ہی اثبات
خلافت بلا فصل ہے۔ اگرچہ علمائے اہلسنت یہ کہا کرتے تھے کہ آیہ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین مراد اولی الامر سے وہ حکام ہین جنکو رسولخدا
صلعم بطور چند روزہ کے سریہ یا بر لشکر کرکے بھیجتے تھے مگر انصاف والون کے
دل مین ضرور یہ کھٹکا پیدا ہوتا تھا کہ غیر معصوم کی اطاعت کسطرح فرض کردی
گئی ضرور اولی الامر سے ایسے لوگ مراد ہین کہ جنکی نسبت خدا اور رسول نے
امت کو اطمینان اس قسم کا دلادیا ہے کہ وہ ہر قسم کی معاصی سے پاک
ہین اور ہمکو ہدایت سے نکلنے دینگے اور نہ گمراہی مین پڑنے دینگے جیسے کہ
حضرت علی مرتضیٰ کہ بشہادت آیۂ تطہیر ہر قسم کے گناہ سے پاک ہین
اور رسولخدا نے انکی نسبت امت سے یہ فرمایا لن یخرجکم من ہدی ولن
یدخلکم فی ضلال۔ مگر اب اس توجیہ سے جو منشی صاحب نے تحریر فرمائی یہ معاملہ
بہت صاف ہوگیا کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم کے مرکوز خاطر یہ امر تھا
کہ عوام سردارون کی نسبت ماتحتون کی گستاخی اور بدگمانی کو بند کیا جاوے
مگر آنحضرت صلعم عام سردارون کی نسبت اس انتظام کو منسوب نہ کرسکے
اور سردارون مین سے سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسیکو اس قابل نہ پایا
کہ اُسکی نسبت بھی ایسی اطاعت کا حکم دین جو مثل اطاعت پیغمبر کے ہو
کیونکہ سوائے حضرت علی کے اور کوئی معصوم نہ تھا نہ کسیکی نسبت باطمینان
یہ کہا جاسکتا تھا کہ وہ اپنے ماتحتون کو گمراہی مین نہ ڈالیگا پس جبکہ اطاعت

سنی سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسی شخص کی نہیں ہو سکتی تھی تو اطاعت واجب کی بدرجہ اولیٰ عام غیر مستحق ہیں اسلیئے ثابت ہوا کہ آیۂ اطیعوا میں اولی الامر سے مراد حضرت علی مرتضیٰ ودیگر ائمہ معصومین ہیں منشی صاحب نے واقعی بہت باریک بات پیدا کی ہے اور ظاہر ہے کہ کیا رسول اللہ صلعم کو فقط اتنی بات کہدینی ہیں (کہ خبردار کوئی شخص اپنے سردار کی شکایت نکرے نہ اُس سے بدگمان ہو نہ اُسکی گستاخی کرے) کچھ دشواری معلوم ہوتی تھی کہ حضرت علی پر ہی ڈھالکر لوگون کو منع کیا۔ دقیقہ اس کا لوگ ہی سمجھ سکتے ہین کہ اگر عام سرداروں کی نسبت ایسے الفاظ کہے جاوین تو ضرور انتظام مین خلل پڑجاوے کیونکہ اور سردار تو معصوم نہین فرض کیجئے کہ کوئی سردار مرتکب خیانت کا ہو اور مال غنیمت کو چوری کرلے تو ماتحتون کا تو منھ بند کردیا گیا پھر کونسا ذریعہ ایسا باقی رہا جس سے رسول خدا صلعم کو سردار کی خیانت اور چوری کی اطلاع ہو اور آیندہ کے لیئے بندوبست کیا جاوے اسلیئے خود منشی صاحب کی توجہ سے ثابت ہو گیا کہ سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی شخص سردار امت نہین ہو سکتا اور اسیکو خلافت بلافصل کہتے ہین۔

منشی صاحب نے جو حدیث غدیر سے خلاف مفہوم عبارت حدیث یہ معنی لیئے ہین کہ آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ علی کو دوست رکھے اگرچہ یہ حکم بھی دیگر احادیث مین موجود ہے لیکن اس موقع پر محبت کے معنی کسطرح چسپان نہین ہو سکتے ہان اگر حدیث کے یہی الفاظ ہوتے جیسا کہ ترجمہ مین منشی صاحب نے لکھا تو ہم ضرور اس حدیث کو اس معنی مین قبول کر لیتے لیکن من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے

معنی صاف ہین رہبر شخص ہون مین مولا جسکا پس علی ہی مولا اُسکا) یعنی جسکا مین سردار و حاکم ہون علی اُسکا سردار و حاکم ہی۔ اگر مولا بمعنی دوست قرار دین تو منشی صاحب کی شان نزول کسیطرح بیان نہین ہو سکتی بلکہ صاف طور سے مخالفت اُسکی ظاہر ہوتی ہی۔ ہان اگر جناب امیرؑ کی نسبت لوگ شاکی اس امر کے ہوتے۔ کہ آپ ہمسے عداوت رکھتے ہین اور دشمن ہین تو البتہ اس گمان کے دفع کرنے کے لیئے یہ کہا جاتا کہ علی تمھارے سچے دوست ہین پس جبکہ حدیث کے الفاظ کا تو یہ ترجمہ نہین ہو سکتا۔ کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ علی کو دوست رکھے تا کہ علی سے دشمنی کرنے والے باز آوین اور نسبت حضرت علی کے یہ ثابت نہین کہ وہ اُنہین سے کسیکے دشمن تھے اور اُنکو جتلایا گیا کہ علی تمھارے دوست ہین تو ثابت ہوا کہ مولا بمعنی دوست نہین بلکہ بمعنی اولی بتصرف ہی اور اگر اس حدیث مین لفظ مولا بمعنی دوست و محبوب ہوتا تو بھی مذہب شیعہ کی ہی تائید ہوتی یعنی جبکہ حضرت علی کی محبت مثل رسولخدا کی محبت کے امت پر واجب ہوئی تو اقتضائے محبت یہ ہی ہی کہ اُنکے دشمنون سے تبرا کرے اور اُنسے تولا رکھے اور یہی اصول مذہب شیعہ کا ہی اور نیز جبکہ تمام گروہ صحابہ مین سے حضرت علی اس امر مین منفرد ہین کہ فقط اُنھین سے مثل رسولخدا صلعم محبت رکھی جاوے اور سوائے اُنکے اور کسی امر دیگر کی محبت کے لیئے ہم مامور نہین کیئے گئے تو ظاہر ہی کہ ہم درمیان محمد اور علی کے بھی تفرقہ کو داخل نہین کرسکتے اور اسکو خلافت بلا فصل کہتے ہین۔

منشی صاحب نے جو نظیر تحصیلدار اور جمعدار کی دی ہے وہ صریحاً بے محل ہے کوئی تحصیلدار ایسا بیوقوف نہیں ہوگا کہ اپنے سب ماتحتون کو جمع کر کے جمعدار کی اطاعت کا حکم دے کیونکہ تحصیلدار کے ماتحتون مین جمعدار سے بڑے درجہ کے لوگ بھی ہین مثل محرر جوڈیشل سیاہہ نویس و اصل باقی نویس قانونگوئی نائب تحصیلدار ہان یہ ہو سکتا ہے کہ تحصیلدار اپنے سب ماتحتون کو جمع کر کے یہ حکم دے کہ نائب تحصیلدار کی اطاعت کرو اور اُسکی اطاعت کو مثل میری اطاعت کے سمجھو اور چونکہ درمیان تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کے کوئی حد فاصل نہین ہے تو جابجا بلا زمانی جیل تحصیل بحالت نائب تحصیلدار کی ہین بموجودی نائب تحصیلدار اور کوئی ملازم تحصیل قائم مقام تحصیلدار کا نہین ہو سکتا پس حضرت علی کو رسو لخدا سے وہ ہی نسبت ہے جو نائب کو تحصیلدار سے ہوتی ہے اسلئے علی مرتضی بلا فصل خلیفہ رسو لخدا ہین۔

اور منشی صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ مابین رسول خدا اور علی مرتضیٰ کے فرق بعد المشرقین کا ہے یہ لفظ منشی صاحب کی کم فہمی کی بات ہے اگر وہ معنی مری بعد المشرقین کو سمجھتے تو ایسا لفظ ہرگز زبان سے بھی نہ نکالتے یہ بات کسی ادنی مسلمان کے لئے بھی نہین کہہ سکتے کہ اسکو رسو لخدا سے فرق بعد المشرقین کا ہے کیونکہ جس شخص مین رسو لخدا سے بعد المشرقین کا فرق ہے وہ کافر ہے جیسے رسو لخدا کی محبت ہمپر فرض ویسے ہی بعد المشرقین والے کی دشمنی ہمپر فرض ہوگی فرق بعد المشرقین تقابل تضاد ہے جو شخص رسو لخدا کی پوری ضد ہے اسکو رسو لخدا سے بعد المشرقین حاصل ہے مصنف کو واجب ہے کہ ہر لفظ کو سوچ سمجھ کر لکھے اور تقریظ نویس پر بھی واجب ہے کہ بے فکر دخوض ہر کتاب کی تقریظ لکھنے نہ بیٹھ جائے اول اُسکے

مطالب و عبارت پر غور کرنا چاہیے اگر مولوی لطف اللہ صاحب تالیف منشی صاحب کو اچھی طرح دیکھ لیتے تو ایسے الفاظ ناشائستہ کا سلسلہ اُنکے نامۂ اعمال میں نہ لکھا جاتا۔

قال المولف اسرار المہدی۔ اگر شیعہ کہیں کہ حضرت رسول خدا کو نفس جناب امیر سے مناسبت کلی تھی تو اس شبہ فاسد کی تردید ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے ہوتی ہے چنانچہ آخر سورۂ توبہ میں تفسیر آیہ کریمہ بانہم قوم لا یفقہون یہ۔ اس طرح پر لکھی ہے۔ بسبب آنکہ ایشان گروہی اند کہ در نمی یابند حق را و فہم نمیکنند از غایت نفاق و رسوخ کفر و عناد در باطن ایشان در ان تدبر نمی کنند تا حق را در یابند بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بعتاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان میکند کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ ترجمہ کاشانی بر تحقیق و یقین کہ آمد بشما ای کافۂ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت باو مخالطہ نمائید و بر وجہ سہولت افادہ استفادہ در خود گیرید یا آمد ای اہل عرب رسولی از شما متکلم بلغت شما یا از قبیلہ شما۔ اسی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے مشابہت تھی اسمیں تخصیص جناب امیر کی کیا ہے۔

اقول بحول اللہ العلیم الخبیر۔ اے ناظرین با انصاف کچھ منشی صاحب کی عبارت کا مطلب سمجھے۔ بڑے بڑے دقیقہ رس بھی حیران ہونگے کہ فقرۂ اولی کا کیا مطلب ہے اور عبارت تفاسیر اسکی کسطرح مخالف ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ منشی صاحب تفسیر آیۂ مباہلہ سے تو آگاہ نہیں کہیں چلتے ہائے کسی سے سن لیا ہے کہ شیعہ

یون کہتے ہین کہ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین حضرت علی کو نفس رسول اللہ
سے تعبیر کیا ہی مگر جو کچھ کسی سے سنا تھا یاد نہین رہا اب اُسکے لکھنے کی ضرورت
پڑی تو اُسکو اس عبارت مین ظاہر کیا جو مؤلف کے قول شرح مین ہی نقل کیا گیا
ہی کہ رسولخدا کو نفس جناب امیر سے مناسبت کلی تھی - منشی صاحب نے معاملہ
نفس کو فقط شیعون کا مقولہ سمجھکر اُسکی مخالفت پر کمر باندھی تھی مگر تقدیر من اللہ
جلشانہ سے مخالفت کرنا منشی صاحب لکھوا کر آئے تھے اسلئے اس معاملہ کو
کسی عالم سے تو صاف نہ کیا خود ہی شوق تالیف مین آکر قرآن مجید کی مخالفت
کرنے لگے - اصل قصہ یہ ہی کہ نصاری نجران سے مباہلہ رسولخدا صلعم کا ہوا
تو نصاری الوہیت مسیح پر اڑے ہوے تھے اپنے عقیدہ فاسدہ باطلہ سے نہ ہٹتے تھے حکم باری
نازل ہوا - قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا
وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین - یعنی کہہ اے محمد نصاری
نجران سے کہ بلاوین ہم اپنی بیٹون کو تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو اور
تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنے نفسون کو اور تم اپنے نفسون کو پھر آپس مین
مباہلہ کرین اور کہین کہ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار ہو - تفاسیر اور کتب احادیث
اہلسنت مین بالاتفاق روایت کی گئی ہی کہ بعد نزول اس آیہ کے رسولخدا
صلعم نے ابناء مین حسنین علیہما السلام کو اور نساء مین حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ
علیہا کو اور انفسنا مین حضرت علی کو بلایا اور فرمایا اے خدا یہ میرے اہلبیت اور
عترت ہین منشی صاحب یہ فرماتے ہین کہ اگر حضرت علی نفس رسول اللہ سے
تعبیر کیگئی تو کوئی فخر کی بات نہین ہی کیونکہ نفس سے مراد ہم جنس ہوتی ہے

جیساکہ تفسیر کاشانی ہیں رسول کے ہم جنس تمام مسلمان تسلیم کئے گئے ہیں۔ مگر اس اعتراض کے لکھنے وقت منشی صاحب نے دوراندیشی کو خیال نہین فرمایا کہ اس اعتراض سے تمام صحابہ کے اسلام پر بہت بڑا حرف آئیگا یعنی اگر ہر ادنی مسلمان بھی نفس رسول سے تعبیر ہو سکیگا تو ثابت ہوا کہ حضرت کے صحاب ادنی درجہ کی مسلمان بھی نہ تھے اور سوائے علی مرتضی کے اور کوئی بھی مسلمان نہ تھا کہ تعبیر رسول اللہ مین شامل حضرت علی کے ہو سکتا دیکھو تو حکم خدا مین ایک ہم جنس کے بلانے کا حکم نہین بلکہ بصیغہ جمع انفسنا کہا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کی امت مین سوائے حضرت علی کے اور کوئی مسلمان بھی نہ تھا۔ منشی صاحب مناظرہ بہت سہل اور آسان چیز نہین ایک ایک لفظ کے لئے خون جگر پینا پڑتا ہی آپنے کیون ناحق اپنی جان کو مصیبت مین ڈالا۔ دیکھیے اب ہم آپکو سمجھائے دیتے ہین کہ نفس کے معنی بیشک ہم جنس کے ہین مگر جنسیت ہمیشہ اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے جدی جدی ہوتی ہی بھلا آپ بھی فرمایئے کہ پیغمبرون کے ہم جنس پیغمبر ہونگے یا شیاطین دیکھیے اس اعتبار پر کہ جملہ مخلوقات خدا کے پیدا کئے ہوئے ہی آدمی فرشتہ جن پتھر درخت حیوان مطلق سبکے سب ہم جنس ہین مگر دیکھیے اگر کوئی آپکو حیوان مطلق کا ہم جنس کہنے لگے تو آپ ضرور برا مان جائینگے کیونکہ یہ جنسیت بہت ہی بعید و ابعد ہی پھر اس اعتبار پر کہ سب آدمی آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہین جنس البشریت مین سب برابر ہین اور با ہم اس اعتبار سے سب ہم جنس ہین لیکن انبیا کے تو بہت بڑے درجے ہین کوئی شخص اگر آپ کو ہی کسی کافر کا ہم جنس کہے تو ہرگز آپکو پسند نہوگا بھ

جنسیت کبھی قوم کی اعتبار سے مشخص ہوتی ہی کبھی مسکن کے اعتبار سے کبھی صفات
اور جوہر ذاتی کے لحاظ سے کبھی پیشہ اور کسب کے اعتبار سے دیکھئے قریشی بھی
آدمی ہی اور حبشی بھی آدمی ہی سید بھی آدمی ہی جولاہہ بھی آدمی اور اسلام کا
شریک مگر جب کبھی جنس کا ذکر آئیگا سید کا ہم جنس سید ہی کو کہا جائیگا نہ کہ
جولاہہ کو ایسا ہی جنسیت رسولخدا صلعم کو قیاس کرنا چاہیے کہ گو باعتبار بنی
آدم ہونے کے سب آدمی خواہ مسلم ہوں یا کافر سب آپکے جنس کہلا سکتے ہیں
مگر جنس بعید اور جنس قریب کا فرق ہوتا ہی جسطرح قریش بہ نسبت غیر قریش
حضرت کے ہم جنس ہیں اور بنی ہاشم بہ نسبت دیگر قبائل قریش کے ہم جنس
قریب ہیں اور بنی عبد المطلب بمقابلہ دیگر بنی ہاشم کے اور آل ابو طالب
بہ نسبت دیگر بنی عبد المطلب کے حضرت کے قریب تر ہمجنس ہیں - ایسا ہی
حال صفاتی جنسیت کا ہی کہ پیغمبر کے ہمجنس پیغمبر ہی ہو سکتے ہیں یا ایسے
لوگ جو پیغمبر سے ہوں اور پیغمبر سے اُنسیت ہو - اب نظر کرو حال حضرت ابوبکر و عمر پر
کہ ایک قبیلہ تیم سے ہیں دوسرے عدی سے اور مقابلہ انکے بنی ہاشم تو در
کنار تمام بنی اُمیہ اور بنی عبد المطلب اور بنی زہرہ رسولخدا کے ہمجنس ہیں
پس جبکہ اصحاب گرد رسولخدا کے جمع ہوں تو انہیں سے فقط حضرت علی کو
ہی کہا جائیگا کہ وہ نفس رسول اللہ ہیں یا انکے بھائی جعفر و عقیل بھی باعتبار
ظاہر نسب رسولخدا کے ہم جنس متصور ہو سکینگے اب باقی رہی صفاتی جنسیت
جو زیادہ معتبر ہی اسکی نسبت آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ زمرہ اصحاب پیغمبر خدا
صلعم میں سے کون شخص ایسا ہی جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا انہ منی و انا منہ

یعنی وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے ہوں جس سے پوچھیگا وہ یہی کہیگا وہ شخص فقط علی
مرتضیٰ ہی کہ جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا کہ مین اُس سے ہوں اور وہ مجھسے ہی حتی کہ
جعفر و عقیل بھی اس شرف مین داخل نہین ہین چہ جائیکہ حضرت ابوبکر یا عمرؓ کی نسبت
ایسا خیال کیا جاے اب ایسا پھر کون شخص ہی کہ حضرت علی کے نفس رسول
ہونے سے انکاری ہو یا اسکو ایسی حقیر شی سمجھے کہ اسمین کوئی فخر کی بات ہی
نہین ہی اور ہر ادنی مسلمان بھی نعوذ باللہ نفس رسول اللہ ہی حتی کہ جناب
کوئی مسلمان کیا کوئی صحابی کوئی خلیفہ رسولخدا صلعم کا نفس نہین ہو سکتا
جب تک کہ وحدت نور و وحدت خلقت و وحدت نسب وحدت گوشت
و خون نہ رکھتا ہو نبی صلعم کے مانند معاصی اور رجس سے پاک نہو اختیارات
رسالت مین شرکت حاصل نہو اگر اب بھی کسی قسم کا دعوی باقی ہو تو کسی صحابی مین
یہ جملہ اوصاف ثابت کیجئے۔ ورنہ ایسے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کیجئے۔

قال المؤلف اسرار الہدی۔ باقی رہی تحقیق مولا پر مجتہدین شیعہ فرماتے
ہین کہ مولا بمعنی اولی ہین ابن حجر عسقلانی نے جواب دیا کہ مولی بمعنی غلام بھی
ہین شیعون نے بغیر ملاحظہ کتب لغت بچارے ابن حجر کو سنگدل وغیرہ الفاظ
سبیہ دیکر جواب الجواب مین لکھا کہ مگر غلام کے معنی یہ صحیح نہین ہین اسپر بفضل خدا
قول فیصل ملا فتح اللہ کاشانی نرم دل کی تفسیر سے لکھا جاتا ہی جیسا کہ خلاصۃ
المنہج مطبوعہ طہران کے صفحہ ۱۳۳ سورۂ مائدہ پارہ لایحب اللہ مین مرقوم ہی
کہ نیابد کہ مولا رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفتم دیکھو بخوبی ثابت
ہوگیا کہ مولی بمعنی اولی نہین ہین بلکہ بمعنی غلام ہین۔

اقول و بہ نستعین جبتک منشی جوہر علی صاحب کے سے تحقیق حاصل نہ ہو واقعی لطف مناظرہ بھی نہیں ملسکتا - ہائے افسوس اس زمانہ مین لوگون نے تصنیف وتالیف کو کیسا بے وقعت کردیا ہی خود اصلیت معاملہ سے واقف نہین اور دون سے سُن سُنا کر جو نہیں آیا کہدیا - کوئی منصف مزاج منشی صاحب سے دریافت کرے کہ معنی لفظ مولا مین بحث تو کیا ہے اور آپ کیا فرما رہے ہین - ابن حجر نے یہ کس کتاب مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین مولا بمعنی غلام ہے اور شیعون نے یہ جواب کس کتاب مین دیا ہی کہ لغت عرب مین مولا بمعنی غلام نہین آتا کہ آپنے فوراً برجستہ حوالہ تفسیر کا دیا - اگر منشی صاحب انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ کو پڑہتے تو اُسی مین مفصل بحث معنے لفظ مولیٰ کی موجود ہی - جو لوگ لغت عرب سے آگاہ ہین یا جنھون نے مناظرہ کی اُردو کتابین بھی دیکھی ہین اچھی طرح جانتے ہین کہ مولا بمعنی آقا و مالک کے بھی آتا ہی اور غلام آزاد کردہ کے معنی مین بھی اور علاوہ انکے اور بھی متعدد معنون ناصر و کارساز وغیرہ مین مستعمل ہی جیسا موقع اور محل عبارت کا ہوتا ہی اُسکے موافق مولا کی معنی لگائی جاتے ہین - بقول منشی صاحب شیعون نے تو ابن حجر کو سنگدل ہی لکھ دیا تھا مگر منشی صاحب نے غریب ابن حجر کو کافر مطلق بنا دیا کیونکہ ابن حجر پر کیا موقوف ہی جو کوئی شخص اس بات پر اصرار کرے کہ اس حدیث مین لفظ مولی بمعنی غلام ہے وہ کافر مطلق ہی منشی صاحب کو اگر ہمارے قول پر اعتماد نہو مولوی لطف اللہ صاحب سے کہ جنھون نے تقریظ اسرار الہدیٰ لکھی ہی دریافت فرمالین بالیقین وہ بھی صاف فتوے دینگے کہ جو کوئی شخص اس حدیث مین مولی بمعنی غلام کہتا ہی

وہ قطعی کافر ہی منشی صاحب اتنی بات تو آپ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جب رسولخدا صلعم نے فرمایا ان اللہ عزوجل مولائی وانا ولی کل مومن تو کیا اسکے یہ معنی لگاؤ گے کہ نعوذباللہ خدا تعالیٰ میرا غلام ہی اور میں مومنین کا ولی ہوں۔ اور پھر یہ فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کہ جس شخص کا میں غلام ہوں علی بھی اسکا غلام ہی منشی صاحب ایسے ہزلیات سے ضرور اجتناب کرنا چاہیے ایسا عقیدہ بدرجہ اولیٰ ضرور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا ہوتا ہی۔ یعنی مولا کے معنی غلام لگانے سے ادھر تو ایمان بالکل جاتا رہا کافر ہو گیا اُدھر جس مطلب سے ایمان فروشی کی تھی وہ ہاتھ نہ آیا یعنی اگر مولی کے معنے غلام بھی قرار دیے جاویں تاہم خلافت بلا فصل جناب امیر کی ثابت ہو جاتی ہی کیونکہ جب رسول خدا صلعم نے فرمادیا کہ جس شخص کا میں مولا ہوں علی اُسکا مولا ہی۔ پس ظاہر ہی کہ جس معنے میں مسلمان لوگ رسولخدا کو اپنا مولی سمجھتے ہیں اُنھیں معنی میں حضرت علی کو مولا سمجھنا پڑیگا اگر سنی رسولخدا کو نعوذباللہ اپنا غلام سمجھتے ہیں تو حضرت علی کو بھی مثل رسولخدا کے سمجھنا پڑیگا اور اسی کو خلافت بلا فصل کہتے ہیں۔ کیونکہ من کنت مولاہ میں تمام صحابہ اور مسلمان لفظ من کے تحت میں آگئے حضرت ابوبکر یا عمر یا حضرت عثمان کوئی بھی اس سے مستثنی نہیں رہا۔ اور اگر مولف کو اس بات کا دعوی ہو کہ اصحاب ثلثہ لفظ من سے نکال دیے گئے اور رسول خدا صلعم اُنکے مولا نہیں تھے تو اس امر کا صاف اقرار کریں تاکہ ایک بڑے امر اہم کا فیصلہ ہو جاوے جو باہم شیعہ وسنی متنازعہ فیہ ہی اور جبکہ اصحاب ثلثہ منشی صاحب کے نزدیک

زمرۂ مومنین یا مسلمین مین شامل ہو کر لفظ من کے تحت مین آ گئے تو علی مرتضیٰ اصحاب ثلثہ کے بھی ویسے ہی مولا ہو گئے جیسے سب مسلمانون کے رسول خدا مولا تھے پس جبکہ وہ لوگ جو غلط فہمی یا ہٹ دھرمی ہی مابین رسول خدا و علی مرتضیٰ فاصل سمجھے جا رہے ہین خود محکوم اور ماموم ثابت ہو گئے تو حضرت علی مرتضیٰ اسی حدیث سے رسول اللہ کے خلیفہ بلافصل ثابت ہو گئے ۔ منشی صاحب اب تو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل سمجھے جاتے ہین یا ابھی پردہ پڑا رہ گیا جو شخص ایسی صاف صاف باتون کو نہ سمجھے اسکو یقین کر لینا چاہیے کہ وہ مثل اُنھین لوگون کے ہی کہ جنھون نے خطبۂ غدیر پر عمل نہین کیا اور مصداق اس آیت کے ہوئے ان اللہ لا یهدی القوم الکافرین ۔

قال فی اسرار الہدی اگر اسپر بھی قدح کی جاوے تو مولی بمعنی ولی نہین اولی ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کر دین کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل سمجھے جاتے ہین اگر اس آیۂ کریمہ کو اپنے مطلب برآری کے واسطے استدلال پکڑین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین مذکور ہی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یهدی القوم الکافرین ۔ ترجمہ ای فرستادہ بحق برسان بکافۂ خلقان جمیع انچہ فرد فرستادہ شد بتواتر نزد پروردگار تو از احکام شرعیہ و اگر رسانی تمام آنرا پس تبلیغ نکردہ باشی پیغام ہائے او را او

خدای نگاہدار دیترا زشر مردمان بدرستیکہ خدای راہ نہ نماید کافران را۔
اگرچہ ملا صاحب نے ترجمہ ٹھیک کیا ہی کہ حکم خدا حضرت رسالتماب کو یہ تھا کہ تبلیغ
احکام شرعیہ مثل صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کے فرماوین مگر براہ تعصب اپنی روایات
موضوعہ تحریر فرماتے ہین کہ ابن مردویہ در کتاب مناقب آوردہ کہ عبد اللہ
مسعود فرمود کہ ما در حیات حضرت این آیات چنین خواندیم کہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان
لم تفعل فما بلغت رسالتہ پس جملہ معترضہ موضوعہ حشویہ ملا کاشانی
سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسالت رسول مقبول منحصر بنصب خلافت بلا فصل
امیر المومنین پر تھی۔ ابلاغ احکام شرعیہ پر اس روایت سے ترجمہ صحیح
نہ رہا اور حقیقت حال یہ ہی کہ ترجمہ ہی صحیح ہی کیونکہ خدا تعالی نے آیہ موصوفہ
مین وان لم تفعل فرمایا یعنی ای رسول مقبول احکام شرعیہ کو اپنی ذات
سے انجام دے اگر ایسا نکریگا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نہ کی۔ اگر آیہ
کریمہ کو کچھ بھی مناسبت خلافت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدا تعالی
بجائے وان لم تفعل وان لم تبلغ فرماتا اس سے معلوم ہوا کہ آیہ
موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔
اقول بحولہ تعالی صاحب اسرار الہدی کے اس فقرہ سے کہ شیعہ صرف
یہ بتلادین کہ اس حدیث مین ایسا کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ
بلا فصل سمجھے جاتے ہین یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ اس حدیث کو نص خلافت
مرتضوی تسلیم کر چکے ہین فقط کلام خلافتِ بلا فصل مین ہی۔ اور یہ بات

ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اس حدیث مین بہ تحت
لفظ منکنت مولاہ کے آگئے ہین اور ہر سہ خلفا کی خلافت کے بارے مین
کوئی حکم نہین ہی تو یہ حدیث بالضرور خلافت بلا فصل پر دلالت کریگی کیونکہ
اہلسنت جنکی تقدیم ثابت کرتے ہین وہ سب اموم ثابت ہوگئے اب رہی
بحث معنی آیہ کریمہ بلغ ما انزل پس منشی صاحب نے جو مراد اس سے
سمجھی ہی وہ محض غلط بلکہ اُسپر یقین کرنے والا بھی کافر مطلق ہوجاتا ہی اسلئے
کہ اگر یہ مراد منشی صاحب صحیح ہو کہ مراد خدا تعالی کی اس آیہ مین تبلیغ احکام
شرعیہ و فرائض چہارگانہ سے ہی تو ضرور اس بات کو بھی ماننا پڑیگا کہ خدا تعالے
نے اس آیت سے پیشتر جسقدر احکام بابت نماز و روزہ و حج و زکوۃ کے نازل
فرمائے اُنمین سے کسیکی بھی رسول خدا نے تبلیغ نہین فرمائی نہ خود اُنکو بذات
خاص بجالائے پس یہ وسوسہ شیطانی صریح السطلان اور جمہور اہل اسلام کے
عقیدہ کے برخلاف ہی۔ تو گویا منشی صاحب صاف عقیدہ یہ ہی کہ رسولخدا صلعم نے سال
دہم ہجری تک نہ مسلمانون کو احکام شرعیہ سے مطلع کیا نہ آپ بجالائے
اور یہ عقیدہ صریحا کفر ہی۔ اگر کسیکو اس شیطانی عقیدہ پر اصرار ہو تو اس بات
کو ثابت کرے کہ فلان حکم شرعی فلان زمانہ مین نازل ہوا تھا اور آنحضرت
صلعم نے اُسکو چھپا لیا تھا اس آیت کے نازل ہونے پر اُسکا اعلان و اظہار
کیا ورنہ اپنے کفر کا مقر ہو یا معترض اس بات کو ثابت کرے کہ فلان حکم نازل
ہوا تھا یا نماز روزہ حج زکواۃ کا حکم تھا اور آنحضرت صلعم بذات خود اُسکو
بجا نہین لاتے تھے اگر انسان تمام عمر اپنی اس تحقیقات مین بسر کرے تو بھی

وہ کوئی ایک ایسا معاملہ دریافت نہین کرسکتا کہ باوجود حکم الٰہی نازل ہونیکے آنحضرت صلعم نے تعمیل اُسکی کسی مصلحت سے روکی ہو ہان اگر دریافت ہوگا تو فقط یہی حکم خلافت حضرت علی کا ہی جسکو آنحضرت صلعم نے بخوف اہل شر ونفاق حیز التواء مین ڈال رکھا تھا منشی صاحب جو اُلٹا استدلال وان لم تفعل پر کیا ہے یہ ہی دلیل گمراہی کی ہے کیونکہ وان لم تفعل بہت بڑی دلیل خلافت کی ہے اور اس سے مراد خلیفہ اور ولیعہد کرنا ہی یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہی کہ اگر تونے علی کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد نہ کیا تو گویا ہماری مراسلت کی تبلیغ نہین کی جو شخص اسکے مخالف کرے اُسکے ذمہ ثابت کرنا اسکا ضرور ہوگا کہ نماز روزہ وحج وزکوٰۃ مین سے فلان فریضہ کو رسول خدا نے بذات خود نہین ادا کیا تھا اور اس آیت کے بعد اُسپر عمل کیا ہی اور اگر اس بات کو ثابت نکرسکیگا تو ضرور رسول خدا صلعم پر تہمت رکھنے والون کے زمرہ مین محشور ہوگا۔ آجتک ہزارہا علمائے اہل سنت اسی جستجو مین مر گئے کہ ایک حکم ایسا معلوم کرین کہ رسول خدا نے اُسکی تعمیل مین تعلل یا تساہل کیا ہوتا کہ اسکو وجہ نزول اس آیہ کے قرار دین لیکن ہرگز یہ بات میسر نہ ہوئی بہرحال اُنکو یہ ہی لکھنا پڑا۔ نزلت فی علی۔ قطع نظر روایات کے خاص آیت مین ایسی صریح دلائل خلافت مرتضوی کے موجود ہین کہ اگر انسان شقی ازلی نہین ہی تو ضرور ہدایت پاسکتا ہی کیونکہ اول تو مضمون آیت سے پایا جاتا ہی کہ یہ حکم صرف امت کو سنانیکی ہی بات نہین ہی بلکہ کوئی فعل بھی اُس سے متعلق ہی کیونکہ اول لفظ بلغ ہی اور بعد مین وان لم تفعل پس سوائے خلافت کے کوئی ایسا معاملہ نہین ہی کہ جسمین

تبلیغ حکم کے علاوہ کوئی فعل متعلق ہو وہ خاص معاملہ خلافت ہی ہے کہ امت کو جمع کر کے تبلیغ حکم الٰہی کیجا دے اور اُن سب کے روبرو حضرت علی کو رسول خدا صلعم اپنا خلیفہ اور ولیعہد مقرر کریں دوم اس آیت میں جو یہ فقرہ موجود ہے واللہ یعصمک من الناس یعنی خداوند کریم تجکو لوگوں کے شر سے بچاویگا۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اُس حکم الٰہی کی تعمیل رسول خدا صلعم بخوف مردم اشرار نہیں کرتے تھے جبکہ خداوند تعالیٰ نے وعدہ اُنکے شر سے بچانیکا کیا تب آنحضرت صلعم نے تبلیغ رسالت بھی کی اور حکم کی تعمیل بھی فرمائی۔ اب منشی صاحب فرمائیں کہ سال دہم ہجری میں رسول خدا صلعم کونسے حکم شرعی یا فریضہ کی بجا آوری میں لوگوں کا خوف تھا آیا آپکے اصحاب باصفا نماز روزہ سے چڑھتے تھے یا حج زکواۃ کو منع کرتے تھے اب فرمایئے کہ سوائے خلافت مرتضوی کے اور کوئی معاملہ متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی آیہ میں انجام اور مآلکار کی بھی خبر رسول صلعم کو دیگئی ہے کہ صاف نازل ہے۔ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔ یعنی بتحقیق خداوند کریم قوم نافرمانبردار کو ہدایت نہیں کرتا۔ اس سے صاف مراد یہ ہے کہ یہ امت سرکش اس حکم کی متابعت نکریگی اور خلافت مرتضوی کو قبول نہ کریگی مگر تو اے رسول ہماری تبلیغ رسالت کی کردے اور علی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خلافت بلافصل مرتضوی کے قائل نہیں ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔ نسبت روایت ابن مردویہ جو طا صاحب پر یہ الزام لگایا ہے کہ براہ تعصب اپنی روایات موضوعہ تحریر فرماتے ہیں یہ منشی صاحب کی ناواقفیت کی دلیل ہے کہ اُنھوں نے

نادانستگی سے ابن مردویہ کو شیعہ سمجھا ہی اور بغیر تحقیق سے کئے جو منہمین آیا فرما گئے۔ لیاقت سے تو یہ معنی سمجھے کہ روایت ابن مردویہ کی صحت پر جرح اور قدح کرتے اسمین کوئی عیب نکالتے کیونکہ یہ تو خاص آپکی اہل جماعت کی ہی روایت ہی منشی صاحب کے دل مین جو یہ وسوسہ آیا ہی کہ کیا رسالت آنحضرت صلعم کے منحصر بر نصب خلافت جناب امیر تھی اور دیگر احکام شرعیہ پر کیون منحصر نہین تھے جو لوگ دقیقہ رس ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ یہ خلافت جزو اعظم رسالت کا ہی کوئی رسول یا پیغمبر ایسا نہین گذرا کہ جسنے اپنی زندگی مین اپنا خلیفہ مقرر نہ کیا ہو اس خلافت کی وقعت اسی پر سمجھ لو کہ جب نماز روزہ یا حج یا زکواۃ یا دیگر حدود و فرائض کے احکام نازل ہوئے تو اُنکی نسبت کبھی یہ فرمان نازل نہین ہوا کہ آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کر دیا جبکہ حضرت علیؑ کی خلافت کا حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے اُنکو خلیفہ مقرر کیا اُسی پر یہ خوشخبری نازل ہوئی کہ آج ہمنے تمھارا دین پورا کیا پس اسی پر قیاس کر لو کہ جب تکمیل دین منحصر اس خلافت پر تھی تو ظاہر ہی کہ تکمیل رسالت کیون منحصر نہ ہوگی اس خلافت کے سوائے ایسا بڑا امر اہم اور کونسا ہی کہ جسکی بابت ایسا تہدیدی حکم نازل ہوا۔

قال فی اسرار الہدیٰ پھر دوسری روایت مین مفسر نے یون لکھا ہی عیاشی از جابر بن عبداللہ نقل کردہ کہ حضرت رسول مامور شد بہ نصب امیر المومنین ترسید کہ اگر مردمان را این خبر دہد گویند بابسر عم خود محابا میکند واز نزد خود منصب ولایت می دہد او را طعن کنند خداوند این آیت فرستاد

در غدیر خم حضرت امیر المومنین را خلیفۂ خود ساخت واین خبر بخاص و عام رسانید الخ
اگرچہ روایت جابر مین بھی صرف یہی دعویٰ ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ خود ساخت
نہ یہ کہ خلیفہ بلافصل خود ساخت جب بقول جابر جناب امیر کی خلافت
بلافصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر
اصرار و تکرار کیون ہے اسکا تو اہل سنت کو بھی بدل وجان اقرار ہے
بلکہ اہل سنت کا تو یہ عین ایمان ہے کہ بے شک آپ خلیفہ برحق مگر
فی وقت من الاوقات نہ بلافصل۔
اقول وبہ نستعین ہمارے منشی صاحب کا طرز مناظرہ دنیا سے نرالا ہے
کہین لفظ بلافصل سن پایا ہے اُسکو خلافت کی ایک قسم خاص سمجھ رکھا ہے
اور یہ نہین جانتے کہ خلیفہ ہی اُسکو کہتے ہین کہ بلافصل ہو۔ جبکہ منشی صاحب
نے بروایت جابر سے خلافت جناب امیر کو تسلیم کرلیا تو اب بحث
فصل و بلافصل کی محض نادانی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب روایت
حضرت امیر کی خلافت کے سوائے اور کسی کی خلافت کا ذکر نہین ہے
تو اسی کو بلافصل کہتے ہین۔
ہان اگر اس روایت مین اور ونکی خلافت کا بھی اسطرح مذکور ہوتا ہے
کہ پہلے پہل مین خلیفہ اپنا ابوبکر رض کو مقرر کرتا ہون اور پھر عمر اور پھر عثمان کو
اور اُنکے بعد علی مرتضیٰ کو تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ اس روایت سے خلافت
بلافصل ثابت نہین اور جبکہ تینون خلیفون مین سے کسی کی خلافت کا ذکر
ہی نہین اور فقط حضرت علی کی خلافت ہی منصوص ہے تو معلوم نہین کہ منشی صاحب

سنے یہ قاعدہ استدلال کس مدرسہ مین تعلیم پایا ہے کہ باوجود تسلیم خلافت
بلا شرکت غیری کے بلا فصل کا سوال بار بار کیا جاتا ہی۔ منشی صاحب خلیفۂ
رسول اللہ فقط وہی شخص ہی کہ جسکو رسول صلعم نے اپنے رو برو اپنا خلیفہ
مقرر کر دیا اور جو ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد دوسرا برضامندی خلیفہ سابق
مقرر ہوا وہ خلیفۂ رسول نہ تھا بلکہ پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا دیکھو قول حضرت عمر کا
اپنے صحاح مین کہ اگر لوگ مجکو خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ کہینگے تو بہت طوالت
ہو گی اسلئے مجکو امیر المومنین کہو۔ منشی صاحب کبھی یہ خیال تو کیا ہوتا کہ کیا وجہ
کہ خلیفۂ چہارم کے لئے تو بار بار رسو ل خدا صلعم نص خلافت فرماتے ہین اور خلفائے
ثلثہ کا جو متقدم ہین کہین نام و نشان نہین۔

قال فی اسرار الہدیٰ اگر کلام ہی تو صرف اولی بتصرف پر ہی سو یہ
گمان بھی شیعون کا غلط ہی اسلئے کہ جب مولی بتصرف بمعنی اولے ہین تو
ضرور لازم ہے آیا والِ والاہ یہی بتصرف ہو کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے
مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف صحیح ہوتا تو بجائے اولے
منک کے مولی منک بولا جاتا چونکہ یہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے
بتصرف اولے بھی باطل ہے۔

اقول بحولہ تعالی سعدی صاحب کیا خوب فرما گئے ہین۔ تا مرد سخن
نگفتہ باشد۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ کہان ہو انصاف کرنے والو
چلو دین حق کے تحقیق کرنیوالو ذرا ادھر متوجہ ہو کہ خداوند کریم کا حضرات اہل
سنت پر بڑا ہی فضل ہوا کہ ایسا پلا پلایا اور پڑھا پڑھایا محقق اس چودھوین

صدی مین اُنکو ملا کیا عجب ہی کہ ان حضرت کا وجود مجدد دین الوف و صدیات مین شمار ہو کر چودھوین صدی کے مجدد قرار دیدیے جاوین دیکھیے منشی صاحب فرماتے ہین کہ حضرت علی کی خلافت مین تو ہمکو کلام نہین مگر اولی بتصرف مین کلام ہی۔ اور وجہ اسکی فقط یہ ہی کہ منشی صاحب اسکے معنی تو جانتے نہین مگر شیعون کی زبان سے چونکہ اکثر سنا ہی اسلیے اسکو تبرا سمجھے ہوئے ہین اب اگر آسمان و زمین زیر و زبر ہو جاوین مگر اولی بتصرف کا کیسے اقرار کرلین کہ صریحًا تبرا کا لفظ ہی منشی صاحب کی تقریر مندرجہ بالا کی داد اہل انصاف سے چاہتا ہون دیکھیے منشی صاحب مولی بتصرف کو ہنوز سمجھے نہین اور قائل بتصرف کا سوال کر بیٹھے بھلا مین کہانتک سمجھاونگا اور جبکہ وہ حضرت تصرف کے کوچہ مین ہی ہو کر نہین نکلے وہ کیا خاک سمجھین گے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مولف صاحب اول اس بحث کو خود سمجھ لین بعد اسکے پھر اگر کوئی اور رسالہ تصنیف کرنے کا اتفاق ہو اُسمین درج فرماوین۔

قال فی اسرار الہدی دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلا فصل جناب امیر کی ثابت نہوئی تو آیۃ یاایہا الرسول بلغ الخ بھی جناب کی شان مین بلا فصل راست نہین آتی۔

اقول و بہ نستعین حضرت منشی صاحب یہ لفظ بلا فصل بھی مثل اولی بتصرف تبرا کا لفظ ہی ایسا نہو کہ کثرت استعمال سے آپ اسکے عادی ہو جائین اور اسکا جواب تو ہم آپکو پیشتر ہی دیچکے کہ خلیفہ وہ ہی ہی جو بلا فصل ہو اور

جبکہ فصل واقع ہو تو خلیفہ نہین کہلاتا پس آنحضرت صلعم کا اصحاب ثلثہ کو چھوڑکر
حضرت علی کو خلیفہ کرنا صاف دلیل خلافت بلا فصل کی ہی اگر روایت جابر مین
حضرت علی سے پیشتر اور خلفا کی خلافت کا ذکر نہین ہے تو ہر معقول پسند
اسکو خلافت بلا فصل ہی قرار دیگا پر نامعقول پسند جو جہل مرکب مین
گرفتار ہو اُسکی کہی نہین جاتی۔

قال فی اسرار الهدی بلکہ در صورت تسلیم چند آیۃ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی
چنانچہ اسی تفسیر مین ملا صاحب نی ان آیات بینات کو اسطرح تحریر فرمایا ہے۔
اول آیت رکوع ۵ پارہ ۱۷ سورۂ حج الذین ان مکنٰہم فی الارض الخ یعنی آنجماعت
بازنان انانند کہ اگر جای دہیم ایشانرا و تمکین اقتدار بخشیم ایشانرا در زمین و زمام
حکومت بکف کفایت ایشان دہیم فی خلاصۃ المنہج - دوم آیت
وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من
بعد خوفہم امنا الخ وعدہ داد خدای آنانرا کہ گرویدہ اند از شما و کردند کارہای
شایستہ ہر آئینہ البتہ ایشانرا در زمین کفار از عرب و عجم خلیفہ گرداند ہمچنانکہ خلیفہ
گردانیدہ شدہ اند پیش از ایشان یعنی کہ زمین مصر و شام بدیشان داد
بعد از ہلاکت جبابرہ تا تصرف کردند دران چنانکہ تصرف ملوک در ممالک
خود میکردند و وفا نمود حق تعالی وعدہ مومنان را وفا نمودہ جزائر عرب و دیار
کسری و بلاد روم بدایشان ارزانی نمود ہر آئینہ متمکن و ساکن سازد و باقوت
گرداند برای مومنان صالح دین ایشانرا آن دینیکہ پسندیدہ و برگزیدہ است

برای ایشان یعنی اسلام را بر ہمہ ادیان غالب گردانند و ہر آئینہ بدل دہد ایشانرا از پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی الخ فی خلاصۃ المنہج - سوم آیت ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون - ترجمہ - پس باگردانیدیم شمارا ای گروہی کہ محمد بشما مبعوث شدہ خلیفہاے گذشتگان و جانشینان در زمین از پس قرنی کہ ہلاک شدند تا ببینیم در صورت شہادت بعد از انکہ دانستہ ایم در غیب کہ شما چگونہ عمل خواہید کرد از خیر و شر تا باشما بمقتضای آن کردار جزا دہیم - انتہی فی خلاصۃ المنہج دیکھو اگر آیۃ یا ایہا الرسول بلغ کو خلافت بلا فصل جناب امیر پر قیاس کیا جاوے تو صریح تنسیخ آیۃ الذین ان مکناھم - و وعد اللہ الذین - ثم جعلناکم خلائف فی الارض - وغیرہم کی ہوتی ہی بلکہ تمام کارخانہ ہی اسلام کا درہم برہم ہوا جاتا ہی بلکہ وعدہ خدا کا بھی معاذ اللہ خلاف سمجھا جاتا ہی اگر ان تینون آیتون کا بھی مصداق جناب امیر کو ہی ٹھہرایا جاوے تو یہ معنی بھی آپکی شان مین درست نہین آتے کیونکہ تنزیۃ الانبیا والائمہ مصنفہ شریف مرتضی مجتہد شیعی المذہب مین یہہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی - یا آنکہ حضرت امیر شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفاء فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گذرانیدہ اند امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان را بلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر ماندند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ - اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ مصداق ان

آیتون سے کہ وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے
روئے زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ مین امن کامل اور عدم خوف خلق
خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے اہلبیت
کا خون کیا پھر بھی آپکی نسبت دعوی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک کا بڑے طمطراق سے ضرور ہی کہا جائیگا اور رشد و مدح سے
آپ کو مصداق کنتم خیر امۃ ـ و رحماء بینہم کا ٹھہرایا
جاویگا پس بعقیدہ محبان مولی مشکل کشائے عالم آیہ کریمہ یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک کے معنی دو شق سے خالی نہین یا یہ کہ نعوذ باللہ خدا
تعالی خلفاء ثلثہ سے اسد اللہ الغالب کے ڈرتا تھا یا یہ کہ جناب امیر
بقول شیخ علی الجبان لایستحق الامامۃ کہ مستحق خلافت مطلق نہ تھے
سوائے اسکے آیۃ موصوفہ کا اور مطلب نہین ہو سکتا ـ
اقول بحول اللہ و قوتہ معلوم ہوتا ہی کہ منشی صاحب نے نادانستگی سے
ان آیات کو متعلق بخلافت نبوی یا متعلق بحکومت جو بعد نبی صلعم بجائت اور
شوری وغیرہ سے قائم ہوئی تہین سمجھ لیا ہی حالانکہ شمس الضحی رد ازہار الہدی
مین بحوالہ تفاسیر معتبرہ اہل سنن بخوبی اس امر کو ثابت کر دیا ہی کہ یہ آیات
نہ خلافت نبوی سے متعلق ہین نہ خلفاء جور کی مدح اسنے پائی جاتی ہی بلکہ عوام
مسلمانون کے حق مین ہین ـ دیکھو تفاسیر مواہب علیہ فارسی اور یہ
جو منشی صاحب سے گستاخی کہدیا ہی کہ آیت بلغ سے ان ہر سہ آیات کی
تنسیخ ہوتی ہی یہ محض غلط ہی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص ترجمہ قرآنمجید کو

نہیں سمجھا آیات مذکورہ مین فقط تہدید اور نصیحت ہی عام مسلمانون کو جو
لوگ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور ہمیشہ کافر اُنکو ستایا کرتے تھے
اُنکو اذن جہاد دیا گیا اور اب وہ زمین کے مالک ہونگے تو اُنکو تقوی اور
پرہیزگاری لازم ہی اور اگر وہ لوگ زمین کے مالک ہوکر تکذیب پیغمبر خدا
کی کرین تو مثل قوم عاد و ثمود کے سمجھے جائینگے یا جو کفران نعمت کریگا وہ
بہت بڑا فاسق سمجھا جائیگا یا یہ کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو تمکین
فی الارض اسلیئے دی ہی کہ تمھارے دلون کے نفاق و شقاق جواب تک
پوشیدہ ہین ظاہر ہو جاوین ۔ چنانچہ یہ سب باتین وقوع مین آچکین ۔
انمین سے کسی آیۃ کا یہ مطلب نہین کہ تمام مسلمان بے دینی سردار کے
مثل رمہ بے چوبان رہینگے اور برخلاف اسکے آیۃ بلغ مین نبی کیا بنانا نائب
مقرر کرنے کا حکم دیا جاتا معارض اور مخالف احکام آیات مذکورہ کا ہوتا ۔
اگر مراد مولف ان آیات کے معنی سے یہ ہی کہ جنکو تمکین فی الارض دیگئی
وہ ہی برحق نائب پیغمبر خدا کے تھے ۔ یہ خود اُنکے مفسرون کے قول
کے برخلاف اور نیز خود آیت مین تمام مومنین سے وعدہ ہے اس
حالت مین مومن فقط وہ لوگ قرار پائینگے جنکو ایکے بعد دیگرے تسلط
ملک مین حاصل ہوا اور اس اعتبار پر معاویہ اور یزید و مروان وغیرہ سب
مومن اور اکابر صحابہ غیر مومن قرار پائینگے اور یہ امر بالاجماع باطل ہے ۔
اب اگر مولف کو یہ آرزو ہو کہ ان آیات کے یہ معنی ہو جائینگے کہ جو جو لوگ
خلیفہ ہوے وہ مومن مخلص تھے اور اُنکی نسبت خدا نے بیشتر سے یہ

بات مقرر کردی تھی کہ وہ ہمیشہ امر معروف اور نہی منکر کے عامل رہینگے یہ بھی
صریحاً غلط اور بدیہات کی مخالف ہے کیونکہ آیات مین بطریق اخبار پیشین
گوئی یہ ذکر نہین ہے بلکہ حکم اور نصیحت ہے کہ تمکین اور تسلط کی حالت مین
اُنکو ایسا کرنا چاہیے اور اگر ایسا نکرینگے اور نبی کی تکذیب کرینگے تو وہ مثل
قوم عاد و ثمود کے ہونگے اور وہی بڑے بھاری فاسق قرار پاینگے چنانچہ
خلفائے جور کے حالات سب پر روشن ہین کہ کس طرح نبی کی تکذیب
کی کیسی کیسی عدول حکمیون کے مرتکب ہوئے ملک پر تسلط پاکر کسطرح
صلہ رحم کے مخالف عمل کئے اہلبیت پیغمبر پر کیا کیا ظلم و ستم کئے ۔ اب
مؤلف صاحب یا تو فرمائین کہ فقط اصحاب ثلثہ مصداق ان آیات کے ہین
اور دیگر مسلطین اسمین داخل نہین ہین یا یہ تسلیم کرین کہ جن جن مسلمانون کو
تمکین فی الارض اور تسلط بر مملکت حاصل ہوا ہے وہ سب ان آیات کے
مصداق ہین پس صورت اول مین ارشاد فرمائین کہ حضرات خلفاء ثلثہ
مین سے کون کون صاحب ہین جو مصداق آیہ وان یکذبوک فقد
کذبت الخ و آیہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون
کے ہین کیونکہ آیات نمبر ا و نمبر ۲ کے آخری فقرات یہی ہین اور آیت نمبر ۳
کے مصداق کون صاحب ہین جنکی نسبت جناب باری یہ ارشاد فرماتا ہے
کہ ہمنے تمکو تسلط ملک فقط آزمائش کے لئے دیا ہے تاکہ تمھارے وہ باتین
جنکو ہم مخفی طور سے جانتے ہین تم سے ظہور مین آجاوین تاکہ اوسکے مطابق تمکو جزا دیجائے و
منشی صاحب خود ہی اپنے دل مین انصاف کرین کہ ان ہر سہ آیات مین

کونسی ایسی آیۃ ہی کہ جسکا مصداق پیغمبر خدا صلعم کا برحق جانشین ہوسکے۔ درحقیقت
یہ آیات جمیع اہل اسلام کیلئے نازل ہوئی ہین مگر ہم منشی صاحب کی خاطر سے کہہ سکتے
ہین کہ اپنی اپنی زمانون مین جن جن لوگونکو اپنا سردار بنایا ہی وہ سردار ضرور مصداق
ان آیات کی ہونگے اسلیئے کہ جب عام مسلمان اسمین داخل ہین تو انکے سردار بدرجہ
اولی داخل ہونگے مگر مسلمانونکا بنایا ہوا سردار نبی صلعم کا خلیفہ نہین ہوسکتا منشی
صاحب جو فقط لفظ خلیفہ پر فریفتہ ہوے ہین ٹھیک نہین کیونکہ خلیفہ تو کئی طرح
کے ہوتے ہین جیسے اُستاد معلم کا خلیفہ کشتی گیر پہلوان کا خلیفہ حجام خلیفہ لیکن
یہ لوگ بسبب شرکت نام خلیفہ کے رسولخدا صلعم خلیفہ نہین ہوسکتے ہین نبی صلعم کا خلیفہ
تو فقط وہ ہی ہوگا جسکو نبی صلعم نے اپنی زندگی مین اپنا جانشین مقرر کیا ہو
خود اُسکو حکم دیا ہو کہ تو میرا خلیفہ ہی یا امت کو فہمائش کی ہو کہ فلان شخص میرا خلیفہ
ہی یا وہ میرے بعد تمھارا سردار ہی یا اُسکو میرے مانند سمجھو یا میری بعد اُسکی پیروی
اور اُسی سے تمسک کرنا۔ آیات مذکورہ بالا مین جو لفظ استخلاف مستعمل ہوا ہی وہ
بمعنی خلیفہ رسول نہین ہی بلکہ خلیفہ بمعنی متسلط بجائے شخصے ہی مثلا پیشتر زمین
پر کافر متسلط تھے اور خدا تعالی نے اُنکا ملک چھین کر مسلمانونکو دیا تو مسلمان
اُن کافرونکے خلیفہ ہوئی کیونکہ اُنکے جانشین ہوئے۔ اور عبارت تفسیر سے بھی
جسکا حوالہ مولف نے دیا ہی ایسا ہی ظاہر ہی پس یہ امر کب ممکن ہی کہ جو آیات حالات
خلفاء کافران وجباران نازل ہوئی ہون وہ اس آیت کے معارض سمجھے
جاوین جو خلیفہ رسول کے حق مین نازل ہوئی ہو۔ البتہ ایک یہ بات ضرور
ہی کہ مسلمانون نے آیۃ بلغ کے مخالف کرکے وعدہ ہائے مندرجہ آیات

متذکرہ بالا سے اپنے آپ کو محروم کر لیا اسمین کوئی شک نہ تھا کہ اگر مسلمان حکم خدا اور رسول کا اتباع کر کے خدا کے مقرر کیے ہوئے خلیفہ کو اپنا سردار بنا لیتے تو روئے زمین پر حسب وعدہ آلٰہی تمکین تمام حاصل ہو جاتی چونکہ وعدہ تمکین مشروط تھا اعمال حسنہ کے ساتھ اور مسلمانون نے رسو لخدا کا انتقال ہوتے ہی تکذیب رسو لخدا کی شروع کر دی اسلئے خدا نے بھی اپنے وعدہ کو پورا نہ کیا۔ وہ اعمال حسنہ جنکی مخالفت مسلمانون نے کی اور جسکی بابت رسو لخدا کی تکذیب کے سوائے معاملہ خلافت حقہ کے اور کوئی نہین ہی اور ایسی بدیہی بات ہی کہ اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ اس بات کو ہر صاحب عقل تسلیم کریگا کہ بعد وفات رسول خدا صلعم مسلمانون کی ترقی کو روکنے والی شئے یہی مخالفت اور نزاع خلافت ہی اگر خلافت پر بحث اور نزاع نہ ہوتا تو اسلام کی ترقی کبھی بند ہونے والی نہ تھی۔ یہان ایک یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہی کہ ریاست اور امارت ایسی شئے ہی کہ کسی کا نفس دوسرے کے لئے قبول کرے اور خود اس سے کنارہ کش ہو جائے ہر گز نہین ہر شخص کو یہی خواہش ہوتی ہی کہ مین رئیس ہو جاؤن خدا و رسول نے اسکی بابت کوئی ایسا قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ جس سے مسلمانون کا یہ نزاع باہمی دور ہو۔ اسکے جواب مین مین بہت زور کی ساتھ کہہ سکتا ہون کہ خدا اور رسول نے بہت ضروری سمجھکر اس قاعدہ کو مقرر کیا تھا اور اسی نزاع کے پیدا نہونے کی غرض سے تقرر امامت کو امت کے اختیار مین نہین رکھا تھا اور خدا تعالیٰ نے رسول صلعم کو مومنین پر وہ

اقتدار بخشا تھا کہ اگر ایکی ساری امت مومن ہوتی تو کبھی نزاع کی نوبت نہ آتی
یعنی خدا تعالی کا یہ حکم تھا کہ مومن وہ ہی کہ نبی صلعم کو اپنی نفس سے اولے تر
سمجھے پس اگر صحابہ آنحضرت صلعم کو اپنے نفسون سے اولی تر سمجھتے تو کبھی اُنکے
فرمان سے مخالفت نکرتے اور جیسا کہ رسول خدا نے مسلمانون کے روبرو غدیر خم
مین اسی اقتدار کو جتلا کر اپنا خلیفہ حضرت علی کو مقرر کردیا تھا سو اس حکم کی پابندی
کرتے تو کبھی مسلمانوںمین نزاع ریاست برپا ہوتا نہ مسلمان جلدی جلدی فرقے
ہو جاتے۔ جن لوگون نے اول اس حکم مین رسول خدا صلعم کی مخالفت
کی ہی وہ لوگ اسلام کی مخرب اور جڑسے اُکھیڑ دینے والے ہین مین سچ
کہتا ہون کہ اب جو کچھ اسلام کا نام دنیا مین باقی ہی یہ فقط اس حجت اللہ کے
صائب تدبیر کا نتیجہ ہی کہ جنے اُسوقت نہایت صبر اور تحمل سے کام لیا اگر
حضرت امیر المومنین اُسوقت صبر نہ فرماتے تو معاندین اسلام کا کام تمام
کر چکے تھے۔ اجماع اور شورے وغیرہ جنے نکالے ہین وہ ضرور باطن مین
دشمن اسلام تھا۔ اور فقط واسطے تخریب اسلام کے یہ تدابیر کی گئین تھین
کیونکہ ہر شخص جو کچھ بھی عقل تمدن رکھتا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ عرب کی لوگون کو
بلا کسی قانون واجب الاتباع کے سردار کے مقرر کرنے کا اختیار دیدینا
برابر اسی کے ہی کہ گویا ہر ایک کے ہاتھ مین تلوار دیکر حکم دیا جاوے کہ باہم
ایکدوسرے کو قتل کردو بعضے نادان لوگ اہلسنت جو یہ کہنے لگتے ہین کہ خلافت
کے بارے مین جو صاف تصفیہ پیغمبر خدا نے نہین کیا اُسکی یہ ہی وجہ تھی
کہ آپنے یہ خیال فرمایا کہ جس سے سب لوگ راضی ہونگے اُسکو آپ سردار بنا لینگے

یہ صریحاً رسول خداؐ پر تہمت ہے ہرگز رسول خدا صلعم ایسا نکرتے کیونکہ یہ حرکت تو بالکل عقل اور حکمت کے خلاف ہے پیغمبر لوگ اعلیٰ درجہ کے حکیم ہوتے ہین کوی فعل اون کا حکمت کے خلاف نہین ہوتا یہ کب ممکن تھا کہ آنحضرت صلعم روز بعثت سے تو ایسے تدابیر کرتے ہین غایت سعی اور کوشش فرمارہے ہین کہ جس سے بعد آپکے خلاف اور نزاع پیدا نہو اور خصوصاً دو سال پیشتر وفات سے بار بار امت کو حکم سنادیا گیا کہ میرے بعد میرا جانشین علی مرتضیٰ ہین اور آخر وقت مین ایسا حکم دین کہ جس سے اسلام بھی مستاصل ہوجاوے - ابھی تک اس بات کو مین بردی عقل ثابت کررہا تھا کہ موجب خلاف ونزاع اختیار امت تھا اور نزاع کے دور ہونے کی سبیل فقط یہ تھی کہ تقرر خلیفہ وامام منحصر حکم پر ہو کہ چار وناچار امت کو ماننا پڑے لیکن میری اس راے کی تائید مین جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا ایک خطبہ ہے جسکو آپنے بعد وفات رسول صلعم مسجد نبوی مین بیان فرمایا اور اوس مین تمام احکام اور فرایض نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے وجوہ اور اسباب بیان فرمائے ہین اُس مین ارشاد فرماتے ہین کہ ہماری امامت اور حکومت اسلیئے تم پر واجب کی گئی کہ تمھارے درمیان نزاع اور مخالفت نہ پڑے -

ہر عقلمند اسبابت کو تسلیم کرسکتا ہے کہ اگر امت محمدی بعد وفات رسول خدا صلعم اپنی اعتراض ذاتی کو علیحدہ کرکے بپابندی حکم رسول خدا صلعم حضرت علی کو اپنا سردار بناتے اور غیر مستحق لوگونکو

درمیان مین نہ گہسنے دیتے تو ضرور ہے کہ جو جو صدمات اور
سوانح عظیمہ اوائل اسلام سے ہی اسلام پر پڑے وہ ہرگز واقع
نہوتے اور جو جو اختلافات اور نزاعات اور ایک دوسرے کے
بغض و عداوت دلون مین جاگزین ہوئی جس سے مسلمان فرقے فرقے
ہوکر ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوگئے یہ ہرگز نہوتا۔
اور چونکہ یہی اسباب اسلام کے روز افزون اور موعودہ ترقی کے
روکنے والے تھے جب یہ واقع نہوتے تو ضرور اسلام شرق سے
غرب تک پہیل جاتا اور خدا کی ذات مین شریک کرنے والا پردہ دنیا
پر نظر نہ پڑتا۔ اور یہ امر فقط اہل بیت رسالت کی سرداری اور خلافت
پر منحصر تھا چنانچہ سبکو معلوم ہے کہ یہ گیا ہوا وقت اور بگڑی ہی بات
پہر بہی اہلبیت پیغمبر کے خلیفہ سے ہی ہاتھ آسکے۔ نزاع و خلاف
مذہبی اہل اسلام کا دور ہونا اور روی زمین سے کفر و شرک کا دفع
ہونا بالغیر ظہور حضرت صاحب الامر کے ممکن نہین۔ پس ظاہر ہے
وعدہ ہاے مندرجہ آیات مشروط باطاعت اوسی شخص کے تھے
جنکے لئے آیتہ بلّغ نازل ہوی مگر مسلمانون نے اوس شرط کے بجا
آوری مین غفلت کی مگر آیندہ پہر جب کبہی مسلمان لوگ اوس شرط کا
ایفا کرینگے تو ضرور وعدہ الہی پورا ہوگا اور روی زمین پر سوائے مذہب
حقہ کے کسے مذہب باطل کا وجود نہ رہیگا اور ظاہر ہی کہ وہ زمانہ
حضرت قائم آل محمد کا ہوگا صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین گویا زمانہ حضرت امام

آخرالزمان مین تسلط اسلام کا بجز اسی نقصان سے کے ہی جو زمانہ امام اول علیہ السلام
امت خود غرض کے ہاتھ سے واقع ہوا لہٰذا اس اعتبار پر ہر سہ آیات محولہ سویدا بیتہ بلغ
کے ہین و اما قولہ ۔ مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل
خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روی زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ میں امن
کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا ۔
فاقول ۔ منشی صاحب نے یہ ارقام نفرمایا کہ وہ کون لوگ ہین جنھون نے
کفار و اشرار سے روئے زمین کو پاک کیا ہم بھی یہی کہتے ہین کہ بیشک
ان آیات کے ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہین نہ کہ اصحاب ثلثہ اور بحث اس موقعہ پر
فقط اصحاب ثلثہ سے ہے جنھون نے اپنی زندگی بھر مین کبھی ایک کافر کو بھی
نہین مارا نہ کسی سے میدان داری کی نہ کبھی خدا کی راہ مین آپ نے زخم سوزن
تک کھایا معارک جنگ مین سب سے پہلے فرار ہو جاتے خود تو ڈرپوک تھے
ہی اورون کو بھی بودل کرتے جنگ احد پر میدان کارزار سے تینون صاحب
فرار ہو کر غار مین جا چھپے خلیفہ سیوم تو ر سو تک اسے منہ موڑ کر دشمنون مین جا ملے
تیسرے روز جب یہ تحقیق ہو گیا کہ آنحضرت صلعم زندہ ہین تب آپ اپنے
عم بزرگوار ابو سفیان کے لشکر سے جدا ہو کر مدینہ مین آئے ۔ شیخین احد
بھاگ کر کسی غار مین چھپے بعضے کہتے ہین کہ ابن ابی منافق کے پاس جا کر
ملتجی ہوئے کہ ابو سفیان سے ہماری سفارش کر کے قصور معاف کرا دے
جنگ خیبر مین ایک ہی شریر حارث نام نے تین روز تک متواتر شیخین کے چھکے
چھڑا دیے اور ہر روز باوجود علمدار لشکر ہونے کے معذور ہو گئے ۔ جنگ

خندق مین عمر ابن عبدود نے شیخین کے چہرون کے رنگ اُڑا دیے مرحب
خیبری کے خوف سے رات کو سوتے مین چونک چونک پڑتے تھے جنگ حنین
مین ایسے بھاگے کہ باوجود اس سخت طعنہ کے کہ یا اصحاب السمرہ کہان بھاگے جاتے
ہو لوٹ کر تشریف نہ لائے ہین تو اجتک کسی تاریخ یا سیر کی کتاب مین یہ بات
نہین دیکھی کہ اصحاب ثلثہ مین سے کبھی کسی نے ایک ادنی کافر کو بھی قتل کیا ہو
رہا امن وامان اسکے یہ صورت ہی کہ بدترین خلائق جنگ بڑے عیش وعشرت
مین بسر کرتے تھے جیسے حکم مروان ابوسفیان وغیرہ اور بہترین خلائق یعنی اہلبیت
پیغمبر خدا جن جن مصائب اور خوف وخطر رہا وہ پوشیدہ نہین۔ حضرت شیر خدا علی نے
قبر نبی سے لپٹ کر کسکے تظلم کی فریاد کرتے تھے یا بن ام ان القوم استضعفونی
وکادو یقتلوننی۔ اور جناب فاطمہ زہرا کس ظلم کی دادخواہی مین یہ استغاثہ
کرتی تھین کہ یارسول اللہ تمھارے بعد ہم کیا کیا مصیبتین ابن ابوقحافہ اور ابن
خطاب کے ہاتھ سے اٹھا رہے ہین۔ مفصل تذکرہ اسکا ابن قتیبہ نے کتاب
الامامت والسیاست مین لکھا ہے اور جعفری نے بھی جلد ثالث کتاب تاریخ الانبیا مین
اسکو نقل کیا ہی۔ علاوہ اہلبیت پیغمبر کے اصحاب اخیار حضرت احمد مختار پر
کیا گذری ابوذر غفاری سا بزرگ صحابی شہر بدر کیا جاوے عمار بن یاسر وعبداللہ
ابن مسعود کا ہتک حرمت کیا جاوے اور مروان اور حکم طرید رسول کو جلاوطنی
سے بلا کر ایک لاکھ دینار انعام اور خراج مملکت فارس عطا کیا جاوے اصحاب اہل
تقوی ذلیل وخوار کئے جاوین اور معاویہ ویزید وابوسفیان امراء مملکت شام
بنائے جاوین۔ رسول خدا کی روح بھی ان افعال سے کیا خوش ہوئی ہوگی

بعد زمانہ اصحاب ثلثہ کے جو لوگ خلیفہ اور متسلط فی الارض ہوے ہین معاویہ سے لیکر بنی عباس کے آخری خلیفہ تک کسی کا حال پوشیدہ نہین اُنکے افعال سے نبی صلعم کی قبر تو کیا غالبًا عرش الٰہی بھی کانپ گیا ہوگا حدود الٰہی کو توڑ ڈالا اہلبیت رسالت کو قتل کیا حرم الٰہی کو آگ لگائی کعبہ کو گرایا حرم رسالت پناہ مین گھوڑے باندھے بلد امین مین قتل عام کیا مسلمانان مدینہ کی زنان محصنہ سے اسدرجہ جبرًا زنا کیا کہ کئی ہزار بچے زنا سے پیدا ہوئے۔ کسی خلیفہ نے جنگ بدر کا عوض لینے کیلئے حضرت حمزہ کی قبر کھودی کسینے اپنے بڑوں کا عوض لینے کے لئے اہلبیت رسالت کو قتل کر ڈالا۔ اگر ان خلفاء متسلطین فی الارض کے حالات سنکر اب بھی اُنکے تابعین کو شرم اور غیرت نہ آوے اور پھر بھی بڑے طمطراق سے اُنکی نسبت ان آیات کے مصداق ہونیکا دعوی کرین اور جو آیات اخیار صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین ہٹ دھرمی سے اُنھون کی نسبت منسوب کرین تو بلا شبہ طریقہ شرم و حیا کی منافی ہے۔ اور مولف صاحب کا یہ مقولہ (نہ وہ کہ جنھون نے طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا) طنز ہے جناب علی مرتضیٰ اور امام حسین علیہما السلام پر۔ مولف کے نزدیک ان دونون حضرت نے خلافت کی طمع سے فتنہ و فساد برپا کیا۔ ناظرین باانصاف کو یہی گمان نہین کرنا چاہیے کہ یہ عقیدہ فقط مولف صاحب کا ہی ہے بلکہ ثابت ہو گیا کہ اس زمانہ کے اکابر اہلسنت کا نسبت حضرت امیر المومنین و امام حسین علیہما السلام کے یہی عقیدہ ہے کیونکہ مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈھ نے اس رسالہ پر تقریظ لکھی ہے اور اُسمین منشی جوہر علی صاحب کے ان تحریرات کی

نہایت درجہ مدح اور ثنا لکھی ہی غرضکہ یہ عقیدہ کسیکا ہو فقط الہام شیطانی ہی۔
تردید اگذارش کیا جاتا ہی کہ طمع اسکو کہتے ہین کہ کسی دوسرے کے حق یا ملک کرلینے
کی خواہش کرے اور خود اسکا مستحق نہو جیسے شیخین اور خلیفہ ثالث اور معاویہ اور
یزید وغیرہ ان لوگون کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ انھون نے باوجود عدم استحقاق
خود خلافت کی طمع کی اور جن لوگون کا خلافت حق تھا اگر انھون نے اُسکے
استرداد یا حصول مین کوشش بھی کی ہو تو وہ طمع نہین کہلاتی منشی صاحب اسکی
مثال تو بہت صاف ہی مثلاً کوئی شخص آپکا گھر یا اسباب چھین لے اور آپ
اُسپر نالشی ہون تو کیا آپکو ہی اُلٹا طامع اور لالچی کہا جائیگا۔ ہر شخص جو کچھ
بھی عقل رکھتا ہی اُس شخص کو طامع کہیگا جسنے آپکا گھر بلا کسی استحقاق کے چھین
لیا ہی پھر آپ ایسی اُلٹی بات کسوجہ سے بیان فرماتے ہین یہ تو کتب اہل سنت
مین آپنے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خدا و رسول نے بوقت قصہ تبلیغ سورۂ برات
اس امر کو صاف کردیا تھا کہ حضرت ابو بکر اور نیز جملہ اغیار قابلیت خلافت
پیغمبر خدا صلعم کے نہین رکھتے ہین فقط حضرت علی خلافت پیغمبر خدا کا استحقاق
رکھتے ہین اور خود حضرت ابو بکر کا متعلقہ خلافت سے بحکم وحی الٰہی ممنوع
کی گئی۔ کبھی پیغمبر خدا نے انکو اپنی زندگی مین اپنا خلیفہ نہین کیا کبھی زبان سے
نہین فرمایا اور خاص اُنکے روبرو دس بیس مرتبہ حضرت علی کی نسبت اپنا خلیفہ
اور نائب ہونا زبان مبارک سے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ خود آپ ہی ان احادیث
کو تسلیم کرچکے ہین پھر ناحق اپکو خجالت سے ذرا سر اونچا کرکے تو فرمائیے کہ
حضرت ابو بکر کا بلا کسی استحقاق کے اور باوجود ممتنع ہونے کے سریر خلافت

بیٹھ جانا داخل طمع ہی یا اُس شخص کا طالب و دعویدار خلافت ہونا داخل طمع ہی کہ جسکی نسبت مخبر صادق خود حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں کہ بعد رونگی تمھارے جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہ وحی لائے کہ یہ کام رسالت کا ہی اسکو تم خود انجام دیسکتے ہو یا علی مرتضیٰ انجام دیسکتے ہین۔ اور نیز تبوک جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کیا اور فرمایا انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اور بریدہ وغیرہ کی شکایت کرنے پر سب کے روبرو اُنسے فرمایا کہ میرے بعد علی تمھارا حاکم اور والی ہی اور لفظ امام اور سید اور امیر ہمیشہ حضرت علی کو اپنی زبان سے فرماتے۔ دس بارہ مرتبہ جلسہ عام کرکے اظہار خلافت حضرت علی کا کیا کہ انوار الھدیٰ مین بتشریح تمام مندرج کیا ہی حجۃ الوداع مین بروز عرفہ عام امت کو حکم دیدیا کہ میرے بعد اہلبیت تمھارے پیشوا ہین تمکو فقط اُنسے اور قرآن سے تمسک کرنا چاہیے بعد اسکے غدیر خم پر بڑا اجلاس اور مجمع کرکے امیر المومنین کو خلافت پر نصب کردیا۔ اُسکے بعد مدینہ مین تشریف لاکر حالت بیماری مین جن جن لوگون کی طرف سے گمان فساد اور فتنہ پرداری کا برخلاف حضرت امیر المومنین کے تھا اُنکو بماتحتی اسامہ بن زید روم کیطرف جانیکا حکم دیدیا اور وفات سے چند ساعت پیشتر یہ سب لوگ کوچ پر تیار ہوگئے حضرت ابوبکر و حضرت عمر باوجودیکہ اُنھون نے بہت کچھ واویلا کیا مگر دفتر ما تحتان اسامہ سے اُنکا نام خارج نفرمایا اور قریب وفات سید عالم صلعم نے ملبوس خاص اور اسباب دستر و اصلحات و دیگر البسۂ مخصوصہ و انگشتر خاتم حضرت علی مرتضیٰ کو عطا فرماکر اور وصایائے معمول پیغمبران سے مشرف و ممتاز کرکے اپنا خلیفہ اور وصی بنایا۔ منشی صاحب اگر آپ کے مزاج مین کچھ بھی انصاف ہی تو ذرا اس بات پر غور

فرمایئے کہ ان باتون مین سے جو بندہ نے اوپر گذارش کی ہی امین سے ایک بھی
حضرت ابوبکر یا کسی دوسرے صحابی کو کبھی عمر بھر حاصل ہوئی ہی بھلا خلافت
ایسی شی ہی کہ کسیکو بالا بالا مالک کی بلا مرضی حاصل ہو جاوے ادنی ادنے
درویش بھی جسکو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین تو جبہ و دستار یا خرقہ تو ضرور ہی دیتے ہین
آپ اور تو سب باتون کو جانے دیجئے اسی کی تحقیقات کیجئے کہ انتقال سے پیشتر
حضرت رسول خدا نے جب اپنا عمامہ و جبہ و ردا و اسلحہ و اسپ وغیرہ حضرت
علی کو عطا فرمائے تو حضرت ابوبکر کو بھی ان تبرکات مین سے کچھ دیا اور تین روز پیشتر سے
گھر مین گھسنے دیا یا نہین اور خطاب آخری مرویہ صحیح بخاری قوموا عنی بعد یہ
حضرت شرف خدمت حضرت رسالت سے تا وقت وفات مشرف ہوئے یا نہین
اور مولف کا یہ قول کہ آیۂ بلغ کے معنی دو شق سے خالی نہین کہ یا تو خدا تعالی
بھی اصحاب ثلثہ سے مثل حضرت امیر کے ڈرتا تھا۔ یا حضرت امیر جبان تھے
اور اس وجہ سے وہ قابل امامت نہ تھے بالکل مجنونون کی بڑ ہے۔ مولف صاحب کو
نہ استدلال کرنا آتا ہے نہ الزام دینا۔ کوئی پوچھے کہ جب تمنے معنی آیت مین دو شق
قرار دیں پھر ایک ہی شق لکھکر کیون خاموش ہوئے اور نصف نتیجہ شق اول کو
کس طرح شق ثانی قرار دیا۔ شق اول مین جب تم حضرت امیر اور خدا تعالی
کو مساوی درجہ سے ڈرنے والے قرار دیچکے تو نتیجہ مین ایک کی جبانت کو کیون
ترک کر دیا صاف لکھا ہوتا کہ خدا تعالی بھی بوجہ جبانت مستحق خدائی نہ رہا اور جبکہ
شق اول مین حضرت امیر کو ڈرپوک قرار دیچکے اور شق ثانی مین بھی اسیکا اعادہ کیا پھر
جدا شق کس طرح ہوئی یہ تو رجعت قہقری یعنی الٹے پھر کے جانا ہی اور حضرت منشی

صاحب یہ کونسا قاعدہ استدلال کا ہی کہ آپنے جناب امیر کی نسبت تو الزام جبانت لگا کر غیر مستحق امامت قرار دیا اور خداتعالی کی نسبت بھی وہ الزام جبانت کا لگایا اور اُسکو خدائی کا غیر مستحق نہ لکھا کیا امامت خدائی سے بڑی ہی کہ مرد جبان خدائی خدائی تو کر سکے اور امامت نہ کر سکے۔ علاوہ اسکے مضمون آیت سے خداتعالی یا علی مرتضیٰ کی جبانت ثابت نہین ہوتی پھر آپنے کسطرح خلاف مراد آیت خداتعالی کو جبان قرار دیا خداتعالی تو اپنے رسول سے یون فرماتا ہی کہ ہمارے پیغام کو پہونچا دے اور مردم اشرار کا خوف نکر ہم تجکو اُنکے شر و فساد سے بچا دینگے یہ کلمات تو بہادری کے ہین پھر تمنے کسطرح خداتعالی پر الزام ڈرپوک ہونیکا لگایا۔ کیا آپکو ہنود کی صحبت زیادہ رہی ہی وہ لوگ البتہ ایسے مقولہ کہہ دیتے ہین بچے بڑے بن میشر سے یعنی بچہ اور حرامزادہ سے پرمیشر بھی ڈرتا ہی۔ سوائے اسکے لغو ہونا آپکے استدلال کا اسی سے ظاہر ہی کہ حجت بے محل ہی جہان یہ الزام عاید نہین ہو سکتا تھا وہان تو آپنے الزام عاید کیا اور جہان اُسکا محل تھا اُسکو بھول گئے دیکھیے اگر کوئی شقی ازلی براہ شقاوت آیہ بلغ سے کسی پر الزام ڈرپوک ہونیکا لگاوے تو وہ بے ایمان ملعون رسولخدا صلعم پر اس الزام کو اسوجہ سے لگائے کہ آپنے بخوف بعض اشرار امت پیغام الٰہی کو ظاہر نہین فرمایا تھا خداتعالی نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ ہم تجکو آدمیون کے شر سے بچا دینگے اُسوقت آپنے اُس حکم کی تعمیل کی۔ خداتعالی کی تو صاف بہادری اور شجاعت ظاہر ہو رہی ہی اور کسی لفظ یا کلمہ سے خداتعالی یا علی مرتضیٰ کی جبانت پائی نہین جاتی پھر فرمائیے تو کیا خداتعالی اور علی مرتضیٰ ہی آپکے دشمن ہین کہ کہین اُنکی جبانت کا

ذکر ہی اور نہ مذکور ہی اور آپ زبردستی انکو جبان قرار دیتے ہیں۔ رسولخدا
صلعم کو اس زمرہ سے خواہ آپ سہواً چھوڑ گئے ہیں یا انکی کچھ رعایت مرکوز
خاطر ہوئی ہی مگر استدلال آپکا نامعقول ہو گیا اور ایمان بھی سلامت نہ رہا
یعنی جب خدا تعالی آپکے نزدیک قابل خدائی نہ رہا تو حضرت کی رسالت
کب باقی رہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب جبانت اور شجاعت
کی تعریف سے بھی آگاہ نہیں ہیں اور احتیاط اور بدولی کے فرق سے بھی
مطلع نہیں ہیں۔ رسول خدا صلعم نے جو تبلیغ حکم امامت علی مرتضی کو برائے
چندے حیز التوا میں ڈالا محض بنظر احتیاط تھا۔ اور احتیاط ایک خصلت
شریف ترین خصائل سے ہی اور شجاعت کے تحت میں ایسے ہی داخل ہی
جیسے بدولی تحت جبانت ہی جناب رسول خدا صلعم اور حضرت علی مرتضی کا
اغماض کرنا طرح دیجانا ہمیشہ بنظر احتیاط ہوتا تھا۔ الی البتہ غار کے اندر رونا
احد کے میدان سے بھاگ جانا خیبر میں حنین میں فرار ہونا داخل جبانت ہیں
اور اسی کی بابت یہ مقولہ ہی الجبان لا یستحق الامامت۔
قال صاحب اسرار الہدی حدیث قال رسول اللہ صلعم یا
ایھا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم
بھما لن تضلوا بعدی۔ ترجمہ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ای آدمیون
تحقیق میں تمہارے درمیان دو چیزیں جلیل القدر چھوڑتا ہون ایک قرآن
ہے اور دوسرے عترت میری اگر تم ان دونوں سے متمسک رہوگے
تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے بعد میرے۔

اقول بحولہ تعالی حضرت منشی صاحب کچھ مفصلا ارشاد نہ ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے بخصوص میں آپنے کیون اس حدیث کو تحریر فرمایا۔ ہان پہلے تو یہ فرمائیے کہ آپکے نزدیک حضرت ابوبکر بھی زمرۂ اس مین داخل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو پھر کن مین داخل ہین اور اگر ہین تو فرمائیے کہ انھون نے تمسک عترت پیغمبر خدا سے کیا یا نہین اگر تمسک کیا ہی تو وہ خلیفہ اور امام کس طرح رہے خلیفہ اور امام تو وہ ہوئے کہ جنکو رسولخدا نے واسطے تمسک امت کے اپنے بعد چھوڑا اور خاص معنی خلیفہ کے یہی ہین یعنی پیچھے چھوڑا ہوا اس حدیث سے تو قطعاً خلافت حضرت ابوبکر کی باطل ہو گی۔ اور اگر حضرت ابوبکر نے آپکے نزدیک عترت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو بشہادت اسی حدیث کے آپکو قبول کرنا پڑا کہ وہ گمراہ ہو گئے۔ دیکھئے معجزہ اہلبیت پیغمبری کہ دشمن کی زبان پر بھی حق جاری ہو جاتا ہی۔ کتب مخالفین مین جو مناقب اور فضائل اہلبیت پائے جاتی ہین اور اُسکی یہی وجہ ہی۔

قال صاحب اسرار الہدی۔ اس حدیث صحیح سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پیغمبر خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ اور اپنی عترت کے فرمایا پس جو کوئی بدنصیب ان دونون جلیل القدر چیزونکا مخالف ہو گا وہ بالیقین مخالف خدا اور رسول سمجھا جائیگا۔

اقول بحولہ تعالی حضرت منشی صاحب جبکہ مقدمات دینی اور احکام شرعی مین تو تمسک عترت پیغمبر کا واجب ہوا پھر حضرات خلفائے ثلثہ کس کام پر متعلق رہے اسکی بابت مفصل ارشاد ہو اور بعد اسکے یہ فرمائیے کہ جن لوگون نے یا جن بدنصیب

لوگون نے اہلبیت پیغمبر کو ترک کرکے اپنے آپکو دینی پیشوا ظاہر کیا بجائے اسکے کہ
اہلبیت کی اطاعت وپیروی کرین اُنسے اپنی اطاعت اور پیروی کرائے ۔ یا
جنھون نے عترت کے جمع کیے ہوئے قرآن کو قبول نہ کیا یا جنھون نے ثقلین
عترت کو ترک کرکے اجماع اور بخیالات سے مسئلات شرعی جاری کیئے یا جنھون
نے بترک عترت غیر لوگون مثل ابوموسیٰ وابن مسعود وغیرہ کو اپنے مفتی
مقرر کیئے وہ خدا اور رسول کے مخالف ہو گئے یا نہین اور آپ اُن
لوگون کو کیسا سمجھتے ہین ۔

قال صاحب اسرار الهدی اب یہ امر تحقیق طلب ہی کہ فریقین یعنے
اہل سنت واہل تشیع مین سے کونسا فرقہ ناجیہ متمسک کتاب اللہ وعترت
رسول اللہ کا ہی اور کون ان دونون مستحکم حبل متین کو ایمان ودین سمجھا ہی
اس لیئے کتب فریقین کو بلا تعصب ملاحظہ کرنا ضروری سمجھا گیا جسمین نتیجہ
کتب اصول وفروع اہل سنت مین کوئی روایت قوی یا ضعیف ایسی
نہ دیکھی گئی کہ جسمین اہانت کتاب اللہ یا عترت رسول اللہ کی صراحتاً
یا کنایتاً پائی جاوے اس سے معلوم ہوا کہ فرقہ اہل سنت بلا شبہ متمسک
حدیث ثقلین کا ہے ۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم امر تحقیق طلب مین مفتی صاحب نے سخت
دھوکہ کھایا ہی فرقات اہل سنت واہل تشیع کی بابت پیشتر ہی تحقیقات کرنا
کیا ضرور ہی پہلے اُن لوگون کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کہ جنسے مخاطب
ہو کر رسول خدا صلعم نے یہ حکم دیا تھا اور جن کے زمانہ مین وہ عترت پیغمبر خدا

موجود تھے جنکو رسول خدا نے اپنے بعد دنیا مین چھوڑا تھا اور جنکی پیروی اور تمسک کی بابت پیغمبر خدا صلعم نے اپنے اصحابون کو حکم دیا تھا انکے بعد تابعین اور تبع تابعین ائمہ اہل جماعت بانیان مذہب اہل سنت کی نسبت تحقیقات فرمائی جب اس سے فارغ ہو جاوین اُس وقت عوام اہل سنت و اہل تشیع کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کیونکہ اول اصل کی تحقیقات ضروری ہی اگر اصل ہی مخالف خدا و رسول ثابت ہو گئی تو فرع کا تمسک بھی اگر ثابت ہو جاوے تو کیا فائدہ ہے۔

اس تحقیقات کی تکمیل کے لئے اول تو قرار دینا اس بات کا ضروری ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو اس حدیث مین لفظ عترت فرمایا ہی اُسنے مراد علی التعیین کون کون شخص ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ جن لوگون کو مخاطب کر کے رسول خدا نے یہ حکم دیا تھا وہ کون لوگ ہین اور کوئی مسلمان اُس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہی یا نہین پھر یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ تمسک کے کیا معنی ہین اور اُس سے رسول خدا نے کیا مراد لی ہی آیا فقط بحسب مزعوم منشی صاحب عدم توہین کو ہی تمسک کہتے ہین یا تمسک کوئی اور شی ہی جب یہ ہر سہ امور قرار پا جاوین اسوقت کتب فریقین سے دیکھا جاوے کہ کون فرقہ متمسک با اہلبیت پیغمبر ہی اور کون فرقہ غیر دن کا متمسک اور عترت کا مخالف ہی اس لیئے واجب ہوا کہ ہم اول ان ہر سہ امور کی تنقیح کرین اُسکے بعد فیصلہ قطعی دین۔

اول یہ کہ مراد عترت پیغمبر سے کون لوگ ہین

تحقیقات اس امر کی کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم کون شخص ہین بہت

آسان ہی اگرچہ اکثر معاندین خاندان رسالت نے بوجہ بغض و عداوت کہ اُنکے
دلون مین حضرت علی مرتضی اور حسنین علیہا السلام کی طرف سے جاگزین تھے
بہت غیر لوگون کو داخل اہلبیت کرکے ان چہارتن کے شامل کیا ہی لیکن کوئی
ثبوت کامل انکو آجتک ہاتھ نہین لگا یہانتک کہ بعضون نے نہایت تعصب
اور عداوت سے حضرت کے دیگر چچاؤن اور پھپیون کی اولاد کو بھی اہلبیت
اور عترت مین معدود کیا مگر ہم یہ کہتے ہین کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم
فقط وہ لوگ ہین کہ جنکی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے یہ لفظ فرمایا ہو کہ وہ میری عترت
اور اہلبیت ہین بلکہ محدود کردیا ہو کہ یہی میری عترت ہین اور جنکی نسبت
کبھی زبان مبارک سے لفظ عترت یا اہلبیت نہین فرمایا ہی خواہ کیسا ہی
قریبی رشتہ دار ہو ہم داخل عترت نہین کرسکتے حتی کہ ابولہب گو آپکا چچا ہے
بگر ہم شامل عترت نہین کرسکتے اب ہمکو فقط یہ بات دریافت کرنی چاہیے
کہ آنحضرت صلعم نے بھی کبھی اظہار اس امر کا کیا ہی کہ فلان فلان شخص میرے
عترت ہین چنانچہ صحاح اہل سنت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہی کہ صدہا مقامات
پر رسول صلعم نے امت پر اظہار اس امر کا کیا ہی کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام
میری عترت اور اہلبیت ہین اور سوائے انکے کبھی کسی اور شخص کے
اظہار عترت و اہلبیت ہونیکا نہین فرمایا حتی کہ دیگر بنات و ازواج کے لئے کسی
جگہ یہ لفظ نہین فرمایا چنانچہ بطور نمونہ چند روایات صحاح ستہ درج کیجاتی
ہین اخرج المسلم عن عایشہ قالت خرج النبی صلعم غداتا و علیہ
مرط مرجل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین

فادخل معہ ثم جاءت فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید
اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الخ۔
واخرج النسائی فی الخصائص عن ابن عباس دعی رسول اللہ صلعم الحسن
والحسین وعلیا وفاطمۃ فمد علیہم ثوبا فقال ہؤلاء اہلبیتی وخاصتی
فاذہب عنہم الرجس وتطہرہم تطہیرا یعنی مسلم نے تو عائشہ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ایک روز صبح کو جناب سرور کائنات ایک سیاہ گلیم اوڑھے
ہوئے گھر سے باہر نکلے کہ حسن بن علی آئے اور آپ نے انکو گلیم میں لیلیا پھر حسین
آئے انکو بھی گلیم میں لیلیا پھر فاطمہ اور علی آئے انکو بھی گلیم میں داخل کیا اور آیہ
تطہیر قرات فرمائی کہ خداوند تعالی چاہتا ہے کہ ای اہلبیت رسالت تمسے رجس کو
دور کرے اور تمکو ایسا پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔ اور امام نسائی
اپنی کتاب خصائص میں حضرت ابن عباس سے جو آنحضرت کے چچازاد بھائی
ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ بولایا آنحضرت صلعم نے حسن اور حسین
اور فاطمہ علیہم السلام کو اور انپر ثوب اڑھادیا اور فرمایا کہ مخصوص یہ ہی
اہلبیت میرے ہیں بار خدایا دور کر انسے رجس اور پاک کر انکو جیسا کہ پاک
کرنے کا حق ہے۔ اور حضرت ام سلمہ زوجۂ رسول خدا صلعم نے اس سے
بھی زیادہ مفصل روایت کی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ازواج آنحضرت اس
شرف میں داخل نہیں ہوسکتی ہیں جیسا کہ امام واحدی نے اسباب نزول
میں روایت حضرت ام سلمہ کو لکھا ہے۔ پھر بوقت مباہلہ اظہار اس امر کا ہوا
کہ اہلبیت اور عترت پیغمبر خدا صلعم کے فقط یہی چار تن ہیں جیسا کہ صحیح مسلم

ین سعد بن وقاص سے مروی ہی۔ لما نزلت ھذہ الآیۃ قل تعالوا
ندع ابناءنا الخ دعا رسول اللہ صلعم علی وفاطمۃ والحسن والحسین
فقال اللّٰھم ھؤلاء اھلبیتی۔ یعنی بوقت نزول آیۂ مباہلہ کی آنحضرت
صلعم نے حضرت علی وفاطمہ وحسنین علیہم السلام کو بُلایا اور یہ فرمایا کہ بارِ خدایا
یہی میرے اہلبیت ہیں۔ ایک روایت میں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں
کہ بحالت جنابت مسجد میں جانا سب پر حرام ہی مگر محمد و اہلبیت محمد پر کہ
کہ وہ علی وفاطمہ وحسنین ہیں۔ وعن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال
لما نزل قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی
قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتہم
قال صلعم علی وفاطمہ وابناھما۔ یعنی وہ یہی چار تن ہیں جنکی مودت
مسلمانوں پر فرض ہے غرض کہاں تک شمار کیا جاوے ہزارہا روایات
کتب اہلسنت میں اس قسم کی موجود ہیں کہ جنمیں لفظ عترت اور اہلبیت
ذوی القربی فقط ان چار تن پاک میں محدود کیا گیا ہی۔ اگر کسیکو اسکے
خلاف دعوی ہو تو اپنی ہی کتب سے سوائے ان چار تن کے دیگر اعمال
وبنی اعمام وبنات وازواج کی نسبت ایسا ہی فرمان نبوی تلاش کر کے
پیش کرے جسمیں انکی نسبت یہ لفظ ہو کہ یہی میری عترت ہیں یا یہی
میرے اہلبیت ہیں یا انکو بحالت جنابت مسجد میں جانا حلال ہے
یہی رجس سے پاک ہیں۔
دوم حدیث ثقلین میں مخاطب کون ہیں۔ عبارت حدیث میں

خطاب کل آدمیون سے ہی جسمین تمام مسلمان اور حاضرین وقت داخل ہین اور جو اس حدیث مین مثل دیگر احادیث کے خطاب فقط مومنین سے نہین ہی بلکہ ہر مومنین و مسلم و منافق و کافر اہل ذمہ لفظ ناس مین شامل کئے گئے ہین اسکی مراد یہ ہی کہ کوئی شخص اس خطاب سے مستثنی نہین ہو سکتا البتہ وہ لوگ جو آدمیت سے خارج ہین وہ اس خطاب سے مستثنی ہو سکتے ہین پس خلفاء ثلثہ اور جمیع صحابہ و مسلمانان قدیم و جدید اس حدیث مین مخاطب ہین اور ان سبکو ثقلین سے تمسک کرنا واجب و لازم ہی۔ جو کوئی متمسک بہ ثقلین نہین ہوا وہ گمراہ اور اسلام سی خارج ہوا۔ سوم تمسک سے کیا مراد ہی۔ اگرچہ مراد تمسک وہ ہی ہی جسکا کچھ اشارہ حدیث کے ترجمہ کے بعد مولف صاحب نے لکھا کہ پیغمبر خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ اور اپنی عترت کی کیا لیکن بعد اسکے وہ تمسک کے معنی سے بالکل گذر گئے اور جب انھون نے ذکر کتب اہل سنت کا کیا تمسک کو چھوڑ کر توہین و عدم توہین مین جا گھسے اور فقط عدم توہین کو تمسک سمجھ لیا حالانکہ عدم توہین کو تمسک نہین کہتے اس اعتبار پر کہ ہنود کے شاستر مین بھی توہین اہلبیت پیغمبر نہین مثل حضرات اہل سنت وہ بھی کیا متمسک باہلبیت پیغمبر سمجھی جائینگی۔ ہم منشی صاحب پر یہ الزام قائم نہین کر سکتے کہ وہ تمسک کے معنی نہین سمجھے کیونکہ جبتک اہل سنت کے کتب کا ذکر نہین ہوا تھا اُسوقت تک وہ تمسک کے معنی جانتے تھے مگر جب اہلبیت

کے کتب سے تمسک ثابت کرنیکا وقت آیا تب مجبوراً انکو اصل یعنی تمسک
کے چھپانی پڑے اور یہ لکھنا پڑا کہ دیکھو ہماری کتب مین توہین قرآن و اہلبیت
کی نہین ہی اسلیئے ہم متمسک بہ ثقلین قرار پائینگے - مگر ہم صاف ثابت کرینگے
کہ ثقلین کی توہین خاص اصول مذہب اہل تسنن ہی اور اُنکے پیشواؤن نے
ثقلین کی توہین کی ہی اور اُنکے کتب مین صاف توہین ثقلین موجود ہی مگر یہ
موقعہ صرف تمسک کی بحث کا ہی کہ درحقیقت تمسک کسکو کہتے ہین اور اُس
سے مراد کیا ہی - واضح ہو کہ تمسک ثقلین سے مراد رسول خدا صلعم کی یہ ہی
کہ جبتک مین تمھارے درمیان تھا تو تمھارے معاملات دینی و دنیوی مین بموجب
احکام الٰہی و حسب رائے اور اجتہاد خود حکم کرتا تھا اب مین وفات پانے والا
ہون بہرحال میرے بعد محتاج ایسے ہی قاضی اور حاکم کے ہو جیسا کہ مین تھا
اسلیئے تمکو ہدایت کرتا ہون کہ میرے بعد ثقلین کو اپنا قاضی و حاکم سمجھنا - قرآن تو وہی قرآن
ہی جو رسول صلعم پر نازل ہوا اور انکے زمانہ مین موجود تھا اُسکی تعلیم دینے والے اسکے معنی اور مراد
سمجھانیوالے قائم مقام رسول خدا صلعم کے انکے اہلبیت ہین کیونکہ وہ بھی رسول خدا کیطرح
معصوم اور گناہون سے پاک ہین تخصیص اہلبیت کی تمسک کیلئے فقط اسوجہ سے ہی کہ وہ
طاہر اور گناہون سے پاک ہین اور لوگون کا اعتبار نہین ہو سکتا خواہ کیسے
ہی نیکبخت ہون چنانچہ مسلمانون کے اطمینان کے لیئے رسول خدا نے یہ بھی
فرما دیا کہ میرے اہلبیت کبھی قرآن سے جدا نہونگے غرضکہ معاملات
دین و دنیا مین فقط اہلبیت پیغمبر کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیئے اور احکام
شرعی جو وہ اپنی زبان سے فرماوین اُسی پر عمل کیا جاوے جسطرح کہ زمانہ

رسول خدا صلعم کے اقوال و افعال کی پیروی کرتے تھے اُسیطرح اُنکی اہلبیت کی پیروی کی جاوے۔ ایسا نکرنا چاہیے کہ ابن مسعود نے یون کہا اور عمر بن خطاب نے یون کیا اور ابوحنیفہ کی یہ رائے ہی اور شافعی کا یہ حکم ہی اور ان غیروں کے اقوال و افعال کو اپنے لیے شریعت بنا کر عمل کرو بلکہ فقط اہلبیت پیغمبر کے اقوال و افعال کو شریعت جانو جبتک وہ تم مین موجود رہی بالمشافہ اُنکی تقلید و پیروی کرو اُنکے زمانہ کے بعد اُنکے اقوال و افعال پر تمسک کرو اسیکا نام تمسک ہی۔ اب سب سے پہلے تو حالات خلفاء اور صحابہ کی پڑتال کرنے چاہیے کہ کس کس نے پیروی کس کسکی کی وہ راہ راست پر رہے یا یا گمراہ ہوگئے بعد اسکے اہل تسنن اور اہل تشیع کی کتابین نکالکر دیکھو تا کہ معلوم ہو جاوے کہ کون فرقہ متمسکہ ثقلین ہی اور کون غیر متمسک اور گمراہ ہی اگر منصف مزاج آدمی تمام نزاعات اور بحث و تکرار کو چھوڑ کر فقط اسی ایک حدیث کے تحقیقات کرے تو ممکن نہین کہ حق صریح اُسپر فوراً ظاہر نہ ہو۔

تحقیقات تمسک باہلبیت پیغمبر نسبت خلفاء ثلثہ و دیگر صحابہ۔

واضح ہو کہ جہانتک غور اور فکر کیا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب ثلثہ وغیرہم نے بہ تعمیل ارشاد نبوی تمسک ثقلین سے نہین کیا۔ حضرات اہلسنت کو اس بحث مین نہایت درجہ تردد ہوتا ہی کیونکہ اگر اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ خلفائے ثلثہ نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک کیا تب تو خلافت باطل ہوتی ہی اور اگر یہ کہین کہ انھون نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو صاف

گمراہ ثابت ہوتے ہیں گویم مشکل واگر نہ گویم مشکل اسی سے مراد ہے اسلئے حضرات اہلسنت سے تو امید نہیں کہ منصفانہ اور آزادانہ طور سے اس امر پر بحث کریں اسلئے مجبوراً ہم ہی واقعی حال گذارش کرتے ہیں کہ یہ حدیث ثقلین اواخر سال دہم ہجری بروز عرفہ حجۃ الوداع رسول خدا صلعم نے فرمائی اور اسکے فرمانے کے دو ماہ کے بعد آپ بیمار ہوئے اور تیسرے ماہ میں وفات پائی انتقال سے دو تین روز پیشتر جناب سرور کائنات نے جب وصیت نامہ لکھوانا چاہا اور یہ فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی یعنی آؤ تمھارے لیئے ایسی تحریر لکھواوں جس سے میرے بعد گمراہی میں پڑنے سے بچ جاؤ چونکہ یہ امر پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ نبی صلعم کے انتقال کے بعد فقط تمسک ثقلین گمراہی سے بچانے والا ہی اسلئے حضرت عمر وغیرہ نے عقل سے معلوم کیا کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم اب اسی حکم کے پردی تحریر پختگی کرتے ہیں اس لیئے مانع تحریر وصیت نامہ ہوئے اور حضرت کے روبرو صاف یہ کہا حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی ہمکو فقط قرآن کافی ہے۔ ظاہر ہی کہ اہلبیت کے تمسک سے انکار کیا۔ اور چونکہ بقول مخبر صادق گمراہی سے بچانے والی دو شئی ہیں اور حضرت عمر نے اپنے لیئے ایک شئی کو کافی بتلایا گمراہی سے بچنا تو معلوم آنحضرت صلعم نے اپنے مکان سے بھی اُٹھوا دیا۔ پس ثابت ہی کہ گروہ خلفاء ابتداء سے ہی مخالف عترت تھا اور جو شخص مخالف عترت ہی وہ قرآن کا بھی متمسک نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ دونوں ایک ساتھ ہیں۔ پس جو لوگ تاریخی حالات سے واقف ہیں وہ جانتے

ہیں کہ بعد انتقال پیغمبر خدا صلعم شیخین اور دیگر اُنکے ہمساز صحابہ نے کوئی دقیقہ ایذا رسانی و توہین عترت پیغمبر کا اُٹھا نہیں رکھا حقوق اُنکے غصب ہر طرح پر آزار اُنکو پہونچایا حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا اُسکو قبول نکیا خود بیلیے اجرت دیکر لوگوں سے قرآن جمع کرایا چند روز بعد خلیفہ سوم نے اوسکو ناقص قرار دیکر جلوایا خود اپنے نویسندوں اور محرروں سے جمع کرایا پھر مسلمات شرعی میں باوجود ناواقفیت خود غیر لوگ مفتی اور قاضی مقرر کیے ابی بن کعب ابن مسعود زید بن ثابت ابو موسی وغیرہ چند اشخاص کی نیابت مقرر کی مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرایا جسکو علمائے اہلسنت اجتہاد و مذہب فاروقی کہتے ہیں۔ ثبوت اس امر کا کہ خلفاء ثلثہ نے ثقلین سے تمسک نہیں کیا اور آپ بطور خود پیشوا نبکر اجماعی اجتہاد سے حل مسائل شرعی کرتے تھے اور پھر یہی مذہب مخالف ثقلین ہو سوم بمذہب سنت ہو کر عوام میں جاری ہوا۔ اور اسیکا نام مذہب سنت ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء سے حاصل ہے۔ وہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ بریلی میں حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں۔ وشک نیست کہ صدیق اکبر وفاروق اعظم وذوالنورین مسلط شدند بر روی زمین در روم وفارس را فتح کردند وقرآن را جمع کردند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است ومسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتند واکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند۔ (ہم آجتک اسی شک میں تھے کہ مذہب سنت وجماعت میں شاید لفظ سنت طریقہ پیغمبر خدا سے مراد ہو

مگر یہ بات اب معلوم ہوئی کہ سنت سے مراد طریقہ خلفا ہی فرمایئے اب تو کسی سنی مسلمان کو شک نہیں رہیگا کہ خلیفہ صاحبان مخالف ثقلین تھے اور حضرات اہلسنت متمسک بطریقہ خلفا ہیں۔ بس حضرات اہلسنت حدیث پیغمبر خدا کی نسبت کیا فتوی دیتے ہیں آیا جو کچھ اسمین ارشاد فرمایا ہی وہ سچا ہی اور واقعی یہ بات سچ ہی کہ جو متمسک بہ ثقلین نہیں ہی وہ گمراہ ہو گیا یا کوئی تاویل نکل سکتی ہی رسول خدا صلعم نے جو حدیث ثقلین مین یہ فرمایا ہی۔

فانہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ یعنی وے دونوں یعنی قرآن و اہلبیت آپس مین ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ میرے حوض پر وارد ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ قرآن سے متمسک ہونا مسلمانونکا اُسی وقت صحیح سمجھا جائیگا کہ جب وہ تمسک بذریعہ اہلبیت پیغمبر کے حاصل ہو۔ خود بخود قرآن جمع کرکے عمل کر لینا ہرگز داخل تمسک نہین اسلئے ثابت ہوا کہ خلفاء موصوف قرآن سے بھی متمسک نہ تھے اور جیسے مخالف عترت تھے اُس سے زیادہ مخالف قرآن تھے اب ہم ظاہر طور سے بھی صحابہ و خلفاء ثلثہ وغیرہ کا قرآن مجید سے باصرار تمام مخالفت کرنا کتب اہلسنت سے ہی ثابت کرتے ہین۔

دیکھئے قرآن مجید مین حکم نازل ہوا کہ نبی صلعم کی حضور مین شور نکرو زور سے مت بولو جھگڑا انکرار مت کرو۔ اور صحیح بخاری مین مروی ہی کہ حضرت عمر وغیرہ نے تحریر وصیت کے دن رسول خدا کی حضور مین ارتکاب انھین امور ممنوعہ کا کیا جسپر رسولخدا نے انکو اپنے گھر سے نکلوا دیا بایں عبارت۔ قوموا عنی لاینبغی عند التنازعہ۔ قرآن مین حکم آیا کہ نبی صلعم کی اطاعت کرو

اُسکے حکمون کو مانو۔ نبی صلعم نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ وغیرہم کو بماتحتی
اسامہ بن زید روم کو جانیکا حکم دیا اور ان حضرات نے اول حکم پیغمبر خدا پر
اعتراض کئے کہ غلام کو ہم روسا پر امیر کردیا۔ جب آنحضرت نے انکی باتین سنین
تو صاف فرمایا کہ زید اسکا باپ بھی تمسے افضل تھا اور اسامہ بھی تمسے افضل
ہے۔ اور یہ حدیث فرمائی۔ جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف
عنہا۔ یعنی تیاری کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی تخلف کریگا اُسپر خدا کی
لعنت ہوگی لیکن باوجود اس حکم کے مہاجرین مین سے کوئی شخص آمادہ نہوا اور
تادم واپسین رسول صلعم کے حکم سے عدول حکمی کرتے رہے اور بعد وفات
آنحضرت صلعم بھی اصحاب ثلثہ نے تعمیل اس حکم کی نہین کی۔ نبی صلعم نے
حکم دیا کہ بعد میرے اہلبیت سے تمسک کرو۔ صحابہ و خلفا نے بہ تعمیل اسکے خلافت
چھینی فدک ضبط کیا حضرت سیدہ کو ایذا پہونچائی حضرت علی سے لڑے امام
حسن کو زہر دیا امام حسین علیہ السلام کو مع اُنکے عزیز و اقربا کے نہایت ظلم و ستم کے
ساتھ شہید کیا۔ اور پھر موچھون پر تاؤ دیکر کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہین قرآن
مجید مین حکم آیا کہ جو اہل رجم نہ ہون رجم نہ کیجاوین حضرت عمر نے رجم کیے جانے کا حکم
دیا۔ قرآن مجید مین اقل مدت حمل چھ ماہ قرار پائے اور حضرت عثمان نے چھ
ماہ کے حمل کی جننے والی کو زانیہ قرار دیکر رجم کر ڈالا ایک خلیفہ صاحب نے
مجنون سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ قرآن مجید مین ثعلبہ سے زکوۃ لینے کی ممانعت
آئی حضرت عثمان نے بمخالفت حکم الٰہی اُس سے زکوۃ لیلی قرآن مجید مین
صاف حکم آیا کہ فی اور خمس کے مالک خدا اور رسول اور پیغمبر خدا کے ذوی القربی ہین

اور نہایت تاکید کیگئی کہ خبردار غنی اور مالدار لوگ اسکو اپنی جاگیر قرار نہ دین کہ فرمایا
کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء حضرت خلفا نے برخلاف حکم قرآنی تمام اموال
فی اور خمس کو خود تصرف کیا اور اقربا پیغمبر کو اس سے محروم کیا آپس مین مالدار
لوگ تقسیم کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے تمام خمس افریقیہ مروان کو عطا کیا فدک
اُسکی جاگیر مین دیا۔ قرآن مجید مین حکم آیا کہ لوگون کی احوال کا تجسس مت کرو
بغیر دروازہ کی راہ کے گھر مین نہ جاؤ۔ جب کسی گھر مین داخل ہو اہل پر سلام
کرو۔ حضرت عمر نے ان سب احکام کی مخالفت کی چنانچہ ایکروز آپ کسی
گھر مین دیوار پھاند کر گھسے اور مالک خانہ کو مع شراب اور شاہد کے گرفتار کیا
اور بہت کچھ اُسکو ملامت کی اُسنے جلکر یہ بات کہی کہ اگرچہ مجھسے ایک فعل حرام
سرزد ہوا ہی مگر تمسے تین فعل حرام سرزد ہوئے یعنی ایک تو تمنے خلاف حکم خدا
میرے حال کا تجسس کیا دوسرے دروازہ کی راہ چھوڑکر دیوار پھاند کر آپ
مکان مین داخل ہوئے اور پھر داخل ہو کر اہلخانہ پر سلام نہ کیا۔ قرآن مجید مین
حکم متعہ نسا و متاع حج نازل ہوا حضرت عمر و حضرت عثمان رضہ نے خلاف حکم الہی
اُسکو حرام کیا۔ یہ سخت توہین کلام پاک کی ہی۔ قرآن مجید مین صاف حکم مسح
رجل صادر ہوا خلفا نے اُسکو ترمیم کر کے غسل قدم جاری کیا۔ قرآن مجید مین چند
مقامات پر خبر موت حضرت سرور عالم صلعم نازل ہوئی جیسا کہ۔ انک میت
وانہم میتون۔ یا۔ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم
اور تمام اہل سیر سنت و جماعت کا اسپر اتفاق ہی کہ حضرت عمر بوقت وفات
سرور کائنات تلوار برہنہ ہاتھ مین لیکر گھماتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلعم

وفات نہین پاسکتے جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی مین اُسکو قتل کرڈالونگا۔ اور جبتک حضرت ابوبکر اپنے دولتخانہ سے تشریف نہ لائے حضرت عمر برابر یہی حرکت کرتے رہے پھر مخالفت قرآنین کیا کلام ہی اگر کوئی یون کہے کہ کہ انکو اُسوقت ان آیات کا حال معلوم نہوا ہوگا اور دلمین اُنکے یہی مسئلہ مستحکم ہوگیا کہ حضرت کی وفات نہوگی تو یہ کسی طرح عقل مین نہین آسکتی۔ کیونکر روز حجۃ الوداع سے تو اکثر اور بارہا نبی صلعم کی زبان سے اس لفظ کو سنتے تھے۔ کانی قد دعیت فاجبت۔ یعنی مجھے پیغام اجل آیا ہی اور مینے اُسکو قبول کرلیا ہی پھر شدت بیماری مین بقول اہل تسنن اب اسی وجہ سے عازم غزا روم نہوئے کہ مبادا ہمارے پیچھے آنحضرت صلعم کا انتقال ہوجائے پھر جب بالکل ہی موت قریب آگئی اور آنحضرت صلعم نے وصیت نامہ لکھے جانیکا حکم دیا تو حضرت عمر نے یہی فرمایا بقول صاحب مدارج کہ یہ آخری وقت آنحضرت صلعم کا ہی تحریر مین مشغول ہونا نہین چاہیے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ کامل طور پر یقین واثق وفات پیغمبر خدا صلعم کا رکھتے تھے۔ پھر حضرات اہلسنت فرمائین کہ حضرت عمر نے یہ حرکت تلوار گھمانے کی کیون کی تھی۔ اس رمز کو جاننے ہی والے جانتے ہین کہ حضرت عمر نے اس حرکت مین کیا کیا فوائد سوچے تھے۔ مطلب اس حرکت سے فقط یہ تھا کہ مبادا کوئی شخص استقرار خلافت کی بابت گفتگو کرے کیونکہ اُسوقت یہ اکیلے تھے حضرت ابوبکر رح اور ابو عبیدہ وغیرہ صلاح کارون مین سے کوئی موجود نہ تھا اس لئے اُس نازک وقت کو اس حرکت مجنونانہ مین تمام کردیا اور حضرت ابوبکر وغیرہ کے آتے ہی تلوار نیام مین ہوگئی

اور ایسا بڑا بھاری مسئلہ کہ نبی کی وفات نہو گی خود بخود فوراً حل ہو گیا اگرچہ یہ
کہا جاتا ہی کہ حضرت ابوبکر سے آیہ انک میت و انہم میتون سنکر حضرت عمر قایل ہو گئے
لیکن واقعات کے دیکھنے سے صاف ثابت ہی کہ اُنکو در واقع کسی قسم کا گمان یا
شک وفات مین نہین ہوا تھا اور نہ ایسا شک ہونا ممکن تھا فقط دفع
الوقتی کے لیئے یہ سارا سانگ تھا مگر قصداً مخالفت کرنا آیات قرآنی
سے نسبت اُنکے ثابت ہو گیا۔

۱۲ قرآن مجید مین بطور التجا اور اصرار کیا تھا امت سے کہا گیا کہ نبی صلعم کے اقربا
سے محبت رکھو اور اور آن حضرت صلعم نے سب صحابہ سے بیان کر دیا کہ بموجب
اس آیہ کے جنکی محبت فرض ہی وہ علی رض و فاطمہ رض و حسن رض و حسین رض ہین
مگر حضرت عمر نے اس محبت کا یہ برتاؤ کیا جیسا کہ معتبرہ کتب اہل سنت مثل
تاریخ طبری روضۃ الاحباب و کتاب الامامۃ والسیاست مین مفصلاً جانا
حضرت عمر کا دروازہ سیدہ پر اور زیادتی کرنا اور حضرت علی کے قتل کا ارادہ
کرنا اور گستاخی پیش آنا درج ہی جیسا کہ مروی ہی کہ گروہ ہمراہیان حضرت عمر سے
سب لوگ گریہ و زاری فاطمہ زہرا کو سنکر روتے ہوئے واپس ہو گئے مگر حضرت
عمر کو مطلق رحم نہ آیا گویا دوسری آیت قرآنی رحماء بینہم کے مخالفت اُنکے لئے
اسی معرکہ مین مقدر ہوئی تھی۔ اس تمام بحث کو بندہ نے اپنی زبانی یادداشت
سے لکھا ہی اگر کتب دیکھکر لکھا جاتا تو اسرار العدی سے زیادہ ضخامت کی کتاب
فقط اسی خاص امر مین مرتب ہو جاتی کیونکہ خلفا کا کوئی فعل بھی ایسا نہین ہے کہ
جس سے قصداً مخالفت ثقلین پائی نجاوے اگرچہ عدم تمسک ثقلین بنسبت

خلفا ہم ثابت کر چکے مگر چونکہ مؤلف نے فقط توہین کو عدم تمسک سمجھا ہی گو توہین کو بھی وہ مطلق نہین سمجھے کہ کسکو کہتے ہین اسلئے ہم توہین کو بھی ثابت کرتے ہین۔ دیکھو کتب سیر وحدیث اہلسنت کو لکھا ہی کہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت علی نے قرآن جمع کرنے مین اسدرجہ کد کی کہ ردا بھی دوش پر ڈالنے کی قسم کھائی تھی مگر جب وہ قرآن کو لیکر مسجد مین آئے تو شیخین ودیگر انکی معاونان نی کلام پاک کو اُنکے ہاتھ سے قبول نہ کیا جو حوض کوثر پر پہونچنے تک قرآن سے جدا نہوگا۔ یہ سراسر توہین قرآن اور توہین عترت پیغمبر ہے۔ اسکو توہین ثقلین کہتے ہین حضرت عثمان نے ہزارہا نسخہ کلام پاک کے تمام مملکت اسلام سے منگوا کر نہایت توہین کے ساتھ جلوا دیے جسپر بی بی عایشہؓ نے فتوی دیا کہ۔ اقتلوا النعثل یعنی اس یہودی نعثل کو قتل کر دالو دیکھئے کتنی بڑی توہین کلام پاک کی ہی۔ اگر قرآن مروجہ سابق ناقص یا خلاف تنزیل یا مضوعی یا جعلی تھا تو جنھون نے اُسکو جمع کیا یا کرایا بھاڑی بھاری توہین کے مرتکب ہوئے اور اگر وہ قرآن ان عیوب سے بری تھا تو حضرت عثمان نے واقعی اُسی درجہ کی توہین کی جیساکہ ام المومنین نے فتوی دیا۔ احکام قرآنی کو نہ ماننا عترت پیغمبر کی فرمان برداری نہ کرنا صریحا توہین ثقلین ہی اور یہ ہرسہ خلفا کی نسبت ثابت ہے۔ حضرت معاویہ حضرت یزید وحضرت مروان وغیرہ خلفا مابعد کی نسبت توہین ثقلین ایسی ظاہر وروشن ہی جیساکہ ٹھیک دوپہر کی وقت کا سورج کہ کسکو مجال اُسکی اخفا کی نہین اُنسے لڑائیان لڑے اُنکی شان مین علانیہ ممبرون پر سب وشتم کیا اُنکو قتل کیا اُنکے حرمون کو

قید کیا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا باقی نہین رہا یہانتک کہ جو لوگ بسبب وصیت پیغمبر خدا صلعم ثقلین سے تمسک رکھتے تھے اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کیا اور غالبا منشی صاحب کو بھی ان امور سے انکار نہو گا اسلئے زیادہ لکھنا فضول ہی۔
اب تحقیقات طلب یہ امر رہا کہ اہل تسنن کی جو چار مذہب ہین اور اُنکے بانی امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے مذہب اہلبیت پیغمبر کو تدوین کیا یا انکے برخلاف ہوکر مذہب عمر فاروق و زید بن ثابت و عبداللہ ابن مسعود کو تدوین کرکے رائج کیا۔
جو شخص کتب فقہ اور حدیث اہل تسنن سے واقف ہی وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ائمہ رابعہ نے کس مذہب کو مدون کیا اور اہلسنت کے محدثین نے کس سے حدیث کو اخذ کیا جو لوگ ناواقف ہین وہ اہلسنت کی کسی کتاب حدیث اور فقہ کو اُٹھاکر ایک نظر دیکھین تو اُنکو معلوم ہو جائیگا کہ اُنکی روایات کے چار حصہ ہین ایک چہارم مرویات ابوہریرہ کے اور ایک چہارم بی بی عائشہ رض کی اور ایک چہارم انس بن مالک اور عبداللہ ابن عمر کے اور ایک چہارم مین تمام صحابہ۔ اور اس چہارم مین سو حصہ ہین جسمین ننانوے حصہ مخالفان اہلبیت کی روایات ہین اور ایک حصہ مین عبداللہ ابن عباس اور حضرت علی اور حسنین کو سمجھنا چاہیے اور ان حضرات کی روایات مجبور ہوکر لکھی ہین یعنی جبکہ کسی مخالف اہلبیت کی روایات دستیاب نہین ہوئی اُسوقت مجبور ہوکر اُنکی روایات کو لیا ہی جیسے تفسیر کلام مین حضرت ابن عباس کی روایات اور ان ابواب فقہ مین کہ جملہ صحابہ عاجز ہوگئے ہین اور کسی کو

حدیث یاد نہین ہوئی اُن ابواب مین حضرت علی کے چند روایات کو لیا ہی طبقہ تابعین مین سالم عبداللہ نافع مجاہد عروہ ابوقلابہ حمید اعرج وغیرہ اولاد وشاگردان ابن عمر تلامذہ ابوہریرہ وانس وعائشہ وغیرہ بانی مبانی مذہب تسنن کے ہین حضرت علی امام حسن وامام حسین وامام زین العابدین وامام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہم السلام کے اجتہاد پر عمل کرنا تو کجا انکی روایات کو بھی قبول نہین کیا۔

اب ہم بحوالہ تحریرات اجلہ علمائے اہلسنت اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ محققین اہلسنت خود معترف اس امر کے ہین کہ مذہب اہل تسنن خلفائے ثلثہ اور دیگر صحابہ معاونان ثلثہ کا بنایا ہوا مذہب ہی۔ تمام آفاق مین اصحابون کا مذہب پھیلا۔ مذہب تسنن کو حضرت علی سے کچھ علاقہ نہین۔ اُنکا مذہب فقط اُنکی اولاد اور بعض اہل لشکر مین جاری ہوا۔ اور بعد انتقال حضرت علی کے اُنکے مذہب کو خلفاء سنیہ مروانیہ نے استیصال کردیا اور اُسکے شیوع کے خارج رہے۔

ہم ان تمام امور کو شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبدالعزیز کی کتاب ازالۃ الخفا سے ثابت کرتے ہین۔

ازالۃ الخفا کے صفحہ ۸۷ مقصد اول مین ہی دوشک نیست کہ صدیق اکبرؓ وفاروق اعظم وذی النورین مسلط شدند برروی زمین وروم وفارس رافتح کردند وقرآن راجمع نمودند ہمان قرآن درتمام عالم شایع شدہ است ومسائل اجماعیہ ایشان درجمیع آفاق منتشر گشتہ واکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اندچہ

محدثین چہ فقہا و قرا و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین ا یہ صحیح اقبال ہے
کہ جمیع اہلسنت و جماعت متمسک باصحاب ثلثہ ہین اُنھین کے جمع کئے
ہوئے قرآن کو اور اُنھین کے اجماعی مسائل کو مانتے ہین۔ اس سے
یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اصحاب ثلثہ خود قدرت اجتہاد نرکھتے تھے بلکہ اجماع
اور پنچائت سے حل مسائل کرتے تھے۔ بعد اسکے اُسی صفحہ مین ہے
دو برسادات اہلبیت گاہی خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضی
فقط و معلوم ست کہ حضرت مرتضی در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید (
اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت خدا اور رسول کے حکم کے ماننے
والے نہین ہین بلکہ بادشاہان و جباران کے حکم پر چلنے والے ہین اگر
اہلبیت رسالت سلطنت پر قابض ہو کر جبر و تعدی سے تیغ کوبی کرتے
تو اُنکا مذہب قبول کرتے مگر چونکہ اُنپر سلطنت قائم نہوئی اُنکے دشمن
مالک سلطنت ہوئے اسلئے ضرور ہوا کہ تمسک اہلبیت کو ترک کرکے خلفا
سے تمسک کیا۔ لیکن مین کہتا ہون کہ پھر اپنے آپکو مسلمان یا محمدی کیون
کہتے ہین ابوبکری یا عمری یا عثمانی یا سفیانی یا یزیدی یا مروانی یا عباسی کہنا
چاہئیے تا کہ جسکے مذہب پر قائم ہین اُس سے نسبت درست رہے دین
اسلام کو ناحق کیون بدنام کرتے ہین۔

پھر شاہ صاحب فخریہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی خلافت مین
جو کچھ بنیاد مذہب اہلبیت کے قائم کی تھی اسلو ہمنے مستاصل کر دیا۔
دیکھو اُسی بحث مین ہے ولعد از چہار سال کہ وی رضی اللہ عنہ بدار بقا

انتقال فرمود بنو امیہ در اخفار و استیصال امر او چہ کوشش ہا نمودہ اند و بعد از حضرت مرتضی ہیچگاہ خلافت بر سیدی مستقر نشد خروج میکردند و در اول جمع رجال و نصب قتال گشتہ می شدند۔

اب ہم یہ بات ثابت کرتے ہین کہ اہلسنت کے چارون امام بحیثیت مجتہد منتسب ہین اور عمر فاروق اور معاویہ ان اُنکے بحیثیت مجتہد مستقل کے ہین۔ اور مذہب فاروقی گویا متن ہے اور مذاہب اربعہ اُسکے شروح ہین اور مذہب علی مرتضی اس مذہب سُنّی کے علاوہ ہے اور اُسکو اہلسنت نے قبول نہین کیا۔ دیکھو صفحہ ۳۰۴ مقصد دوم کتاب مذکور کہ شرح این اجمال آنکہ علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین بوی اخذ کردند و علم علی مرتضی خبر در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران مجلس او رضی اللہ عنہ غالباً لشکریان بودند علم او منقح نگشت) ناظرین کتاب کو یہ گمان نہو کہ حضرت فاروق عالم تھے یا لیاقت اجتہاد رکھتے تھے شاہ صاحب نے علم اور مذہب فاروقی اُسی پنچایت کے اجتہاد کو قرار دیا ہے جسکے ممبر زید بن ثابت اور عبد اللہ ابن مسعود وغیرہ تھے چنانچہ شاہ صاحب نے اسی صفحہ مین چند مقامات پر تصریح اسکی کی ہے و اخرج محمد بن الحسن فی کتاب الاثار عن ابی حنیفہ عن الھیثم عن الشعبی قال کان ستة من اصحاب النبی صلعم یتذاکرون الفقه بینھم علی ابن ابی طالب و ابی و ابو موسی علیحدہ۔۔ و عمر و زید و ابن مسعود در اجمعین۔ یعنی صحابہ مین سے چھ فقیہ ہین حضرت علی اور ابی و ابو موسی تو علیحدہ علیحدہ

اور عمر و زید اور ابن مسعود شامل ہیں۔ پھر اسی صفحہ مین لکھتے ہین۔ (عبد اللہ ابن مسعود اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم) اور پھر لکھتے ہین (زید بن ثابت نیز در اکثر متبع عمر فاروق ست)

صفحہ ۸۵۔ رسالۂ مذہب فاروق اعظم کے شروع مین لکھتے ہین۔ والمذاھب الاربعۃ منہ بمنزلۃ الشروح من المتون والمجتھدون من صاحبہ بمنزلۃ المجتھد المنتسبین من المجتھد المستقل اسی کتاب مین زمانۂ خلفاء ثلثہ کے مجتہدین کا ذکر کیا ہے اور بشمول زید بن ثابت ابو موسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کے معاذ بن جبل اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ ابن عمر و حضرت عائشہ کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آئمہ اربعہ نے انمین سے کس کس کے اجتہاد کی پیروی کی اور کسکو چھوڑ دیا چنانچہ لکھتے ہین کہ معاذ بن جبل تو عہد فاروق اعظم مین ہی فوت ہوگئے انکی احادیث دستیاب نہین ہوئی اور ابی بن کعب کے روایات سوائے تفسیر کے موجود نہین ہے۔ ابو موسیٰ باوجود اپنے کمال کے بہت مسائل مین عاجز ہو گئے۔ بی بی عائشہ اور ابن عمر نیم مجتہد ہین اسلئے یہ بھی قابل تقلید نہ رہے۔ اب باقی رہے ابن عباس انکی تقلید اسلئے ترک کی کہ وہ اقربائے پیغمبر مین داخل ہین اور حضرت علی کے شاگرد ہین مبادا اتباع حدیث ثقلین مین داخل ہو جاوے مگر بظاہر انپر یہ الزام لگایا کہ وہ اکثر مسائل مین مخالف دیگر مجتہدین یعنی زید و عبد اللہ وغیرہ کے ہین یعنی متعۃ الحج اور متعۃ النسا کو حلال جانتے ہین اور مسئلۂ غسل قدمین کے منکر ہین اور بدل

بعمرہ وبیع صرف وطلاق ثلث دفعتاً واحدۃً مین مخالف فاروق اعظم کے ہین چنانچہ
عبارت صفحہ ۳۰۸ مقصد دوم کی یہ ہی ودوہم چنان درمسئلہ عول ومسئلہ متعۃ الحج
ومتعۃ النسا وبیع صرف وغیرہا چنانچہ بر متتبعین حدیث مخفی نیست
ودر بسیاری از مسائل شک پیدا کردہ مانند غسل قدمین وطلاق ثلث
دفعتاً واحدۃً ـ اور طرفہ یہ ہی کہ ان مسائل کی نسبت خود قبول کرتے
ہین کہ مجتہدین اہلسنت یعنی آئمہ اربعہ کو کوئی حدیث جلی یا نص صریح
دستیاب نہین ہوئی فقط حضرت عمر کی تقلید ہی اہلسنت نے ان مسائل کو
قائم کیا ہی دیکھو صفحہ ۲۰۸ وبسیاری از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ
نشود بلکہ ایمای از کتاب وسنت موافق حضرت فاروق یافتہ شود یا خبر
واحد الخبر آنکہ بروایت جماعہ عن جماعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین
صورت نیز اتباع فاروق اعظم میکنند وبسیاری از مسائل ہست کہ احادیث
مختلف میشود وحضرت فاروق تطبیقی مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق میشوند
چنانکہ در مسائل فسخ حج بعمرہ ومسئلہ غسل قدم ومسئلہ متعہ ومسئلہ صرف درجملہ
مسائل قرآنی ہین اور حضرت عمر نے انسے صریحاً مخالفت کی) اُس تمام
عبارت مندرجہ کتاب ازالۃ الخفا سے جو نقل کیگئی یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا
کہ منجملہ خلفاء ثلثہ کے دو خلیفہ اول وسیوم تو اجتہاد وغیرہ کے جھگڑے سے
ہی قطعی مستثنیٰ ہین حضرت عمر نے اپنے وقت مین چند لوگ اس کام پر مقرر
کرکے اجتہاد شرعی شروع کیا اور بموجب وصیت پیغمبر خدا صلعم انکے اہلبیت
سے کسنے تمسک نہین کیا ـ اجتہاد مرتضوی کو منجملہ پیشوایان اہلسنت کے

کسنے قبول نہین کیا فقط اُنکی اولاد یا بعض اہل کوفہ جو شیعہ تھے وہ تمسک
رہے اور پیشوایان اہلسنت نے یہانتک عترت پیغمبر سے مخالفت اختیار
کی کہ اُنکے عزیزون اور شاگردون کے اجتہاد کو بھی قبول نہ کیا اور نیز یہ
امر بھی ثابت ہوگیا کہ جسقدر مسائل اب مابین شیعہ وسنی مختلف فیہ ہین
وہی اہلبیت رسالت کے اجتہادی مسائل ہین - اور سبکے سب قرآن
سے ماخوذ ہین ازالۃ الخفا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ حدیث ثقلین کا سب سے
بڑا مخالف کون ہی - یعنی یہ امر تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے امورات
شرعی مین صحابہ کو قرآن مجید اور عترت کی پیروی وتقلید کا حکم دیا - اگر
خلفا اور صحابہ تابع اور فرمانبردار محمد علیہ السلام کے ہوتے تو خود بھی ثقلین
کی پیروی کرتے اور اورون کو بھی یہ ہی حکم دیتے لیکن اُنھون نے رسولخدا
صلعم سے کھلم کھلا مخالفت کر کے غیر لوگون کو شرع کے کام پر مقرر کر دیا
اور چونکہ وہ لوگ ایسے جاہل تھے کہ اُنکو طریقہ استنباط مسائل کا بھی
معلوم نہ تھا اسلئے اُنکو طریقہ بتلایا گیا کہ جس مسئلہ مین تمکو ضرورت ہو
پہلے قرآن دیکھا کرو اُسمین اگر نہ ملے تو حدیث تلاش کیا کرو اور جب
حدیث بھی نہ ملے تو باہم بحث کر لیا کرو یا اپنے قیاس سے کام لیا کرو -
مگر یہ بات کبھی زبان سے نہ نکلے کہ رسولخدا صلعم کی وصیت کی موافق
حضرت علیؑ سے مسائل دریافت کیا کرو اور اُنکی ہی تقلید کیا کرو -
دیکھو صفحہ ٦٠ مین ہی روایت دارمی کی شریح سے کہ اُسکو حکم دیا عمر
ابن الخطاب نے ان چارون ادلہ شرعی کا اور مجتہدین متاخرین نے

انھین اربعہ ادلہ شرعیہ کو اپنا دستور العمل بنایا اور نتیجہ اس مخالفت ثقلین کا یہ ہوا کہ تمام مسائل قرآنی مین وہ صحیح اور ائمہ اہلسنت جماعت مخالف قرآن کے ہوگئے بعد اسکے بھی اگر حضرات اہلسنت اپنے آپ کو متمسک بہ ثقلین بیان کرین اور اہل حق پر اُلٹا طعنہ دین جیسا کہ نکٹون نے ناک والونکو ناکو ہونے کا طعنہ دیا تھا تو خدا کی مرضی مگر اہل انصاف پر سارا معاملہ کھلگیا کہ کون حق پر ہی اور کون ناحق پر ہی ۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ جب کتب حضرات تشیع کا مطالعہ کیا گیا تو فروع درکنار اصول ہی مین بہ نسبت قرآن پاک بکثرت روایات مختلفہ در باب تحریف آیات ربانی و تبدیل کلمات سبحانی و نسخ احکام شرعیہ و ترمیم سورہ ولیہ وغیرہ کے لکھی ہوئی دیکھی گئین جسکو شبہ ہو وہ اصول کافی کلینی کو کہ منجملہ صحاح اربعہ اہل تشیع سے ہی بچشم عبرت معائنہ کرے یہ کتاب مطبع اودھ اخبار مین موجود ہی اور جو صاحب کہ عربی عبارت مین مہارت نرکھتے ہون وہ اُسکا ترجمہ فارسی جسکا نام صافی کلینی ہی مطبع مذکور سے منگا کر دیکھ لین اور بنظر انصاف داد دین کہ حق کسکی جانب ہی اور کون صادق اور کون کاذب ہی اگرچہ اس بارے مین بحث طویل ہی مگر ہم بنظر اختصار صرف اُسکا ایک نمونہ کتاب میر صاحب شیعونکی قبلہ و کعبہ سی ہدیہ ناظرین کرتے ہین چنانچہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سیوم مین بحوالہ صوارم جو اُنکے پدر بزرگوار کی کتاب ہی یہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی کہ تغیر و نقصان در قرآن منحصر در چہار چیز یکی تبدیل لفظے بہ لفظی آخر مثلاً اینکہ گفتہ شود بجائی کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ

بود و لکن بعضی از اعدا اہلبیت آنرا تبدیل نمودہ اند پھر آخر عبارت مین آپنے
اپنا قول نصیل بھی بڑی دھوم دھام سے درج کر دیا ہی کہ وجہ اول بعید ست
یعنی لفظ امۃ غلط ہی بلکہ صحیح ائمۃ ہی عام لوگ تو فقط مولوی شیخ احمد صاحب
دیوبندی کی ہی تحریر نامناسب پر جو اُنھون نے درباب قرآن پاک کی اپنی
انوار الهدیٰ مطبوعۂ عشرت حسین مین درج کی ہے تعجب کرتے تھے اب تو
خاص صاحب اجتہادون سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ در حقیقت
قرآن ناقص ہے۔ پس شیعون کو دعوائے تمسک قرآن کرنا محض
اُنکے اصول کے مخالف ہے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ امر تعجب سے خالی نہین کہ جن لوگون نے قرآن مجید
کی آیات کو تحریف و تبدیل کیا موقع نزول اُنکا بدل دیا وہ مرتکب توہین
قرآن پاک کے نہ سمجھے جاوین اور جو اہل حق بوجہ کمال ایمانداری اُن
خائن لوگون کی بددیانتی کو بیان کرین اُنپر الزام توہین قرآن پاک کا
لگا دیا جاوے۔ ایسا ہی جن بدترین خلائق نے اہلبیت و عترت پیغمبر
صلعم کو ایذا پہونچائی اُنکو قتل کیا اُنکی اولاد اور حرمون کو قید کر کے شتران
بے کجاوہ پر سوار کر کے بے مقنع و چادر شہر بشہر تشہیر کیا اور حضرات اہلسنت
کے نزدیک وہ ملزم توہین اہلبیت اطہار کے نہوئے اور جن اہل صدق
و صفا نے اُن اشقیا کے ظلم و ستم بیان کیے اُنپر الزام توہین کا لگایا۔ جو لوگ
مرض تعصب سے بری ہین اور عقل سلیم رکھتے ہین وہ ضرور سمجھ جاینگے کہ
اہلسنت کا ان بیجا الزامات لگانے سے کیا مطلب ہی۔ صاف طور پر

ثابت ہی کہ انھیں حضرات یا انکے پیشوایان مذہب نی ضرور قرآن کو تحریف
وتبدیل کیا اور اہلبیت رسالت کو قتل وغارت کیا اہل تشیع پر الزام توہین
اگانے سے یہ مطلب ہی کہ آئیندہ ہمارے افعال قبیحہ کا ذکر نکریں لیکن یہ
بات تو فقط جاہلون کے دھمکانیکی ہی جو جاننے والے ہیں وہ جانتے ہیں
کہ توہین کے مرتکب تو وہی اشقیا ہیں کہ جنھوں نے آیات ربانی کو تحریف
وتبدیل کیا یا اہلبیت رسالت کو ایذا پہونچائی اور قتل کیا ان باتوں کے
ذکر کرنے والے چونکہ براہ دلسوزی و اظہار امر حق ذکر کرتے ہیں وہ مستحق
ثواب عظیم کے ہیں۔ اگر اہلسنت کا یہ قول درست ہو تو خدا اور رسول اور
مومنین پر سخت الزامات عاید ہوتے ہیں۔ یعنی قرآنمجید میں جابجا ذکر ہی کہ
یہود ونصاریٰ نے توریت وانجیل کو تحریف کر دیا۔ اور نیز یہ کہ اُن اشقیا
نے انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا طرح طرح کی ایذائیں پہونچائیں
پس اگر بمقولہ اہلسنت درست ہو تو خدا اور رسول صلعم اور جبرئیل اور نیز سب
قرآن پڑھنے والوں پر یہ الزام عاید ہو کہ انھوں نے توریت اور انجیل و
انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ ایسے ہزلیات اور واہیات تاویلات کی
بنا اہلسنت میں حضرت معاویہ کے وقت سے شروع ہوئی ہی انھوں نے
بھی جب حضرت عمار بن یاسر کے قاتل کے جہنمی ہونیکی حدیث سنی تو اسی قسم
کی بیہودہ تاویل کی کہ عمار کا قاتل وہ شخص ہی کہ جو اسکو لڑنے کے لئے لایا حضرت
امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس اعتبار پر حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کی قاتل
وحشی ملعون اور ہندہ ملعونہ نہیں ہیں بلکہ نعوذ باللہ رسول صلعم

اُنکے قاتل ٹھہرے پس ایسی تاویلات واہیات کا مردود ہونا صریحًا
ظاہر اور روشن ہی۔ ہم اکثر حضرات اہل تسنن کو مجالس عزا سید الشہدا
پر یہی بیہودہ الزام توہین دیتے ہوئے سنتے تھے اور تعجب ہوتا تھا کہ کیا یہ لوگ
ایسے کم سمجھ ہین کہ ذکر مصائب اہلبیت کو واقعی اپنے دلون ہین توہین خیال
کرتے ہین لیکن یہ امر اب کھلا کہ وہ لوگ ایسے تو بیوقوف بھی نہین ہین کہ ذکر
مصائب کو توہین سمجھین اصلیت فقط یہ ہی ہی کہ ان حضرات کو دشمنان اور
قاتلان اہلبیت پیغمبر سے ایک قسم کی خصوصیت اور حسن عقیدت ہی اس
بیجا الزام توہین کے لگانے سے مطلب اُنکا فقط یہ ہی کہ شیعہ لوگ بخوف
توہین اس ذکر ظلم وستم اعداء دین کو چھوڑ دین اور دشمنان اہلبیت کی تفضیح
نہ کرے کیونکہ جب کوئی مومن دیندار ان حالات ظلم وستم کو سنیگا تو ضرور
حمیت اسلام کو جوش ہوگا اور اہلبیت اطہار کے قاتلون ایذا دہندون
پر لعنت ونفرین کریگا اور جبکہ شیعہ اس ذکر کو توہین کے شبہ سے بیان نہ کرینگے
تو اعدا اہلبیت لعنت ونفرین سے بچینگے اور عوام اُنکی طرف سے بد عقیدہ
اور بد گمان نہ ہونگے۔ لیکن یہ خیال حضرات اہل تسنن خالات سے ہی جس مصیبت
عظمی پر زمین وآسمان اور جن وحیوان تک روئی ہین اسکا ذکر تا قیام
قیامت صفحۂ دنیا سے محو نہو گا مروانیون نے بہت کچھ تدابیر اس ذکر کے بند
ہونیکی کی ہین اور یہ دھوکہ توہین کا درحقیقت اُنھین کا نکالا ہوا ہی علما اور
قضات اُنکے وقت کے جو بہر طور تابع فرمان اُنکے تھے اُنکے حکم سی لوگون کو
ذکر اہلبیت اطہار کی کرنیسے اسی تاویل کے ساتھ مانع ہوتے تھے اور کہتے تھے

کہ اس ذکر سے اہلبیت پیغمبر کی توہین ہوتی ہی چونکہ اُس زمانہ سے لیکر ابتک نسلاً
بعد نسل بتواتر وہی عقاید اہلسنت مین چلے آرہے ہین جو لوگ عقل سے بہرہ
رکھتے ہین وہ ایسے فاسد عقاید کو اپنے دلون مین جگہ نہین دیتے اور سمجھ جاتے ہین
کہ اگر ہماری پیشواؤن یا بزرگون نے ایسی تاویلات اُس زمانہ مین لوگون کے
روبرو بیان کئے ہین تو مجبوری کیحالت مین بحکم خلفاء امویہ بیان کئے ہین اب ہمکو
اُن باتونکی پیروی کرنا کیا ضرور ہی لیکن احمق اور جہلا اُن ہزلیات کو آیات و
حدیث سے بھی زیادہ معتبر جانکر اب تک مصر ہین اور چونکہ اہلبیت رسالت کیطرف سے
اُنکے دلونمین سخت غبار ہی اسلئے اُنکے قاتلون اور دشمنون سے خصوصیت بھی رکھتے
ہین اور چاہتے ہین کہ ہم ہی کوشش کرکے اس ذکر خیر کو بند کرین بقول شخصے
پدر اگر نتواند پسر تمام کند۔ پس اگر کتب شیعہ مین یہ ذکر ہو کہ فلان فلان
اشقیاء است نے آیات قرآنی کو بدل دیا یا حروف یا الفاظ مین تحریف
کی یا مواقع آیات کو بدل دیا۔ یا بعض آیات نکالڈالین تو یہ ہرگز توہین
کلام پاک کی نہین ہی نہ بالغ ہتک ہی کیونکہ کسی شیعہ کا یہ عقیدہ نہین ہی کہ اُس
تحریف و تبدیل سے تحلیل محرمات ہوئی ہی یا فرائض و واجبات نکل گئے ہین
جن جن مقامات مین الفاظ کی تبدیلی یا آیات کی جگہ تبدیل ہوئی ہی یا قرآن مین
کمی ہوئی ہی اُسکی بابت شیعہ اور سنی دونون متفق ہین اصول کافی یا
صافی کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنکر کیا لوگے خود قرآن مجید کو ذرا
عبرت کی نگاہ سے دیکھو کہ تحریف و تبدیل کرنے والون پر کیسی کیسی
سخت عذاب کی تہدید کی گئی ہے۔

تفصیل اُن آیات والفاظ کی جنکی تبدیل و تحریف کی اہلسنت قائل ہین

حضرات اہلسنت خود بھی تحریف وتبدیل وتنسیخ آیات والفاظ کے قائل ہین اور دوچار الفاظ وآیات کی تحریف کی ہی قائل نہین ہین بلکہ ہر سورہ مین چند مقامات پر تحریف وتبدیل کے قائل ہین بطور مثال چند نمونے تحریر کرتا ہون ۔

دیکھو آیت قرآنی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلے ۔ یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرآن موجودہ مین واتخذوا بصیغہ امر ہی اور حفص واتخذوا بصیغہ ماضی پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ پکڑا اُنھون نے یعنی کافرون نے مقام ابراہیم کو جائے نماز ۔

آیت دوم خیر مما یجمعون قرآن موجودہ مین درج ہی اور حفص تجمعون بصیغہ غائب پڑتا ہی جس سے معنی اسطرح بدل گئے کہ جو آیت متعلق کافرون کے تھی وہ مسلمانون سے متعلق ہو گئی ۔

آیت سیوم ۔ ولا تقربوھن حتی یطھرن یعنی محیض کے پاس نجاؤ جب تک کہ وہ غسل کرے حفص یطھرن بسکون تا وضم ہا پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ محیض کے پاس نجاؤ جب تک وہ منقطع ہو خواہ غسل کرے یا نکرے ۔ امام اعظم صاحب نے اسی قرأت حفص پر فتوے دیا ہے ۔

آیت چہارم ۔ حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطی ۔ کی

نسبت اکثر صحابہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول خدا صلعم کے زمانہ مین بجائے وسطی والعصر پڑھا ہی۔

آیت پنجم۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل الخ کی نسبت ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ عہد رسول صلعم مین اس آیت کو ابن مسعود یون پڑھتے تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل الخ

ذکر آیات منسوخہ

تفاسیر معتبرہ اہلسنت کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہی کہ صدہا آیات کے نسبت لکھا ہی کہ یہ آیت اور یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ منجملہ انکے چند روایات بطور نمونہ درج کی جاتی ہین۔

آیت (۱) سورہ بقر مین وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کی نسبت تفسیر حسینی مین ہی این حکم در ابتداء اسلام بودہ بعد ازان منسوخ شد حالانکہ کسی آیت ناسخ کا مذکور نہین۔

آیت نمبر (۲) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اس آیہ کی نسبت درج ہی این حکم بآیہ سیف منسوخ ست۔

آیہ نمبر (۳) یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر۔ اسکی نسبت لکھا ہی۔ ہنوز دران وقت قتال در ماہ حرام حرام بود و حرمت آن بآیۃ السیف منسوخ گشت

آیت نمبر (۴) یاایها الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ منسوخ ہوگئی۔

آیت نمبر (۵) وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ میگویند کہ بآیت لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا منسوخ ست

علاوہ انکے صدہا احکام کی نسبت کہا گیا ہے کہ منسوخ ہوگئی ہین یہانتک کہ سورہ قل یاایہا الکافرون ساری ہی منسوخ کہتے ہین۔

تبدیل مواقع آیات

یہ امر بدیہی ہے کوئی حاجت ثبوت کی نہین تمام سورہ قرآن خلط ملط ہو رہے ہین دیکھو مدنی سورتین قرآن مین مقدم ہین اور مکی سورتین موخر ہین۔ ایساہی حال آیات کا ہے کہ زید ابن ثابت نے جہان چاہا جس آیت کو درج کردیا۔ مشکوۃ شریف کی کتاب فضائل القرآن کو دیکھو روایت زید بن ثابت وانس کہ بزمانہ جنگ یمامہ مجکو ابوبکرؓ وعمر نے بلاکر قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا اور مین نے ہڈیون اور سفید پتھرون سے مختلف آیات تلاش کرکے جمع کین اور فلان آیت فلان انصاری سے ملی اور سورہ برات کے پچھلے اوراق لقد جاءکم رسول من انفسکم سے لیکر آخر سورہ تک دستیاب ہوئے پھر ابوبکر کو ملے اونہون نے عمرؓ کو دیے عمر نے حفصہ کو دیے حفصہ سے عثمان سے طلب کرکے زید بن ثابت انصاری اور ابن زبیر وغیرہ قریشیون کو اُنکے لکھنے کا حکم دیا تا آخر حدیث مرویہ انس بن مالک۔

ان ہر دو روایات زید و انس سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ عہد خلفاء ثلثہ مین دو مرتبہ قرآن جمع ہوا اور دونون مرتبہ زید بن ثابت مہتمم اس کام کا رہا۔

حضرات اہلسنت کو جو حضرت عثمان کی نسبت دعوی جامع القرآن ہونیکا تھا وہ غلط نکلا اُنھون نے زید بن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور دو اور شخصون کو جمع و ترتیب قرآن کا حکم دیدیا اور اُنھون نے وہ اوراق جو حفصہ سے منگائے گئے تھے درج قرآن کر کے ہر طرف مصاحف روانہ کئے اور قرآن سابقہ تمام ممالک سے حضرت عثمان نے منگوا کر جلوا دیے یا پھڑوا دیے۔

زید بن ثابت قوم انصار باشندہ مدینہ تھا اور قرآن مجید لغت قریش مین نازل ہوا علم قرآن کی تکمیل زید کی نسبت ثابت نہین عالم قرآن بعد نبی صلعم فقط علی مرتضی تھی دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ باب تاسع مین بذیل حدیث اربعون روایت لکھتے ہین۔ وفی روایة انه صلعم قال فی مرض موته کذا وکذا۔ ثم اخذ بید علی فرفعها فقال هذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض یعنی یہ حدیث پیغمبر خدا صلعم نے اپنے مرض الموت مین فرمائی اور بعد نقل حدیث تمسک ثقلین کے لکھا کہ بعد اسکے حضرت علی کو ہاتھ سے پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون اور پھر اسی بات کی نقل رابعہ مین یہ روایت درج ہے۔

واخرج ابن سعد عنه علیه السلام قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلباً عقولاً ولساناً ناطقاً۔

یعنی فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم بخدا کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی کہ جسکی بابت مجکو علم نہو کہ کس معاملہ مین کہان کس پر نازل ہوئی بہ تحقیق میرے رب نے مجکو قلب عقول اور لسان ناطق عطا فرمائی ہے۔

دوسری روایت یہ ہی۔ واخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیتہ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل۔ یعنی فرمایا حضرت امیر نے کہ سوال کرو اور پوچھو مجھسے بابت کتاب اللہ کے بس بہ تحقیق کہ کوئی آیت نہین ہی کہ مین اُسکو اچھی طرح نہ پہچانتا ہون کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو برابر ہموار زمین پر اُتری یا پہاڑ پر ان روایات کے مضمون سے یہ امر تو ظاہر ہو گیا کہ اُمت محمدی مین عالم قرآن کہ جس سے علم قرآن امت کو حاصل کرنا چاہیے فقط علی مرتضیٰ تھے وہی حضرت حافظ اور ماہر کلام اللہ تھے زید بن ثابت نے بڑی سخت غلطی بلکہ نادانی کی کہ غیر لوگون سے پوچھکر پوچھکر اور پتون اور صفحات سنگ سے متفرق آیات تلاش کر کے قرآن کو جمع کیا اور اُس عالم وحافظ اور جامع القرآن سے حاصل نکیا۔ اول تو خدا کی سخت غلطی کی کہ زید کو

حکم جمع کرنے قرآن کا دیا کیون حضرت علی مرتضیٰ سے قرآن کو حاصل نکیا۔ اس عدم حصول قرآن کے دو احتمال ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جسطرح زید سے قرآن جمع کرنیکو شیخین نے کہا اُسیطرح حضرت علی سے بھی کہا ہو اور حضرت علی نے جمع کرنے سے انکار کیا ہو۔ یا یہ کہ حضرت علی نے قرآن کو جمع کیا ہو اور صحابہ نے براہِ حسد اُسکو قبول نہ کیا ہو۔ پس کتب معتبرہ اہلسنت سے ظاہر ہے کہ حضرت امیرؑ نے بغیر کسیکے استدعا کے فوراً بعد وفات پیغمبر خدا صلعم قرآن کو مرتب اور جمع کر دیا اور ایسی کوشش سے جمع کیا کہ تا انفراغ ردا بھی دوش پر نہ ڈالی جیسا کہ صواعق محرقہ کی اُسی فصل مین مرقوم ہے۔

واخراج ابن ابی داؤد عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ صلعم ابطاء علی عن بیعتہ ابی بکر فلقیہ ابی بکر فقال اکرھت امارتی فقال لا ولکن آلیت لا ارتدی بردائی الا الی الصلوٰۃ حتی اجمع القراٰن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ قال محمد ابن سیرین لو اصبت ذلک الکتاب کان فیہ العلم۔

یعنی روایت کی ابن ابی داؤد نے محمد بن سیرین سے کہ کہا اُسنے کہ جب وفات ہوئی رسول صلعم کی اور حضرت علی نے بیعت ابو بکر مین درنگ کیا تو ملاقات کی ابو بکر نے علی مرتضیٰ سے اور کہا کہ کیا تم میری امارت کو مکروہ رکھتے ہو فرمایا نہین ولیکن مین نے حلف کیا ہی کہ ردا بھی دوش پر نہ ڈالون اِلّا وقت نماز تا آنکہ قرآن کو جمع نہ کر لون۔ پس زعم کیا ہے اُنھون نے کہ حضرت علی نے قرآن مجید کو بروئے سلسلہ تنزیل لکھا۔ محمد سیرین کہتے ہین کہ اگر کتاب بقدر مرتبہ علی مرتضیٰ

باقی رہتی تو اُس سے بڑا علم حاصل ہوتا۔

اس روایت سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ علی مرتضیٰ نے بعد وفات نبی صلعم عمدہ ترتیب سے قرآنکو جمع کردیا پھر اہل انصاف غور فرماوین کہ خلفا صاحبان کو کیا ضرورت تھی کہ اسکے بعد زید ثابت سے بطور خود متفرق پرچے تلاش کراکر آخر ایسا مصحف تیار کرایا کہ جو خلاف ترتیب تنزیل کے ہی یعنی بڑی بڑی سورتین اول اور چھوٹی چھوٹی آخر مین لکھدین جامع کا علم تو اسی سے ظاہر ہے کہ ترتیب مین فقط چھوٹی بڑی سورتون کا لحاظ کیا گیا اور مضمون یا سلسلہ تنزیل سے تعلق ہی نہین رکھا پس اصل قرآن کا حامل قرآن سے حاصل نکرنا سب سے بڑی توہین قرآن کی ہی اور نیز قرآن کی سورتون کو سلسلہ تنزیل سے متفرق کر کے مختلف کردینا اور آیات قرآنی کو پس و پیش کردینا خود ملاحظہ قرآن سے ظاہر ہی۔ دیکھو سبکا اتفاق ہی کہ اول سورہ اقرا نازل ہوئی قرآن مین سورہ بقر اول درج ہی۔ آیت الیوم اکملت الخ۔ آخر ایام حیات پیغمبر خدا صلعم مین نازل ہوئے جو اوایل قرآن مین درج ہے۔

آیۂ تطہیر خود گواہی دے رہی ہی کہ اُسکو اپنے موقع سے جدا کر کے درمیان اُن آیات کے لکھدیا ہی جو عورتون کے باب مین ہین اس آیت سے پہلی اور پچھلی آیات کو دیکھو تو مؤنث کی ضمیرین موجود ہین اور اس آیت درمیانی مین ضمائر مذکر درج ہین۔

ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو دیکھلو کہ اسکے اگلے

اور پچھلی آیات ایک ہی سے متعلق ہین اور یہ آیت درمیان مین صاف علیحدہ نظر آرہی ہے۔

اب ہم کہتے ہین کہ اگر شیعہ اس بات کو کہتے ہین کہ قرآن موجودہ مین آیات منسوخہ بھی ہین اور اکثر الفاظ تبدیل و تحریف ہو گئے ہین اور اکثر آیات کے مواقع بدل گئے ہین تو یہ توہین نہین ہے بلکہ اظہار امر واقعی کا ہے جسکو تمام اہلسنت بھی اپنی تفاسیر مین قبول کر رہے ہین جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا پس بات کہنے یا قبول کرنے سے مخالفت تمسک ثابت نہین ہو سکتی نہ اس کی فقط اقرار سے اہلسنت پر بھی الزام توہین کا آتا ہے گو تبدیل و تحریف کرنے والے مرتکب توہین کے ہوئے ہون۔

لیکن واقعی توہین کلام پاک کی یا مخالفت تمسک قرآن یہ ہے کہ فلان حکم قرآن مین نازل ہوا اور اسکو نہ مانا یا اُسکی مخالفت کی یا اوسکی تعمیل کرنے سے لوگون کو روک دیا یا اپنے حکم سے اُس حکم الٰہی کو منسوخ کر دیا۔ پس یہ بات جس شخص یا جس فرقے کی نسبت ثابت ہو یا جو فرقہ متبع اُس شخص یا اُس جماعت کا ہو اُسکی نسبت کہا جائیگا کہ وہ قرآن پاک کی توہین کرنے والے اور غیر متمسک بہ قرآن ہین اور وہی شخص یا جماعت یا فرقہ بہ شہادت حدیث ثقلین ضال اور گم راہ اور ناری سمجھا جائیگا۔

اہل انصاف جو مذہب حق کی جستجو کرنا چاہتے ہین وہ تحقیق کرین کہ منجملہ فرقات شیعہ و سنی یا پیشوایان ہر دو فرقات کے کون لوگ ہین جو

صریحًا آیات کلام الٰہی و احکام ربانی کی مخالفت کرکے اُنکے برخلاف فتوٰی دیتے ہیں اور اپنے قول یا رائے یا اجتہاد سے نصوص احکام الٰہی کو منسوخ اور معطل اور کالعدم قرار دیتے ہیں۔

جہانتک تحقیقات کیجائیگی ثابت ہوگا کہ اہل تشیع اور اُنکے پیشوا کسی آیت قرآنی کے مخالف نہیں ہیں نہ کسی حکم کو اپنی رای اور اجتہاد سے منسوخ و معطل و کالعدم قرار دیتے ہیں۔ البتہ حضرات اہلسنت کے پیشوایان نے بہت سی آیات قرآنی و احکام ربانی کی مخالفت کی ہے اور اپنی رائے سے اُنکو منسوخ اور باطل کردیا ہی اور اب بھی حضرات اہلسنت بمقابلہ آیات ربانی اُنھیں پیشوایان مخالف قرآن کی رائے اور اجتہاد پر برخلاف قرآن عمل کرتے ہیں۔

اثبات مخالفت آیات قرآنی و اجتہاد بمقابلہ نص نسبت پیشوایان حضرات اہلسنت و اتباع اہلسنت برائے اجتہاد پیشوایان بہ مخالفت قرآن

اگرچہ مخالفت احکام الٰہی حضرات اہلسنت و پیشوایان اہلسنت سے اس درجہ واقع ہوئی ہی کہ اُسکے ذکر مین ایک مبسوط کتاب مرتب ہو لیکن بوجہ فقدان فرصت و بخوف تطویل بے محل اس موقعہ پر بہایت اختصار کے ساتھ محض بطور نمونہ و نظیر کچھ گذارش کرتا ہون۔

واضح ہو کہ بملاحظہ کتب حدیث و تفسیر اہلسنت پایا جاتا ہی کہ جو مخالفت

احکام قرآنی مخالفین ثقلین سے واقع ہوئی وہ دو قسم کی ہے۔
اول یہ کہ پیشوایان اہلسنت یعنی خلفاء و صحابہ نے بذات خود احکام مخصوصہ کی مخالفت کی دوسرے یہ کہ خود بھی پیشوایان مذکور نے مخالفت کی اور احکام الہی کو باطل کیا اور اپنے اشیاع و اتباع کو بھی مخالفت احکام الہی کا حکم دیا اور اب تک فرقہ سنت و جماعت مین اُن پیشوایان کے قول مخالف قرآن پر عمل ہے اور آیات قرآنی کو بمقابلہ قول مخالفین ثقلین بے وقعت سمجھ کر متروک العمل کرتے ہین۔ اور اس بحث کو ہم دو فصل جداگانہ بیان کرتے ہین۔

فصل اوّل دربیان مخالفت احکام الہی نسبت خلفاء وغیرہم بالخصوص

اگرچہ خلفاء ثلثہ و دیگر اجلہ اصحاب سے صدہا احکام و آیات الہی کی مخالفت سرزد ہوئی ہے اور اُن سب مخالفتون کا پتہ کتب اہلسنت سے برابر ملتا ہے لیکن چونکہ میری نظر اختصار پر ہے اسلیئے چند آیات و احکام قرآنی بطور نمونہ فقط یادداشت زبانی سے عرض کرتا ہون بغور توجہ ہو۔

آیت اول فقاتلوا فی سبیل اللہ ہے اسکی مخالفت خلفاء ثلثہ سے ایسی واقع ہوئی سب پر روشن ہے غزوہ بدر مین ہر سہ حضرات کسی کافر سے نہ لڑے غزوہ احد مین رسول خدا کو نرغۂ اعدا مین تنہا چھوڑ کر مفرور ہو گئے غزوہ احزاب مین بھی کسی کافر کا مقابلہ نکیا بلکہ تین مرتبہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو عمرو بن عبدود سے لڑنے کو فرمایا لیکن حضرت عمر نے انکار محض کیا۔ جنگ خیبر مین شیخین بخوف مرحب یہودی تین بار فرار ہوئے۔ غزوہ

حنین مین ہر سہ اصحاب مفرور ہوئے باوجودیکہ تحت الشجر بیعت اس امر کی کرچکے تھے کہ ہم مارینگے اور مرینگے رسولخدا کا ساتھ نہ چھوڑینگے۔ بوقت آخر حیات رسولخدا صلعم نے ہر سہ اصحاب کو بہ تحت اسامہ بن زید جنگ پر مامور فرمایا مگر کوئی گھر سے باہر نہ نکلا۔

آیت دوم النبی اولی بالمومنین من انفسھم۔ یعنی مومن وہ ہی ہی جو نبی صلعم کو اپنے نفس سے عزیز اور اولی جانتا ہو۔ برخلاف اس آیت کے حضرت یار غار نبی صلعم کی جان کا کچھ خیال نکرکے اپنی جان کے لئے غار مین مصروف گریہ تھے اسیطرح جنگ بدر مین عریش کے اندر چھپے بیٹھے تھے اور جنگ احد مین معہ حضرت عمر نبی صلعم کو میدان جنگ مین نرغہ اعدا کے اندر گھرا ہوا چھوڑکر ایک غار مین جا چھپے اور اسیطرح جنگ حنین مین رسولخدا صلعم کو اکیلا چھوڑکر اصحاب ثلثہ بھاگ گئے۔

آیت سوم لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق الخ۔ رسول خدا صلعم نے خواب مین مکہ معظمہ کا فتح ہوجانا دیکھا اور لوگون سے ذکر خواب کا کردیا لیکن وقت فتح کا بیان نہ فرمایا۔ اسکے بعد مکہ پر فوج کشی کی اور پھر بنا بر مصلحت عظیم صلح کرلی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہی حضرت عمر نے نبی صلعم پر اعتراض کیا اور نبی صلعم کے خواب بلکہ نبوت کو جھوٹا جانا نبی صلعم نے ہرچند فہمائش کی اور ارشاد فرمایا کہ مین نے تمسے یہ کب کہا تھا کہ اسسال ہی مکہ فتح ہوگا لیکن حضرت عمر کے خیال مین کوئی بات بھی نہ آئی اور اُنکے دل کا شک باوجود تصدیق خدا و رسول کے زائل نہوا

جیسا کہ کتب سیر مین مذکور ہی کہ حضرت عمر رحمۃ اللہ فیما نش رسول صلعم ویسی
ہی شک اور شبہ سے بھرے ہوئے حضرت ابوبکر کی پاس آئے اور وہی شکوک
بیان کئے جو حضرت رسول خدا کے روبرو بیان کئے تھے۔
آیت چہارم انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوۃ
ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون باجماع مفسرین اہلسنت یہ آیت
حضرت علی کی شان مین نازل ہوئی ہی اور مطلب اسکا یہ ہی کہ تمام مسلمانون
سے خدا تعالی یون خطاب کرتا ہی کہ تمھارے ولی صرف تین ہین خدا
اور رسول اور علی بن ابیطالب لیکن خلفاء ثلثہ اور دیگر صحابہ نے مطلق
اس آیت کی تعمیل نہین کی خود ولی مومنان بن گئے اور ولی برحق کے
ولایت کے منکر ہوگئے۔ اور اکابر علماء اہلسنت اس امر کے قائل ہوئے
ہین کہ صحابہ نے حکم ولایت علی مرتضی سے انحرافی اور مخالفت کی جیسا کہ ابو
عبد اللہ مرزبانی کہ اجلہ علماء اہل تسنن سے ہین اپنی کتاب شرف ات
الشعر ہین ابو سعید خدری سے روایت لکھتے ہین۔ وعن ابی
ھارون العبدی قال فسمعت ابو سعید الخدری یقول امر
الناس بخمس فعملوا باربع وترکوا واحدۃ فقال لہ رجل یا ابا سعید
ماھذ الاربع التی عملوا بھا قال الصلوۃ والزکوۃ والصوم والحج
قال فما الواحدۃ التی ترکوھا قال ولایت علی ابن ابی طالب
وقال وانھا مفترضۃ معین قال نعم۔ الی آخرہ۔ مطلب اسکا
یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے یہ کہا کہ لوگون پر پانچ چیزین فرض ہوئین جنمین سے

چار پر عمل کیا اور ایک حکم کو ترک کر دیا۔ ایک شخص نے اسکی تفصیل پوچھی
تو ابو سعید نے کہا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ چار حکمون پر لوگون نے عمل کیا اور
پانچوین حکم ولایت علی ابن ابیطالب کو ترک کر دیا۔ سائل نے پوچھا کہ کیا
ولایت علی ابن ابی طالب بھی مفترض تھے تو ابو سعید نے کہا کہ ہان۔ تا آخر روایت
آیت پنجم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ۔
آیت ششم الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الخ
باعتراف اکابر علمائے اہلسنت یہ ہر دو آیات یوم غدیر خم مین نازل ہوئین
اوّل آیت نمبر ۵ اور بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے آیت نمبر ۶۔
دیکھو تفسیر ثعلبی بہ تحت آیت یا ایھا الرسول بلغ و آئیہ سال سائل
بعذاب واقع اور دیکھو اسمین قصہ حارث ابن نعمان کا کہ وہ ملعون
شک لایا ان آیات پر اور واقعہ خم غدیر کو فقط رسول خدا کیطرف سے
برعایت قرابت سمجھا اور نہایت شقاوت قلبی سے یہ دعا کی کہ اگر ولایت
علی مرتضی خدا کے حکم سے ہوئی ہو تو اُس مردود پر آسمان سے پتھر پڑے
چنانچہ اس لفظ کے کہتے ہی اُس ملعون پر آسمان سے پتھر گرا اور راہی
جہنم ہوا اور ملاحظہ فرماؤ مناقب خوارزمی کو کہ مرفوعاً الی ابو سعید خدری
اور مناقب ابن المغازلی کو بھی کہ اسیطرح مرفوعاً ابو ہریرہ سے اور دیکھو
تاریخ بغداد خطیب کو اور مناقب ابن مردویہ کو کہ ان سب مین یہ عبارت ہے
بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے ثم لم تیفرقا حتی نزلت ھذہ
الاٰیۃ الیوم اکملت لکم دینکم الخ فقال النبی اللہ اکبر علی

اکتم علی الذین وانتم النعمت ووصف الرحب بن سالمی والولایت
بعلی ثم قال اللھم وال والاہ الی آخرہ۔ اور انکار و مخالفت صحابہ
ولایت علی مرتضیٰ سے بذیل آیت چہارم مذکور ہو چکا۔
آیت ہفتم قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اس آیت
کی روسے عترت پیغمبر صلعم کی محبت اُمت محمدی پر فرض ہوئی مگر اس فریضہ
کو صحابہ میں سے بہت تھوڑے لوگ ادا کر سکے خصوصاً شیخین سے برخلافی
اس حکم کے نہایت شہرت و اعلان کے ساتھ سرزد ہوئی حتی کہ بضعہ پیغمبر
صلعم کو اُنکے آخری ایام حیات میں ایسا آزردہ کیا کہ اُنکو یہ وصیت کرنی پڑی
کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر بھی نہ آویں ایسا ہی حضرت مرتضیٰ کے حقوق
کو تلف کیا اوائل ایام بیعت خلیفہ اول میں طرح طرح کی ایذائیں اور دھمکیاں
دیگئیں خلیفہ اول نے اپنی وفات کے وقت حق مرتضوی کو تلف کرنے کے
لئے حضرت عمر کو ولیعہد کیا اور حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت بنا بر
حق تلفی حضرت علی کی امر خلافت کو شورے سے متعلق کیا اور باطن میں
گویا تدبیر قتل حضرت علی کی نکالی تھی چنانچہ خود جناب حیدر کرار نے فرمایا
کہ عمر ابن الخطاب نے یہ سوچ لیا تھا کہ عبد الرحمن بن عوف بھائی ہو داماد
عثمان ابن عفان کا ہی اور سعد اُسکا ابن عم ہی بہر حال یہ ایک طرف ہو نگے
اور میری طرف بزعم اُسکے غایت درجہ یہ تھا کہ زبیر ابن عوام ہوا اسلئے اُسنے
یہ قید لگائی تھی کہ جس طرف عبد الرحمن ہو اُسکو ترجیح ہوگی اور فریق ثانی
کی طرف بھی اگر تین رائے ہو جاویں وہ قتل کر دیا جاوے۔ علاوہ

اصحاب ثلثہ کے حضرات اہل تسنن کے خلیفہ پنجم معاویہ اور ششم خلیفہ یزید نے
جو کچھ تعمیل اس حکم کی کی ہی محتاج بیان نہین۔

آیت ہشتم ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اس آیت کے بموجب
جمیع صحابہ اور مسلمانان کو ہدایت کے گئے کہ نبی صلعم کی حضور مین باآواز بلند بات
بولو۔ صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب سیر و احادیث مین قصہ طلب قرطاس
و قلم دوات مفصلاً مرقوم ہی کہ حضرت عمر اور انکے ہم صفیروں نے نبی صلعم کو
روبرو بلکہ نبی صلعم کے فرمانے پر اسدرجہ شور و غل کیا کہ مجبور نبی صلعم کو یہ کہنا پڑا
کہ میرے پاس سے نکل جاؤ کہ پیغمبر کی حضور مین ایسا شور و غل لائق نہین ہی۔

آیت نہم شروع پارہ واعلموا دربارہ خمس از اموال غنیمت۔

آیت دہم سورہ حشر درباب اموال فی۔

ان آیات کا صاف مفہوم یہ ہی کہ خمس اور فی کے خدا اور رسول اور اہلبیت
پیغمبر حقدار ہین اور خلفاء وغیرہ جمیع اغنیاء کا تصرف اُسپر حرام کیا گیا اور سورہ
حشر مین صاف حکم ہوا کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم لیکن خلفاء ثلثہ
نے اہلبیت پیغمبر کو اُس سے محروم کر کے خود تصرف کیا حالانکہ اُنپر تصرف
مال خمس اور فی حرام تھا۔ اور خلیفہ ثالث نے تو بہانتک خدا کی عدو حکمی
کی کہ خمس افریقہ جو ایک لاکھ دینار کی مالیت تھا دشمن خدا اور رسول کو بخشدیا
یعنی مروان اپنے داماد کو بخشدیا جسکی صورت بھی رسو لخدا کو دیکھنا گوارا نہ تھی
اور مدینہ منورہ سے مروان مذکور کو مع اُسکے باپ حکم کے دیس نکالا دیدیا تھا اور
اور وہاں واپس آنے کی سخت ممانعت کی تھی۔ حضرت عثمان نے اسکا بدلہ رسو لخدا سے

لینے کے لئے اُنکے پیارے دوست ابوذر کو دیس نکالا دیا۔

آیت یازدہم۔ لقد رضی اللہ عن المومنین۔ یعنی آیت بیعت تحت شجرہ ہی جسمیں حکم ہوا کہ جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا اپنی جان پر ظلم توڑیگا اور اجلہ اصحاب نے حنین کے مقام پر اس بیعت کو توڑ دیا اور رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر فرار ہوگئے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ ان بھگوڑوں کو یا اصحاب السمرہ کہکر آواز دو۔ اور سمرہ وہ درخت تھا جسکے نیچے بیٹھکر رسول خدا صلعم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی۔

آیت دوازدہم۔ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم۔ خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ صحابی کو بیگناہ قتل کیا۔ صواعق محرقہ سے ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایک مسلمان کو آگ میں جلوادیا عبداللہ ابن عمر نے ہرمزان کو اور ابولولو کی دو دختران کو بے گناہ قتل کیا۔

آیت سیزدہم۔ آیت قصاص خلیفہ اول و دوم نے خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص نہ لیا نہ مالک کی زوجہ سے زنا کرنے پر حد ماری ہرمزان اور ابولولو کی دختران کا قصاص خلیفہ ثالث نے نہیں لیا۔ ان بیگناہوں کا خون اب تک زیر زمین فریاد کر رہا ہی۔ خلیفہ اول نے سارق کا دست چپ کاٹا خلیفہ دوم نے رجم حاملہ اور قصاص مجنون کا فتوی دیا خلیفہ سیوم نے ایک حاملہ کو رجم ہی کر ڈالا۔

آیت چہاردہم۔ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین

حضرت عثمان رضہ نے ایک لاکھ دینار مروان کو بلا کسی استحقاق کے انعام
دیا۔ شیخ ابن حجر مکی صواعق مین حضرت عثمان کا الزام رفع کرنے کو لکھتے ہین
کہ فتح افریقیہ کے سب سے پہلے خبر مروان نے دی تھی اسلئے اُسکو تمام خمس
افریقیہ جو ایک لاکھ اشرفی کی قیمت کا تھا صلہ خوشخبری مین بخشدیا۔ یہ انعام
بلاشبہ اسراف ہی اور اسراف بھی کیسا کہ غیر کے ملک مین۔ یعنی خمس خلیفہ
صاحب کی ملک نہ تھا اگر اپنا گھر بخشدیتے تو البتہ یہ فعل فقط داخل سراف
ہوتا لیکن جبکہ خمس غنیمت عطا فرمایا تو علاوہ اسراف کے مالکان و حقداران
خمس کی حق تلفی اور غصب اُنکے حقوق کا ہوا۔

آیت پانزدہم۔ حکم منع اخذ زکوۃ از ثعلبہ ہی خلیفہ ثالث نے باوجود
مخالفت خدا اور رسول صلعم ثعلبہ سے زکوۃ لی۔

آیت شانزدہم۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ مخالفت اس آیت کی
تحریر مندرجہ بالا سے بخوبی ثابت ہی یعنی پندرہ احکام الٰہی کی مخالفت تو
تحریر ہو چکی اور باقی آیندہ ذکر ہوگا نبی صلعم کے احکام کی مخالفت تو
ان لوگون سے اسدرجہ سرزد ہوئی کہ جسکی انتہا نہین لیکن چونکہ یہ موقع
فقط ذکر مخالفت قرآن پاک کا ہی اسلئے اس ذکر کو چھوڑ دیا فقط ناظرین
کے اطمینان کے لئے ایک دو ایسی عدول حکمیون کا ذکر بطور اختصار
کرتا ہون کہ جو زمانہ آخر حیات جناب سرور کائنات مین اصحاب سے
سرزد ہوئی ہین۔ اول مخالفت نص غدیر۔ دوم حملہ کرنا رسول خدا
پر مقام عقبہ سیوم تخلف از جیش اسامہ۔ کی جسکی نسبت نبی صلعم نے

ارشاد فرمایا لعن اللہ من تخلف عنہا۔ دیکھو ملل نحل عبدالکریم شہرستانی کو

چہارم مخالفت وصیت آخر رسول صلعم کی۔

آیت مقدسہ انک میت وانہم میتون وآیت افائن مات او قتل الخ ان آیات میں صاف صاف خبر وفات نبی صلعم کی ہی مگر کتب معتبرہ اہلسنت سے ظاہر ہی کہ حضرت عمر نے بوقت وفات پیغمبر خدا صلعم کے یہ فرمایا کہ نبی صلعم کی وفات نہو گی بلکہ مثل عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے گئے اور جو کوئی یہ کہیگا کہ نبی صلعم نے وفات پائی تو مین اسکو قتل کرونگا۔ بظاہر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ حضرت عمر کو ایسا خیال کیون پیدا ہوا بلکہ قرآن سے صاف ظاہر ہی کہ وہ حال وفات پیغمبر خدا سے خوب آگاہ تھے اور اسوقت مسجد نبوی مین ہی موجود تھے جہان حضرت کے اہلبیت کے رونے پیٹنے کی آواز بھی آرہی تھی اور نبی صلعم حجۃ الوداع سے لیکر برابر ہر خطبہ مین اپنی وفات کی خبر دیتے تھے سوائے اسکے اسکی اور کچھ مین نہین آتا کہ حضرت عمر کے اس فعل مین کوئی بڑی بھاری پولیٹکل چال تھی کیونکہ حضرت ابوبکر کے آتے ہی وہ خیال انکا فوراً بدل گیا پس بعید نہین کہ انھون نے اسوقت حاضرین موقع کو خلافت کے بارہ مین گفتگو کرنے سے اس تدبیر کے وسیلے سے روکا ہو۔ یہ مخالفت قرآنی بڑے مطلب کے لیے تھی۔

فصل دوم بیان مخالفت آیات قرآنی نسبت صحابہ

مجتہدین و عوام اہل سنت و جماعت

یعنی اس فصل مین ادن آیات اور احکام قرآنی کا مذکور ہی جنکے مخالف صحابہ و مجتہدین اہلسنت نے بہ پیروی نفس اجتہاد کیا اور اہل سنت باوجود ہونے نص جلی کے صریحی مخالفت کر کے تقلید مسائل اجتہادی کے کرتی ہین بطور نمونہ چند آیات کا مذکور کیا جاتا ہی۔

آیت اول یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ اس آیت مین صاف حکم مسح رجلین کا ہی اور آیہ تیمم اسکی تائید مین واقع ہی کہ جس سے ظاہر ہو گیا کہ وضو مین اعضاء واجب الغسل فقط منہ اور ہاتھ ہین جنپر تیمم کا مسح واجب ہوا اور اعضاء واجب المسح یعنی سر اور پیر تیمم مین ترک کئے گئے مگر حضرات اہلسنت فقط بہ پابندی قول حضرت عمر کے پیرون کو دھوتے ہین اور مخالفت حکم الٰہی کا کچھ خیال نہین کرتے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا کہ غسل قدم اور طلاق ثلث دفعتاً واحدۃً اور منع متعہ الحج و متعہ النساء وغیرہ مسائل اجتہادی حضرت عمر و عبداللہ و زید کے ہین۔ یہ بات غور کے قابل ہین کہ حضرت عمر نے پیرون پر مسح کرنے کے تو برخلاف قرآن ممانعت کی اور موزون پر مسح کرنے کا جدید قاعدہ اپنی طرف سے نکالا۔ بعض لوگ ناواقف جو فعل مسح علی الخفین کو طریقہ نبوی سمجھے ہوئے ہین یہ اُنکی غلطی ہی بلکہ یہ طریقہ حضرت عمرؓ کا نکالا ہوا ہی اور یہی نقل ہی کہ گوڑ کھاؤن اور گلگلون بکار ہے مسح دیکھو صواعق محرقہ سطر ۴ صفحہ

صفحہ ۲۳۲ - اخرج الدارقطنی عن عبد اللہ المحض - انہ سئل المسح علی الخفین فقال امسح فقد مسح عمر الخ -

آیت دوم - فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج - یعنی آیت متعۃ الحج -

آیت سوم - فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی آیت متعۃ النساء -

پیشتر عبارت ازالۃ الخفا مقصد دوم سے ثابت ہوچکا کہ مسئلہ فسخ حج بعمرہ و متعۃ النساء و مسئلہ غسل قدم مین تمام مجتہدین اہلسنت تابع اُس تطبیق کے ہین جسکو حضرت عمر نے مقرر کیا پس مخالفت قرآنی نسبت حضرت عمر و مجتہدین اہلسنت ثابت ہی اور نیز کتب اہلسنت سے ظاہر ہی کہ حضرت عمر نے اشتہار دیا کہ دو متعہ زمانہ رسولخدا اور زمانہ ابوبکر مین جاری تھے مین اُنکو حرام کرتا ہون اس سے زیادہ مخالفت حکم قرآنی اور کیا ہوسکتی ہی اور تمام اہل سنن اب تک بمخالفت ان آیات قرآنی کے ہر دو متعہ کو حرام کہتے ہین -

آیت چہارم لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین تا آخر آیت یعنی تقیہ ہر کسی سنی سے پوچھو برابر کہیگا کہ تقیہ حرام ہی اور کچھ خیال حکم قرآنی کا نکریگا

آیت پنجم - واتموا الصیام الی اللیل - یعنی آیت وقت افطار روزہ یہ امر ظاہر اور روشن ہی کہ گردش فلکی سے ہر چوبیس ساعت شبانہ روز مین چار وقت مخصوص ہوتے ہین صبح دن شام رات اور خدا تعالی نے ان چار وقتون مین سے روزہ سے فقط رات کو جدا کیا ہی جسکی تشریح قرآن مین موجود پس ظاہر ہی کہ روزہ طلوع آفتاب سے غروب

اب تک نہین ہی بلکہ صبح صادق ہے کہ خط ابیض خط اسود پر نمایان ہوتا
ہی روزہ شروع ہوجاتا ہی اور بعد شام گذرنے کے رات کے شروع ہونی
پرختم ہوتا ہی لیکن حضرات اہلسنت برخلاف حکم الٰہی غروب آفتاب پر روزہ
افطار کرتے ہین۔ اور مطلق تعمیل اس آیت کی نہین کرتے بجائے تین
وقت صبح دن شام کے فقط دو وقت صبح اور دن کا روزہ رکھتے ہین
اور یہ اجتہاد اہلسنت کا صریحا بمخالفت نص جلی کے ہی۔
آیت ششم قوموا للہ قانتین۔ یعنی حکم قنوت نمازین۔
اس آیت مین صاف حکم یہ ہی کہ جب نماز پڑھو تو خدا کے روبرو عاجزی سے
گڑگڑاتے ہوئے دعا کرو یعنی قنوت ہر نماز مین اس آیت کی روسے فرض ہوا
ہی مگر حضرات اہلسنت کے مجتہدین نے اس آیت کو منسوخ کرڈالا اور نماز فریضہ
مین ہرگز قنوت نہین پڑھتے حالانکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح سے یہ بھی ثابت ہوا
ہی کہ آنحضرت صلعم ہر نماز مین قنوت پڑھتے تھے۔
آیت ہفتم بسم اللہ الرحمن الرحیم باعتراف اجلہ علماء اہلسنت یہ آیہ
مبارکہ سوائے سورہ برات کے ہر سورہ کے شروع پر نازل ہوا مگر مجتہدین
اہلسنت نے اسکو بھی ہر سورہ سے نکالدیا اور نماز مین سورتون کے شروع پر
بسم اللہ نہین پڑھتے۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف کی کتاب القرآن کو۔
عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلعم لا یعرف فصل السورۃ حتی ینزل
علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم رواہ ابوداؤد۔

التماس مؤلف

منشی صاحب اگر دل مین ذرہ برابر بھی انصاف فرمائین اور تعصب کو دور کردین
تو ظاہر ہو جائیگا کہ مذہب اہلسنت والجماعت قطعی مخالف قرآن پاک اور معاند
عترت صاحب لولاک ہے شیعون پر جو الزام عدم تمسک قرآن کا لگایا گیا ہے
یہ محض افترا اور بہتان ہے اگر کسیکو بر خلاف اسکے دعوی ہو تو جسطرح ہمنے مخالفت
آیات قرآنی نسبت صحابہ و مجتہدین اہلسنت ثابت کی ہے نسبت دوازدہ امام
علیہم السلام پیشوایان شیعہ و عموم اہل تشیع کے نسبت ثابت کردے ورنہ
اس عقیدۂ فاسدہ سے توبہ کرے ۔ اور جو الزام عدم تمسک عترت نسبت شیعون کے
قائم کیا ہے دراصل شاہ صاحب نے جہلا اہلسنت کو دھوکہ دیا ہے آپ ناحق
فریب مین آگئے ۔

قال صاحب اسرار الہدی ۔ اب سنیے تمسک عترت رسول اللہ کا حال
اگرچہ باتفاق اہل لغت عترت کے شمول رشتہ دارون اور عزیزون قریبی کے
ہین مگر حضرات شیعہ بعض عترت کے فضیلت کا مطلق انکار کرتے ہین بلکہ انکو
دائرہ عترت سے خارج سمجھتے ہین مثل حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم بنات
آنحضرت صلعم اور بعض کو داخل عترت نہین شمار کرتے ہین بلکہ الغیاذ
بزرگون کی شان مین ترک ادب کلمات بکتے ہین مثل حضرت عباس عم
رسول خدا و حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت اسد اللہ ۔

اقول بعون اللہ تعالی اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ حضرات اہلسنت تمسک
عترت کے معنی سے بھی آگاہ نہین ہین پھر تمسک کرنا انکا عترت کے کیسطرح
خیال مین آسکتا ہے دیکھئے حضرت تمسک کے یہ معنی نہین ہین کہ نبی صلعم کے

رشتہ دارون کے نام یاد کر لیا کیے رشتہ داری رشتہ دارون سے تو کافرون کو
بھی انکار نہین لیکن بحث فقط یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جو مسلمانون کو یہ
حکم دیا کہ مین اپنے بعد تم مین اپنی عترت کو چھوڑتا ہون اُنسے تمسک کرو تاکہ گمراہ
نہو جاؤ وہ عترت کون ہین جنسے تمسک کرنے کا صحابہ کو حکم دیا اور اب منجملہ
ہر دو فرقات شیعہ و سنی کے متمسک بعترت کون ہی منشی صاحب نے جو اس
بحث مین ذکر رقیہ و ام کلثوم کا کیا ہی یہ اُنکی کم علمی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو فن تاریخ سے مطلق لگاؤ نہین افسوس ہے کہ
علمائے اہلسنت کو بھی یہانتک رشتہ داران پیغمبر سے بے تعلقی ہی کہ یہ بھی نہین
جانتے کہ کسنے کب وفات پائی رجوقت مین رسولخدا صلعم نے یہ حدیث
فرمائی رقیہ اور ام کلثوم بہت مدت پیشتر فوت ہو چکی تھین تو ظاہر ہی کہ لفظ
انی تارک اُنپر صادق نہین آسکتا نہ رسولخدا نے اُنکو اپنے بعد چھوڑا
نہ اُنسے تمسک کرنے کا حکم دیا پھر تو اعترض خود لغو ہو گیا۔ اور چونکہ معترض
نے شیعون پر اعتراض کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید اہل سنت کو خاص
عترت پیغمبر کو چھوڑ کر انھین بنات متونیات سے تمسک کرنے کا ادعا ہے
تو ثابت ہوا کہ عام اہل سنت مخالف حدیث ثقلین کے ہین ای منصف
مزاجو منشی صاحب کی نسبت تو آپ لوگ ضرور یہ کہہ سکوگے کہ بوجہ
ناواقفیت یہ اعتراض کیا گیا لیکن مولوی لطف اللہ صاحب کی
نسبت کیا فرماؤگے کہ اُنھون نے اپنی تقریظ مین منشی صاحب کے
تمام لغویات کی بڑے زور و شور سے داد دی ہے۔

اب رہی حضرت عباس اور عقیل ابن ابیطالب اُنکو کوئی شیعہ برابہین کتا برایک کو نبی صلعم کا چچا اور دوسرے کو ابن عم کتے ہین باقی رہا تمسک تو اہلسنت بھی اس بات کے قائل ہونگے کہ یہ دونون صاحب حضرت علی سے افضل ہین کیونکہ حضرت علی سابق الایمان واہل بدر اور عالم ہین اور یہ دونون صاحب تو وہی ہین کہ جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ پر اسیر ہوئے تھے پس اہلسنت مین سوائے منشی صاحب کے کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ جو اس بات کو پسند کرے کہ حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت عباس یا حضرت عقیل سے متمسک ہو کیونکہ تمسک کے لیے افضل ہونا ضرور ہے اور نیز ایک وقت مین ایک ہی شخص سے تمسک ہو سکتا ہی نہ کہ متعدد اشخاص سے جیسا کہ سنیون کے موضوعہ حدیث مین ہے کہ اقتدا کرو بعد میرے ابوبکر و عمر کا اور ہدایت چاہو عبداللہ ابن مسعود سے اور جو بات وہ کہے اُسکی تصدیق کرو اور تمسک کرو عمار بن یاسر سے۔

علاوہ اسکے آنحضرت صلعم نے تو بارہا اسپر ظاہر کردیا ہی کہ علی اور فاطمہ اور حسنین میری عترت اور اہلبیت ہین جیسا کہ بوقت نزول آیہ تطہیر و آیت مباہلہ و آیت مودت ظاہر فرمایا ہی اور کسی اہل سنت کو یہ دعوی نہین کہ ان مواقع پر عباس یا عقیل شامل ہوتے تھے پھر کمال تعجب ہی کہ ایسا فضول اور لغو اعتراض کیون کیا گیا۔ اہل شیعہ تو یہ جواب دے سکتے ہین کہ حدیث ثقلین مین مراد آنحضرت کی عترت سے علی مرتضی اور بعد انکے حسنین علیہ السلام اور انکی ذریت سے ائمہ مین کیونکہ مرض مین آنحضرت صلعم نے اسکو تشریح کی ساتھ

بیان بھی کردیا۔ اور اہلسنت کو شیعون پر اعتراض کا موقع نہیں ہے کیونکہ اہلسنت کو حضرت علی اور حسنین کی عترت پیغمبر ہونے سے انکار نہیں اگر بتعمیل حدیث ثقلین کوئی شخص علی مرتضی سے تمسک ہوا تو اہلسنت اُسپر مخالفت حدیث ثقلین کا اعتراض نہیں کرسکتے لیکن اب منشی صاحب پیشتر تو اپنے پیشواؤن کی بابت جواب دین کہ اُنھون نے بتعمیل اس ارشاد نبوی کے کس عترت پیغمبر سے تمسک کیا اور پھر اپنی جماعت کی نسبت بیان فرمادین کہ کسکے مقلد اور کس سے متمسک ہین۔

منشی صاحب آپنے تمام اقربا پیغمبر مین سے دو دختران مردہ اور حضرت عباس اور عقیل کو تمسک کے لئے پسند کیا مگر ہم یہانتک آپ کو مختار کرتے ہین کہ آپ اپنا اور اپنے پیشواؤن کا انسے ہی تمسک کرنا ثابت کردین۔ بڑے افسوس کی بات ہی کہ حضرت عباس اور زبیر تو شمشیر پر تلوار گھماتے پھرین اور باعلان تمام لعن وطعن کرین کہ حضرت علی کا حق غصب کرلیا اور حضرت عقیل برسر منبر معاویہ پر لعن کرین اور آپ انہین سے کسیکی بھی تقلید نہ کرین اس سے تو صاف پایا گیا کہ مذہب اہلسنت صریح مخالف اور معاند رسول خدا صلعم اور اُنکے اہلبیت کا ہے ہم کہتے ہین اگر شیعون نے بعض رشتہ داران پیغمبر سے تمسک نہ کیا اور بتعمیل حکم نبوی افضل اور سب سے اقرب رشتہ دار سے تمسک کیا تو کیا بیجا کیا لیکن آپ فرمائے کہ کیا اصحاب ثلثہ یا آئمہ اربعہ کو کسیطرح داخل عترت کرسکتے ہو یا عترت پیغمبر مین سے کسی قریب یا بعید رشتہ دار سے اپنا اور اپنے پیشواؤنکا تمسک کرنا

ثابت کر سکتے ہو منشی صاحب آپ اسقدر ذکر تو بعد مین کرنا لیکن بہتر یہ فرمایئے
کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان نے اس حکم نبوی کو قبول کیا یا اسکی مخالفت کی
اگر اس حکم کو قبول کیا تو فرمایئے کہ ان ہر سہ اصحاب نے عترت پیغمبر سے کسکی
ساتھ تمسک کیا اور معاملات دینی مین کسکی پیروی اور تقلید کر کے گمراہی سے
بچے اور اگر عترت مین سے کسیکی تقلید نہین کی اور کسی سے متمسک نہین ہوئے
تو گمراہی سے بچنے کی دلیل کافی بیان فرمائی اور اگر آپ جان بچانے کے
لیئے اس بات کا اقرار کرین کہ خلفاء ثلثہ نے عترت پیغمبر مین سے کسی کی
پیروی اور تقلید کی تو ارشاد ہو کہ انہین سے امام تو کون ہوا اور مقتدی و ماموم
کون تھا اور پھر ان حضرات کی خلافت و امامت کسطرح جائز و برحق رہی
جواب اسکا مفصل ارشاد ہو۔ اور اگر آپ اسکے جواب مین مبادرت نہ فرماوین
تو ضرور مذہب اہل سنن پر آپکا بڑا احسان ہوگا اسلیئے لازم ہی کہ آپ
مولوی لطف اللہ صاحب سے اسکا جواب لکھوائین تاکہ عوام اہل سنت
کے مقابلہ مین سند ہووے۔

اسکے بعد منشی صاحب نے حضرت علی کے اس ارشاد پر اعتراض کیا کہ میرے
اہلبیت کے وہ لوگ جنپر مجھے دین خدا مین بھروسہ تھا زندہ اور باقی نہ رہے
بلکہ دو شخص جو قریب العہد بالجاہلیہ ہین باقی رہگئے (یعنی عباس اور عقیل)
حالانکہ ارشاد مرتضوی بہت صحیح ہی اور کسی سنی کو بھی اسمین کلام نہین کہ
کہ یہ دونون حضرات قریب العہد بالجاہلیہ تھے اور دین اسلام مین جو
مرتبہ حضرت حمزہ و جعفر طیار کا تھا انکو حاصل نہ ہوا۔

نسبت آل عباس کے جو شکایت کی ہی کہ انکو شیعہ برا جانتے ہین اور امام جعفر صادق
نے جو الفاظ بنی عباس کی شان مین فرمائے ہین اُنکے تحریر کرنیسے منشی صاحب کی
روح کانپتی ہی واقعی یہ کام منشی صاحب کا ہی ہی کہ حضرت علی کی شان مین خود
بے ادبی اور گستاخی کرنے سے روح نہ کانپی اور حضرت کی نسبت امامت سے خارج
ہونا مسلمانی سے باہر ہوجانا کافر غاصب ہونا تو لکھدیا مگر خلفائے بنی عباس کی
نسبت قول امام جعفر صادق کو نقل کرتے ہوئے روح کانپ گئی۔ ناظرین بالنصاف
اسی عمل سے اہلسنت کے ایمان واسلام کا اندازہ کرسکتے ہین کہ فساق وفجار سے تو
ان لوگون کو کسقدر دلسوزی اور صلحا وابرار سے کس درجہ تنفر ہی ما شاء اللہ رشتہ داران
پیغمبر مین سے اگر کچھ لگاؤ ہی تو ایسے لوگون سے ہی جو صریح آئمہ اہلبیت علیہم السلام
سے منحرف تھے گویا رسولخدا سے عداوت ٹھہری یعنی رسولخدا صلعم نے دروازہ امام
کے لئے نام بنام نص امامت فرمائی پھر ہر امام نے اپنے مابعد امام کے حق مین نص فرمائی
لیکن اہلسنت اُن پاک اور مقدس اماموں کو نہ مانینگے بنی فاطمہ مین سے بھی اگر کسیکو
مانینگے تو ایسون کو کہ جنھون نے صریحا امام وقت سے انحراف کیا یا بمقابلہ امام برحق
کے جھوٹا دعوی امامت کا کیا یا بطمع مال ودولت دنیاوی محض خوشنودی عوام
کے لئے مذہب ابا واجداد کرام کو چھوڑ کر تبرا سے بظاہر ناراضی ظاہر کرنے لگے۔
نسبت حضرت حسن مثنی وعبد اللہ محض ومحمد ملقب بہ نفس زکیہ جو لکھا ہی آمین
بھی مؤلف نے دھوکہ کھایا ہی اور غلطی سے یہ تصور کرلیا ہی کہ یہ حضرات برخلاف اپنے
اباواجداد کے تبرا کو ترک کرچکے تھے مگر یہ غلط ہی اور اگرچہ سادات حسنی نے کئی پشت
تک بطمع مہدویت نص نبوی کے معنی اور مراد نہ سمجھکر بیٹے کا نام عبد اللہ اور

پوتے کا نام محمد رکھا اور ہمیشہ ائمہ علیہم السلام سے حسد بوجہ رتبہ امامت کے کرتے
رہے اور جب کبھی کسیکو موقع ملا دعویدار خلافت بلکہ مہدویت کا ہوگیا اور عوام لوگون
کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر لعن وتبرا سے بھی نارضامندی ظاہر
کرنے لگے مگر دلون مین عقیدہ جواز لعن وتبرا کا ہی رکھتے رہے اور علی الاعلان
حضرت علی مرتضی کو خلیفہ بلافصل کہتے تھے اور خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ناجائز اور
خلاف استحقاق سمجھتے تھے۔ محمد بن عبداللہ کے جو خطوط بنام خلفاء وقت لکھے گئے
اور کتب معتبرہ اہلسنت مین منقول مین ذرا انکو پڑھکر دیکھیے۔ اگر سادات حسنی یے
شیعہ اس وجہ سے ناراض ہوئے کہ انھون نے ائمہ علیہم السلام سے بغض
اور حسد رکھا اور حکام وقت سے سازش کر کر انکو ہمیشہ اذیتین پہونچائین تو کچھ
بیجا نہین کیا بلکہ خدا اور رسول کی رضامندی حاصل کی لیکن حضرات اہل سنت
فرمائین کہ انکو دوازدہ امام سے کیون کاوش ہے اور کیون انکے حاسدون اور
معاندون سے دلسوزی ہے۔ وجہ اسکی فقط یہی ہے کہ دوازدہ امام علیہ السلام
خلفاء ثلثہ سے تبرا کرتے تھے اور اہلسنت بالضرور خلفاء ثلثہ کے دوست ہین
اگرچہ رسول خدا کے دشمن ہون لیکن جن لوگون سے منشی صاحب نے دلسوزی
کی ہے وہ سب کے سب بڑے تبرائی شیعہ تھے انمین سے فقط حضرت زید
اور نفس زکیہ نے اپنی حکومت وخلافت کی بنیاد قائم کرنے اور عوام کو اپنی
طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر یہ مشہور کردیا کہ ہم خلفاء ثلثہ سے تبرا نہین کرتے
اور واقع یہ لوگ اس تدبیر سے کسیقدر کامیاب بھی ہوئے اور اہلسنت نے بڑے
ذوق اور شوق سے انکی متابعت بھی کی مگر انجام کار سب پر کھل گیا کہ یہ لوگ بھی

شیعہ تھے کیونکہ بموجب عقاید زیدیہ استحقاق خلافت بعد نبی صلعم کے حضرت علی کا تھا اور نیز یہ کہ حضرت علی خلفاء ثلثہ سے افضل تھے پس جبکہ وہ لوگ حضرت علی کو افضل اور اصحاب ثلثہ کو مفضول اور بعد نبی صلعم کے مستحق خلافت حضرت علی کو جانتے تھے تو خود تبرائے شیعہ ہوگئی گو زبان سے کسیکے سامنے کسیکو برا نہ کہیں مگر اس عقیدہ کا نتیجہ صاف یہ ہوا کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت باطل اور ناجائز تھے اور انھون نے حضرت علی کا حق ظلم و ستم سے غصب کیا اب رہا یہ امر کہ شیعہ اُن لوگون کو گمراہ جانتے ہیں جو حضرت زید کی امامت کے قائل ہیں یہ البتہ سچ ہی کیونکہ اول تو رسولخدا صلعم نے حضرت زید کے نام پر نص امامت نہین فرمائی بلکہ بعد حضرت امام زین العابدین کے امام محمد باقر اور بعد اُنکے امام جعفر صادق منصوص ہین دوم امام زین العابدین نے اُنکے لئے نص امامت نہین فرمائی پس جو لوگ اُنکو امام منصوص سمجھتے ہین بالضرور گمراہ ہین۔ لیکن حضرت زید نے کبھی دعوی امامت کا نہین کیا البتہ حکومت و سلطنت کا دعوی رکھتے تھے اور خلفاء امویہ و عباسیہ سے باعتبار نسب و ذاتی لیاقت کے زیادہ تر مستحق بھی تھے۔ لیکن افسوس کا یہ مقام ہی کہ اگر حضرات اہل السنن کو حضرت زید بن علی یا ابراہیم بن موسی یا جعفر بن علی سے بھی عقیدت ہوتی اور بجائے دوازدہ امام علیہم السلام کے انھین لوگون سے تمسک کرتے اور بجائے حنفی اور شافعی وغیرہ ہونے کے زیدیہ یا ابراہیمی یا جعفری ہوتے تو کچھ تو تعمیل حدیث ثقلین کی ہوجاتی یہ امر [illegible] کہ حضرات اہلسنت و الجماعت اگر بتمسک بقرآن و عترت پیغمبر [illegible] کہ ہم ادعا ثابت کر سکے [illegible]

لیکن اگر کسیکو بر خلاف اسکے ادعا ہو تو وہ بتمام کتب اصول اور فقہ اہل سنت کو دیکھ جاوے اسکو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر احکام قرآنی اور مسائل عترت پیغمبر سے مخالفت ہی ایک مسئلہ بھی عترت پیغمبر سے اخذ نہین کیا گیا بلکہ قصدًا انکے مسائل سے خلاف کرکے محض غیر لوگون سے استنباط کیا گیا ہے۔ بلکہ کمال حیاداری سے یہانتک کھولدیا ہی کہ فلان امر بموجب مذہب علی اور انکے شیعون کے ہے مگر مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اس لئے ہم اتباع ابن مسعود کا کرینگے۔

شیعون کے کتب بھی موجود ہین خوب دیکھ لیجئے کہ سوائے قرآن پاک اور عترت صاحب لولاک کے کوئی مسئلہ بھی کسی غیر سے اخذ نہین کیا گیا جس حدیث کی روایت مین حوالہ معصوم کا نہین ہی اسکو قبول ہی نہین کیا اس امر مین تو اہل تشیع کے کتب کو کتب اہل تسنن سے پورا تقابل اور ضد ہی یعنی جسطرح اہل تشیع نے روایات بے حوالہ معصوم کو قبول نہین کیا ہی اسیطرح اہل تسنن نے اُن روایات کو جنمین حوالہ معصوم کا ہی قصدًا ترک کردیا ہی۔ ہر شخص جو کسیکی پیروی اور اتباع کرتا ہی ضرور اسیکے نام سے اپنے آپکو منسوب کیا کرتا ہی جیسے اہل تسنن کہ کوئی حنفی کہلاتا ہے کوئی شافعی کوئی اشعری کہلاتا ہی کوئی ماتریدی کسی سنی نے اپنے آپ کو کبھی حیدری یا جعفری یا حسینی یا اثنا عشری کہا ہو تو نشان دیجئے ورنہ اس بات کو قبول کیجئے کہ حضرات اہل تسنن عترت پیغمبر کے قطعی مخالف ہین اور مخالف اسکا ممکن نہین کہ متمسک بہ عترت ہوسکے۔

قال اما قولہ اور یہ بات تو بڑا ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہی جو اہانت عترت سے خالی ہو۔
فاقول بحولہ تعالیٰ یہ مقولہ منشی صاحب کا اُنکی نادانی اور ناواقفیت پر دلالت کرتا ہی مراثی مین توہین نہین ہوا کرتی بلکہ مصائب کا بیان ہوتا ہی منشی صاحب نے فقط توہین کا نام سن لیا ہی اور اُسکے معنی اور مطلب سے مطلق آگاہ نہین ہین۔ یہ توہین کی بانگ بے ہنگام منشی صاحب کی ہی طبعزاد نہین ہے بلکہ خلفاء بنی اُمیہ اور نواصب اور معاندین اہلبیت رسالت نے اسکو اسلئے اختراع کیا تھا کہ جو لوگ مراثی اور بیان مصائب حضرت سید الشہداء کو سنتے ہی وہ ضرور اُنکے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت اور اُنسے تبرا کرتے تھے اور چونکہ خلفاء بنی امیہ اور دیگر نواصب نسل سے اُسی شجرۂ ملعونہ کے تھے اُنکو سخت ناگوار گزرتا مگر بظاہر لوگوں کو اس ذکر کے کہنے سے ممانعت بھی نہین کر سکتے تھے اسلئے یہ تدبیر نکالی گئی کہ ظاہر مین اہلبیت پیغمبر سے دلسوزی جتلاکر لوگون کو دھوکہ دین کہ اس ذکر سے توہین اہلبیت ہوتی ہی اسلئے مرثیہ وغیرہ پڑھنا نہ چاہئے وہی عقیدہ قدیمی منشی صاحب کی بھی طبیعت مین جاگزین ہو گیا ہی۔ اگرچہ اصحاب فہم و فراست کے نزدیک ایسے واہیات اور لغو اعتراضات کی کچھ وقعت نہین نہ ایسا فضول اعتراض قابل جواب دینے کے ہی مگر اسلئے کہ شاید بعضے نادان لوگ اس وسوسہ شیطانی مین پھنس کر ذکر مصائب اہل بیت کو توہین اہلبیت سمجھ جاوین مختصراً اسکی بابت عرض کیا جاتا ہی۔

اول دیکھنا اور سمجھنا اس بات کا ضرور ہی کہ توہین کسکو کہتے ہین۔ پس

واضح ہو کہ توہین کے معنی اور اس سے مراد یہی جھوٹ موٹ خلاف واقع کسی کی نسبت ایسے امور کو منسوب کرنا جو باعث اسکی ذلت یا خواری یا ندامت کا ہو جیسے کتب صحاح اہلسنت مین روایت ہی کہ بی بی عایشہ رح کہتی ہین کہ ایکروز مسجد نبوی مین حبشی آکر ٹھہرے اور دف بجاکر ناچنے گانے لگے۔ اور مجھے رسول خدا نے اپنی دوش پر سوار کرکے حبشیون کا ناچ دکھلایا۔ دوسرا طریق توہین کا یہ ہے خلاف طریقہ شرم و حیا کسی کی نسبت فحش بات کا کہنا یا منسوب کرنا جیسے کتب احادیث اہل سنت مین روایات بی بی عایشہ مشعر بہ تشریح حالات زفاف خود کہ اسطرح ام رومان نے مجھے آراستہ کیا اور اسطرح رسول خدا کی گود مین بٹھلایا اور رسول خدا نے میرے ساتھ یہ کیا و دیگر روایات فحش مشعر بہ تشریح حالات حیض و نفاس و طریق مجامعت وغیرہ یا روایات موضوعہ نسبت حالات حضرت زینب کہ رسول خدا نے اونکو برہنہ دیکھا۔ یا مشرح کیفیت افک حضرت عائشہ یا قصہ ماریہ قبطیہ بر بستر حفصہ۔ یا روایات بی بی عائشہ کہ مین اور رسول خدا دونون برہنہ ایک ظرف مین نہایا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ ہزار ہا روایات۔

معترض نے جو فقط ذکر مصائب مستورات اہلبیت اور ذکر انکی گریہ و زاری کو توہین قرار دیا ہے یہ فقط انکی سمجھ کا ہی قصور نہیں ہے بلکہ دیدہ و دانستہ دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے کیونکہ حالات مصائب اہل بیت کتب مراثی اور مقاتل مین اس سے زیادہ نہین۔

زینب خاتون اور ام کلثوم اپنے بھائی کی فرقت مین گریہ و زاری کرکے ایسے بین

کرتی تھین - اور فاطمہ کبرا اور سکینہ اپنے باپ کی یاد مین اسطرح بلک بلک کر روتی تھین - حضرت شہر بانو اپنے پسر کی یاد مین اس طرح بین کرتی تھین - اور کفار نا ہنجار نے اہل حرم کے خیمے جلائے اسباب وزیور لوٹا چادرین تک چھین لین - اُنکو اسیر کیا شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہر بشہر تشہیر کیا - خواتین اور کنیزان کو ایک رسن مین باندھ کر دربار یزید پلید مین لائے -

معترض صاحب فرماوین کہ انمین کونسی بات دروغ ہے - اور انصاف پسند لوگ فرماوین کہ یہ ذکر کس نیت اور کس ارادہ سے کیا جاتا ہے - تمام اہل اسلام جانتے ہین کہ مصائب حسین اور اُنکے اہلبیت کی تکالیف اور شدائد کو یاد کرکے رونا موجب ثواب عظیم بلکہ باعث وجوب جنت وبہشت کا ہے جیسا کہ بطریق اہلسنت مروی ہے - من بکی علی الحسین او ابکی او تباکی وجبت لہ الجنہ - پس ثابت ہوا کہ مصائب اہلبیت کو بیان کرنا بہت بڑا ثواب ہے اور مخالف اسکا مستحق نار ہے اب اگر یون کہا جاوے کہ جنس اناث کا نام لینا یا انکا حال لکھنا یا پڑھنا موجب توہین ہے تو معترض کو لازم ہے کہ اول تو تمام حالات اناث اور اسمار مستورات کو قرآن سے نکالے پھر اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو اس توہین عظیم سے پاک کرے دیکھو سب سے پہلے تو سبکی دادی امان بی بی حوا کا نام اور اُنکا قصہ اور گریہ وزاری زن و شوہر تعشق اور فراق یکدیگر مین - پھر قصہ اقلیمیا کے حسن وجمال اور میلان طبیعت قابیل کا - پھر حضرت نوح کی زوجہ کا داستان - پھر ام الانبیار والرسل سارا خاتون کے حسن وجمال اور بے اعتدالی شاہ مصر کا قصہ - پھر ہاجرہ خاتون کا

قصہ اور انکا ختان وغیرہ۔ پھر ذکر حسن وجمال ربقہ خاتون وراحیل مادر یوسف وصفورا دختر شعیب وقصۂ تعشق یوسف وزلیخا۔ وقصۂ ام موسیٰ ومریم خواہر موسیٰ ذکر زوجہ لوط وقصۂ دختران لوط ووجہ تسمیہ قوم موآب۔ وذکر تعشق داؤد علیہ السلام بازن اوریا وقصۂ سلیمان وبلقیس وذکر مریم والیسباط مادر یحییٰ درج قرآن وتفاسیر اہلسنت ہیں۔ اس حساب سے معترض کے نزدیک قرآن وتفاسیر کا پڑھنا حرام ہوا اور ایسا عقیدہ باجماع اہل قبلہ مردود ہے اہل انصاف ذرا توجہ کے ساتھ غور کریں کہ ان قصص مندرجہ قرآن و تفاسیر میں تو اکثر ایسے قصے بھی ہیں کہ اگر وہ ادنیٰ درجہ کے آدمیوں سے منسوب ہوں تو مخالف شرم وحیا ہونے کا احتمال ہوجائے اور ذکر مصائب اہلبیت میں کوئی بیان اس قسم کا بھی نہیں ہے پھر بجز حسد اور عناد معترض کے اور کیا سمجھا جاوے۔ اب دو قسم کے شبہ اور باقی رہے۔ اول یہ کہ بڑے آدمیوں کے ایسے سچے حالات بھی جو انکے کسر شان کے باعث ہوں داخل توہین ہوسکتے ہیں۔ ہاں البتہ دنیاداروں کے لئے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے لیکن انبیاء واوصیاء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ دنیاوی ذلت اور کسر شان باعث ترفع اور بلندی انکے مراتب کا ہی اور جسقدر جنکا مرتبہ عظیم ہے اُسیقدر دنیا کی خواری اور ذلت انپر زیادہ ہوتی ہی اگر انبیاء مرسلین کی دنیاوی ذلت وخواری باعث توہین ہوتی تو سارا قرآن انکے قصہ حضرت ابراہیم کا آگ میں ڈالے جانے کا ذکر حضرت یوسف کا غلامی میں فروخت ہونا اور زندان بھیجا جانا اور ہزارہا انبیاء کا قتل وتنگ ہوتا۔ جناب

خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین پر عتبہ ملعونہ کا شکنبہ شتر ڈالنا اور چادر گلے مین ڈال کر کھینچنا ابوبکر صدیق کو منع کرنے پر غش کاری کرنا۔ طایف کے لوگون کا ظلم وستم واپسی طائف پر اہل مکہ کا سنگ وخشت سے مارنا۔ ابولہب کی زیادتی اسکی زوجہ کا ظلم اسکے پسر ملعون کا چہرہ مبارک پر تھوکنا۔ اور آپکی دختر کو آپکے روبرو طلاق دینا کبھی کتب اہل سنت مین درج نہ کیا جاتا اور نہ ایسی کتابون کو کوئی پڑھتا۔ آپ ہی فرمایے کہ ایسے ایسے حالات عوام کی نظرون مین باعث توہین ہو سکتے ہین یا نہین پھر کیا وجہ ہے کہ معترض نے اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو جلا نہین ڈالا تاکہ بار دیگر کوئی ان حالات کو پڑھکر مرتکب توہین انبیا کا نہو۔

اب رہا یہ دوسرا شبہ کہ فقط مستورات ومخدرات عصمت کا نام زبان پر لانا یا تحریر کرنا یا کتب مین پڑھنا کسر شان ہے۔ یہ وسوسہ بھی شیطانی ہے کیونکہ اول تو قرآن مجید مین نام مخدرات عصمت کے درج ہین مثل حوا وسارہ ومریم اور کتب وتفاسیر وصحاح ستہ مین بڑی تشریح کے ساتھ نام حضرت کی والدہ اور دادی اور چچی اور پھوپھی یعنی آمنہ اور فاطمہ بنت اسد ام الفضل صفیہ امیمہ کا اور آپکی ازواج مطہرات کے نام خدیجہ سودہ عائشہ حفصہ ام سلمہ زینب جویریہ ماریہ وغیرہ درج ہین اسیطرح آپکی دختران کے نام ثبت ہین۔ کتب احادیث مین جابجا عن عایشہ عن حفصہ عن ام سلمہ درج ہین جو روز مرہ دنیا کے تمام مسلمانی شہرون مین ہر مکتب ہر مدرسہ ہر مسجد ہر مجلس وعظ وپند مین باواز بلند پڑھے جاتے ہین۔ مجالس مولود شریف

مین بتفصیل وار حالات والدہ شریفہ و ازواج مطہرات و بنات طاہرات معہ نام اور
لقب وغیرہ ہزارون نامحرمون مین پکاری جاتی ہین معترض صاحب نے کبھی کسی
مدرسہ اور مسجد اور مجلس وعظ و محفل مولود پر جہاد نہ فرمایا نہ انکو ایسی توہین سے روکا
پھر اسکے سوا اور کیا متصور ہو سکتا ہی کہ معترض کو ضرور اہلبیت پیغمبر خدا سے حسد
اور عناد ہی اور اُنکے دشمنون اور قاتلون سے حسن عقیدت اور اتحاد ہی اسلئے چاہتا
ہی کہ اہل حق کو ایسے وسوسات شیطانی سے دھوکہ مین ڈالے تاکہ یہ ذکر خیر جو باعث
نجات عاصیان ہی بند ہو جاوے و ملاعین امت پر جو اہل دل ان حالات مصیبت کو
سنکر لعنت کرتے ہین مسدود ہو جاوے فقط۔ اس موقعہ پر معترض صاحب نے ایک لطیفہ
اپنی جولانی طبع دکھلانے کو درج فرمایا ہی۔

قولہ لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت
نما تھا بلکہ فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا
تھا ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کر کے کسی امیر کی
خدمت مین لیگیا اور بعد مجرا بجا لانے کے فخریہ عرض کی قبلہ حضور کی تفریح طبع
کے واسطے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی
بطفیل مولا مشکلکشا علی یہ اہانت اہلبیت رسول اللہ و مصائب جگر گوشگان اسد اللہ
کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہی جسکو سنکر چشم آسمان گریان ہو اور دل مہر و ماہ
بریان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن ثامن
بہت اچھا ہی۔ پھر امیر نے دریافت کیا کہ آپکی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہی مرثیہ خوان
نے کچھ جواب نہ دیا پھر امیر نے پوچھا کہ آپکی ہمشیرہ پارسا کا مزاج کسطرح سے ہی

مرثیہ خوان کا دم بند ہوا پھر امیر نے کہا کہ آپکی دختر صاحبہ کا مزاج تو خوش ہے جب مرثیہ خوان نے دختر کا لفظ امیر کی زبان سے سنا لال پیلا ہو گیا اور اُس غصہ کی حالت مین بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار کی اگر اسدم میرے پاس ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے جدا کر دیتا کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کے کوئی تدبیر نہین بن پڑتی تب امیر نے فرمایا مرزا صاحب آپ تو صرف والدہ ہمشیرہ و دختر کے الفاظ ہی سنکر اتنے بگڑ گئے کہ جسکا کچھ ٹھیک ٹھکانا ہی نہین رہا حالانکہ اُنکا نام میری زبان پر نہین آیا اب آپ یہ تو بنظر انصاف فرمائیے کہ جس وقت آپ لوگ منبرون پر بڑے تپاک سے جھگڑ اہلبیت رسول اللہ کے اسماء مبارک لیکر کیسی خوشی سے مجلسون مین توہین کرتے ہو اُسوقت روح پر فتوح حضرت رسالت مآب کی کسقدر تمسے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے شرف پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے جو نہی مرثیہ خوان نے امیر سے یہ بات سنی نادم ہو کر سیدھا لکھنؤ کا راستہ لیا۔

اقول وبہ نستعین منشی صاحب نے جو اس امیر کی داستان حماقت اور خیالات جہالت کو لطیفہ کے نام سے زیب رقم فرمایا ہی یہ محض سادہ لوحی پر دلالت کرتا ہی۔ توہین کی تعریف اور ذکر مصائب کو ہم اوپر واضح بیان کر چکے ہین اب دیکھنا اس امر کا ہی کہ یہ قصہ فقط منشی صاحب کا ہی طبعزاد تراشا ہوا ہی یا کہین اسکا وجود بھی ہی ہم جہانتک اسکو غور کرتے ہین کسی تاریخ یا کتاب مین اس طرز او عنوان سے اس قصہ امیر کو نہین پاتے البتہ اسکے مضمون سے کچھ ملتا جلتا ایک قصہ امیر معاویہ صاحب کا کتب اہل سنت مین پاتے ہین کچھ بعید نہین کہ منشی صاحب نے قصداً

اس قصہ کے عنوان کو بدلا یا بوجہ مشارکت لفظ امیر حضرت امیر معاویہ کی جگہ سہو سے ایک امیر مجہول الاسم کا نام تحریر کردیا اور سہو کی وجہ سے مضمون قصہ بھی الٹ پلٹ ہوگیا۔ دیکھو کتاب ماہواری مجلول امانت خانی بابت ماہ محرم ۱۳۰۰ ہجری مرتبہ مولوی عبد الاحد صاحب مطبع مجتبائی دہلی کے لقمہ دوم در وعظ صفحہ ۳۷ مین درج ہی۔ پس جسوقت حضرت امیر معاویہ حضرت امام حسن کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت امام انکی تعظیم بجا لائے اور کہا کہ ای میرے چچا خلافت آپ ہی سنبھالئے مجھے اس سے کچھ کام نہین اور آپنے خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کردی پھر امیر معاویہ دمشق کو روانہ ہوگئے پھر انھون نے ملک کو خوب ضبط کیا اور حلم اور سخاوت مین اپنا ثانی نرکھا چنانچہ منقول ہی کہ دو شخصون مین شرط ہوئی تو ایک نے کہا کہ مین امیر معاویہ کو غصہ مین لاتا ہون یہ کہکر وہ شخص امیر معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای امیر المومنین خدا تعالی نے تیری والدہ کو صاحب جمال بنایا ہی آپ نے کہا کہ خدا تعالی کا شکر ہی اسنے کہا نہایت فراخ جسم ہی آپنے کہا الحمد للہ اسنے کہا چہرہ بڑا خوشنما ہی کہا خدا تعالی نے عطا کیا ہی وہ شخص اسیطرح تمام اعضا کی تعریف کرتا تھا اور معاویہ نے بھی جواب دیا کہ جو کچھ ہی خدا تعالی نے ہی اسے بخشا ہی پھر اسنے کہا مجھے اپنے نکاح مین قبول کریگی تو امیر معاویہ نے کہا کہ وہ اپنے نفس کی مالک ہے اگر تجھے پسند کریگی تو تیرے ساتھ نکاح کیون نکریگی پس وہ شخص شرمندہ ہوا اور شرط ہار گیا۔

حضرت منشی صاحب آپپر نسیان کا غلبہ زیادہ معلوم ہوتا ہی برائی خدا دیکھ

بچال کر لکھا کیجئے مرثیہ اور مرثیہ گویوں پر جواب کی عنایت مبذول ہوئی ہی انپر اعتراض کرنا تو سراسر جہالت اور حماقت ہی کیونکہ اگر نام لینے سے اہانت ہو تو مرثیہ سے ہزار چند توہین انبیاء قرآن شریف اور کتب سیر تفسیر و احادیث اہلسنت مین ہی اور اگر فقط نام مرثیہ سے ہی معترض کو عداوت و عناد ہی تو یہ بھی مذہب اہل سنت کے برخلاف ہی کیونکہ بتحریر علماء معتبرین اہلسنت سے ثابت ہے کہ اکثر جنات اور ہاتفون نے مصیبت حسین علیہ السلام مین مرثیہ پڑھ پڑھ کر گریہ وزاری کی ہی اور عہد آئمہ علیہم السلام اور عہد صحابہ و تابعین مین مرثیہ خوانی کا رواج تھا۔

دیکھو سر الشہادتین مولفہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کو کہ وہ فرماتے ہین۔ ونوح الجن بالمراثی۔ اکثر علماے اہلسنت نے مرثیہ ہای جنات وہواتف کو نقل کیا ہی مثل ۱۲ اترجوا امتا قتلت حسینا۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب۔ دیگر قطعہ معروف۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود ابواہ فی علیا قریش۔ جدہ خیر الجدود

اب طبقہ صحابہ و تابعین کی مرثیہ گویان کے نام سنیئے۔

اول جناب زینب خاتون نے مرثیہ شام مین لکھا جسکا ایک شعر مطلع یہ ہی۔

اما شجاک یا سکن قتل الحسین والحسن۔

دوم امام شافعی انکے مرثیہ کے مطلع کا مصرعہ اولی یہ ہی۔

تاوہ قلبی والفواد کئیب انکے علاوہ سلمان بن قتیبہ جسنے تین روز بعد شہادت کے مرثیہ لکھا ابو الرمح خزاعی دعبل خزاعی سید رضی نقیب بغداد

جوہری محمود طریحی مفلح خلیعی زاہی ازعونی کیت صاحب بن عباد۔ عبدالسلام بن محمد قزوینی ابو منظور قطان ابن حماد خالد بن سعدان اسمعیل بن عباد وغیرہ سب متقدمین مرثیہ گو ہیں۔ نجدی کی امت سے بیشتر کسی نے مرثیہ اور مرثیہ گویون پر اعتراض نہین کیا۔

قال ایسے عقاید پر نظر کرنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرات شیعہ ہرگز متمسک حدیث ثقلین کے نہین اگر ہوتے تو قرآن کو آنکھ کی پتلی کا تارا مثل اہل سنت کے بناتے اور خاک پاے اہلبیت کو آنکھون مین بطور سرمہ لگاتے۔

اقول جب ہی اکثر حافظ قرآن اندھے ہوتے ہین کہ زبان سی تو قرآن پر فدا اور اندھے آنکھ کی پتلی کا تارا بناتے ہین اور عمل اُسکے برخلاف کرتے ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اکثر حصہ مروان کا حضرت عمر کی راے کی اتباع مین نازل ہوا اور اغلباً اسی لئے عمل حضرت ابن الخطاب کو ناسخ قرآن سمجھتے ہین مثل آیت متعہ و آیت مسح رجل و آیت افطار صوم و آیت ازالہ نجاست از آب کہ محض حضرت عمر کے فرمانے سے آیہ متعہ کو منسوخ اور مسح کو غسل سے تبدیل کر دیا بجاے ختم تمام آغاز شام پر روزہ افطار کرنے لگے اور پانی کی جگہ ڈھیلون سے پوچھنے لگے اہل بیت پیغمبر پر طرح طرح سے ظلم کیا اُنکا حق چھین لیا۔

اب ہم آخری فیصلہ اس امر کا کرتے ہین کہ فرقہ ناجی شیعہ ہی یا سنی اور رسو لخدا صلعم نے شیعون کی نسبت بہشت مین جانے کی خبر دی ہے یا

سنیون کی پس یا تو منشی صاحب کتب شیعہ سے اہلسنت کا بہشتی ہونا
ثابت کردین یا ہم کتب اہل سنت سے شیعون کا جنت مین جانا ثابت کرین
منشی صاحب جسقدر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے مہلت طلب کرین وہ
ہم بخوشی منظور کرتے ہین۔ اور ہم اسیوقت کتب معتبرہ اہلسنت سے شیعیان
علی کا بہشت مین جانا اور خیر البریہ انکا لقب ہونا ثابت کرتے ہین۔ اول تو
کتاب صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۹ کو ملاحظہ فرمایئے
وہ لکھتے ہین الآیۃ الحادی عشرۃ قولہ تعالی الذین امنوا وعملوا
الصالحات اولئک ہم خیر البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین
الزرندی عن ابن عباس رض ان ہذہ الآیۃ ما نزلت قال صلعم لعلی
ہو انت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین ومرضین
ویاتی عدوک غضبانا مقمحین رقال ومن عدوی قال من تبرا منک
ولعنک) وخیر السابقون الی ظل العرش یوم القیامہ طوبی لہم
قیل ومن ہم یا رسول اللہ قال شیعتک یا علی ومحبولک۔ دیکھئے
منشی صاحب کیا درجہ ہی شیعیان علی کا کہ حضرت رسول خدا فرماتے ہین
کہ بوقت نزول اس آیہ کے حضرت علی سے کہ خیر البریہ تم اور تمھاری شیعہ
ہین اور قیامت کے دن تم اور تمھارے شیعہ اسطرح آوینگے کہ خدا اُنسے
راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگے اور دشمن تمھارے خدا کے قہر
اور پھٹکار مین مبتلا ہوکر قیامت مین آوینگے۔ دیکھا حضرت علی کے دشمنون
کا حال اگر اب بھی توبہ نکرو تو مرضی خدا کی۔ اور حضرات اور بھی ملاحظہ

فرمایا کہ حضرات اہلسنت کو آیات السابقون الاولون۔ والسابقون السابقون پر بڑا ناز تھا کہ شاید اسکے مصداق مہاجرین ہوجاوین لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کے مصداق علی الصحیح شیعیان علی ہین۔ کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خیر السابقون طرف ظل عرش کے بروز قیامت اور طوبیٰ ہے جنکے لئے وہ شیعیان اور محبان علی ہین۔ مصداق حقیقی ہردو آیات والسابقون کے دراصل وہ ہی ہین جو خیر السابقون الی ظل العرش ہین اور وہ شیعیان علی ہین امام احمد بن حنبل مناقب مین روایت کرتے ہین قال صلعم لعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہے کہ تو جنت مین میرے ساتھ ہوگا اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے پیچھے اور عورتین ہماری ہماری اولاد کے پیچھے اور شیعہ ہمارے ہمارے راست وچپ ہونگے۔

واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلیؓ اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے کہ اول چار شخص داخل جنت ہونگے۔ مین اور تو اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے پیچھے ہوگی اور ازواج ہماری ہماری ذریت کے پیچھے ہوگی اور شیعہ ہمارے ہمارے چپ وراست ہونگے۔

منشی صاحب ذرا دل مین غور کرین کہ کس امید پر شیعہ سے سنی بنے ہین۔
ہم اُنکو جب ہی جانین کہ سنیون کی نسبت کوئی ایسی حدیث ثابت کردین
بلکہ اصحاب ثلثہ کی نسبت ایسی ابشارت ثابت کردین کہ جنسے وہ شیعیان
علی مین داخل ہوسکین۔ اس موقعہ پر ضرور یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ حضرات اصحاب
ثلثہ داخل زمرہ شیعیان علی ہوسکتے ہین یا نہین۔ اور اگر زمرہ شیعیان
علی سے خارج ہین تو اُنپر کس لفظ کا اطلاق آئے گا آیا مخالف اُنکے قرار
پائینگے یا کیا اور نتیجہ مخالفت کیا ہے۔
قال صاحب اسرار الہدی قطع نظر اسکے شیعون کی معتبر تاریخ روضۃ
الصفا مؤلفہ اخوند شاہ ابن محمد مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم مین یہ عبارت
بلفظہ مرقوم ہی عبارت یہ ہی۔ (روایت ست کہ در حین غلیان مرض حضرت
مقدس نبوی فرمود از ہفت مشک سر نا کشودہ کہ آنرا از ہفت چاہ پر کردہ
باشند آب برمن ریزند الی آخرہ تا عبارت مستدلہ۔ کہ عباس عرض نمود یا رسول اللہ
در شان قریش نیز وصیتی فرمائی آنحضرت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر
یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند و اہل
بر و احسان تابع ارباب بر و احسان و اہل شر و اساءت تابع اہل شر
و اساءت ایشان) مطلب مولف صاحب کا اس روایت سے یہ ہے
کہ حضرت صلعم نے خلافت وحکومت کا فرمان قریش کو دیا پھر خلافت
بلافصل حضرت علی کی کیسے قائم رہتی ہی۔
اقول وبہ نستعین۔ ابتدائے عشق ہی روتا گیا ہی۔ آگے آگے دیکھو تو ہوتا کیا ہی۔

آج تو آپ روضۃ الصفا کو شیعون کی تاریخ لکھتے ہو لیکن اگر جنیدی یہی لیل و نہار ہی تو ضرور آپ جیسے عالمون کو یہ لکھتے ہوئے دکھلا دینگے کہ شیعون کی صحیح بخاری امامیہ کی صحیح مسلم جب انسان کو کوئی موقع گریز کا باقی نہین رہتا ہے اُسوقت جو کچھ زبان پر آتا ہی بکنے سے غرض ہوتی ہی۔ اول تو معترض صاحب کو کتاب اور مصنف کی نام کی صحت نہین یہ نہین معلوم کہ روضۃ الصفا ایک ہی یا دو اور جس روضۃ الصفا کا حوالہ دے رہے ہین اُسکا مصنف کون ہی جو حوالہ دے رہے ہین اُسکا مصنف کون ہی صحیح نام اُسکا کیا ہی ولدیت کیا ہی مذہب اُسکا کیا تھا کسی سے سن لیا کہ روضۃ الصفا شیعون کی کتاب ہی۔ سنئے روضۃ الصفا دو ہین مگر جو نام مصنف کا اپنے تحریر فرمایا ہی یہ نام دونون کتابون مین سے کسی کی بھی مصنف کا نہین ہی صفحہ کا نمبر بھی آپکو کسی نے غلط تبلادیا ہی دوسرونکے بھروسہ پر مناظرہ کی کتاب لکھنا بڑی خطا ہی ضرور ہےکہ دیکھنا پڑتا ہی۔ اگر اس رسالہ کی تصنیف سے بیشتر آپ نام کتاب اور نام مصنف کے صحت فرما لیتے تو محنت آپکی رائگان نہ جاتی۔

اب سنیے وہ روضۃ الصفا جسکا آپ حوالہ دے رہے ہین مؤلفہ اخوند شاہ بن محمد کی نہین ہی بلکہ صحیح نام مؤلف کا خاوند شاہ بن محمود ہی اور وہ اہل سنت کی بڑے عالم اور نامور فاضل تھے کوئی روایات بھی شیعون کی اپنی کتاب مین نہین لکھی بلکہ ماخذ اس تاریخ کا روایات محمد بن اسحق وہب بن منبہ واقدی اصمعی طبری مسلم بن قتیبہ اعثم کوفی عبداللہ بن مقفع حکیم مسکویہ ابن جوزی ابن کثیر شامی ہین جو مشہور سنی متعصب سنی کہلاتے ہین۔

مؤلف مذکور نے جابجا روافض پر طعن کئے ہین ہر جگہ اُنکو بد مذہب اور اہل سنت کو سنی پاک مذہب لکھا ہی چنانچہ ایک موقعہ پر لکھا ہی (شرط اول آنکہ تاریخ نویس باید کہ سلیم العقیدہ و پاک مذہب باشد چہ بعضے بدمذہبان چون غلاۃ خوارج و غواۃ روافض قصص آثار ناپسندیدہ بر صحابہ و تابعین بستہ اند) دوسرے مقام پر لکھتے ہین (ذکر خلفار راشدین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

اب رہی یہ بات کہ وہ مورخ کیسا سنی تھا کہ جسنے ہمارے منشی صاحب کیطرح حضرت علی کو خارج از امامت نہین کیا اُنکی شان مین نعوذ باللہ تکفیر کا فتوے نہین دیا۔ اُنکے فضائل سے انکار نہین کیا اور بغیر ترمیم و تبدیل کے نقل کردی ایسے سنی تو البتہ وزارت سے ہی ملینگے اور یہ اعتراض تو جمیع اکابر اہل سنن پر عاید ہوگا سوائے نجدی کے چیلون اور ذونذیہ کے مریدون کے۔

اسی سے تو مین نے عرض کیا ہی کہ چندروز مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مصنف بھی رافضی کہلائے جاوینگے جس دن کوئی رسالہ یا کتاب مناقب اہل بیت مین اُنکی تصنیف سے منشی صاحب کو ملا اُسیدن اون بیچارون پر بھی رفض کا فتوی لگا۔

اب یہ تو سب لوگون پر ظاہر ہوگیا کہ ہمارے منشی صاحب کی تحقیقات نہایت وسیع ہی اور ماشاء اللہ یہ بھی خبر نہین کہ روضۃ الصفا ایک ہی تاریخ کا نام ہی یا دو کتاب ہم نام ہین اور انمین سے کسکے مصنف کا کیا مذہب ہی۔ کیونکہ کسی سوداگر کے کتب خانہ کی فہرست بھی نظر مبارک سے نہین گذری کہ یہ حال ظاہر ہوجاتا اب جو منشی صاحب نے حوالہ عبارت روضۃ الصفا

مندرجہ صفحہ ۱۷۶ - دیا ہی اول تو اسمین یہ غلطی کی کہ یہ کتاب کئی جلدون پر شتمل ہی اور سب جلدون کے نمبر صفحہ جدا جدا ہین لیکن خیر اس غلطی کو تو یون رفع کیا گیا کہ جناب سرور کائنات کے حال مین جو ایک جلد ہی اُسکو نکال لیا لیکن صفحہ ۱۷۶ اکو جو نکالکر دیکھا تو اُسمین حال شہادت حضرت جعفر بن ابیطالب کا درج ہی اور دونون معاملات مین کئی سال کا فصل ہی اسلئے دس بیس صفحون کے پس و پیش سے بھی تصدیق بیان معترض نہین ہو سکتی مگر چونکہ یہ بندہ روضۃ الصفا ہی پر کیا منحصر ہی اہل سنت کی جمیع کتب سیر و احادیث مین یہ قصہ مستدلہ من اولہ الی آخرہ درج ہی مگر معترض صاحب کے ہرگز مفید مدعا نہین بلکہ اہل انصاف کے غور کرنے پر معلوم ہو جائیگا کہ وہ تمام عبارت جسپر معترض نے استدلال کیا ہی اس امر کو واضح طور پر ثابت کر رہے ہی کہ خلافت بلا فصل حق حضرت علی کا ہی اور خلافت خلفاء ثلثہ مبنی بر ظلم و فساد و شر کے ہی - پیشتر ہم اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ عبارت مستدلہ معترض یعنی خطبہ رسولخدا صلعم بجنسہ مدارج النبوت مین درج ہی اور وہ سارا خطبہ پیشین گوئی ہے - خلفاء ثلثہ کی نسبت تو یہ پیشین گوئی فرمائی فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم - یعنی خدا تعالی فرما چکا ہی کہ متوقع ہی یہ بات کہ اگر تم والی امر کئے جاؤ تو دیکھو زمین پر فساد پیدا کرو اور اپنے ارحام کو قطع کرو - چنانچہ پیشین گوئی واضح طور پر پوری ہوئی - پھر انصار کی نسبت فرمایا کہ مہاجرین تم پر ظلم و ستم کرینگے تم صبر کرنا یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی - بعد اسکے یہ درج ہی کہ حضرت عباس مستفسر حال قریش کے ہوئے اور آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا

اور منشی صاحب نے اُسکو نقل کیا ہی حرف بحرف پڑھ لیجئے کوئی حکم بالنص نہین ہی بلکہ پیشین گوئی ہی کہ خلیفہ قریش سے ہونگے اور خلقت اُنکی پیروی کریگی اسطرح پر کہ اہل بر و احسان تابع ارباب بر و احسان کے ہونگے اور اہل شر و بدی تابع خلفاء شر و اسارت کے ہونگے۔ اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ نص ہی یا خبر اگر نص ہی تو بنی کی نص ایسی ہو سکتی ہی کہ ای معاشر مسلمین تم مفسد خلیفونکے تابع رہنا۔ صاحب عقل و شعور تو سمجھ گئے ہونگے کہ کیا معاملہ ہی اور کس طرف اشارہ ہی لیکن منشی صاحب کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ براہِ عنایت یہ ارشاد ہو کہ خلافت تو آپکے عقیدہ کی رو سے فقط تیس سال ہی اور اُس مدت مین خلفاء اربعہ یکی بعد دیگرے مسند خلافت پر بیٹھے تو اب یہ ارشاد ہو کہ خلفاء اربعہ مین سے کون صاحب تو اہل بر و احسان ہین اور کون صاحب اہل شر و اسارت ہین۔ اور اگر آپ اپنی مستدلہ عبارت مین مضمون حدیث کو نہ سمجھے ہون تو علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہ روایۃ اہل بر و احسان و اہل شر و فساد کے اُسمین مع اسناد منقول ہے وقال البزار حدثنا ابی الحسین ھانی حدثنا الفیض بن الفضل حدثنا مسعر عن سلمہ بن کھیل عن ابی صادق عن ربیعہ بن ناجذ عن علی ابن ابیطالب قال قال رسول اللہ الامراء من قریش ابرارھا امراء ابرارھا و فجارھا امراء فجارھا۔ یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ خلفاء قریش سے ہونگے صالح اور نیک تو ابرار و صالحین کے امیر و خلیفہ ہونگے اور فاجر یعنی بدکار خلیفہ بدکارون فاجرونکے امیر ہونگے اب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر یہ خطبہ اور حدیث پیشین گوئی نہوتی اور نص

خلافت بھی ہوتی تب بھی اہل سنت کو اس سے کوئی نفع نہ ہوتا کیونکہ قریش کا جب عام لفظ بولا جائیگا تو اُس سے مراد افضل قریش ہو گی نہ کہ ارذل قریش پس افضل قریش بالاتفاق بنی ہاشم ہیں نہ کہ بنی تیم وعدی اور بنی ہاشم مین افضل بعد النبی حضرت مرتضی ہین۔
کیون حضرات اہل انصاف کیا حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت پر آیۂ کریمہ فہل عسیتم اور حدیث اہل شر و اسارت نص ہو سکتی ہین یا فقط فائدہ پیشین گوئی کا دیتے ہین۔ اور اگر آپ بھی نص تصور کرین تو کیا نبی صلعم کی نسبت آپ ایسا عقیدہ رکھ سکتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے خود روئے زمین پر فساد کرنے اور قطع رحم کرنے کا اپنے خلفاء کو حکم دیا یا ایسا خیال کر سکتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فساق و فجار کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے لئے تمام قریش مین سے بڑا فاجر و فاسق تلاش کر کے خلیفہ بنانا اہل انصاف تھوڑی دیر کیلئے پھر بھی اسطرف ذرا کان لگا کر متوجہ ہون کہ جب حدیث پیغمبر خدا صلعم سے یہ امر ظاہر ہو چکا کہ خلیفہ اور امام تو قریش ہی مین سے ہونگے مگر اُنکی دو قسم ہے ایک خلفاء برو احسان اور ایک خلفاء فجار یا اہل شر و اسارت پس مسلمانون پر خلفا کے حال کی تفتیش واجب ہو گئی کیونکہ اگر مفسد خلفا کے تابع ہو گئے تو خود بھی فساق و فجار مین داخل ہوئے۔ اور اس بات کو بھی خوب سمجھ لو کہ جب حدیث پیغمبر خدا مین دو قسم کے خلفاء ثلثہ درج ہین تو بروئے منصب رسالت حضرت پر اس امر کا جتلانا بھی فرض ہو گیا تھا کہ مسلمانون کو ہدایت کرتے کہ اُن خلفا و امرا مین سے میرے بعد کسکی تقلید و پیروی کرنا چنانچہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ

اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث ولایت صاف طور پر شہادت
اس امر کی ادا کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے لوگون کو فقط حضرت علی مرتضیٰ
کی تقلید اور پیروی کا حکم دیا اور صاف الفاظ مین نص فرمادی نسبت حضرت
علی کے جمیع مسلمانون سے انہ ولیکم بعدی یعنی علی میرے بعد تمھارا
امام اور اولی الامر ہی اگر خلافت خلفاء برحق ہوتی تو اُنکے لیئے بھی ایسا
فرماتے یا حضرت علی کے لیئے یون فرماتے وھو ولیکم بعد العثمان کہ علی بعد عثمان کے
تمھارا ولی وحاکم ہی پس خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوئی۔
اور چونکہ سوال سائل فقط یہ تھا کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل
ہی یا نہین اور جواب اُسکا صاحب اسرار الھدیٰ نے بقول شخصی پوچھی
کھیت کی کہین کھلیان کی حضرت ابوبکر کی خلافت کے نصوص موضوعہ کو لکھنا
شروع کردیا جسکا جواب مفصل ہم ذیل مین ہر روایت سے لکھ چکے۔ اس
موقعہ پر مجملاً گذارش کیا جاتا ہی کہ صاحب اسرار الھدیٰ نے جسقدر احادیث
اور روایات کو نصوص خلافت صدیقی قرار دیکر لکھا ہی وہ سب کی سب افترا
وکذب محض ہین اور موضوعی ہونا اُن روایات کا بقول اجلہ علمائے
اہل سنت کے ثابت ہی۔
دیکھیے علامہ سیوطی تاریخ الخلفا مین ایک فصل جداگانہ اس بحث مین
لکھتے ہین کہ جسکا عنوان یہ ہی۔ الفصل فی بیان کونہ صلعم لم یستخلف و
سر ذلک۔ یعنی یہ فصل اس بیان مین کہ رسولخدا صلعم نے کسیکو اپنا خلیفہ
نہین بنایا اور اسمین کیا بھید تھا۔ پھر اس فصل کے اندر یہ لکھتے ہین۔

قال البزاز فی مسندہ حدثنا عبد اللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحیی
بن الیمانی حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفہ
قال قالوا یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف
علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب۔ یعنی حذیفہ صاحب
سر نبوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ کیا آپ
ہمپر کسیکو اپنا خلیفہ نہیں کرتے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میں تمپر اپنا خلیفہ
مقرر کرتا پھر تم میرے خلیفہ کو نہ مانتے تو تمپر خدا کا عذاب نازل ہوتا صاحب
صواعق محرقہ نے بھی اس روایت کو مسند بزاز سے باین عنوان نقل کیا ہے
وقال جمهور اهل السنت والمعتزله والخوارج لم ینص علی احد
ویؤیدهم ما اخرجه البزاز فی مسنده عن حذیفه الی اٰخر الحدیث
یعنی قول جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج کا یہ ہے کہ کسیکی خلافت کے لئے
نص نہیں ہوئی اور موید اُنکے قول کے وہ حدیث ہے جسکو بزاز نے اپنی مسند
میں استخراج کیا ہے حذیفہ سے اور نقل اسکی مع ترجمہ اوپر گذری اہل انصاف
ذرا متوجہ ہوں اور اس حدیث کے مضمون پر تھوڑی سے غور فرماویں کہ صاف
طرپرسے خلافت مرتضوی کی خوشبو مہک رہی ہے یعنی مطلب رسولخدا صلعم
کا یہ ہے کہ جسکو میں اپنا خلیفہ چھوڑتا ہوں اُسکو تم نہیں مانوگے اور جو میرا خلیفہ
نہیں ہے اُسکی تم اطاعت کروگے اور یہ بات آنحضرت صلعم کو پہلے سے معلوم
تھی کہ یہ امت نا فرمانبردار حضرت علی کی اطاعت نکریگی جیسے روایات کثیرہ
موید ہیں پس مضمون حدیث صاف یہ ہے کہ اگرچہ فہمائش کا کوئی دقیقہ باقی

نہین رکھا غایت یہی کہ مین علی کو اپنے روبرو خلیفہ بھی کردون لیکن تم لوگ
اُسکو نہ مانوگے اور جب میرے مقرر کردینے کے بعد سرکشی کروگے تو تم پر
خدا کا عذاب نازل ہوگا اس سے پایا گیا کہ سوائے حضرت علی کے اور کسیکا
خلیفہ کرنا ہی حضرت کو منظور نہوا ورنہ ممکن تھا کہ اگر حضرت کے پسندیدہ خلیفہ
کو امت قبول نکرے تو حضرت امت کی ہی پسندیدہ خلیفہ کو منظور کر کے اپنے روبرو
خلافت پر بٹھلا دیتے تاکہ نزاع برطرف ہو جاتا لیکن یہ امر تو غیر ممکن ہے
کہ خلیفہ تو حضرت کا کہلائے اور پسند کرنا امت کے ہاتھ ہوا سلیے حضرت نے
نقط فہمائش پر ہی اکتفا فرمایا۔ اور در حقیقت اسمین بہت بڑے اسرار
مخفی ہین کہ سوائے اہل بصیرت کے اور کسی شخص کو اُسپر عبور نہین ہو سکتا
بہت بڑا بھید اور سر عظیم یہی ہے کہ قرآن مجید مین اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ
مسلمانون کا یہ کہدینا کہ ہم ایمان لے آئے نجات کے لئے کافی نہین ہی بلکہ
ان لوگونکا امتحان لونگا کیونکہ مین نے پہلی امتون کا بھی امتحان لیا ہی لپس
مسلمانون مین بالضرور خلافت مرتضوی ایک سخت امتحان ہی جسمین
فقط وہ لوگ کامیاب ہوئے جنپر خدا کا فضل تھا اور خدا نے اُنکو بصیرت
کامل عطا فرمائی تھی دیکھیے جوم شوری جناب امیر علیہ السلام صاف
فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور واللہ مین اُس سے اولی
اور احق تھا مگر مین فقط اس خیال سے خاموش ہو رہا کہ لوگ کافر ہوجاوینگے
ایک دوسرے کی گردنین کاٹینگے پھر ابوبکر نے عمر کے لئے بیعت لی اور بخدا
مین اُس سے اولی تر تھا مگر اسی وجہ سے خاموش ہو رہا کہ لوگ مرتد

ہو کر کافر ہو جاوینگے الی آخرہ۔

دوسری روایت عدم نص خلافت ابوبکر یہ ہی کہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ اگر مین کسیکو خلیفہ مقرر کردون تو اتباع ابوبکر کا یہ ہی کہ وہ مجسے افضل تھا اور اگر ترک استخلاف کرون تو اتباع رسولخدا کا ہی جیسا کہ تاریخ الخلفا اور صواعق محرقہ مین بحوالہ شیخان منقول ہی۔ یعنی بخاری و مسلم۔ واخرج الشیخان عن عمر انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابا بکر وان اترکم فقد ترککم من ھو خیر منی یعنی رسول اللہ صلعم۔

تیسرے خطبہ حضرت عمر کا بایام خلافت خود جبکہ انکو لوگون کی طرف سے خوف ہوا کہ مبادا مجھے خلافت سے معزول کرکے حق کی طرف عود کرین صاف فرماتے ہین کہ خلافت ابوبکر کے ایک امر ناگہانی اور خلاف توقع تھا مگر خدا نے اُسکی شر کو دور کردیا بآنکہ علی مرتضیٰ اور زبیر اور انصار مخالفت پر موجود تھے مگر ہماری سعی نامشکور کا یہ نتیجہ تھا کہ ابوبکر کو خلافت ملگئی پس اگر کوئی شخص آیندہ ایسی ہیکڑی سے کسیکو خلیفہ بنانا چاہے تو وہ قتل کردیا جاوے۔

اس خطبہ سے دو امر ثابت ہوئے ایک عدم استحقاق ابوبکر اور دوسرے واجب القتل ہونا ایسے لوگون کا جنھون نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ پوری نقل اس خطبہ کی صحیح بخاری و مسلم مین موجود ہے۔

پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی نص خمبر خدا کی نہین ہی۔

قولہ سوال دوم اہل تشیع

اگر حدیث صحیح موجود ہے تو شوری کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوری مخالف حدیث ہے یا اُسکے مطابق۔

قولہ جواب اہل سنت

حدیث خ ابن عمر ان قتل زیدؓ فجعفر وان قتل جعفر فعبد اللہ بن رواحہ قالہ حین امر فی غزوۃ موتۃ زید بن حارثہ۔

بخاری مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہی اور اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبد اللہ بن رواحہ سردار ہی اور یہ حضرت نے فرمایا کہ جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا۔ اسکے بعد فائدہ مین لکھتے ہین کہ چنانچہ تینون سردار شہید ہوگئے پھر مسلمانون نے مشورہ کرکے خالد ولید کو سردار بنایا سو خدا نے اونکی تدبیر سے فتح نصیب کی۔ معلوم ہوا کہ ایک لشکر کے کئی سردار درجہ بدرجہ مقرر کرنا درست ہی جسطرح بالفعل انگریزون مین معمول ہی کہ اسمین اگر اوّل سردار مارا جاوے تو فوج نہین بگڑتی۔ دوسرا قائم مقام ہو جاتا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہی جسکو مسلمان اپنا سردار بنا دین وہ خدا اور رسول کو پسند ہی جیسا کہ اصحاب نے خالد سردار مقرر کیا اور حضرت نے اُسکو پسند فرمایا اور اُسپر کچھ انکار نہ کیا اسی طرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کی صلاح و مشورے سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا۔ علاوہ اسکے بہت سی احادیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا اشارہ ہی اور صراحت بھی موجود ہے

تو گویا اجماع اور احادیث ملکر نور علی نور ہوگئے۔

اقول وبہ نستعین مولف اسرار الہدی نے مطلق سوال کو ہی نہیں سمجھا اور جو کچھ سمجھا جواب اُسکے بھی عاجز رہے۔ سوال بہت صاف یہ ہی کہ اگر خلافت کے بارہ مین حدیث صحیح موجود ہی تو شورے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر منشی صاحب شورے کو نہین سمجھے اور بجائے شورہ کے اجماع پر بحث کرنے لگے۔ شوری پنچائت کو کہتے ہین جیسے حضرت عمر نے اپنے بعد خلافت کو چھہ آدمیون مین منحصر قرار دیکر اُن شخصون کی پنچائت کو موسوم بشورے کیا اور اتفاق رائے کے لئے قواعد مقرر کیے پس سوال یہ ہی کہ اگر خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث اور نص موجود تھی تو شوری مقرر کرنے کی کیا حاجت تھی کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہی اور اہل سنن مین تو جمیع مجتہدین اور امراء وحکام کے لئے یہ قانون حضرت عمر کے وقت سے بندھا ہوا ہے اور اُنکو تعلیم دی گئی ہی کہ جب کوئی معاملہ تمھارے روبرو پیش ہو تو پہلے قرآن مجید کو دیکھو اور جو کچھ اُسمین حکم ہی اُسکے موافق فیصلہ کرو اور اگر آیت نملے تو حدیث یعنی نص پیغمبر خدا پر عمل کرو اور جب حدیث بھی نملے تب قیاس پر فیصلہ کرو جیسا کہ عبارت ازالۃ الخفاء سے ہم ثابت کرآئے ہین پس اگر اس بات کو قبول کیا جاوے کہ پیغمبر خدا صلعم نے خلافت کیلئے مخصوص کسیکے حق مین نص فرمائی ہی تو نص کے ظہور کے بعد اجماع اور شورے اور قیاس قطعاً باطل ہین اور نص کی ہوتے ہوئے جس جس نے خلافت نے خلافت کے بارہ مین اجماع یا شوری کیا وہ بڑی بھاری بدعت کے جاری

کرنے والے ہین اور یہ ہی دروازہ گمراہی مین داخل ہونے کا ہی غایت درجہ
آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ اصحاب ثلثہ کی خلافت پر نص بھی تھی اور اجماع و شوریٰ
بھی منعقد ہوا یعنی نور اور ظلمت اور حق و باطل کسی گردش فلکی سے ایک
جگہ جمع ہو گئی تھی لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ بنی ساعدہ
مین یہ رائے کیون ظاہر کی کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو۔ اور اس اصرار
و تواضع کی کیا ضرورت تھی کہ تم مجھے تو ی ہو وہ فرماتے تھے کہ تم مجھے افضل
ہو۔ پھر اگر حضرت عمر کے حق مین خلافت ثانی کی نص موجود تھی تو استخلاف
کی کیا حاجت تھی اسکے بعد اگر خلافت ثالث حضرت عثمان کے لئے منصوص
تھی تو حضرت عمر نے سعد بن وقاص عبد الرحمن بن عوف طلحہ و زبیر و حضرت
علی کو خلافت ثالث مین کیون نامزد کیا۔ اور بعد تقرر خلافت عثمان کی عبد الرحمن
بن عوف خلافت عثمانی سے کیون پشیمان ہوا۔ اور لوگون کے اس سوال
پر کہ تمنے حضرت علی کے ہوتے ہوئے عثمان سے کیون بیعت کی تھی ابن عوف نے
یہ کیون کہا کہ اسمین میری کیا خطا ہی مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی
خلافت قبول کرنیکو کہا تھا مگر جب اُنھون نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے
اقرار نہ کیا تب مین نے عثمان سے وہی سوال کیا اور عثمان نے فوراً قبول کر لیا
کما فی مسند احمد بن حنبل عن ابی وائل قلت لعبد الرحمن بن عوف
کیف بالعیتم عثمان و ترکتم علیاً فقال ما ذنبی قد بدأت بعلی فقلت
ابایعک علی کتاب اللہ و سنۃ رسولہ و سیرت ابوبکر و عمر فقال
فیما استطعت ثم عرضت ذلک علی عثمان فقال نعم۔ پس اس

عمل در آمد ہر سہ خلافت سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ کوئی حکم نسبت خلافت خلفائے ثلثہ کے نہین تھا اور جو شخص برخلاف اسکے نص کا ہونا قبول کرے وہ اہل اجماع اور اہل شوریٰ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہی کیونکہ مقابلہ نص کا کرنا کافر کا کام ہی نہ کہ مومن کا جیسا کہ عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل و نحل مین اسکی تشریح کی ہی اور لکھا ہی کہ سب سے پہلے جسنے بمقابلۂ نص کی رای زنی کی وہ شیطان تھا۔ یہ کام مسلمان کا ہرگز نہین کہ نص کے مقابلہ پر شورے یا اجماع کرے یا اپنے قیاس اور رائے کو دخل دے جو احکام اور فرائض قرآن مین منصوص ہین مثل روزہ نماز حج زکوٰۃ وغیرہ کے اُنکی نسبت کبھی کسی نے سنا کہ آنحضرت صلعم یا صحابہ نے باہم پنچایت کی ہو کہ نماز پڑھنی چاہیے یا کوئی حاجت نہین اور روزہ رکھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا واجب ہین یا ناواجب ایسا ہی کسی مجتہد اہلسنت نے باوجود تسلیم کرلینے حدیث نبوی کے کبھی کسی معاملہ مین شورہ یا اجماع کیا ہی اس بات کو تو عوام بھی جانتے ہین کہ حکم مین مجال دم زدن نہین ہوتی پس جو لوگ حکم خدا یا حکم رسول اللہ مین اپنا دخل دین اور اُسکی بابت مشورہ اور پنچایت کرین کہ واجب التعمیل ہی یا نہین وہ تو مسلمانی سے خارج ہو جاتے ہین کیونکہ مشورہ اور پنچایت کے فقط دو نتیجے ہوتے ہین ایک یہ کہ فلان کام کا کرنا واجب ہی یا دوسرے یہ کہ واجب نہین اور حکم وہ ہی جسکے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہی پس جبکہ مسلمانون کی پنچایت یا شوریٰ اُس حکم کا خلاف نہین کرسکتے اور خواہ مخواہ بروے اصول دین اُسکی تعمیل کرنی واجب اور لازم ہی تو مشورہ اور پنچایت ایک فعل لغو اور فضول ہو گیا کیونکہ جب حکم کے برخلاف عمل

کرنیکے مجاز ہی نہ ٹھہرے تو اجماع اور پنچایت سے کوئی فائدہ نہ نکلا اور ایسا کوئی بیوقوف نہین کہ کسی فعل عبث کو عمل مین لادے اور اگر بقول مولف طبقہ صحابہ مین ایسے بھی سادہ لوح موجود تھے کہ اکثر افعال اُنکے عبث اور لغو ہوتی تھی تو ہم دیکھتے ہین کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلافت حضرت عمر کا حکم دیا تو کسی نے پھر اجماع اور شوری کا نام بھی نہین لیا۔ مولف صاحب نے جو یہ لکھا ہی کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نص بھی تھی اور شوری بھی اور دونون ملکر نور علی نور ہو گئے۔ اس فقرہ کی داد تو مولوی لطف اللہ صاحب ہی دینگے کہ نص کے ساتھ شوری ظلمات علی النور ہی یا نور علی نور۔ دیکھیے شوری نے نص کو باطل کر دیا۔ اور نص سے شوری باطل ہو جاتا ہی پس خلافت خلفاے ثلثہ کی دونون بنائین فاسد اور باطل ہو گئین وہو المراد۔ مولف صاحب اسرار الحق نے جو ثبوت نص اور شورے کے جمع ہونے کا لکھا ہی اُسکو وہ خود ہی نہین سمجھے اگر ذرا بھی عقل کو دخل دیتے تو کھل جاتا کہ وہ اپنے دعوے کے برخلاف ثبوت اور نظایر پیش کر رہے ہین اول جس حدیث کا حوالہ اُنھون نے صحیح بخاری سے دیا ہی اُسمین کہین شورے کا ذکر بھی نہین ہی اُسمین تو فقط یہ لکھا ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو غزوہ موتہ مین امیر لشکر مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر امیر ہون اور اگر جعفر بھی مارے جاوین تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہون۔ عبد اللہ بن رواحہ کے بعد کا کوئی انتظام حدیث مذکور مین درج نہین۔ اس بات پر تمام محدثین و مورخین کا اتفاق ہی کہ جسطرح آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا اُسی درجہ سے ہر ایک شخص امیر لشکر ہوئی اور اُسی ترتیب سے

شہید ہوئے۔ پھر فرمائیے کہ اس حدیث کے نقل کرنے سے کیا فائدہ ہوا
بجز اسکے کہ یہ بات ظاہر ہو کہ بعضے سادہ لوح فعل عبث کے بھی مرتکب ہوتے
ہین اور مؤلف کی اس فعل عبث پر خیال کر لیا جاوے شاید اسیطرح صحابہ بھی
فعل عبث یعنی شوری مع النص کے مرتکب ہوئے ہین۔ ثبوت نصی کی تو اِنکی
یہ کیفیت ہی کہ حدیث مین اجماع اور شورے کا ذکر بھی نہین اور پھر اوسپر بیجا
استدلال کیا اب آگے برخلاف مضمون حدیث کے یہ فرماتے ہین کہ عبد اللہ
بن رواحہ جب شہید ہوگئے اور امرا منصوص مین سے کوئی زندہ نہ رہا تب اہل
لشکر نے مشورہ کر کے خالد کو سردار بنایا۔ اور حضرت نے اسکو پسند کیا اور
کچھ انکار نہین کیا اہل انصاف ہی اپنے دل مین غور کر لین کہ تین سردار جو
منصوص من الرسول تھے اُنکے بارہ مین تو شوری اصحاب کا کب ہوا اور
ایک سردار یعنی خالد جو مشورہ اصحاب سے مقرر ہوا تھا اُسکے حق مین رسول اللہ
کی نص کہان تھی پھر نص اور شوری کیسے جمع ہو گیا ناظرین کتاب اپنے دلونین
انصاف کرین کہ معاملہ مبحوث عنہ کوئی نازک یا پیچیدہ بحث نہین بہت صاف
معاملہ ہی کہ جن سردارون کے حق مین نص موجود تھی اُنکے تقرر پر مشورہ
نہین ہوا اور جو سردار مشورہ سے مقرر ہوا اُسکے حق مین نص نہ تھی پھر
مؤلف صاحب نے یہ اُلٹی نظیر کیون پیش کی حقیقت یہ ہی کہ اہل حق سے
مناظرہ کرنے والون کی ہمیشہ یہی کیفیت ہوتی ہی کیونکہ الحق یعلوا ولا یعلی
وارد ہی۔ منشی صاحب کا یہ فقرہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آنحضرت صلعم نے
خالد کی امارت لشکر سے انکار نہین کیا خود ہی لکھ رہے ہین کہ حضرت مدینہ مین تھے

مشورہ کرنے والے شام مین میدان جنگ مین ابن رواحہ شہید ہوئے اُسیوقت
اہل لشکر نے مشورہ کر کے خالد بن ولید کو اپنا سردار بنا لیا اور لڑائی فتح ہوگئی
لشکر واپس آگیا خالد بھی اپنے گھر بیٹھ رہے کیا کوئی انگریزی پلٹن یا رسالہ
تھا کہ خالد بعد واپسی لشکر بھی عہدۂ کرنیلی پر مقرر رہتے کہ حاجت حضرت
کی پسند یا ناپسند کرنے کے ہوتے - افعال ماضیہ پر انکار و عدم انکار کے
بحث کرنا مولف صاحب کا ہی کام ہی - دیکھیے تو آنحضرت صلعم کو توبہر حال
بعد ختم جنگ یہ خبر ہو چکی کہ آپکے مقرر کیے ہوئے تینون سردار شہید ہوگئے
جب اہل لشکر نے خالد کو سردار کر کے کفار پر حملہ کیا اور فتح پائی اسپر
رسولخدا صلعم کو امارت خالد سے انکار وا فرار کے کیا حاجت تھی اگر رسولخدا
کو خالد کی امارت ناگوار بھی گذری ہو تو بھی محل انکار نہ تھا کیونکہ وہ واقعہ
گذر چکا تھا - اس تمام بحث مین البتہ منشی صاحب نے ایک یہ فقرہ معقول
لکھا ہی (اسیطرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کے صلاح و مشورہ سے ہوئی)
یعنی جسطرح خالد کو بمشورۂ اصحاب بلا حکم پیغمبر امارت موتہ ملی تھی اُسیطرح
مشورۂ اصحاب سے بلا حکم پیغمبر خدا حضرت ابو بکر کو خلافت ملی - اور جیسا کہ
آنحضرت صلعم نے بعد واپسی لشکر اور بعد گذر جانے ایام امارت خالد کے
امارت خالد سے انکار نہین کیا اور اس دلیل سے امارت خالد پسندیدۂ
رسولخدا ہوگئی اُسیطرح (خلافت ابو بکر کی نسبت) صاف معلوم ہوا کہ مرضی
خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا - اسکا صاف مفہوم یہ ہی کہ حضرت ابو بکر
کو اصحاب نے مشورہ کر کے خلیفہ مقرر کر دیا تو آنحضرت صلعم نے اُس سے

انکار نہین کیا اسلئے خدا اور رسول کی مرضی کے موافق یہ کام ہونا پایا جاتا ہے کیونکہ اگر رسول خدا کو خلافت حضرت ابو بکر کی ناپسند ہوتی تو ضرور تھا کہ خدا تعالی سے دو چار دن کی رخصت لیکر دنیا مین تشریف لاتے اور ابو بکر کی خلافت سے انکار کر جاتے اور جبکہ آنحضرت صلعم نے ایسا نہین کیا تو محمول برضامندی ہوگا۔ قولہ یہ حدیث مطابق قول جناب امیر کے بھی ہی من انما بالشوری و البیعۃ من المهاجرین والانصار کما سبق خلفاءہ ترجمہ فرمایا جناب امیر نے کہ وہ شخص بالتحقیق امام شوری ہی اور اُسکی بیعت مہاجرین و انصار نے کی جیسے سبقت کی خلفانے۔ یعنی خلفاء ثلثہ نے فی نہج البلاغۃ اگر اس قول پہ حق کو بھی بسبب فی قلوبہم مرض کے الزام غصب کا دیکر نسبت خلفاء الراشدین معاذ اللہ اتہام فسق پر قائم کیا جاوے تو دوسرا قول فیصل بھی جناب امیر سے ہی۔ اقول کجا وہ حدیث اور کجا یہ قول۔ مؤلف صاحب یہ بھی نہین سمجھے کہ اس قول کا کیا مطلب ہی اور خود ہی بغیر کسی کے کہے سنے الزام غصب اور فسق کا خلفا پر چسپان ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ ناظرین پھر ایک بار اُس حدیث امارت زید کو ملاحظہ فرماوین اور پھر اس قول کو پڑھین کہ کس امر مین مطابقت ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے یہ قول حضرت علی کا مولف صاحب کو بتلایا تھا مگر جس امر پر اس قول سے استدلال کرنا سکھلایا تھا اُسکو مولف صاحب بھول گئے۔ مولف صاحب بوقت طبع ہونے تتمۂ اسرار الہدی کے اچھی طرح یاد کر کے صاف طور پر استدلال کرین غالب ہی کہ جسطرح شمس الضحی کے جواب مین اظہار الہدی کا تتمہ چھپایا گیا تھا اُسیطرح

اس رسالہ کے بعد اسرار الہدیٰ بھی مکرر طبع ہو گئی کیونکہ مؤلف صاحب کے سوسائٹی کے نزدیک جواب مین ایک کتاب کا چھاپنا ضرور ہی خواہ کوئی کتاب ہو۔ افسوس تو یہ ہی کہ قول مندلہ مین سوائے شوریٰ اور بعیت کے نص خلافت کا نام بھی نہین پھر مولف کو اس بحث مین کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی۔ اگر اس قول کو خود جناب امیر علیہ السلام کے معاملہ مین قرار دیا جاوے تو صاف مفہوم اسکا یہ ہی کہ آپ اپنے معاندین اور مخالفین پر حجت پکڑتے ہین کہ خلفائے سابق کو تم اپنے عقیدہ مین اسوجہ سے خلفاء برحق جانتے ہو کہ تقرر انکا شوریٰ اور بعیت مہاجرین و انصار سے واقع ہوا تو یہ دونون باتین میرے حق مین بھی ہو چکین ہین تو پھر میری خلافت کو برحق کیون نہین مانتے پس اس قول سے صاف ثابت ہوا کہ خلفاء ثلثہ خلیفہ منصوص نہ تھی بلکہ خلافت اونکی مبنی بر شورے و بعیت مہاجرین و انصار تھی پھر اپنے قول کے برخلاف سند لانا عقلمند کا کام نہین۔

دوسرا قول جناب امیر کا مولف نے یہ لکھا انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر الی اٰخر لا یعنی چارہ نہین ہے آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُسکی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُسمین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست اور مامون ہون اُس حکومت مین راہین اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختون سے فی نہج البلاغت۔

اقول اب مؤلف صاحب بحث ما نحن فیہ سے نکلکر بہت ہی دور چلے گئے
اور انکو مطلق خبر نہی کہ کہان تھے اور کہان چلے گئے۔ کجا بحث شوریٰ مع
النص اور کجا یہ قول منصف لوگ اپنے دلون مین ضرور تعجب کرینگے کہ اس
حقیر نے اس رسالۂ اسرار الہدیٰ کا جواب کیون لکھا ہے وہ خود ہی اپنا جواب
ہے لیکن مین سچ عرض کرتا ہون کہ اگر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب تقریظ
مین اس رسالہ کی تعریف نہ فرماتے تو مین ہرگز تحریر جواب پر متوجہ ہوتا۔
تیسرا قول جناب امیر کا بنا بر حدیث یہ ارقام فرمایا ہے۔ ما کنت الا رجلا من
المهاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا
ماکان اللہ لیجمعهم علی الضلال یعنی نہ تھا مین مگر ایک آدمی مہاجرین
سے در آیا مین جیسے کہ در آئے وہ اور پھرا مین جیسا کہ وہ پھرے اور خدا نہین
جمع کریگا اُنھون کو گمراہی پر فی شرح نہج البلاغۃ بہرحال جملہ اقوال
موصوفہ جناب امیر سے شورا کرنے کی اصلیت بلکہ حقیت پائی گئی
اور آپنے یہ بھی صراحتاً فرمادیا کہ بفضل خدا امت محمدی ہرگز گمراہی کے کامون
مین مشورہ نہ کرینگے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ قول بھی نہ مؤید حدیث امارت زید ہے نہ بحث شوریٰ مع النص
کے متعلق سنہ سائل نے یہ اعتراض کیا ہی کہ شوریٰ ناجائز اور بد فعل ہے
بلکہ سوال فقط یہ ہی کہ جب نص بتلاتے ہو پھر شوریٰ کیون ہوا۔ اگر
مؤلف صاحب سے تردید ان سوالات کی ناممکن تھی تو کتاب کا تصنیف
کرنا اور مصنفون مین نام لکھوانا نہ فرض تھا نہ سنت۔

قولہ سوائے اسکے پروردگار عالم نے اپنی کتاب مجید مین جابجا شورے کا ذکر فرمایا ہی بلکہ خاص اس بارہ مین ایک سورہ ہی نازل فرمایا ہی وشاورہم فی الامر یعنے و مشاورت کن با ایشان در امرے کہ حق تعالے را دران حکم جزم صادر نہ شدہ الخ۔

اقول اسکو بانگ بے ہنگام کہتے ہین۔ حضرت یہ کسنے اعتراض کیا تھا کہ شورے کا وجود نہین یا وہ بری بات ہی سوال کا مطلب تو فقط یہ ہی تھا کہ جس امر مین حکم جزم یعنے نص موجود ہو اسمین شوری ناجائز ہے اسکا جواب تو آپ دے نہ سکے فضول باتون مین کاغذ سیاہ کر ڈالا اور آخر مین خود ہی اپنے منہ سے قایل ہو گئے۔ دیکھو ترجمہ وشاورہم فی الامر کا کہ بیجبری مین کیا لکھ گئے ہو۔ دیکھا اہل حق سے مقابلہ کرنا کیسا ہے۔

ملخص قولہ اسکے بعد مولف نے صفت انصار مین ایک آیت درج فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہی وہ لوگ ایسے ہین کہ دعوت الہی کی اجابت کی انھون نے اور برپا رکھتے ہین نماز اور کاروبار اپنا مشورہ کے ساتھ کرتے ہین اس آیت کو بھی اس بحث سے تعلق نہین۔

واما قولہ بعد اسکے خود ہی یہ شبہ بیان کیا گیا کہ اوصاف شوری جو مین نے لکھے ہین زمانہ جناب رسولخدا کے ہین اسپر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہی کہ بعد وفات رسولخدا صلعم کے زمانہ کا رنگ ہی بدل گیا تھا اسلیئے وہ حدیث لکھتا ہون خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم الخ پھر اسی مضمون کی حدیث

مرویات اہل تشیع سے لکھکر فرماتے ہین کہ شاید اب بھی حضرات شیعہ کے دلون
مین یہ خدشہ پیدا ہو کہ جو شخص منصوص من اللہ ہو وہ تو محروم رہجائے
اور جسکا کوئی حق نہو اُسکو اصحاب شوری زبردستی خلیفہ بنادین تو اُسکا جواب
یہ ہو گا کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔

فاقول بحولہ تعالی چونکہ سوال سائل کا یہ منشا نہین ہی کہ شوری نیک نیتی سے
ہوا یا اہل شوری نے بددیانتی اختیار کی۔ سوال تو فقط یہ ہی کہ جب بقول
تمھارے خلافت کے بارہ مین نص موجود تھی تو پھر شورے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اگر ہم دیانت اور بددیانتی اہل شوری پر بحث کرین تو احادیث
مستدلہ مؤلف اہل شوری کی بددیانتی کے اظہار کو مطلق روک نہین سکتے۔
بلکہ اسی حدیث سے اثبات بددیانتی اہل شوری ممکن ہی۔ غایت درجہ
یہ ہی کہ ہم بھی اس بات کو قبول کرلین کہ سب زمانون سے بہتر زمانہ رسولخدا
صلعم کا تھا اور اُسکے بعد زمانہ صحابہ کا اور اُسکے بعد تابعین کا اور اُسکے بعد
تبع تابعین کا لیکن اہل شوری کے عمل اور مولف کے استدلال کو کوئی فائدہ نہین پہنچا کیونکہ
جب قرآن پاک اور احادیث صحاح سے یہ امر ثابت ہی کہ زمانہ رسولخدا صلعم مین بھی
بڑے بڑے اشد کافر اور بڑے بڑے پکے منافق اور بڑے بڑے درجہ کے
خائن اور کاذب اور غاصب اور دغاباز موجود تھے تو بموجب استدلال
مؤلف زمانہ صحابہ مین اُس وقت سے زیادہ ایسے لوگ ہونے چاہئے خصوصاً
آنحضرت صلعم کی حیات مین آپکے اصحاب کے زمرہ مین بھی بہت لوگ

ایسے تھے جنپر صاف قرآن مجید مین لعنت وارد ہوئی ہی بات بات مین رسولخدا پر طعن کرتے تھے کبھی ساحر بتلاتے تھے کبھی شاعر کہتے تھے کبھی مسلمان ہوتے کبھی مرتد ہو جاتے ۔ فرمائیے تو وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے خدا و رسول کو ایذا دی اور سورہ احزاب مین اُنکا ذکر ہوا وہ کون لوگ ہین جنہون نے عقبہ پر رات کے وقت جمع ہو کر ارادہ قتل رسول خدا کا کیا ۔ وکون لوگ ہین جنہون نے رسولخدا کو نرغہ مین چھوڑ کر طرح دی ۔ وہ کون تھے جنہون نے مسجد ضرار بنائی تھی ۔ وہ کون تھا جسنے قرآن مین بجائے آل عمران کے آل مروان بنایا تھا ۔ وہ کون تھا جسنے میدان حنین مین نعرہ لطلب السحر کا کیا ۔ وہ کون اصحاب تھے جنہون نے نبی صلعم کی پیاری زوجہ پر تہمت لگائی ۔ وہ کون تھے جنہون نے اسامہ بن زید کی امارت سے بعدول حکمی نبی صلعم انکار کیا اور باوجود صدور احکام سخت آمادہ روانگی نہوئے ۔ وہ کون تھے جنہون نے نبی صلعم کو آخری وصیت نہ لکھنے دی ۔ وہ کون صاحب ہین جنکو مکان سے آنحضرت صلعم نے نکلوا دیا وہ کون کون اصحاب تھے جنہون نے نماز جنازہ رسولخدا کی بھی نہ پڑھی نہ تجہیز و تکفین مین شامل ہوئے پس جبکہ خیر القرون کے لوگون کی یہ کیفیت ہی تو یلوہتم کا خدا حافظ وہ جو کچھ کرین وہ تھوڑا ہی چنانچہ ثابت ہو گیا کہ رسول خدا صلعم کی وفات پاتے ہی طرح طرح کا ظلم و ستم اُنکی اولاد اور اہلبیت پر شروع ہو گیا اور ابھی یلوہتم کا زمانہ ختم بھی نہونے پایا تھا کہ بنی امیہ نے ظلم و ستم کا خاتمہ اہلبیت رسالت پر کر دیا ۔

وہ کونسا فعل بد ہی کہ جو بعد وفات نبی صلعم زمانہ خلفاء ثلثہ مین وقوع پذیر نہین ہوا
دختر پیغمبر کا گھر جلانے کو ہیزم جمع ہوئی بلوہ کر کے رسول خدا کے گھر پر چڈھ گئے
کیواڑ توڑ ڈالے پیغمبر کے بھائی اور وصی کی حضور مین گستاخانہ و بے ادبانہ
پیش آئے۔ ترکہ پیغمبر صلعم سے اُنکی اولاد کو محروم کیا۔ رشوت دیدیکر لوگونکو
اپنی طرف رجوع کیا منافقون اور رسول خدا کے دشمنونکو حکومت شام کے پروانے
لکھدیے گئے بیرونجات کے مسلمانون پر ناجائز چڈھائی ہوئی ہزارہا بیگناہ
قتل ہوئے غلام اور نبائے گئے مال واسباب اہل ایمان کا غنیمت کیا گیا پھر
خلافت ثانی مین وہ غلام مال مسلمانون کا واپس دیا گیا۔ مالک بن
نویرہ صحابی عمدًا قتل کیا گیا اُسکی صالحہ بی بی سے اُسی شب مین زنا کیا گیا
حدود الٰہی سے مخالفت کی گئی نہ قاتلون سے قصاص لیا گیا نہ زانیون
پر حد جاری ہوئی۔

ہرمزان بیگناہ اور دختران ابولولو کا خون اب تک زیر زمین فریاد کر رہا ہے
کس کس کی کیا کیا بات سناؤن کہانتک لکھتا جاؤن جون جون رسولخدا کے
زمانہ کو بعد ہوتا گیا فسق و فجور مین زیادتی ہوتی گئی حضرت علی علیہ السلام
کو اشقیا نے مسجد مین چھپکر زخم لگایا۔ امام حسن علیہ السلام کو ملعونون نے
کچھ پردے کے ساتھ زہر دلوایا امام حسین علیہ السلام کو بڑے اشتہار و
اعلان کے ساتھ علی روس الاشہاد شہید کر دیا پنجتن پاک کا خاتمہ ہو گیا
حدیث جناب سرور کائنات کی بلاشبہ سچی نکلی اس زمانہ کے حال کو دیکھتے ہوئے
پورا یقین ہو گیا اُسوقت کے لوگون کو اگر اہلبیت پیغمبر کے ساتھ عداوت تھی

لوجہ کے ساتھ بعض کوئی اُنکو اپنی سرداری کا مخل جانتا تھا کوئی اُنکے فضائل سے جلتا تھا کوئی اُنکے تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہی دیکھکر حسد کرتا تھا کسی ملعون کا باپ بھائی بیٹا عزیز قریب اُنکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا مگر اس زمانہ کے آدمیون کو دیکھئے کہ کیسے اشد ملعون ہین کہ بے سبب اہلبیت کے دشمن ہین اُن حضرات کا نام لینے سے ملعونون کی آنکھون مین خون اُترتا ہی اُنکے فضائل سے جلے مرتے ہین اب اگر اُن حضرات کے قتل پر دسترس نہین ہی تو اپنے بزرگون کی سنت ادا کرنے کے لئے اُنکے فضائل اور معجزات کو محو کرنا چاہتے ہین بیہودہ اور لغو تاویلات سے اُنکے یادگار کو مٹانا چاہتے ہین لیکن بفضل خدا اُنکا نام تابہ ابد ہمیشہ زندہ رہیگا اور اُنکے دشمن قدیم وجدید گلون مین لعنت اور پھٹکار کا طوق پہن پہنکر اس صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹ گئے جنکا نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی دیوا۔ اب اگر کسی شخص کو اہلشوریٰ اور اہل اجماع کی دیانت داری اور راست بازی کی کیفیت دیکھنا منظور ہو تو میری گذارش کیطرف کان لگائے پہلی گذارش یہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے اپنی بعثت کے زمانہ سے لیکر وفات کی گھڑی تک صدہا بلکہ ہزارہا مرتبہ امت کو مطلع کردیا کہ میرے بعد میرا وصی اور جانشین اور خلیفہ اور تمہارا ولی اور امام اور پیشوا اور سردار علی مرتضیٰ ہی جسکا ثبوت کامل قرآن اور حدیث و کتب سیر اہل سنت سے حاصل ہے اور اُنھین کی اکثر روایات اس حقیر نے انوار الہدیٰ و شمس الضحیٰ اور تاریخ الانبیا اور رسالہ تنبیہ السائل مین بھی نقل کی ہین اور وہ روایات اہل سنت مین یہانتک مشہور و متواتر ہین کہ ازالۃ الخفا اور صواعق محرقہ جیسے کتب مناظرہ و مجادلہ مین بھی مندرج ہین

لیکن تینون خلافتون کے تقرر کے وقت اہل اجماع اور اہل شوری نے دیدہ ودانستہ اُنسے روگردانی کی اور جان بوجھکر آنکھون پر بیخبرتی کے ٹھیکرے رکھ لیئے اب ہم نصوص سے قطع نظر کرکے اُس امر کی بحث کرتے ہین جو ہر ایک اجماع اور شوری نے اور قومی اور دینی پنچائت اور قانونی مجمع کا سب سے بڑا اور اہم فرض ہی اور وہ منصفانہ تحقیقات اور فیصلہ ہی یعنی جبوقت ایک جماعت یا گروہ کے روبرو ایک یہ امر فیصلہ طلب پیش ہوا تھا کہ نبی صلعم کے اصحاب یا اقربا مین کون شخص ہی جسکو اُنکا خلیفہ بنایا جاوے تو اُنکو امور مفصلہ ذیل کی تحقیقات کرنی واجب تھی اول اور مقدم سب سے یہ کہ اُس معزز خاندان مین جسکو خدا تعالی نے اپنی رسالت کے لیئے تمام دنیا کے اقوام اور قبائل سے برگزیدہ کیا ہی کوئی شخص اس قابل ہی کہ اُسکو خلیفہ بنایا جاوے پھر نبی صلعم کے قبیلہ کے سب لوگون پر نظر ڈال کر دیکھتے کہ انمین ایسا کون شخص ہی جسکو نبی صلعم سے زیادہ قربت ہی اور اُن اقربا مین سب سے زیادہ خصوصیت اور محبت رسول خدا صلعم کو کس سے تھی جب اسکی تحقیقات سے فارغ ہوتے تب اُنمین ایسے شخص کو تلاش کرتے کہ جسکو خدا تعالی نے اپنے رسول کی خصلتون مین سے حصہ عطا فرمایا ہی یعنی اُن اقربا مین کون ہی جو مثل پیغمبر خدا صلعم کے معصوم اور گناہ سے پاک وطاہر ہے کیونکہ خلافت پیغمبر دینی پیشوائی ہی اور امام مفترض الطاعت فقط وہ شخص ہوسکتا ہی جسکی عصمت پر خدا یا رسول گواہ ہون اور خدا اور رسول کبھی جائز نہین رکھتے ہین کہ امت پر کسی غیر معصوم کی طاعت فرض کرین اور جبتک امت پر امام کی طاعت فرض نہوہ نتیجہ جو تقرر امامت سے مقصود ہی حاصل نہین ہوسکتا۔

اور امامت ایک فعل عبث ہوجاتا ہی اسلئے امام کا معصوم ہونا ضروری امر ہی۔ پھر یہ دریافت کرتے کہ پیغمبران سابق کے خلفا سب کے سب معجز نما گذرے ہین آیا یہ نبی صلعم کا خلیفہ بھی ایسا ہونا چاہیے یا نہین اور مدعیان خلافت مین سے ایسا کون شخص ہی پھر یہ غور کرتے کہ جملہ رسولان ماسلف کے خلفاء منصوص من اللہ والرسول ہوئی ہین مدعیان خلافت مین بھی کوئی ایسا شخص ہی جسکی خلافت یا ولایت کے بابت خدا اور رسول نے حکم دیا ہو۔ پھر یہ دیکھتے کہ ہماری حضرت کے رسالت کچھ طبقۂ انسانی پر منحصر نہین بلکہ جمیع طبقاتِ عالم پر آپ رسول ہین دیکھین اور طبقات عالم نے بھی کسیکو پیغمبر کا خلیفہ مانا ہے۔ یا نہین اُسکے حال پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ مدعیان خلافت مین اعلم کون شخص ہی کیونکہ ہمیشہ فضیلت علم سے ہی اور امام اور پیشوا ہمیشہ سب سے بڑا عالم ہونا چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ انمین لیاقت الفصال قضایا کی کون رکھتا ہی کسی کو پیغمبر خدا نے یہ فرمایا ہی کہ وہ سب سے زیادہ قضایا فیصل کرنے والا یا میرے دین کا قاضی ہی علی ہذا القیاس اسیطرح سبکی نسبت تحقیقات کرنے کہ سب سے زیادہ شجیع رحیم کریم عادل باذل فاضل زاہد متقی خدا کا محبوب رسول کا یکرنگ دوست کون ہی۔ کبھی شرک وکفر کا تو مرتکب نہین ہوا ہوش سنبھالکر حرام چیزون کا استعمال تو نہین کیا۔ خدا کی دعوت ظاہر ہونے میں ایمان لانے مین سال مہینہ ہفتہ دن کی درنگ تو نہین کی۔ ایمان لانے مین کوئی شخص از قسم ذکور اُسپر سبقت تو نہین لیگیا۔ کیونکہ سنت مرسلین مین سے یہ بھی ہی کہ خلیفہ اُسکا سابق الایمان ہو کبھی نبی صلعم کے ساتھ اپنی جان

جانیکے خوف سے محزون تو نہین ہوا۔ کبھی نبی صلعم پر جان فدا کرنے مین عذر
یا خوف تو نہین کیا۔ کبھی معرکہ جنگ مین رسولخدا کو چھوڑ کر بھاگ تو نہین گیا۔
کبھی پیغمبر خدا صلعم نے اسکو کسی امارت یا سرداری یا امر متعلقہ رسالت سے
معزول تو نہین کیا۔ کبھی رسولخدا صلعم کی عدول حکمی تو نہین کی۔ کبھی رسولخدا
صلعم نے اُسکو کسی دوسرے سردار کا ماتحت تو نہین بنایا۔ جیسے اصحاب
ثلثہ کو اسامہ بن زید کا ماتحت بنایا تھا۔ مرتے دم تک رسول خدا صلعم اُس سے
ناراض تو نہین ہوے یا قریب وفات حضرات شیخین کیطرح قوموا عنی کہکر
اپنے حجرہ سے باہر تو نہین نکلوا دیا ان سب باتون کے بعد تحقیقات کرتے کہ
آیا کوئی شخص ایسا ہی کہ جسکو رسولخدا صلعم نے اپنی وفات کے وقت اپنا وصی
کیا ہی۔ کسکو انگشتری دی کسکو سلاح پوشاک گھوڑے عطا کئے۔ لیکن اہل
اجماع نے کوئی تحقیقات نہین کی۔ نہ خلافت اولی پر شرعی اجماع واقع ہوا۔
بلکہ چند آدمیون نے ناجائز سازش کرکے اجماع ہونے دیا۔ کم سے کم ایک ایک
سربرآوردہ شخص کو ہر قبیلہ عرب سے جمع کرنا تھا پیغمبر خدا کے قبیلہ سے بھی تو کسیکو
شامل کرنا تھا۔ یہ اجماع کیسا کہ بنی ہاشم سے مطلب بنی زہرہ بنی امیہ مین سے
کسیکو بھی خبر نہو گویا عبد مناف کی اولاد کو مشورت مین بھی دخل نہ ہوا۔
دیگر قبائل عرب کو اسوقت تک خبر بھی نہین ہوئی کہ جبتک کہ خالد فوج لیکر
اُنکے سرون پر جا چڑھا۔ اور اُنکو قتل واسیر کرکے خلیفہ صاحب کی خلافت
کا اقرار کرایا۔ اہل اجماع مین فقط تین چار آدمی تھے جو گھرون سے مشورت
کرکے نکلے۔ اول حضرت ابوبکر دویم حضرت عمر سیوم ابوعبیدہ بن جراح

وسلم اور جمع ہوئے انصار کے سقیفہ مین جہان سعد بن عبادہ کے یار دوست سعد کی حکومت جمانے کی فکر رہے تھے گویا دو گروہ درمیان خلافت جمع ہوئے نہ کہ اہل الرائے - اجماع اور شوریٰ کیا ہوا کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہمارا اور ایک مہاجرین کا - مہاجرین بولے کہ سردار تو نبی صلعم کی قوم کا ہونا چاہیے چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا - کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو - حضرت عمر بولے تم مجھسے افضل ہو وہ بولے تم مجھسے قوی ہو - اسی عرصہ مین سعد بن عبادہ کے دشمن انصاری چند شخص آگئے از انجملہ بشیر انصاری بوجہ عداوت اپنے ابن عم سعد کے حامی پر سے مہاجرین کا ہوا - اور بولا کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہے کہ امام قریش مین ہونگے اسپر حضرت ابوبکر نے اپنے دونون ہمراہیان یعنے عمر ابن خطاب اور ابو عبیدہ کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ اب درست کر دیہی خوب موقع ہی بس اشارہ کے ہوتے ہی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ہاتھ لاؤ ہم بیعت کرتے ہین حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا حضرت عمر و عبیدہ اور بشیر انصاری نے بیعت کی - اور وہانسے اپنے گھر چلے آئے فقط اسی کارروائی کا نام اجماع رکھا ہی حضرت علی اور بنی ہاشم اور دیگر اصحاب باصفا آنحضرت صلعم کے وفات کی مصیبت مین مبتلا اور تجہیز و تکفین مین مشغول تھے اُدھر حضرت عمر وغیرہ نے مشہور کر دیا کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہو گئی اور لوگون کو فرداً فرداً بباعث بالمعیت و مصاحبت یا بذریعہ رشوت و طمع بولا بولا کر بیعت لینی شروع کر دی اور اور جبتک حضرت کے اقربا اور اصحاب خاص نے تجہیز و تکفین سے فرصت پائی - ہزار ہا آدمی سے بیعت لیلی - اسی ضمن مین امام حسین علیہ السلام کے

شہادت کا پروانہ بھی خلفا صاحبان نے جاری کر دیا۔ یعنی ابو سفیان اس بیعت کا مخالف ہوا۔ تو اُسکو حکومت شام کا پروانہ لکھدیا۔ کہ جسکے ذریعہ سے اول یزید پھر معاویہ ابناء ابو سفیان حاکم شام ہوئے اور اُنکے ہاتھ سے جو جو ظلم وستم خاندان رسالت پر گذرا وہ محتاج بیان نہین۔ پس ہی کوئی اہل الرائے کسی قوم اور ملت کا کہ اس کارروائی کو اجماع جائز یا سچی پنچایت کہدے کتب صحیحہ اہلسنت سے یہ بھی پایا جاتا ہی کہ اصحاب اجماع بعد بیعت کر لینے کے حضرت ابو بکر کی خلافت سے پشیمان ہوئے اور حضرت علی کی حق تلفی سے متاسف ہوئے لیکن بوجہ ہو جانے بیعت کے خاموش ہو گئے = اور نیز خود حضرت ابو بکر نے چند بار وعدہ حتمی اپنی بیعت کے خلع کا کیا۔ مگر حضرت عمر کی فہمائش سے ایفائے وعدہ نکیا۔ اور حضرت عمر نے یہانتک دباؤ ڈالا۔ کہ حضرت ابو بکر نے اپنے بعد اجماع یا شوریٰ کی نوبت ہی نہ ہونے دی اور جو حضرت اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ای عمر تو اسلیئے بیعت ابو بکر مین آج کوشش کر رہا ہی کہ وہ کل کو تیری خلافت کیلیے کوشش کرے پوری ہوئی اور باوجود اس بات کے کہ خلفاء مذکور خود قائل ہین کہ استخلاف خلاف سنت پیغمبر خدا صلعم کے ہی حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو بحین حیات خود اپنا خلیفہ مقرر کر دیا حضرت عمر اپنے زمانہ خلافت مین بیعت خلافت ابو بکر کو ایسی ناجائز اور مذموم قرار دیچکے ہین کہ اگر آیندہ اس طور سے کسی شخص کو خلیفہ مقرر کیا جاوے تو وہ خلیفہ اور اسکی بیعت کرنے والے واجب القتل ہین۔ وہ صاف فرماتے ہین۔ کان بیعۃ ابو بکر فلتۃ اور فلتۃ کے معنی امر ناگہانی

اور خلاف توقع خلافت قیاس کے ہیں۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ بیعت ابوبکر کی ایک
امر ناگہانی اور خلاف توقع تھی۔ قیاس میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ابوبکر
خلیفہ ہو سکینگے۔ مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا۔ اور ہماری تدابیر سے کام بن
گیا۔ پس اگر آیندہ پھر کوئی اسطرح پر بیعت کرے وہ قتل کر دیا جاوے حضرت
عمر نے اپنے انتقال کے وقت بھی اسیطرح حق کو اپنے مرکز پر پہونچنے سے روک
دیا اگر وہ چاہتے تو آخر وقت میں ہی سرخرو ہونے کے لئے حضرت علی کو خلافت
سپرد کر دیتے لیکن اُنھوں نے بجائے اسکے خلافت کو ایسے اشکال میں ڈالدیا
کہ اگر حضرت علی صبر و تحمل کو کام میں نہ لاتے تو ہزار ہا تن بیسر ہو جاتے۔
اُنھوں نے خلاف سنت پیغمبر اور خلاف طریقہ اپنے مربی خلیفہ اول کے ایک
نئی رسم بدعت شوریٰ نکالی۔ کہ حقیقت میں وہ در پردہ تدبیر قتل حضرت امیر
علیہ السلام کی تھی۔ طرفہ یہ ہی کہ ستر مقام پر حضرت عمر نے اس امر کو قبول کیا ہی
کہ اگر ابوالحسن نہوتے تو عمر مارا گیا تھا۔ اور یہ کہ خداوندا اُس مشکل سے مجھے بچانا
جسکے مشکلکشا علی مرتضیٰ میرے پاس نہوں مگر وفات کیوقت ایسی تدبیر کانی
کہ حضرت علی قتل ہو جاوین۔ وہ یہ ہی کہ اپنے مرتے وقت کسیکو خلافت پر
نامزد نکیا۔ نہ طریقہ بیعت و اجماع کی اجازت دی۔ بلکہ خلافت کو چھ شخصون
پر منحصر کر کے فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کر دی وہ چھ آدمی کون کون تھے اول
حضرت علی دوم حضرت عثمان سیوم عبد الرحمن بن عوف چہارم سعد بن
ابی وقاص پنجم طلحہ بن عبد اللہ ششم زبیر ابن العوام۔ چونکہ چھ آدمیون میں
گمان ہو سکتا ہی کہ دونون سمت تعداد رائے کی مساوی ہو جاوے اور

فیصلہ ہونا دشوار ہوا اسلیئے ابن عوف کو سر ترجیح قرار دیا کہ جس طرف عبد الرحمن
شامل ہو اُن تین شخصون کی رائے پر عمل ہو۔ اور فریق ثانی مین اگر تین آدمی
کسی ایک کی خلافت پر متفق ہوئے ہون تو اُنکا مقرر کیا ہوا خلیفہ اُسیوقت
مجلس شوریٰ مین قتل کیا جاوے یا اگر وہ عبد الرحمن کے مقرر کیئے ہوی خلیفہ
سے بیعت کرلے تو قتل سے باز رکھا جاوے۔ مروی ہی کہ بعد اس قرارداد کے
جناب علی مرتضیٰ نے اپنے چچا عباس سے یہ بات فرمائی کہ عمر کی تدبیر پر کچھ
خیال کیا۔ کہ اُسنے فقط میری محرومی کے لیئے یہ سب کارسازی کی ہی۔ کیونکہ
وہ جانتا تھا کہ عبد الرحمن برادر اخوت داماد عثمان کا ہے اور سعد ابن عم عبد الرحمن
کا ہی یہ تین شخص تو بلا شک وشبہ ایک طرف ہی ہونگے نہایت درجہ یہ ہی کہ
کہ زبیر بن العوام میری طرف ہو لیکن اُن تین آدمیون مین کسے طرح تفریق
اور جدائی نہین ہوسکتی۔ پس وہ جانتا تھا کہ ابن عوف میری مخالفت کریگا
یا تو مین اُسکے مقرر کیئے ہوئے خلیفہ سے بیعت کرون یا اُسی مجلس مین
قتل کیا جاؤن یہ کیفیت تو تقرر شوریٰ کی ہی اب کارروائی اہل شوریٰ پر نظر
کیجائے کہ فی الواقع وہ ہی واقع ہوئی جسکو جناب امیر علیہ السلام نے فرمادیا
تھا۔ کہ ادھر تو فقط زبیر نے اپنے امر کو متعلق علی مرتضیٰ سے کردیا۔ اور باقی
چار شخصون نے ابن عوف کو مختار کردیا اور خلافت دو شخصون کے درمیان
مین دائر ہوئی۔ حضرت علی اور عثمان۔
سب لوگ اس امر کے متوقع تھے کہ ابن عوف بے ایمانی نکریگا اور حضرت
علی کو خلیفہ کریگا اور ابن عوف بھی اپنے دل مین ہمیشہ ہی یہ ٹھان تھا کہ اگر عثمانکو

بوجہ قرابت قریبہ خلیفہ کرون تو دنیا مین کیا منھ دکھاؤن سب کہینگے کہ افضل
اور لائق شخص کو چھوڑ کر ایک غیر مستحق اور ناقابل خلافت کو خلیفہ کردیا اور
شاید یہ خیال بھی ہو کہ اس ناانصافی کو روا رکھ کر خدا اور رسول کو کیا منھ
دکھاؤنگا۔ اور اگر حضرت علی کو خلیفہ کرتا ہون تو خسر صاحب کسی طرح
نہین مانتے تب ابن عوف نے عمرو عاص وغیرہ چالاک آدمیون سے شورہ
کیا۔ اُنھون نے یہ رائے دی کہ اول حضرت علی سے ایسی باتین کرو کہ اُنکو
یہ اُمید واثق ہوجاوے کہ ابن عوف مجھے ہی خلیفہ کریگا۔ اور مجلس شوریٰ
مین بھی اول اُنھین سے گفتگو کرو۔ اور یہ کہو کہ مین اسوقت تمسے اس شرط
پر بیعت کرتا ہون کہ سیرت شیخین پر عمل کرتے رہو۔ اور یقین ہے کہ وہ ہرگز
اس امر کو قبول نکرینگے اُسوقت تمکو بہت اچھا حیلہ ہاتھ آئیگا حضرت عثمان سے
یہی بات کہنا اُسوقت عثمان بلا کسی حجت و تکرار کے اس شرط کو قبول کرلینگے
یہ بات ابن عوف کی بھی سمجھ مین آگئی اور اسیطرح اُسنے عمل کرکے حضرت
علی کو محروم کیا اور عثمان کو خلیفہ کردیا۔
مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ تھوڑے ہی دنون کے بعد اہل شوریٰ کو ایسا پشیمان
ہونا پڑا کہ بالاخر نوبت قتل خلیفہ صاحب کی پہونچی۔ اور خلیفہ صاحب نے بھی وہ
شرط عمل بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت شیخین ایسی نباہی کہ اہل
شوریٰ کو مجالس اہل ایمان مین منھ دکھانے کی جگہ نہ رہی سب سے پہلا حکم بخلافت
کتاب اللہ و سنت رسول اللہ یہ تھا کہ حضرت عمر کی صاحبزادی عبد اللہ نے
چار شخصون کو بیگناہ قتل کر ڈالا۔ ہرمزان و جفینہ و دختران ابو لولو۔

یہ مقدمہ خلیفہ صاحب کے روبرو پیش ہوا۔ اور اللہ کے دین کے قاضی نے فتوی قصاص کا دیا مگر خلیفہ صاحب نے ملزم کو چھوڑ دیا اور بیگناہون کی دیت بیت المال سے دلائی۔ اس فیصلہ مین تین فضائل حاصل ہوئے اول مخالفت حکم خدا و رسول دوم اسراف مال سیوم اتلاف حق مسلمین دوسرا قضیہ ثعلبہ ممنوع الزکوۃ کا ہی کہ خدا نے حکم دیا کہ اس ملعون سے زکوۃ نہ لی جاوے اور پیغمبر خدا اور شیخین نے اُسی پر عمل کیا۔ لیکن آپنے اُسکی منت خوشامد یا کچھ صرف کرنے پر زکوۃ اُس سے لیلی۔ تیسرا قضیہ حکم اور مروان کا ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُسکو دین نکالا دیا اور شیخین نے باوجود سعی اور کوشش ان لوگون کے دور تر نکلوا دیا مگر حضرت عثمان نے اُنکو اپنے پاس بُلا لیا۔ مروان سے اپنی دختر کی شادی کی۔ اور تمام مسلمانون اور غازیون کے گلوتراشی کر کے تمام خمس غنیمت ملک افریقیہ اُسکو عطا کیا۔ اور پھر ایک لاکھ دینار عطا کئے۔ بازار مدینہ کے خراج اور اراضیات زرعی کا عشر مروان کو معاف کیا اور یہ حکم جاری ہوا کہ جبتک مال تجارت مروان کا فروخت نہو جایا کرے۔ کوئی شخص اپنا مال فروخت نکرنے پاوے اور سوائے جہازات و تجارتی عثمان و مروان کے اور کسیکا جہاز بحرین کی آمد و رفت نکرے۔ بیت المال کا لاکھون روپیہ باغات و زراعات کے خریدنے اور مکانات کے بنانے مین صرف کیا۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ ابو موسی اشعری بہت بیش بہا زیورات طلا و نقرہ کسی جنگ سے لائے اور حضرت عثمان نے وہ سب زیور اپنے زوجات اور دختران کو تقسیم کر دیا۔ بڑی بڑی حکومتون سے اجلہ و اکابر

صحابہ کو موقوف کرکے اپنے فاسق و فاجر بھائی بندون کو مقرر کیا جہانتک ہوسکا مخالفت رسولخدا کی کری جن مواقع پر رسولخدا و شیخین نے نماز مین قصر کیا وہان آپ اتمام کرتے تھے صحابۂ ابرار مثل ابوذر غفاری کو حکم مروان کی عوض جلاوطن کیا۔ ابن مسعود کا نہایت ہتک عزت کیا حضرت عمار یاسر کے توہین کی یہانتک کہ عبدالرحمن ابن عوف پر بھی ہاتھ صاف کیا اگرچہ دیگر صحابہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ہمکو رنج ہوا۔ لیکن عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے البتہ نہایت درجہ طبیعت خوش ہوئی کہ انھون نے اپنی سعی مشکور کا خوب ہی انعام پایا۔ واقعی ایسے منصف مزاج کو جو کچھ انعام دیا جاوے وہ تھوڑا ہی صواعق محرقہ مین مروی ہی کہ لوگون نے عبدالرحمن ابن عوف کو بہت کچھ ملامت کی کہ تونے حضرت علی کو چھوڑکر عثمان کو کیون خلیفہ کیا تو اُسنے اُسوقت اپنی حیلہ گری اور ناانصافی کے پوشیدہ رہنے کے لیے لوگون سے اپنی بے قصوری اسطرح جتلائے کہ اسمین میرا کیا قصور ہی مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی کہا تھا کہ مین تم سے بیعت کرتا ہون بشرطیکہ کتاب اللہ و سنت رسولہ و سیرت شیخین پر عمل کرو تو انھون نے یہ کہا کہ بقدر استطاعت اور حتی المقدور ایسا کرونگا۔ مگر عثمان نے صاف اقرار کرلیا۔ اب اگر کوئی منصف مزاج اس زمانہ مین بھی موجود ہو تو اپنے دل مین غور کرے کہ جواب حضرت علی کا معقول تھا یا حضرت عثمان کا اور عقلمند کو کسکے جواب سے ایفاء وعدہ کی توقع ہوسکتی ہی اور کسکے جواب سے دفع الوقتی اور مطلب براری پائی جاتی ہے پس اگر عبدالرحمن بن عوف عقلمند تھے تو ظاہر ہی کہ

دیدہ و دانستہ اُنھون نے یہ حیلہ واسطے محرومی حضرت علی کے نکالا تھا اور اگر سادہ لوح اور کم عقل تھے تو وائے بر عقل اُس قوم کے جسنے ایسے بیوقوف کو ترجیح کرکے اسلام مین طرح طرحکے رخنہ اندازی کی۔ الضاف اسکا منصف مزاج ناظرین کے ہاتھ ہی۔ حدیث ابن عوف صاحب صواعق نے مسند امام احمد بن حنبل سے نقل کی ہی جسکو ہم لکھ چکے ہین جسکو تصدیق منظور ہو صفحہ ۶۴ مطبوعہ مصر سے کرلے۔ قصہ کوتاہ چھہ برس تک تو حضرت عثمان نے ایسی ہی خلافت کی کہ جسکے اکثر حالات ہم لکھ چکے ہین لیکن چھہ سال آخری ایسے گذرے کہ تمام اکابر صحابہ الامان پکار اُٹھے اور اکثرون نے تکفیر کی فتوے دیدیے اکثرون نے واجب العزل قرار دیا بی بی عائشہ نے کھلم کھلا اُنکے واجب القتل ہونیکا فتوی دیدیا اور بھائی صاحب نے تعمیل بھی کردی اجلہ اصحاب نے خلیفہ صاحب کا نام لینا چھوڑدیا بوجہ مشابہت ریش درازی کے نعثل یہودی کے نام سے انکو پکارنے لگے چنانچہ بی بی عائشہ کا قول انکے حق مین یہی تھا۔ اقتلوا نعثلا یعنی اس نعثل یہودی کو قتل کردو۔ بروقت مجلس شوری افسوس یہ ہی کہ الضاف دنیا سے بالکل سفر کرچکا تھا۔ وہ لوگ فضائل علی مرتضی سے بیخبر نہ تھے خوب جانتے تھے کہ حضرت علی افضل الناس بعد پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور اس بات سے بھی خوب آگاہ تھے کہ حضرت عثمان مین کوئی ایک بھی فضیلت ایسی نہین ہی کہ جس سے اُنکو مستحق خلافت سمجھا جاوے علم دین اور فقہ مین یہ شیخین کے برابر بھی نہ تھے زمانہ شیخین مین تحقیقات دینی اور تفتیش مذہبی تو کسی قدر تھی گو یہ بات

تسلیم کیگئی ہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر استنباط مسائل شرعیہ سے عاجز اور علم قضا یا اجتہاد سے ناواقف تھے لیکن وہ اوروں سے دریافت تو کر لیتے تھے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہی کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوے تو ایک عورت اُنکے پاس آئی اور اپنے پوتے یعنی پسر کے پسر کے ترکہ کا دعوے کیا۔ حضرت ابوبکر اس بات سے محض ناواقف تھے کہ دادی کا حصہ شرعاً ہوتا ہی یا نہین اگر ہوتا ہی تو کسقدر چنانچہ صواعق محرقہ مین ہی۔ اخرج اصحاب السنن الاربعه ومالك عن قبيصه قال جاءت الجدة الى ابى بكر الصديق تسأله ميراثها فقال مالك فى كتاب الله وما علمت لك فى سنته نبى الله صلعم شيأً فارجعى حتى اسال الناس فقال المغيرة بن شعبه حضرت رسول الله صلعم اعطاها السدس فقال ابوبكر هل معك غيرك فقام محمد بن مسلمه فقال مثل ما قال المغيرة فانفذه لها ابوبكر۔ یعنی اصحاب سنن اربعہ اور امام مالک قبیصہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک دادی ابوبکر کے پاس پوتے کی میراث لینے کو آئی تو ابوبکر نے اُس سے کہا کہ قرآن مین تیرے لئے کچھ نہین لکھا ہی اور طریقہ سنت رسول خدا کا مجھے معلوم نہین ہے اب تو تو اپنے گھر چلی جا مین لوگون سے اس بات کو پوچھونگا پس پوچھا لوگون سے ابوبکر نے۔ تو مغیرہ بن شعبہ بولا۔ کہ رسول خدا صلعم نے سدس حصہ دلایا ہی ابوبکر بولے اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہی اسپر محمد بن مسلمہ کھڑا ہوا۔ اور بولا وہی بات جو مغیرہ نے کہی تھی۔ پس ابوبکر نے اُسکا فیصلہ کردیا

طرفہ یہ ہی کہ اسی صواعق مین بذکر حضرت عثمان اس مغیرہ بن شعبہ کی نسبت لکھا ہے۔ انہ کان مرتشیا یعنی مغیرہ بن شعبہ رشوت خوار تھا۔ ایسا ہی حضرت عمر کے حالات سے ظاہر ہوا ہی کہ وہ حضرت علی اور ابن مسعود وغیرہ کو پوچھکر شرعی معاملات فیصل کیا کرتے تھے۔ اور بارہا ایسا اتفاق ہوا ہی کہ حضرت عمر نے خلاف شرع حکم دیدیا اور حضرت علی کو خبر ہو گئی۔ اور آپنے روک دیا۔ تو حضرت عمر شکریہ ادا کرتے اور اکثر یہ لفظ زبان پر لاتے۔ لولا علی لھلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا۔ اور اکثر یہ لفظ فرماتے کہ ای بار خدا ایسی وقت سختی اور مصیبت مجیر نہ ڈالنا کہ علی مجسکے رفع کرنے والے میرے پاس نہون۔ چنانچہ مقدمہ قصاص مجنون اور رجم حاملہ کتب سیر مین مشہور و معروف ہین لیکن حضرت عثمان نے اپنے وقت مین شرع کی کچھ پرواہ نہین رکھی بلکہ ایک مرتبہ ایسا ہی مقدمہ حضرت عثمان کے روبرو پیش ہوا اور اُنھون نے ایک حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیا۔ اور جب حضرت علی کو اسکی خبر ہوئی تو حضرت عثمان کو تنبیہ کیا اور حکم ناجائز دینے سے روکا مگر افسوس ہی کہ خلیفہ صاحب کا آدمی رجمگاہ پر منع کرنے کو اُسوقت پونہچا کہ لوگ اُس دو جی والی عورت کو رجم کر چکے تھے۔ صاحب تاریخ الخلفاء بھی لکھتے ہین کہ حضرت عثمان کی خلافت کے آخری چھہ سال بڑے سخت بدانتظامی مین گذرے تمام کتب سیر و احادیث اہلسنت مین درج ہی اور نیز صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء سیوطی مین درج ہی کہ بعد از شوری حضرت علی مرتضی نے ایک سو گنی

اپنے ایسے فضائل لوگون سے گنوائے - کہ اُن مین سے ایک کے مثل بھی کبھی
دوسرے شخص کو امت محمدی مین حاصل نہین ہوئے ہر ایک فضیلت پر
حضار سے شہادت طلب کرتے تھے اور سب لوگ آپکے فضائل کی تصدیق
کرتے جاتے تھے اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ تمنے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور مین
اُس سے افضل اور اولیٰ تر مستحق خلافت تھا مگر اسلیئے خاموش رہا کہ تم
لوگ مرتد ہوکر کافر ہو جاؤ گے پھر عمر کو خلیفہ کیا - حالانکہ مین اُس سے بھی
افضل اور اولیٰ تر تھا مگر اُسی خوف سے خاموش ہو رہا کیا اب تم عثمان کو
بھی مجپر ترجیح دیتے ہو خدا سے ڈرو کیا کبھی خدا کو منہ نہ دکھاؤ گے اجلہ و
ابرار صحابہ ابن عوف کی ناانصافی دیکھ دیکھکر خون کے سے گھونٹ پی رہے
تھے - لیکن ابن عوف نے خسر کی رعایت مین ایسا پتھر کا کلیجہ بنا لیا تھا
کہ کسی بات نے اُسکے سخت دلی پر اثر نکیا - اگرچہ ابن عوف حضرت عثمان کے
سازی خلافت کے زمانہ تک زندہ نہین رہا - لیکن یہانتک نوبت ضرر
پہونچ گئی تھی کہ اس ناانصافی کے سبب سے محافل اور مجالس مومنین
مین شرم وندامت کے سبب جانا آنا موقوف کر دیا اور جبکہ خود اُنکو ہی خلیفہ
صاحب نے انعام دیا تب اُنکی معزولی کا فتوی دینے لگے والحمد للہ علی
ذلک فضائل حضرت عثمان کی یہ کیفیت ہے کہ بروز محاصرہ آپنے اپنے
فضائل لوگون کے روبرو بیان کئے مگر وہ جملہ فضائل شمار مین فقط دو
عدد نکلے - ایک یہ کہ مین نے بحکم رسولخدا صلعم جیش عسرت کی تجہیز کی -
دوسرے یہ کہ مین نے ایک چاہ تعمیر کرایا جسکا نام بیر رومہ ہے اور بحکم شک

نہیں کہ اگر غیر مسلم بھی کوئی فیض کا کام کرے تو ثواب پائے۔

تیسری فضیلت متاخرین اہل اسلام نے جمع قرآن کی اُنسے منسوب کردی ہی مگر اُسوقت کی لوگون کو انکی مداخلت قرآنمجید مین پسند نہین آئی۔ قرآن تو حضرت ابوبکر کے ہی زمانہ مین زید بن ثابت نے جمع کردیا تھا جیسا کہ روایت انس سے درجہ مشکوۃ شریف سے ظاہر ہوا ترتیب موجودہ جو بڑی فضیلت شمار کی جاتی ہی اُسمین حضرت عثمان نے اپنی ذات سے کچھ نہین کیا بجز اسکے کہ زید بن ثابت کے ساتھ عبداللہ ابن زبیر کو شامل کرکے حکم لکھنے قرآن کا دیا اور تمام ممالک سے قرآن طلب کرکے جلوا دیے اور زید و عبداللہ کا لکھا ہوا قرآن جاری کردیا اُسوقت کے اکابرین نے حضرت عثمان کے اس فعل کو مستحسن نہین سمجھا بلکہ بہت ہی زبون خیال کیا گیا تھا حتی کہ بی بی عائشہ نے اُس زمانہ مین لوگون کو انکے قتل کرڈالنے کی نسبت کچھ ترغیب دی۔ ان حالات سے پایا جاتا ہی کہ شوری انصافانہ نہین ہوا۔ مگر وجود شوری البتہ اس امر پر صاف دلالت کرتا ہی کہ اصحاب ثلثہ مین سے کسی کے لئے حکم خلافت صادر نہین ہوا کیونکہ اگر اہلسنت کا یہ قول صحیح ہوتا کہ حضرت رسولخدا نے درجہ بدرجہ اصحاب ثلثہ کے نام لیکر اظہار اُنکی خلافت کا کردیا تھا۔ تو حضرت عمر بھی ضرور اُس حدیث سے واقف ہوتے اور کبھی برخلاف حدیث نبوی تیسری خلافت کے لئے چھہ آدمیون کو نامزد نہ کرتے کیونکہ جب خلافت نامبنام منصوص تھی تو سعد اور طلحہ و زبیر و عبدالرحمن کیون خلافت کے امیدوار کئے گئے۔

اور طرفہ یہ ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک کچھ ان چھہ آدمیون پر ہی انحصار خلافت سیوم نہ تھا۔ بلکہ روضتہ الاحباب سے پایا جاتا ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک ان چھہ آدمیون کے علاوہ دو اور شخص انسے زیادہ مستحق تھے مگر تقدیر سے اُنکی موت آچکی تھی اگر وہ زندہ ہوتے تو انمین سے ایک خلیفہ سیوم مقرر کردیا جاتا اور خلافت چہارم کے لئے دوسرا نامزد ہوتا۔ جو لوگ فن سیر سے آگاہ ہین اور بیعت سقیفہ کے حالات سے ماہر ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ وہ دو شخص کون تھے۔ اُنمین سے ایک تو ابو عبیدہ بن جراح تھے دوسرے سالم مولی ابو حذیفہ۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین اپنے سامنے کسکو خلیفہ کرجاؤن اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو اُنکو مین خلیفہ کرجاتا۔ یا اُنکے بعد سالم بھی زندہ ہوتے اُنکو اپنا خلیفہ بناتا اب مین کیون ناحق اپنے سر پر بار خلافت لون۔ حضرت عمر کے آخری زمانہ حیات مین اس فقرہ سے وہ پورا ناراز سربستہ سقیفہ بنی ساعدہ کا ظاہر ہوا۔ پس کچھ شک نہین کہ اُسوقت باہم ان چار شخصون کے ہی قرارداد ہوا تھا۔ کہ اول ابو بکر خلیفہ ہون اُنکے بعد اگر عمر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون حضرت عمر کے بعد ابو عبیدہ اگر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون اُنکے بعد سالم خلیفہ ہون۔ مگر یہ قدرت خدا کی ہی چار یار دن مین سے دو یار دوسرے خلیفہ کے ہی زمانہ مین مرگئے۔ ہم آجتک یہی سمجھ رہے تھے کہ ابو عبیدہ سے شرکت و اعانت یوم سقیفہ کا بدل و عوض فقط یہ سالاری ٹھہرا ہوگا جو اُنکو مل چکا اور سالم مولا ابو حذیفہ کی نسبت یہ گمان تھا کہ وہ کیسے غلام تھے

کسی دباؤ یا تھوڑی سی طمع پر وہ انکے شامل ہو گئے ہوں کیونکہ یہ امر تو تحقیق ہو چکا ہی کہ سوم سقیفہ فقط یہ ہی کہ دو شخص ہمراہ تیسرین رفیق و ہم مشورہ بن کر گھر سے نکلے تھے اسلئے کوئی شک نہین کہ یہ چار دن شخص باہم ایکدوسرے خلافت کی بابت قسم و عہد کئے ہوئے تھے بعد مین جو شخص انکے شامل حال ہوئے وہ دیگر سلوک و مراعات کے موعود تھے۔ مجھے سخت تعجب اس بات کا ہوتا تھا کہ حضرت ابو بکر نے اپنی حیات مین ہی کیون حضرت عمر کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت عمر نے کیون اس سنت خلیفۂ اول کو ترک کیا یہ بات اب کھلی کہ ایک دوسرے کا استخلاف بربنائے عہد و میثاق باہمی کے تھا حضرت عمر کے بعد وہ دونون شخص زندہ نہ تھے اسلئے حضرت عمر نے اپنی حین حیات کسکو اپنا جانشین نہ کیا۔ دیکھئے روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۲۴۳ قرد اینکہ چون ازوی طلب تعین خلیفہ نمودند گفت اگر عبیدہ در سلک احیاء منتظم بود خلافت ابوی تفویض می نمودم و اگر حق تعالی از من سوال میکردی کہ بچہ تخصیص او بخلافت چہ بود گویم از رسول تو صلعم شنیدہ بودم کہ می فرمود انہ امین ھذہ الامۃ۔ و اگر سالم مولائے ابو حذیفہ در قید حیات بودی وی را خلیفہ می گردانیدم و اگر پروردگار من ازان سوال کردی در عتبہ احدیت معروض میساختم کہ از پیغمبر صلعم شنودم کہ ان سالما لشدید الحب فی اللہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے نزدیک حضرت علی تو کسیطرح لائق خلافت ہی نہ تھے حالانکہ حضرت علی کی نسبت رسولخدا کا ارشاد ہے

انت صفی وامینی اور نیز انہ محب اللہ رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔ کن انی خصائص النسائی اور ان چھ شخصوں مین سے بھی۔

اگر سفارش کی ہے تو سعد بن ابی وقاص کی کی ہے۔ چنانچہ روضۃ الاحباب کے صفحہ ۲۱ مین ہے در روایتے آنکہ گفت کہ اگر سعد را خلیفہ گردانید او اہل ومحل آنست الی آخرہ۔ سعد کے بعد سفارش اپنے پسر کی فرمائی باین عبارت روضۃ الاحباب۔ اگر بحکم عبد اللہ بن عمر راضی شوید دیرا حکم کنید و الاطرفی کہ عبد الرحمن ابن عوف درآن بود مرجح ومتبوع سازید مخالف را مقتول گردانید۔ اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ حضرت عمر اپنے دلمین حضرت علی سے بہتر اور افضل اور مستحق تر خلافت کا کسی دوسرے کو جانتے تھے محض غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرت علی کو جمیع صحابہ سے افضل اور اعلم اور اشجع اور اقضا۔ اور لائق منصب خلافت جانتے تھے اور حضرت ابو بکر بھی ایسا ہی سمجھتے تھے لیکن یہ بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے خلافت اپنے مرکز پر قرار پاوے۔ حضرت ابو بکر تو اپنے عہد ومیثاق سے لاچار تھے کہ جن لوگون نے غایت سعی وکوشش سے انکو خلیفہ بنایا اور یہ انسے عہد کر چکے تھے کہ اپنے بعد تم مین سے جانشین کرونگا اسی لئے چند بار حضرت علی سے وعدہ خلع بیعت خود کرکے اسکا ایفا نکر سکے۔ اور حضرت عمر باوجود فوت ہوجانے معاہد لہم کے بھی جو درپے اس امر کے رہے کہ خلافت کی نوبت حضرت علی تک نہ پہونچے اسمین ایک بڑا راز مستتر تھا یعنی وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت علی کے خلیفہ

ہوتے ہی ہماری قلعی اُکھڑ جاویگی اور ہماری طرف سے مومنین کا عقیدہ مطابق ہمارے اصلی حالات کے ہو جائیگا اور جو جو امور شیعیان علی ہماری نسبت تخلیہ مین کہتے ہین وہ برسر منبر کیے جاوینگے اگر کوئی غیر شخص خلیفہ ہوگا تو ہم بدستور سبکے پیشوا بنے رہینگے اور ہماری عیوب ظاہر نہونگے - لیکن یہ سمجھے کہ تو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر ہوگا حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت اور خصوصًا بوقت قرب وفات بہت ہی تدابیر اور انتظام اس امر کا کیا کہ حضرت علی تک نوبت خلافت نہ پہونچی اُن تدابیر مین سے بعضی خفیہ ہین اور بعضی علانیہ - انمین سے بعض کا مذکور ہم پیشتر کر چکے ہین - اول وہ خطبہ جو صحیح بخاری مین مرقوم ہے کہ حضرت عمر نے خطبہ مین فرمایا کہ مین ایسا سنتا ہون کہ بعضے لوگ یہ مشورہ کرتے ہین کہ اگر عمر مر جاوے تو فلان شخص کو ہم خلیفہ بناوینگے جسطرح لوگون نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا مگر واضح رہے کہ خلافت اور بیعت ابوبکر کی ایک امر ناگہانی اور اچانک غیر متوقع تھا خدا نے اُسکے شر کو دور کر دیا اب اگر کوئی اس طرح کسیکو خلیفہ کرنا چاہے وہ قتل کر دیا جاوے جو لوگ کچھ بھی عقل رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ امت محمدی مین وہ کون شخص تھا جو برخلاف خلفا کے خلافت کو اپنا حق سمجھتا تھا بیشک سوائے علی مرتضی کے اور کوئی شخص دعویدار اس بات کا نہ تھا اور نہ مسلمانون مین کوئی شخص ایسا تھا کہ وہ برخلاف خلفا کے حضرت علی کے سوا اور کسی شخص کی خلافت کا امیدوار ہو پس مفہوم اس خطبہ کا فقط یہ تھا کہ جو حضرت علی کے ہواخواہ مشوری کرتے ہین کہ ہم بھی عمر کے مرنے کے بعد حضرت علی کو خلیفہ کر دینگے یہ لوگ واجب القتل

ہین انکو مع حضرت علی کے قتل کردیا جاوے۔ اب وفات کے وقت جو خلافت کو چھہ شخصون مین دائر کرکے محل نزاع بنایا یہ بھی واسطے محرومی حضرت علی مرتضیٰ کے تھا اور جن جن لوگون سے خلافت کو نامزد گرکے سودا رخام طمع خلافت کا اُنکے دماغون مین پکایا اس سے پیشتر یہ لوگ کبھی متمنی خلافت کے نہین ہوئے تھے نہ اپنی آپکو قابل خلافت جانتے تھے نہ اور لوگ انکو خلافت کے لائق سمجھتے تھے چنانچہ خود حضرت عمر فرماتے ہین۔ بقول صاحب روضۃ الاحباب۔ روایتے آنکہ گفت گمان من آنست کہ والی مسلمانان نشود مگر یکی ازین دو مرد عثمان یا علی۔ پھر اہل انصاف فرمائین کہ چھہ آدمیو کا شورے کرنا کس غرض سے تھا۔ وجہ اس گمان کی کہ خلیفہ ان دو شخصون مین سے ایک ہوگا یہ ہی کہ حضرت علی کی نسبت تو جانتے ہی تھے کہ شروع سے دعویدار خلافت ہین اور مومن دیندار لوگ اُنکو امام برحق جانتے ہین اور حضرت عثمان کی شاخ خوبی انکی ہی نکالی ہوئی تھی کہ انکی نسبت یہ سمجھی ہوئی تھے کہ آدمی مالدار اور قبیلہ والے ہین اکثر لوگ طرفدار اُنکے بھی ہوجاوینگے۔ اب حضرت عمر نے تدبیر شوری اسی لئے نکالی کہ حضرت علی کو محروم کرین۔ چار شخص جو حضرت علی اور عثمان سے علاوہ نامزد کئے اُنکی نسبت یہ خوب جانتے تھے کہ یہ سب عثمان کے طرفدار ہین غایت یہ ہی کہ زبیر حضرت علی کے ساتھ ہوا اسلئے یہ قرار دیا کہ کثرت رائے سے حکم دیا جائے پھر طلحہ کیطرف سے کچھ شبہ گذرا کہ ایسا نہو کہ وہ زبیر کے ساتھ ہو جاوے اور حضرت علی بھی فریق ثانی کے برابر تعداد مین ہوجاوین تب عبدالرحمٰن کی رائے کو ترجیح دیدی کیونکہ وہ رشتہ داریون اور باہمی مجبوریون کو

خوب ہی جانتے تھے کہ ابن عوف داماد حضرت عثمان کا ہی اور سعد ابن عم
عبدالرحمن کا ہی یہ تینوں تو کسیطرح جدا نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر یہ بھی
جانتے تھے کہ حضرت علی کو اپنے استحقاق خلافت پر اسقدر وثوق اور اصرار
ہے اسلیئے دوسرے شخص کے مقرر ہونے پر ضرور ہی مخالفت کرینگے کیونکہ اور
کوئی تو اپنے آپکو حقدار نہیں سمجھتا اگر وہ خوش نصیبی سے خلیفہ ہو جاوے تو
اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھ کر خوش ہو جاوے اور اگر وہ خلیفہ مقرر ہو تو کوئی
رنج اُسکو نہیں کیونکہ وہ حقدار نہیں ہی اسلیئے یہ امر قرار دیا کہ اگر عثمان کے
بیعت سے علی مرتضی مخالفت کریں تو قتل کردیے جاویں۔ قبل تقرر شوری
حضرت عمر کا ابن عوف سے تخلیہ کی باتیں کرنا اور خلافت کا تقرر اُسکی
رائے پر مفوض ہونا بے وجہ نہ تھا۔ اگر کوئی معترض یوں کہے کہ یہ باتیں
ظنی ہیں اگرچہ گمان غالب ہی مگر صاف طور سے منقول نہیں ہی کہ نیت حضرت
عمر کی یہ ہی تھی کہ حضرت علی مقتول ہوں یا خلافت سے محروم رہیں یہ
بات حضرت عمر کی اُس تقریر سے ثابت ہو جاویگی جو قبل از وفات خود
مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمائی اور اُسکا مطلب صاف یہ ہی ہے کہ
علی کی بات نہ سننا علی سے حذر کرنا جو وہ کہتے ہیں دروغ ہی۔ گو بظاہر نام
نہ لیا اس خوف سے کہ مومن اور دیندار لوگ ابھی کفر و نفاق سے منسوب
کرینگے مگر وہ بیان کنایہ ابلغ من التصریح ہی دیکھو روضۃ الاحباب صفحہ ۳۱۳
حضرت عمر مسلمانوں سے فرماتے ہیں نہ و بدرستی کہ یمی ترسم بر شما مگر از دو
شخص یکے آنکہ گمان وے اینست باشد کہ او احق ست بخلافت از صاحب خود

بنابر آن با خلیفہ وقت مخالفت نمودہ مقاتلہ و محاربہ کندم پس غور کرین سب مسلمان اس امر پر کہ حضرت عمر کے ذہن مین ایسا کون شخص تھا منجملہ حضرت علی اور عثمان کے کہ اپنے آپ کو اپنے ساتھی سے زیادہ مستحق خلافت جانتا ہو۔ اور حضرت عمر کو ان دونون مین سے کسکی نسبت گمان تھا کہ اگر وہ خلیفہ نہوا تو ضرور خلیفۂ وقت سے مقاتلہ کریگا۔ چنانچہ دو چار ہی دن کے بعد لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر کا یہ گمان حضرت علی کی طرف تھا کیونکہ حضرت عمر کو بھی یہ معلوم تھا کہ خلافت درحقیقت حضرت علی کا حق ہی اُنکو غیر کا خلیفہ ہونا کیونکر گوارا ہوگا چنانچہ حضرت علی کے گفتگو ئی یوم شوری کو اکابر علمائے اہل سنت اس طرح لکھتے ہین۔

وفی مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ بسندھما الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ۔ یعنی کتاب مناقب خوارزمی اور ابن مردویہ مین کہ دونون اجلہ علمائے اہلسنت سے ہین بسند خود ہا ابو طفیل عامر بن واثلہ سے اسطرح مروی ہی کہ ابو طفیل کہتے ہین۔ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات بینھم فسمعت علیا یقول بایع الناس ابوبکر وانا واللہ اولی بالامر و احق منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا یضرب بعضھم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر لعمر وانا واللہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع و لا اطیع ثم قال انشدکم باللہ الا اخرا لمنا شدہ۔

یعنی ابی الطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہین کہ مین بروز شوری دروازہ پر تھا کہ آوازین بلند ہوئین اور مین نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور بخدا مین اولی تر اور مستحق تر خلافت کا تھا ابوبکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے مطیع رہا کہ لوگ پھر دین آبائی پر لوٹ کر کافر ہوجاینگے ایک دوسرے کی گردنین تلوار سے کاٹین گے۔

بعد اسکے بیعت لی ابوبکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا کی مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تھا لیکن اسی خوف سے کہ لوگ کافر ہوجاینگے سنکر خاموش ہورہا۔

اب تم لوگ یہ ارادہ کرتے ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا اور نہ بسمع قبول و رضا اصغا کرونگا پھر اسکے بعد آپنے لوگون کو متوجہ کرکے فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہی خدا کی تم مین ہی کوئی ایسا میرے سوا کہ جسمین یہ فلان بات ہو۔ تا آخر۔ یاد وہانی۔

ابن مغازلی نے اپنی کتاب مناقب مین پانچ اور تیس فضائل لکھے ہین کہ اسوقت آپنے لوگون کو یاد دلائے۔ طبری نے لکھا ہی فهذه اکثر من مایته

خصلة ادسماد ها هو علیه السلام علی الامة فضله الله بها

پھر رجوع ہوتا ہون حضرت عمر کے آخری وصیت کیطرف کہ انھون نے دو شخص سے حذر کرنے کی لوگون کو نصیحت کی کہ ایک کا ذکر اوپر ہوچکا دوسرے کا ذکر لکھتا ہون۔ اور مراد دو شخص سے جداگانہ دو آدمی نہین ہین بلکہ مراد دو خصلت یا دو وجہ حذر سے ہی اگرچہ ایک ہی شخص مین پائی جاوین چنانچہ صاحب روضة الاحباب نے اسطرح نقل کیا ہی۔

(دوم آنکہ کتاب اللہ را بمدعا خود تاویل کند بغیر تاویل حقیقی و غیر معنی مراد)

بحث اس امر کی کہ یہ خیال حضرت عمر کو کسکی طرف سے ہوا اور کیون ہوا دلیل اسکی بہت صاف ہی کیونکہ وہ اس بات کو خوب جانتے تھے کہ اکثر آیات قرآنی در بارۂ ولایت و امامت حضرت علی مرتضیٰ نازل ہوئی ہین اور ہمنے طمع خلافت سے اُن آیات کو نہین مانا اور مسلمانون مین اپنا الزام رفع کرنیکو ہمنے اصلی معنے اور حقیقی تاویلات کو بدل کر تاویلات غیر حقیقی ظاہر کی ہین اب تک تو علی مرتضیٰ صبر کئے ہوئے بیٹھے رہے اور اگر اب بھی اُنکی حق تلفی ہوگی تو ضرور اُس شخص سے جو خلیفہ کیا جائیگا مقاتلہ کرینگے اور بوقت مناظرہ اور مباحثہ کے اُن آیات قرآنی پر ضرور استدلال کرینگے جو اُنکی شان مین نازل ہوئے ہین اسلیئے حضرت عمر نے پہلے سے یہ بندش کی کہ اگر نوبت مقاتلہ پہونچے تو کوئی مسلمان حضرت علی کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ مباحثہ اور مناظرہ مین آیات قرآنی پر استدلال کرین تو یہ جہال عرب اُنکو نعوذ باللہ کاذب سمجھ کر اُنسے متنفر ہون۔ وجہ اس امر کی علم کی کہ حضرت علی ضرور تاویل آیات قرآنی پر منافقین امت پر جہاد کرینگے اور اُنکو اسی بات پر قتل کرینگے یہ ہی کہ حضرت عمر اُس حدیث نبوی سے آگاہ تھے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسطرح مین تنزیل قرآن پر قتال کرتا ہون اسیطرح علی مرتضیٰ تاویل قرآن پر قتال کرینگے یعنی جناب پیغمبر خدا صلعم کفار سے اسلیئے قتال کرتے تھے کہ وہ اس امر کو قبول کرین کہ قرآن خدا کیطرف سے نازل ہوا ہی اور تاویل قرآن پر قتال کرنا یہ ہی کہ ان لوگونکو قتل کیا جاوے جو مسلمان ہوکر تنزیل کی تو قائل ہوگئی ہین

لیکن تاویل آیات مین مخالفت امر حق کے ہین - اور جن آیات کی تاویل مین مسلمانون نے مخالفت حق کی ہی وہ آیات متعلق بولایت وامامت و حقوق علی مرتضی و اہلبیت پیغمبر کے ہین - ثبوت علم حضرت عمر کا اس حدیث سے یہ ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر دونون اُسوقت مین موجود تھے اور دونون صاحبون نے اُسوقت تمنا بھی اس امر کی کری کہ تاویل قرآن پر قتال کرنے والے ہم ہو وین جیسا کہ صحاح اہل سنت مین حدیث خاصف النعل مشہوری حدیث ہی اور بہت طریقون سے مروی ہی از انجملہ ہم وہ طریق نقل کرتے ہین جو امام نسائی نے خصائص مین روایت کی ہے حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا اسحاق بن ابراهیم و محمد بن قدامه واللفظ له وعن جرب الاعمش عن اسمعیل بن رجاء عن ابیه عن سعید الخدری قال کنا جلوسا منتظر رسول اللہ فخرج الینا قد انقطع شسع نعله لرمی بها الی علیؑ فقال ان منکم تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله قال ابوبکر انا قال لا قال عمر انا قال لا ولکن خاصف النعلة -

پس ثابت ہوا کہ یہ وصیت حضرت عمر کی خاص اسی وجہ سے تھی کہ کوئی شخص حضرت علی کی مدد و اعانت نکرے اور جسطرح وصیت آخری رسولخدا صلعم کو ضایع کرکے حق تلفی حضرت علی کی کی تھی تا دم زیست اُسی مخالفت قائم رہین - درحقیقت یہ کمال وضعداری ہی کہ جو بات منھ سے نکل گئی خواہ اچھی ہو یا بری خواہ ایمان جائے یا رہے دم مرگ تک اُسکو نباہ دین

حضرت عمر کی یہ آخری وصیت پڑھکر اور بھی ہمکو افسوس ہوا کیونکہ اُنھوں نے
اُس وصیت مین سبکی ہی سفارش کی ہی نام بنام مہاجرین سے یہ سلوک
کرنا انصار کی یون خاطرداری کرنا لیکن اہلبیت پیغمبر کے حق مین ایک لفظ
بھی سفارش کا اُنکی زبان سے نہ نکلا۔ حالانکہ مصیبت کے وقت یہ ہی
کام آتے تھے جیساکہ حضرت مشکلکشا کے احسانات کا اقبال اوپر گذرا اور ایک
قصہ قحط سالی کا روضۃ الاحباب مین مرقوم ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُس ایام شدت
قحط زمانہ خلیفہ ثانی مین کسی سے خواب مین فرمایا کہ عمر سے کہو کہ اُسنے ہمسے جو
عہد کیا تھا اُسکو وفا نہ کیا۔ تب حضرت عباس کی خوشامد کرکے دعاء طلب
باران کرائی اور قحط رفع ہوا لیکن آخری وقت مین کسی احسان کو بھی یاد رکھا
یہ حال تھا قرن صحابہ کا جو اوپر مذکور ہوا اسلئے حدیث مستدلہ مولف اسرار
الہدی کچھ بھی نفع نہین پہونچاتے۔ اہل شوریٰ کی صاف بددیانتی ثابت
ہوگئی اگر ہم بحث منصوص وغیر منصوص کو قطع نظر کرکے فقط اسی بات
بحث کرین کہ حضرت علی اور عثمان مین افضل کون تھا او سوقت اہل شوریٰ
کی دیانت کا حال صاف ظاہر ہوجائیگا۔ خود طبقۂ صحابہ اس امر کو قبول
کررہا ہی کہ عثمان کو حضرت علی سے کوئی نسبت کسی قسم کی نہین کیونکہ عثمان
سے سخت گناہ صادر ہوئے اور حضرت علی کا قرب و منزلت جو رسولخدا سے
تھا وہ پوشیدہ نہین۔ دیکھو کتاب خصائص امام نسائی۔ اخبرنا احمد بن
شعیب قال اخبرنا اسمعیل بن مسعود البصری قال حدثنا شعبہ
عن ابی اسحق عن العلاء و سال رجل ابن عمر عن عثمان قال کان

من الذین تولوا یوم التقی الجمعان فتاب الله علیه ثم اصاب ذنبا فقتلوه فسالہ عن علی رض فقال لا تسئل عنه الا قرب منزلة من رسول الله ـ و بطریق دیگر عن غرار قال سالت عبد الله بن عمر قلت الا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فهذا ابیته من بیت رسول الله ولا احدثك عنه بغیره و اما عثمان فانه اذنب یوم احد ذنبا عظیما عفی الله عنه و اذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموه ـ یعنے کسینے ابن عمر سے دربارہ عثمان سوال کیا تو فرمایا اُنھون نے کہ عثمان اُنمین سے ہین جو بروز تلاقی عسکرین میدان احد سے فرار ہو گئے مگر خدا تعالیٰ نے اُس گناہ سے درگذر کی پھر اسکے بعد اور گناہ عثمان سے صادر ہوا جسکی پاداش مین وہ قتل ہو گئے ـ پھر اُس شخص نے حضرت علی کی نسبت سوال کیا فرمایا کہ اُنکی نسبت سوال مت کر مگر اُس قرب و منزلت پر خیال کر جو اُنکو رسو لخدا صلعم سے حاصل تھے دوسرے طریق سے جو غرار سے مروی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ آپ مجکو علی و عثمان کی بابت نہین فرماتے تو وہ بولے کہ دیکھہ یہ گھر اُنکا ہی رسول اللہ صلعم کے گھرون مین اسکے سوائے اُنکی اور کیا بات کہتے کہون ـ لیکن عثمان بتحقیق کہ اُسنے گناہ کیا احد کے دن سخت کبیرہ گناہ کہ خدانے اُس سے درگذر کی اور پھر تم مین اُسنے ایک صغیرہ گناہ کیا جسکی پاداش مین تمنے اُسے قتل کر ڈالا ـ

واما قولہ خدانے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو

منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔

بلکہ جہان کہین ارشاد ہوا ہی وہان اسی طرح پر ہوا ہی جسکے چند نمونہ دکھائے جاتے ہین چنانچہ بعضی فرقہ بنی آدم کے حق مین خدائے تعالی فرماتا ہی

اوّل آیت وجعلکم ملوکا واٰتٰکم مالم یؤت احدا من العالمین

اور کیا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو جو کچھ نہ دیا کسیکو دونون جہان مین

دوم آیت هو الذی جعلکم خلائف فی الارض۔

خدا وہ ہے کہ جسنے بنایا تمکو خلیفے بیچ زمین کے

سیوم آیت ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین۔

اور بنایا چاہتے تمکو پیشوایان اور بنایا چاہتے تمکو وارثان

دیکھو جملہ آیات بینات سے خلافت و امامت منصوص من اللہ نہین سمجھی جاتے۔

فاقول بحولہ تعالی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ مؤلف صاحب قرآن اور حدیث کا تو اپنے آپ کو عالم جانتے ہی تھے اب تمام کتب سماویہ کے بھی عالم ہو گئے یہ خبر نہین کہ کتب سماویہ مین خلافت و امامت تو بڑے رتبہ کے منصب ہین بادشاہت تک منصوص من اللہ ہی اور بغیر نص کے کبھی کسی مرسل کا خلیفہ و امام مقرر نہین ہوا۔ منشی صاحب نے حوالہ تو کتب سماویہ سابقہ کا دیا اور ثبوت مین آیات قرآنی تحریر فرمائین لیکن اہل انصاف غور فرمائین کہ ہمیشہ حق و باطل مین یہ فرق ہوتا ہی کہ جب اہل باطل کسی امر پر استدلال کرتے ہین تو خدا تعالی اُنکی عقل کو ایسا زائل کر دیتا ہی کہ ہمیشہ اپنے استدلال کے برخلاف سند پیش کیا کرتے ہین اور اہل حق کے مقابلہ پر ایسا رعب چھا جاتا ہی کہ کہنا کچھ چاہتے ہین اور زبان سے کچھ نکلتا ہے۔

اہل انصاف آیات مستدلہ مؤلف صاحب کو ملاحظہ فرمائین کہ اُنکے دعوے کے بالکل برخلاف ہین یعنی ان ہر سہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ خلیفہ اور امام بلکہ بادشاہ تک خدا نے جسکو چاہا بنایا امت کا ہرگز دخل نہین ہوا پہلی آیت مین بادشاہ تک مخصوص من اللہ ہے دوسری مین خلافت تیسری آیت مین امامت کا منجانب خداتعالی مقرر ہونا درج ہی۔ اور دعوی منشی صاحب کا یہ تھا کہ پہلے خلیفہ اور امام بھی مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے منجانب امت مقرر ہوے ہین تو بموجب اس دعوے کے اُنکو لازم تھا کہ ایسی آیات پیش کرتے کہ جنمین یہ درج ہوتا کہ فلان رسول کے خلیفہ کو یا فلان امام کو امت نے باختیار خود مقرر کیا اور ہمنے اُسکو منظور کر لیا برخلاف اسکے آیات مستدلہ مین صاف درج ہی کہ خداتعالی نے تمکو بادشاہ کیا۔ اور خداتعالی نے تمکو خلیفہ زمین کیا اور خدائے تعالی نے تمکو امام یا وارث بنایا۔ علاوہ برین قرآن مجید مین صاف درج ہی کہ امامت فقط خدا کی طرف سے مقرر ہوتی ہی انسان کا اسمین مطلق دخل نہین۔ دیکھو خطاب جناب باری تعالی کا ابراہیم سے انی جاعلک للناس اماما تا آخر آیت۔

دیکھو خدائے تعالی نے یہ فرمایا کہ مین نے تمکو آدمیون پر حکومت کرنیکے لئے امام بنایا۔ اور یہ نہ فرمایا کہ آدمیون نے شوری اور بیعت کرکے تمکو امام بنایا۔ پھر خدائے تعالی سے حضرت ابراہیم نے دربارہ امامت ذریت خود التجا کی کہ بہت سے کہ تم میرے بعد میری اولاد کو امام بنانا۔ اسیطرح ہر مرسل و پیغمبر نے اپنے پسر یا برادر یا برادرزادہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہی۔ ہر ایک نے بحکم خدا مقرر کیا ہی نہ بمشورہ و بیعت امت

منشی صاحب مہلت کافی لیکر کتب سماویہ سابقہ اور اپنی کتب تفسیر و تواریخ کو خوب غور سے ملاحظہ کریں اور اُسکے بعد ایک نظیر کسی پیغمبر سابق کی ایسی پیش کریں کہ اُنکا خلیفہ بحکم خدا یا بحکم پیغمبر خدا مقرر نہین ہوا ہی اور اُنکی امت نے بعد وفات پیغمبر کے بروے پنچایت یا شوری کے بطور خود مقرر کیا ہے۔

اسی پر خاتمہ تمام مناظرہ کا ہوتا ہی اگر منشی صاحب نے ایسی نظیر بعد تلاش اور مہلت کافی کے پیش نفرمائی تو یہ امر مسلم قرار دیا جاویگا کہ خلیفہ پیغمبر کا تقرر باختیار امت نہین ہی اور جو خلفائے ثلثہ کو امت نے بذریعہ اجماع و شورے کے خلیفہ مقرر کیا ہی یہ فعل ناجائز اور خلاف سنت الٰہی ہی اور جو اس طریق سے خلیفہ مقرر ہوئے ہین وہ برحق نہین ہین بلکہ اُنکو برحق ماننے والے گمراہ ہین۔

کتب سابقہ پر جہانتک نظر کیجاویگی تو معلوم ہوگا کہ ہر پیغمبر کا خلیفہ منصوص من اللہ والرسول ہی بلکہ ہر ایک پیغمبر نے اپنا اپنا خلیفہ بحکم خدا اُسی طریق اور اہتمام سے مقرر کیا ہی جیسا جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمقام غدیر خم بحکم الٰہی حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہی جسطرح جناب سرور کائنات نے حضرت علی کو بوقت استخلاف اپنے پاس بٹھا لیا ہاتھ سے مس کیا دعا و برکت دی بعینہ اُسیطرح سب پیغمبرون نے کیا ہی۔ دیکھو توریت شریف سفر اول ذکر استخلاف یعقوب علیہ السلام کو۔

فقال ٢ اسحق ابوہ ادن فقبلنی یا ابنی فدنا منہ ثم قبلہ واستنشق ریح ثیابہ فبارکہ وقال لیعبدک الامم وتسجد لک ٢ الشعوب کن

کن رئیسا لاخویک ویسجد لک بنو امک مبارکوک مبا
رکون ولاعنوک ملعونون۔ یعقوب سے اُسکے باپ اسحق نے
کہا کہ قریب آ اور میرے سامنے ہو اسی پس قریب تر گیا اور باپکے سامنے آیا
اور اسحق نے جامہ پسر کو سونگھا اور اُسکو برکت دی اور فرمایا کہ بندگی کرینگے
تیری امتین اور سر نیچا کرینگے تیرے آگے گروہین ہو تو سردار اپنے بھائیون کا
اور سجدہ کرین تجھے تیرے ماجائے۔ اور جنکو تو نے مبارک کیا وہی ہمارے
مبارک ہین اور جنکو تو نے لعنت کی وہی ملعون ہے۔ اہل انصاف حدیث
غدیر کو اسموقعہ پر ملاحظہ فرماکر انصاف کرین کہ کسقدر مطابقت مضمون کی ہے
وہو ہٰذہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

اب اُس استخلاف کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ پیغمبر اولوالعزم کہ جو پیغمبر آخر الزمان
کو اپنا مثل اور پیغمبر آخر الزمان اُنکو بہت باتون مین اپنے آپ سے مشابہت
دیتے ہین یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین اور یہ حال توریت
شریف کے سفر رابع اور فصل تاسع عشر مین اس طرح مندرج ہے
وتکلم موسیٰ امام الرب قال یا ایہا الرب ارواح کل ذی لحم رجلا بہ
الجماعت ویدخل ویخرج امامہم لئلا یکون جماعت الرب
کالغنم التی لیس لہا راع فقال الرب لموسیٰ اعمد الی یشوع
بن نون ودخل علیہ من الروح نعمۃ وضع یدک علیہ واقمہ
بین یدی الیعازار الحبر امام الجماعت کلہا ومرہ تجاہہم واعطیہ

الحجبة التی علیک فتطیعه جماعة بنی اسرائیل کلها و لیقوم بین یدی الیعازار الحبر لیکون یسئل الرب عن حوائجه وسننه و یحفظ بنو اسرائیل قوله و عن قوله یخرجون و عن قوله یدخلون ایضا هو وجماعة آل اسرائیل معه و فعل موسی کالذی امره الرب و ساق یشوع فاقامه امام یعازار الحبر امام الجماعة کلها و وضع یده علیه و کلمه بجمیع ما امر الرب موسی - یعنی عرض کی موسیٰ نے پروردگار تعالیٰ کے روبرو کہ حکم فرمائے پروردگار جو خداوند روح ہر ذی لحم کا ہی واسطے اُس مرد کے جو اس جماعت بنی اسرائیل کے روبرو تدبیر کرنے والا ہو یعنی جانشین اور خلیفہ میرا تاکہ یہ خدا کی جماعت مثل بے چوپان کے نہ رہجاوے پروردگار تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ یشوع بن نون پر اعتماد کر کہ اُسمین روح نعمت کی داخل ہوئی ہی تو اپنا ہاتھ اُسکے اوپر رکھہ اور کھڑا کر دے اُسکو الیعازار حبر یعنی امام بن ہارون کے روبرو ساری جماعت کے سامنے اور حکم دے اور وصیت کر اُسکو سبکے سامنے اور عطا کر دیگا اُسکو محبت مین سے جو تجہہ پر ہی کہ اطاعت کرے اُسکی قوم بنی اسرائیل اور چاہیے کہ وہ کھڑا ہو روبرو الیعازار حبر کے تاکہ وہ سوال کرے پروردگار سے اپنی حاجتون اور سنتون سے اور نگاہ رکھین بنی اسرائیل اُسکے فرمان کو اور اُسکے حکم سے باہر نکلین اور اُسکے حکم سے اندر داخل ہوں وہ اور جماعت بنی اسرائیل ہمراہ اُسکے اور موسیٰ نے وہی کیا جو خداوند عالم نے اوسکو حکم دیا تھا اور لے گیا یشوع کو اور کھڑا کر دیا اوسکو سامنے الیعازار

حبر یعنی امام کی ساری جماعت کے روبرو اور رکھا موسی نے اپنا ہاتھ یشوع پر اور کلام کیا اُس سے وہ سب جو حکم دیا تھا خداوند نے موسی کو۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ - اگر اس سے بچکر یہ پہلو نکالو کہ جناب امیر افضل اور معصوم تو تھے امیر اہل شوریٰ نے کیون خیال نہ کیا تو اسکی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے۔ کقوله تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا۔ بدرستیکہ خدائے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و آوازہ فرزندان بن یامین بود فی خلاصۃ المنہج ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے بالاتفاق معصوم و افضل نہ تھے کیونکہ حضرت شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسیوقت مین موجود تھے بلکہ ایک ہی خدمت پر معین تھے بیشک وے طالوت سے افضل اور معصوم تھے کیونکہ یہ دونون صاحب نبی برحق تھے اور طالوت نبی نہ تھے۔

اقول بحوله تعالیٰ اہل انصاف ذرا توجہ فرماکر منشی صاحب کی پہلی حجت کو ملاحظہ فرماوین کہ لکھتے ہی لکھتے ایسے کھوئے گئے کہ کچھ خبر نہ رہی کہ مین ابھی کیا کہہ رہا تھا اور اُسکے بعد کیا کہہ رہا ہون پہلی حجت تو حضرت کی یہ ہی تھی کہ کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ نہین فرمایا ہی بلکہ ابو بکر و عمر کی طرح پہلے خلفاء بھی باختیار امت مقرر ہوئے ہین ۔ پھر خود ہی ذکر تعیین طالوت کو لکھکر اپنی حجت فضول کو ساقط کرکے لغو قرار دے دیا اور خود ہی آیت مبارکہ کو لکھکر تسلیم کرلیا کہ بنی اسرائیل پر بادشاہ بھی بلا حکم خدا مقرر نہین ہوتا۔

ابھی ہم اس بحث سے کہ طالوت کون تھے افضل و معصوم تھے یا نہیں
قطع نظر کرکے منشی صاحب کو یاد دلاتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے طالوت
بادشاہ کا تقرر بھی باختیار امت نہ رکھا اور خود حضرت شموئیل کو بھیجکر اونکو
مسح کرایا اور بحکم خود بادشاہ بنایا جیسا کہ آیت مستدلہ منشی صاحب سے
ظاہر ہے پھر بحث کس بات کی باقی رہی کیوں نہیں زبان مبارک سے نکلتا کہ
اجماع و شوریٰ ناجائز اور برخلاف سنت سلف کے تھا۔
اب رہی بحث اس امر کی کہ طالوت نبی تھے یا نہیں۔ یہ بحث بعد اس امر کے
جتلانے کی کہ منشی صاحب کتب سماویہ سابقہ سے بھی واقفیت رکھتے ہیں
بڑے تعجب خیز ہی کیا کتاب مقدس جامع مین کتاب شموئیل اور کتاب
السلاطین کو ملاحظہ نہیں فرمایا۔ کہ حضرت ساؤل ملقب بطالوت کے
نبوت کا تذکرہ شہرہ آفاق ہی پہلے منشی صاحب کو کتب سابقہ کا اچھی
طرح مطالعہ کرنا واجب تھا اسکے بعد کچھ تحریر فرماتے تو اظہار ناواقفیت
کا نہوتا۔ اب رہی یہ بحث کہ شموئیل اور داؤد طالوت سے افضل ہوجود تھے
پھر طالوت کو خدا نے کیوں بادشاہ مقرر کیا۔ یہ معترض کی محض ناواقفیت
ہی اور وہ تاریخ سلف سے مطلق آگاہ نہیں ہیں۔ جسوقت حضرت ساؤل
یعنی طالوت بادشاہ ہوئے حضرت داؤد اسوقت نبی نہ تھے نہ سن بلوغ
کو پہونچے تھے جس زمانہ مین جالوت سے لڑائی ہو رہی تھی اور لشکر بنی اسرائیل
مقابلہ پر گیا ہوا تھا حضرت داؤد ایسے کم عمر تھے۔ کہ بڑے بھائیوں کی روٹی
گھر سے لیجایا کرتے تھے اور انکے بڑے بھائی اُنکو لشکر مین ملنے و دینے

نہ دیتے تھے اور دھمکا کر جلد گھر کو واپس بھیجدیا کرتے تھے۔ اور جس زمانہ تک
خدا تعالی طالوت کی سلطنت سے ناخوش ہوا اور حضرت شموئیل کو حکم دیا کہ
مین ساؤل سے ناراض ہون تو جا کر یسے بیٹون مین سے ایک کو بادشاہت
کے لیئے مسیح کر حضرت شموئیل بحکم خدا یسی کے مکان پر گئے اور یسے نے اپنے
سب جوان بیٹون کو حاضر کردیا مگر انمین سے کسی مین وہ صفت نہ پائی
جو خدا نے فرمائی تھی تب حضرت شموئیل نے پوچھا کہ اور بھی کوئی پسر تیرا
باقی رہا ہی تب یسی نے کہا سب سے چھوٹا پسر جو ابھی لڑکا ہی بھیڑین چرانے
جنگل مین گیا ہی۔ حضرت شموئیل نے جنگل سے بلا کر دیکھا اور وہ صفات حضرت
داؤد مین پائی گئین اور انکو سلطنت بنی اسرائیل کے لیئے مسیح کردیا۔ اب
رہے حضرت شموئیل وہ بلاشبہ حضرت داؤد اور حضرت ساؤل دونون سے
افضل تھے جسقدر احکام الٰہی بنام ساؤل و حضرت داؤد نازل ہوئے
وہ سب حضرت شموئیل کی معرفت نازل ہوئے ہین اور ساؤل یعنے
طالوت کو خود حضرت شموئیل نے بادشاہ مقرر کیا ہی گویا وہ نائب اور
خلیفہ حضرت شموئیل کے تھے اور قصہ انکے تقرر کا کتب سماویہ مین مندرج
ہے کہ حضرت شموئیل حکومت بنی اسرائیل سے تنگ آگئے اور بنی اسرائیل
نے دوسری قومون کی بادشاہون کو دیکھکر التجا کی کہ ہمارے لیئے وہ
بھی ایک بادشاہ مقرر ہو جاوے خدا تعالی نے انکی درخواست
معرفت شموئیل منظور کرکے حکم تقرری ساؤل کا دیدیا اور ساؤل کو
حضرت شموئیل نے مسیح کرکے بادشاہ بنی اسرائیل کا بنادیا بحث افضل

مفضول کی اُسوقت صادق آسکتی تھی کہ جب قوم بنی اسرائیل باختیار خود ان
سہ بزرگان مین سے دو افضل بزرگون کو چھوڑکر تیسرے مفضول کو بادشاہ
بنادیتے اور جبکہ قوم بنی اسرائیل کی اس بارہ مین کسی قسم کی مداخلت ہی
نہین ہوئی فقط خدائے تعالی کے حکم سے حضرت شموئیل نے اوّل حضرت
ساؤل کو اور اُنکے بعد حضرت داؤد کو بادشاہ بنادیا تو منشی صاحب کی بحث خود
بخود لغو ہوگئی بلکہ برخلاف اُنکے ادعا کے اُنکا ثبوت نکلا اور ثابت ہوگیا کہ بنی
اسرائیل کے بادشاہ تک منصوص من اللہ ہوے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اس مقام پر یہ امر بھی تحقیق طلب ہی کہ جب
اصحاب شوری نے حضرت ابوبکر صدیق کو مسند خلافت پر بٹھایا تھا۔ تو جناب امیر
نے بھی اُسیوقت یا کسی دوسرے وقت مین حضرت صدیق خلیفہ بلا فصل
برحق کی بیعت کی تھی یا نہین چونکہ یہ امر متعلق تاریخ ہی لہذا یہ مضمون معتبر
تاریخ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۹۰ سے بلفظہ قلمبند کیا جاتا ہی وہو ہذا۔ بعضے
گفتہ اند کہ بعد از جبل روز بیعت کرد۔ و زمرہ بر آنند کہ بعد از وفات فاطمہ ع
زہرا و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مرقوم است کہ چون
علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند۔ بتعجیل از خانہ
بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیرہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد
صدیق رفتہ با او بیعت نمود۔ الخ۔

تاذکر ابوسفیان کہ اُسنے حضرت علی سے وعدہ امداد کیا اور حضرت علی نے
اسکو جھڑک دیا کہ ہم ابوبکر کو لائق اس کام کے جانتے ہین۔ بعدہ تحریر

فرماتے ہیں کہ بہر حال بالاتفاق ثابت ہے کہ جناب امیر نے بھی حضرت صدیق اکبر کی بالضرور بیعت کی اس صورت میں جملہ اعتراض شیعون کا قلع وقمع ہو گیا۔ اس لئے اب کوئی نقص خلافت حضرت صدیق اکبر میں باقی نہیں رہا۔ الخ۔

اقول بحولہ تعالیٰ مولف صاحب کا یہ فقرہ تعجب سے خالی نہیں کہ اہل شوریٰ نے حضرت ابو بکر کو مسند خلافت پر بٹھلایا۔ افسوس ہی کہ مؤلف صاحب ایسا دھوکہ کھائیں۔ کجا خلافت حضرت ابو بکر اور کجا شوریٰ۔ شوریٰ ایک ایسی مجلس سے مراد ہی کہ چند اہل الرائے کسی معاملہ خاص میں جمع ہو کر فیصلہ قطعی کر دینے کا اختیار حاصل کئے ہوئے ہوں اور وہ جمع ہو کر کسی بات کا فیصلہ کریں جیسا کہ بزعم اہل سنت عبد الرحمن بن عوف وغیرہ نے ایک مجلس خاص منعقد کر کے فیصلہ اس امر کا کیا کہ عثمان و علی میں سے کون خلیفہ بنایا جاوے۔ بروقت تقرر خلیفہ اول نہ کوئی مجلس شوریٰ قائم ہوئی نہ کوئی حکم یا پنچ مقرر ہوا۔ کہ وہ مدعیان خلافت میں فیصلہ کرتا۔ کہ فلاں شخص خلیفہ کیا جاوے۔ انصار و مہاجرین کا بھی اجماع کسی مجلس خاص میں نہوا۔ بنی ہاشم اور صلحاء صحابہ کو خبر تک نہ ہوئی۔ سعد بن عبادہ اپنی امارت کا خواستگار تھا۔ حضرت ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ بھی ہو بخ گئے۔ آپس میں ایک دوسرے کی تعریف کرنے لگے۔ کہ حضرت ابو بکر نے ہمراہیوں کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور ہمراہیوں نے موقع پا کر بیعت کر لی۔ اور شہور کر دیا کہ ابو بکر کی خلافت پر بیعت ہو گئی اور جبتک کہ بنی ہاشم اور صلحاء و ابرار

صحابہ تجہیز و تکفین سرور عالم میں مصروف رہے بعضوں کو بطمع اور بعضوں کو بفریب
اور بعضوں کو دباؤ سے اپنے شامل کر لیا۔ اس کارروائی کا نام شوریٰ نہیں
ہے نسبت بیعت جناب امیر علیہ السلام کے جو بحث کیگئی ہے وہ فضول ہے
کیونکہ خود اہل سنت کے معتبر تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ آپ بغیر بیعت کئے ہوئے
مجلس ابوبکر سے واپس چلے آئے دیکھو انہی سب سے بڑی معتبر تاریخ روضۃ
الاحباب کو کہ اسمین صاف لکھا ہے کہ حضرت علی بغیر بیعت کرنے کے واپس تشریف لائے
گئے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جو ذکر چھ ماہ کی بعد بیعت کرنے کا درج
ہے اُنمین صاف طور سے درج ہے کہ حضرت علی نے برائے تقیہ بیعت کی
صحیحین میں صاف یہ درج ہے کہ حیات حضرت فاطمہ کی علی کے لئے ایک وجہ
موجہ تھی۔ جب اُنھون نے وفات پائی اور لوگون کے منھ علی کیطرف سے
پھر گئے۔ تب حضرت علی نے ابوبکر سے مصالحہ کی ٹھہرائی۔ اسکو نادان بھی
سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مصالحت یا بیعت جو ضرورتاً براہ تقیہ عمل میں آئی ہو۔
جواز خلافت کی دلیل نہیں ہو سکتی نہ ایسی بیعت کو شوریٰ کہہ سکتے ہیں۔
کہ چھ ماہ پیشتر تو خلیفہ صاحب مسند خلافت پر بیٹھ گئے اور بعد مسند نشینی کے
برابر اور متواتر حضرت علی کیطرف سے دعویٰ ہوتا رہا۔
کہ خلافت میرا حق ہے ابوبکر نے محض براہ حق تلفی خلافت دبائی ہے اور روز مرہ
اسی خلافت پر نزاع ہوتا ہے زبیر و عباس ابوبکر و عمر پر تلوار گھمائے پھرتے
ہیں اور ابوذر و عمار و سلمان و مقداد طرح طرح جبر و عظ و پند کرتے ہیں۔ کہ
خلافت حق حضرت علی کا ہے۔ تم لوگ کیون یک لخت مخالفت خدا و

رسول خدا کے ہوگئی۔ ہر مجلس ہر مجمع میں حضرت علی مرتضی اپنے استحقاق خلافت کو جتلاتے ہیں دختر خیر البشر مہاجرین و انصار کے روبرو فریاد کر کر ابو بکر و عمر سے اپنی داد چاہتی ہیں۔ اور جب چھ ماہ کے بعد زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا۔ تب حضرت علی مرتضی مصلحتاً براہ تقیہ صبر کر کے اور اپنی حق رسی سے مایوس ہو کر خاموش ہو گئے۔ تو معاندین اس خاموشی کو دلیل جواز خلافت قرار دیں اور سادہ لوح عقل سے بے بہرہ چھ ماہ کے بعد مصالحت کو شوریٰ میں شامل کریں منشی صاحب کی اس دلیل پوچ کو سنکر شاید حضرات تقریظ نویس بہت خوش ہوتے ہیں ورنہ اہل انصاف کے روبرو تو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں۔

روضۃ الصفا کو جو شیعوں کی تاریخ قرار دیا ہے اسکی بابت ہم پیشتر لکھ چکے ہیں کہ منشی صاحب نے نادانستگی سے ایسا سمجھ لیا ہے۔ لیکن اب ہمکو معلوم ہوا کہ جان بوجھکر ناظرین کتاب کو دھوکہ دیا ہے۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائیں کہ اہل تشیع عموماً حضرت علی کی بیعت کرنے سے انکاری نہیں اور اہل سنت کی صحیحین میں بھی اس بیعت کا کرنا بعد وفات حضرت زہرا کے چھ ماہ کا عرصہ ہی براہ مصلحت لکھا ہے پھر ایسے عقیدہ کا شیعہ کون ہو سکتا ہے کہ برخلاف جمہور اہل تشیع اور برعکس جمیع اہل تسنن خوارج کی تائید اور نواصب کی طرفداری کر کے محض دروغ بات لکھدے کہ حضرت علی نے اسی دن ابو بکر کی خلافت کی سنکر ایسی سرعت سے بیعت کی کہ نعوذ باللہ بدن میں پاجامہ اور کرتہ تک نتھا ننگے ہی باہر نکل آئے۔ اور بیعت کر لی اہل تسنن کے

تو مناظرہ کے کتب مین بھی ایسی روایات نہین ہین اور جمہور محدثین و مورخین
اہلسنت کا اس امر پر اتفاق ہی کہ جبتک حضرت فاطمہ زندہ رہین۔ حضرت علی نے
ابوبکر سے بیعت نہین کی اور اپنے دعوے اور استحقاق پر ہی اصرار کرتے
رہے پھر وہ کون کذاب ہی جو بر خلاف جمہور شیعہ وسنی کی ایسی دروغ روایات
کو لکھے۔ کہ ہر شخص اُسکو سنکر صاف کہدے کہ بنائی ہوئی بات ہی۔ اب ہم
اس بات کو ظاہر کرتے ہین کہ منشی صاحب نے دیدہ و دانستہ براہ دھوکہ دہی
یہ بات لکھی ہی کہ روضۃ الصفا شیعون کی تاریخ ہی اور وہ خوب جانتے ہین
کہ مؤلف اُسکا متعصب سنی ہی منشی صاحب نے عمداً اُسکے تسنن کو اخفا
کیا ہی کتاب مذکور مین وہ روایت حضرت علی کی برہنہ بدن آکر بسرعت
بیعت کرنیکی غنیۃ الطالبین سے لکھی ہی مگر منشی صاحب نے اس خیال سے
کہ غنیۃ الطالبین تالیف شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہی اور اُنکی روایت کو
شیعہ اپنی تصانیف مین نہین لکھتے ہین۔ نقل عبارت مین یہ تحریف
کی کہ بجائے نام غنیۃ الطالبین کے (تاریخ مستند) تحریر فرمایا۔ تاکہ مؤلف
روضۃ الصفا کا تسنن ناظرین کتاب پر دفعتاً ظاہر نہو جاوے۔ اگر منشی
صاحب کا مقصد ابتدا سے ہی ناظرین کو دھوکہ دینے کا نہین تھا۔ اور
وہ درحقیقت پہلے سے بوجہ ناواقفی صاحب روضۃ الصفا کو اہل التسنن
نہین جانتے تھے۔ تو اسمین شک نہین کہ جوقت اُنھون نے روضۃ الصفا
کے اس مقام کو ملاحظہ فرمایا۔ اُسوقت ضرور اُنکو مؤلف مذکور کے اہل
تسنن سے ہونے کا یقین ہو گیا پس اگر مقصد تحریر رسالہ سے محض

اظہار حق ہوتا تو اس بحث تشیع مولف روضۃ الصفا کو اپنی تصنیف سے خارج کر دیتے مگر اُنھون نے براہ سخن پروری الصافت کا خون کرنے کے لیئے اپنے غلط مضمون کو کتاب سے نہ نکالا۔ بلکہ بجائے اسکے روضۃ الصفا کی عبارت مین تحریف کر دی اور کچھ خیال اسکا نہ کیا کوئی ہماری تحریر کی جانچ و پڑتال بھی کریگا۔ یا سب حضرات تقریظ نویسان کیطرح آنکھ بند کر کے تسلیم کرتے چلے جائینگے۔ بہر حال جو نقص خلافت حضرت ابو بکر پر وارد تھا وہ رفع ہوا اور حضرت علی کے ایسے نازک وقت کے بیعت نے الصافت پرستوں کی دلوں پر القا کر دیا۔ کہ خلافت حضرت ابو بکر کی قطعی ناجائز اور مخالف حق تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے رہے ہان اگر حضرت امیر حیات جناب فاطمہ مین یا اُنکی وفات مین برس دن یا چھہ ماہ بعد بیعت کر لیتے تو دشمنان انصاف کو موقع گفتگو کا ملجاتا کہ یہ بیعت براہ تقیہ نہ تھی۔ کیونکہ حضرت فاطمہ زندہ تھین۔ اور اُنکی حیات حضرت علی کے اعزاز و اکرام کی بڑی وجہ تھی۔ یا اگر بعد وفات حضرت فاطمہ کسی قدر عرصہ تک حضرت علی تقیہ نکرتے تاہم گنجایش کلام تھی۔ کہ تقیہ کا موقع اُسوقت تھا جب جناب سیدہ نے وفات پائی تھی۔ اور جبکہ صاف طور سے ثابت ہوگیا کہ یہ بیعت صرف بروے تقیہ و مصلحت تھی تو ساتھہ ہی اسکے ناجوازی خلافت حضرت ابو بکر کی ثابت ہوگئی۔ پس جو شخص معتقد ناجوازی خلافت حضرت ابو بکر کا ہوگا اُسپر ضرور کفر عاید ہوگا۔ کیونکہ اُسکو ماننا پڑیگا کہ حضرت علی راست باز اور عادل نہ تھے اور ایسا عقیدہ خلافت

آیت کریمہ تطہیر کی ہو اور مخالف قرآن بالاتفاق کافر ہی۔

قال صاحب اسرار الہدی اب اسی ضمن مین اس بات کی بھی تحقیقات کرنا بہت بڑی ضروریات سے ہی کہ آیات خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ خم غدیر منکشف ہو کر لاہ کے واقع ہوئی یا باتفاق اہل شوریٰ اگر خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ مذکور کے واقع ہوئی تو یہ امر ضرور ہے کہ اہل تشیع بمقابلہ اہلسنت کے یہ بات کہہ سکتے ہین ۔ کہ جبکہ جناب امیر مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے تھے ۔ تو جناب نے اُسی خطبہ غدیر کو صندوق تقیہ سے نکال کر مسلمانان احکام شریعت کو سنا کر اپنی خلافت کے اتباع پر متوجہ فرمایا تھا ۔ اور اگر آپ بھی باتفاق اہل شوریٰ مثل حضرت صدیق اکبر کے مشورہ اصحاب رسالت مآب سے خلیفہ چہارم بنائے گئے تو ضرور ہے کہ حقیت اور افضلیت شوریٰ کی بدرجہ اعلیٰ سمجھی جاویگی ۔ اسلیئے اس معاملہ کو بھی شیعون کی اسی مستند تاریخ کے صفحہ ۲۳۵ سے حرف بحرف نقل کیا جاتا ہی (ذکر خلافت جناب امیر درج کیا گیا ہی روضۃ الصفا سے)

اقول وبہ نستعین یہ امر پوشیدہ نہین ہی کہ خلافت جناب امیر کی کس ذریعہ سے قائم ہوئی کتب سیر و تواریخ اہل سنت مین سب حال مشرح درج ہی کہ جبوقت مومنین پاک اعتقاد اور صحابہ نیک نہاد کو قوت و شوکت بہم پہونچی ۔ خلیفہ غیر مستحق کو قتل کر کے جناب امیر امام برحق سے بیعت کر لی ۔ اور اُن صالحین و ابرار کے خوف سے دشمنون نے بھی دم نہ مارا بعضون نے منافقانہ بیعت کر لی ۔ اور بعضے شرف بیعت سے براہ بدنصیبی محروم رہکر کافر ہو گئے

جنہون نے منافقانہ بیعت کی وہ طلحہ و زبیر تھے۔ کہ چند روز بعد بیعت کو توڑ کر باغی ہو گئے۔ اور خود اپنی منافقانہ بیعت کرنی کے اقراری ہوئے کہ ہم نے تو حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے خوف سے بیعت کی تھی۔ اور پھر چند روز بعد بحسب عقیدہ اہل سنت جاہلیت کے موت مارے گئے۔ گویا اسلام کی ہوا ہی انکو نہ لگی تھی۔ کیونکہ بقول اہلسنت یہ حدیث پیغمبر خدا کی ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو کوئی شخص بغیر معرفت امام زمان کے فوت ہو گیا وہ ایسا مرا کہ جیسا زمانہ جاہلیت میں مرا یعنی مسلمان ہی نہیں ہوا۔ دوسری حدیث صحیح جو امام حاکم نے جابر سے روایت کی ہے اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۷۰ مین درج ہے یہ ہے کہ قال نبی صلعم علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ یعنی فرمایا مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے کہ علی امام صالح اور نیک لوگون کا ہے اور قتل کرنے والا فاجرون کا ہے منصور وہ ہے جسنے اُسکی نصرت کی اور مخذول وارین وہ ہے جسنے اُسکی نصرت ترک کی اب اہل انصاف غور فرماوین طلحہ و زبیر کے حال پر۔ اور ان ہر دو اصحاب کا ظالم ہونا بھی حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۳۔ واخرج الحاکم وصححہ البیہقی عن ابی الاسود قال شہدت الزبیر خرج یرید علیا فقال لہ علی انشدک اللہ ھل سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقاتلہ وانت لہ ظالم فمضی الزبیر منصرفا وفی روایت

ابی یعلی او لبیہ یقی فقال الزبیر بلی ولکن نسیت۔ یعنی بوقت خروج زبیر حضرت علی نے زبیر سے کہا کہ کیا تو نے نہیں سنا پیغمبر خدا کو یہ کہتے ہوئے کہ تو علی سے قتال کریگا اور تو علی کے حق مین ظلم کریگا۔ زبیر نے اقرار کیا۔ مگر طلحہ وعائشہ وابن زبیر اسی ظلم پر قائم رہے۔ اور زبیر نے نہ بیعت امام برحق سے کی کہ داخل ابرار ہوتے اور موت جاہلیت سے بچتے۔ اور نہ بیعت شجرہ سے اپنا نام خارج کراتے۔

اب ملاحظہ فرمائیے اپنی معتبر تاریخ روضۃ الاحباب جلد سیوم صفحہ ہم مطبوعہ نول کشور گو وگویند جمعی سعدوداز ان بیعت تخلف نمودند مانند۔ سعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن عمر ومحمد بن مسلمہ انصاری واسامہ بن زید بن حارثہ۔ اب کوئی انصاف والا منشی صاحب سے اہل شوریٰ کے نام دریافت کرے کہ کون کون تھے آیا یہی پانچ شخص نامزد کئے تھے حضرت علی کے سوا عثمانؓ عبدالرحمانؓ طلحہؓ زبیرؓ سعد بن ابی وقاص۔ ان پانچ شخصون سے اُسوقت عبدالرحمن اور عثمان فوت ہو چکے تھے۔ فقط تین شخص طلحہ وزبیر وسعد زندہ موجود تھے۔ مگر اُنھون نے بیعت مرتضوی سے صریحًا مخالفت کی۔ جیسا کہ اوپر ثابت کر آیا ہون۔ پھر تعجب ہی کہ ہمارے منشی صاحب نے کس بھروسے پر ایسی غلط بات تحریر فرمائی کہ حضرت علی اہل شوریٰ کی رائے سے خلیفہ ہوئے تھے۔

اس موقع پر ہمکو وہ حدیث جو صحاح اہلسنت مین درج ہی کہ ابرارون کے

امیر ابرار و فاجر دنکی امیر فجار ہونگی۔ ورنہ تمہ بیعت حضرت عبداللہ بن عمر یا یزید پلید یاد آتا ہی جن لوگون نے حضرت علی سے مخالفت کی ہی وہ بحسب مرویات اہل سنت قطعی کافر ہین۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطة من دخل منہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافرا۔ یعنی علی ایک دروازہ حطہ ہی جو کوئی اُسمین داخل ہوا۔ وہ مومن ہوا۔ اور کوئی اُس سے نکلا کافر ہوا۔ حال گذشتگان پر غور و تجسس کرنا اختیار بدست فتحا ہی لیکن بقیہ اصحاب اہل شوری یعنی طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبداللہ بن عمر کے حالات پر اہل انصاف غور کے فتوے دین۔

اب رہا منشی صاحب کا یہ طعن کہ حضرت علی نے خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کو صندوق تقیہ سے نکالکر استدلال اپنی خلافت پر کیا تھا یا نہین اسکا حال بھی کتب سیر و احادیث اہل سنت مین درج ہے۔ دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۱۵ ۔ عن عمرو بن سعد انہ سمع علیا رضی و عوا النشید فی رحبة من سمع رسول اللہ صلعم یقول منکنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستة نفر فشهدوا۔ یعنی حضرت علی نے یوم شوری لوگون کو یاد دلایا کہ کسنے یہ خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت رسول خدا صلعم سے سنا ہی تو چھ آدمیون نے کھڑے ہوکر گواہی دی۔ ازالۃ الخفاء و دیگر کتب مین بارہ شخصون اور اس سے بھی زیادہ تیس آدمیون تک گواہی دینا درج ہی اور روضة الاحباب

جلد دوم صفحہ ۹۱ مین درج ہی کہ جب عبد الرحمن نے عثمان سے بیعت کی حضار مجلس نے بموافقت عبد الرحمن بیعت کرنا شروع کیا۔ تو حضرت علی نے حضار کو قسم دیکر پوچھنا شروع کیا کہ آیا تم مین ہی کوئی ایسا سوای میرے کہ رسول خدا صلعم نے اُسکے حق مین فرمایا ہو۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ (۲) انت اخی فی الدنیا والاخرہ (۳) انت منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (۴) بوقت تبلیغ رسالت متعلق سورہ برات لا یودی عنی الا انا او رجل من عترتی (۵) تمام معارک غزوات و سرایا مین رسولخدا صلعم نے مجھے مہاجرین و انصار پر امیر کیا اور مجپر کبھی کسیکو امیر نہین کیا۔ (۶) انا مدینۃ العلم و علی بابھا و انا دار الحکمۃ و علی بابھا (۷) تمام اصحاب آنحضرت صلعم کو مقام مخاطرہ مین دشمنون کے نرغہ مین چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اور مین نے کسی موقع پر آنحضرت کو تنہا نہین چھوڑا۔ اور اپنی جان فدا کرنے مین دریغ نہین کیا۔ (۸) سب سے پہلے مین ایمان لایا۔

سب حضار نے تصدیق آپکے بیان کی فرمائی۔ اسکے بعد گفتگو عبد الرحمن اور حضرت علی اسطرح نقل کیا ہی۔ درین حال عبد الرحمن گفت یا ابا الحسن این ہمہ فضائل راکہ برشمردی۔ چنین ست کہ در تحت و تصرف بیان آوردی و جمیع اصحاب بدین امور اقرار و اعتراف دارند ولیکن اکنون اکثر مردم بعثمان میل نمودہ با او بیعت کردند۔ متوقع از جناب تو آنکہ با جمہور موافقت نمائی۔ شاہ عصولایت فرمود بخدا سوگند کہ تمامید انید

احق بخلافت کیست ۔ و مع ذلک بمقتضے علم خود عمل نمی نمائید بنابر ملاحظہ
اغراض و مصالحہ دنیوی خود عمل می کنید واللہ کہ من مسلم داشتم این امر را
بر غیر خود زیرا کہ من می دانم کہ سلامت مسلمانان درین تنزل و تسلیم
است چہ درین تسلیم حیف بر خاصہ من ست و بر اسلام و مسلمانان سلامتی
پس ترک مناقشہ کردم طلباً للاجر ۔
حضرت معلوم ہوئی کیفیت شوریٰ و اہل شوریٰ کہ کسقدر اغراض دنیاوی
پر عمل کیا گیا اور حق سے کسدرجہ منحرف ہوئے ۔
کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ حضرت علی ہی اپنے ذہن میں اہل شوریٰ کو حق سے
منحرف اور اغراض دنیاوی میں غرق سمجھتے تھے ۔ نہیں بلکہ عموم مومنین
صالحین کو عبدالرحمٰن کی اس خیانت پر تعجب تھا ۔ جیسا کہ پیشتر ہم صواعق
سے روایت ابو وائل نقل کر چکے ہیں ۔ کہ اُس نے عبدالرحمن سے متعجب
ہو کر پوچھا کہ ۔ یہ کیا وجہ ہوئی کہ تمنے حضرت علی کو چھوڑ کر عثمان سے بیعت
کی ۔ اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی لکھا ہے ۔ و منقول ست از
ابووائل شقیق ابن اسلم کہ از اکابر تابعین ست کہ گفت از عبدالرحمن
بن عوف سوال کردم کہ جہت چہ بود کہ علی را ترک نمودہ با عثمان بیعت
نمودی ۔ در جواب گفت جرم من نبود اول با علی گفتم مبایعت میکنم با
تو بر آنکہ متابعت سنت رسول و سیرت ابوبکر و عمر نمائی گفت دلہ الخیہ نوانم
وچون بر عثمان عرض کردم بلا قید قبول کرد ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل
شوریٰ کی بات بات میں چالاکی اور فریب تھا ۔ اور طرفہ یہ ہی کہ خود ہی

اہل سنت قبول کرتے ہیں کہ حضرت علی کو بعد حضرت عمرو عاص کے دھوکہ دلایا
گیا۔ کہ وہ اول دفعہ بن عبد الرحمٰن کا کہنا قبول نفرماوین۔ اور حضرت عثمان
کو فہمائش کردیا کہ وہ فوراً اسکو قبول کرین اور بانی مبانی اس فریب کا
بنی امیہ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن مین کہتا ہون کہ بغیر شمول اور بغیر مشورہ
عبد الرحمن کے ہرگز یہ دھوکہ نہین دیا گیا۔ کیونکہ اور لوگون کو کیا خبر تھی
کہ عبد الرحمٰن کیا شرط کرے گا۔ اور شرط کو ایک ہی مرتبہ بیان کریگا
یا باصرار اُس کا تکرار کرے گا۔

دوسری عبد الرحمن کی اُس گفتگو سے جو پر سر منبر اُسنے بیان کی خدع اور
فریب کے دریا روان ہوتے ہین دیکھو صفحہ ۶۸ کو روایتی آنکہ اول دست
علی را گرفتہ گفت قرابت قریبہ با رسو لخدا صلعم ومرتبہ فضل وتقدم تو در
اسلام ثابت ست چنان کہ سیدانی اپس خدا بر تو رقیب کہ اگر ترا برائے
خلافت اختیار کنم۔ البتہ از طریق عدالت وانصاف عدول نہ نمائی۔
واگر عثمان را خلیفہ گردانم طریق خلاف نہ پیمائے۔ (یہ الفاظ ذرا غور کے
قابل ہین) ولبعد ازان با عثمان نیز ہمین سبیل سلوک داشت و
چون عہد و میثاق از ہر یکے بستید گفت یا عثمان دست خود را برار
تا با تو بیعت کنم۔ وبا او بیعت نمود۔

یہ چالاکی اہل شوری کی غالباً اس وجہ سے تھی کہ حضرت علی مستحق خلافت
ہین مبادا وہ اہل شوری کی رائے کا اتباع نکرین۔ اسلئے حضرت علی کی
محرومی اور عثمان کی کامیابی کو دفعتاً زبان سے نہین نکالتے تھے اور طرح

طرح کے حیلہ اور فریب سے کام لیتے تھے۔ اور سازش حضرت عثمان کی عبدالرحمن ابن عوف سے صاف ظاہر ہی۔ اول یہ کہ عبدالرحمن اُنکا داماد تھا دوسرے حضرت عثمان نے حصول خلافت کے لئے عبدالرحمن کو بہت دیا اور جو شخص حضرت علی کی خلافت سے راضی ہوتا۔ اُس سے ناراض ہوتے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب کے اُسی صفحہ ۱۶۸ مین حال سعد بن وقاص سے آزردہ ہونے کا درج ہی۔ اور اُسی شب مین صبح تک حضرت عثمان اور عبدالرحمن کا مشورت ہونا اور ایسے غیر وقت یعنی بعد نصف شب کے بلانا منقول ہے۔ اسی صفحہ مین ہی کہ زبیر اور سعد نے عبدالرحمن کو رائے دیکہ حضرت علی کو خلیفہ کرے۔ اور یہ وجہ بیان کی (چہ وی بہ علم و حلم و کرم و شجاعت و امانت و دیانت و حذاقت و صیانت و مہارت در علم قضا و حکومت و قطع و فصل وقایع در فع خصومت و باشرف اقربیت بحضرت رسالت صلعم آراستہ است) پس اگر شوری دیانت اور ایمان داری سے ہوتا۔ تو خلیفہ برحق کے لئے یہی صفات ضروری ہین جس شخص مین یہ جملہ صفات موجود ہون اُسکو خلیفہ نکرنا اور برخلاف اُسکے ایسے شخص کو خلیفہ کرنا کہ جسمین منجملہ ان صفات و کمالات کے ایک صفت بھی ثابت نہین صاف دلیل گمراہی اہل شوری کی ہی۔ یہ بھی منقول ہی کہ عبدالرحمن نے حضرت علی و عثمان سے کہا کہ تم دونون مجہپر حصر کردو۔ عثمان نے قبول کیا حضرت علی خاموش رہے عبدالرحمن نے پھر حضرت علی سے سوال کیا۔ کہ آپ میری بات کا جواب کیون نہین دیتے تو آپنے صاف فرمایا۔ کہ مجھے

تیری دنیا طلبی کیوجہ سے اطمینان نہین ہی اگر مجہسے اس امر کا عہد کرے کہ مین جانب داری قرابت اور رشتہ داری عثمان کی نکرونگا تو البتہ مین تجہ پر چھوڑ دون یہ بھی حضرت علی کے کمالات مین سے تھا۔ کہ باوجود ظہور خیانت عبد الرحمن کے عہد و اقرار باطل پر یقین کر لیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب۔ ناظرین کتاب یہ ہی خیال نفرمائین کہ اس مجلس شوری مین حضرت علی نے فقط بمقابلہ حضرت عثمان ہی اپنا مستحق خلافت ہونا ظاہر کیا ہے بلکہ بمقابلہ حضرت ابوبکر و عمر صاف فرمایا ہی۔ کہ مین اُنسے مستحق اور اولے تر بخلافت تھا مگر اس خوف سے خاموش ہو رہا کہ تم لوگ اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاوگے۔ چنانچہ نقل روایت از مناقب خوارزمی و ابن مردویہ بسند ہا الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ جسنداوراق کے پیشتر لکھ چکا ہون۔ جو عبارت روضۃ الصفا نقل کیگئی ہی۔ اسکا مطلب خلاصہ یہ ہی ہی کہ مصری لوگ جنہون نے حضرت عثمان کے گہر کا محاصرہ کیا تھا اور اُنکی نوبت قتل تک پہونچائی تھی۔ وہ لوگ بعد وفات حضرت عثمان کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکی بیعت پر اصرار کیا۔ آپنے اُنسے کہدیا۔ کہ بغیر حاضرے اصحاب اہل بدر کے یہ کام نہین ہو سکتا۔ وہ لوگ اُنکو بھی لے آئے۔ اور اُنھون نے بھی حاضر ہو کر اصرار کیا۔ کہ آپ خلیفہ ہون آپنے پھر فرمایا کہ بے حضوری طلحہ و زبیر کے نہین ہو سکتا۔ وہ اُنکو بھی طوعاً و کرہاً لے آئے اور بیعت واقع ہوئی۔ اور موافق اسکے دیگر کتب سیر و تواریخ اہل سنت مین درج ہی۔ پھر اس کیفیت کو کون شخص شوری کہہ سکتا ہی

شوریٰ سے مراد فقط یہ ہے کہ چند مدعیان دین نے بعد صلاح و مشورہ ایک کو
خلیفہ بنا دیں۔ یہ صورت صاف طور سے غلط کی ہے کہ جو وقت خدا تعالیٰ نے
مومنین کامل الاعتقاد کو غلبہ عطا فرمایا۔ انکی کوشش اور سعی سے حق اپنے
مرکز پر قائم ہو گیا۔ ثبوت اس امر کا کہ خلافت خلفاء ثلثہ بغیر حق و استحقاق
کے تھی اور اجماع و شوریٰ برابر ناحق کوشی و بددیانتی سے ہوا کیا اب
خدا کے فضل سے بمرتبہ چہارم حق اپنے مرکز پر پہونچ گیا۔ یہ ہے کہ روضۃ
الاحباب میں لکھا ہے کہ جو وقت جناب امیر علیہ السلام کی بیعت واقع ہوئی
اور آپ منبر پر تشریف لیگئے۔ تو ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ادا فرمایا جس
کا شروع یہ تھا۔ الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ
یعنی سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے خدا کے اوپر احسان اسکے کہ بتحقیق
حق اپنے مکان پر رجوع ہوا۔ اس خطبہ سے صاف ثابت ہو گیا۔ کہ ہر
خلفا کی خلافت برحق نہ تھی۔ اور حضرت علی مرتضیٰ برحق خلیفہ پیغمبر بلا فصل
تھے۔ اور امت کی گمراہی اور بے وفائی سے حق ادھر اُدھر غیر اپنے
مکان رحل کے مارا مارا پھرتا تھا۔ اب خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حق
اپنے موقع اور مکان پر پہونچ گیا۔

قال صاحب اسرار الہدی۔ غرضکہ جناب امیر کا خلیفہ ہونا بھی مثل
حضرت صدیق اکبر کے اہل الرائے کے ہی اتفاق سے ثابت ہوا۔ بلکہ دونوں
صاحبوں کی بیعت میں سر مو فرق نہیں ہے ہاں اگر فرق ہے تو صرف
اسی قدر ہے کہ حضرت صدیق اکبر کو ہرگز خواہش خلافت کی نہ تھی

جیساکہ شیعون کی معتبر کتب مین مذکور ہی اقیلو ابیعتی لست بخیر کم و علی فیکم الخ۔
اور نعوذ باللہ من ذالک جناب امیر کو باعتقاد شیعیان اس درجہ حرص تھی کہ جناب
بر در بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پر سوار کر کے ایک ہاتھ
مین حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین حضرت امام حسین کا ہاتھ پکڑ کے
بحالت پریشان کس بسیاد و بصورت دیوانگان کس سپر ساد ہر ایک مہاجرین و
انصار کے دروازون پر جا کے بی حفظ پاس ننگ و ناموس استعانت
کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ پھر بھی معاذ اللہ جناب کی کوئی یاری
و مددگاری نہ کرتا تھا۔
اقول بحولہ تعالی صدیق اکبر سوائے علی مرتضی کے کوئی نہین ہی اگر کوئی
شخص سوائے حضرت علی کے کسی دوسرے کو اس لقب سے ملقب کرے وہ
بحسب مرویات اہل سنت بلاشبہ کاذب اور مفتری ہی دیکھو صواعق محرقہ
مطبوعہ مصر کے صفحہ، حدیث الصدیقون ثلثۃ و حدیث السابقون ثلثۃ و علی افضلہم سوا
حضرت مرتضی نہ کوئی صحابی صدیق ہی اور نہ کوئی سابق الایمان ہی۔ اگر مراد مولف
صدیق اکبر سے حضرت ابوبکر ہی تو یہ دعوی بے سند ہی۔ یہ دعوی مولف اسرار الحد
کا صریحا غلط ہی کہ خلافت ابوبکر کی باتفاق اہل الرائے کے ہوئی کیونکہ کتب
معتبرہ اہلسنت سے صاف ظاہر ہی کہ بوقت بیعت حضرت ابوبکر نہ شوری
ہوا نہ اجماع واقعہ ہوا۔ فقط فریبی اور سازشی کارروائی سے بیعت ہو گئی۔
ابن خلدون کی تاریخ مین ہی کہ جب شیخین اور انصار مین طول کلام ہوا اور
بشیر ابن سعد طرفدار شیخین کا ہو گیا۔ تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو آنکھ کا اشارہ

گیا۔ اور حضرت عمر نے بفور اشارہ کے بیعت کی۔ اور بعد اُنکے بشیر نے اور
اور پھر ابو عبیدہ نے۔ اور تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۳۴۵-۳۶۴ مین
حال بیعت حضرت ابوبکر کا اس طرح درج ہی۔ چون انصار ابوبکر و عمر و عبیدہ
را رضی اللہ عنہم بدیدند گفتند شما مہاجرانید و فخر شما بزرگ ست و ما نیز رنج بسیار
بردہ ایم۔ و ما یکی را امیر کنیم۔ از خویشتن و شما یکی را امیر کنید از خویشتن تا ہر
کسی با گروہ خویشتن بیارامد و گفتگوی از میان برخیزد۔ و چون ایشان سخن تمام
کردند۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ خواند و ثنای خداوند تعالیٰ گفت و بر پیغمبر صلعم درود
فرستاد۔ و فضائل انصار بگفت پس گفت اگر چنین کنیم کہ شما میگوئید اختلاف
افتد و زخم شمشیر اندر میان آید۔ و شما میدانید کہ پیغمبر صلعم فرمودہ است۔
الائمۃ من قریش۔ و امامت بقریش میرسد۔ شما دست باز دارید تا یکی از
قریش را بنشانیم و شما پیش او ہمچنان باشید۔ کہ پیش حضرت پیغمبر صلعم بودید
انصار گفتند کہ با علی مرتضیٰ رض بیعت کنیم۔ کہ پسر عم اوست۔ عمر رض ترسید کہ
اختلاف در میان پیدا شود ابوبکر رضی اللہ عنہ را گفت کہ تو دست دراز
کن تا با تو بیعت کنیم۔ کہ تو نیز از قریشی و سزاوار تری۔ پس عمر رضی اللہ عنہ
دست ابوبکر را گرفت و بیعت کرد۔

ایسی کارروائی کو کسی قاعدہ اور کسی اصطلاح مین شوریٰ یا اجماع نہین رکھتے
اور یہ بحث جو کیگئی ہی کہ حضرت ابوبکر کو خواہش خلافت کی نہ تھی۔ اور حضرت
علی خواہان خلافت تھے کتب اہل سنت سے ثابت و محقق ہی کہ حضرت ابوبکر کا
خواہش خلافت کرنا کیسا بلکہ خلافت کی طمع مین کچھ لحاظ و پاس خدا و رسول کا

نہ لکھا۔ جو شخص اس حال پر مطلع ہونا چاہے۔ وہ حالات آخر حیات رسول صلعم خصوصاً غزوہ تبوک سے لیکر تا بوقوع بیعت حضرت ابوبکر تمام واقعات کو یکجائی طور پر مجتمع کر کے ملاحظہ کرسکتا آنحضرت صلعم نے کس کس تاکید و اصرار سے حکم خلافت حضرت علی کا دیا = اور ان حضرات نے کیا کیا تدابیر انسداد اجراء احکام خدا و رسول اور اپنی ریاست کے جمانے مین کئے ہین۔ ہم پوچھتے ہین کہ اگر حضرت ابوبکر کو طمع خلافت کی نہ تھی = تو جیش اسامہ سے کیون تخلف کیا = باوجود اصرار و تاکید پیغمبر خدا صلعم کے مدینہ کو کیون نہ چھوڑا = وصیت آخری پیغمبر خدا کی کیون نہ لکھنے دی۔ مسجد نبوی سے سقیفہ بنی ساعدہ کو چپکے چپکے بغیر اطلاع و مشورت اہل بیت پیغمبر کیون چلے گئے۔ سقیفہ مین آنکھو کا اشارہ کر کے اپنی بیعت کیون کرائی بعد بیعت کے جب مجمع مین حضرت علی کو بلایا اور آپنے دعوی خلافت کیا اور دلائل و براہین سے اپنا استحقاق ثابت کیا اور طرح طرح سے فہمائش کیا۔ کہ خدا سے ڈرو۔ اور حقوق اہلبیت رسالت کو ضایع مت کرو = اُسوقت حضرت ابوبکر نے خلافت کیون ترک نہ کی اور کیون رفق و مدارا کی باتین بنا کر اُسوقت کو ٹالدیا = کلمہ اقیلونی خاص مرویات اہل سنت سے ہی مگر اس سے عدم خواہش اور حرص کا ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ اُنکی عدم لیاقت و عدم استحقاق ثابت ہوتا ہی۔ یہ کلمہ خلافت ترک کرنیکی نیت سے نہین کہا گیا کیونکہ اگر وہ خلافت چھوڑنے پر رضامند ہوتے تو کسی صحابہ سے مشورہ کرنیکی نہ تھی۔ خود خلع خلافت کر کے حضرت علی سے بیعت کر لیتے اس کلمہ کے فرمانے کا وہ زمانہ ہی کہ جب حضرت ابوبکر خوف جان کے سبب اُٹھ کر ڈر

تک گھر سے باہر نہ نکلے تھے۔ لیکن جب معاذ بن جبل وغیرہ کے تحت مین جمعیت فراہم ہوگئی۔ اور خلیفہ صاحب خوف قتل سے مطمئن ہوئے پھر کبھی یہ فقرہ زبان پر کیون نہ لائے جناب امیر کی نسبت جو الزام طمع خلافت کا لگایا ہی اور حوالہ اعتقاد شیعیان کا دیا ہی یہ ہی مولف کی ناواقفیت ہی کیونکہ یہ روایت کتب معتبرہ اہلسنت مین ہی کہ جناب فاطمہ اپنی حق تلفی کی دادخواہی کے لئے اور اپنی استعانت اور طلب نصرت کے لئے انصار کے گھرون مین بلکہ مساجد انصار مین تشریف لیگئین۔ دیکھو کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری کو کہ مفصل حال اُسمین درج ہی اور نیز ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین وہ خطبہ حضرت سیدہ کا نقل کیا ہی جسمین تفصیل وار حال ظلم وستم و مداخلت شیخین کا اور اپنی مظلومی اور استحقاق خلافت کا درج ہی۔ قطع نظر اس بحث سے کہ یہ روایت کتب اہلسنت مین ہے یا کتب شیعہ مین قابل تذکرہ یہ بات ہی کہ حضرت علی کا بار بار طالب خلافت ہونا دلیل طمع و حرص کی نہین ہی کیونکہ آپ خلیفہ منصوص من اللہ والرسول تھے آپکا سب سے بڑا فرض یہ ہی تھا کہ ہر وقت طالب اپنے حق کے رہین خواہ امت مطیع ہو یا عاصی اکثر اظہار اپنے منصب کا کرتے رہین اور تا مقدور حصول تصرف مین ساعی ہون جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کہ ریاست عامہ ہی اور تسلط حاصل کرتے ہین انبیا علیہم السلام غایت درجہ سعی و کوشش بجالاتے ہین خواہ تسلط حاصل ہو یا نہو تو انکی سعی اور کوشش اور خواہش واسطے حصول تسلط کے محمول بر حرص طمع نہین ہو سکتی کیونکہ وہ اسی کام پر

منجانب اللہ بامور ہوتے ہین دیکھو آنحضرت صلعم نے کیا کیا گوشہ نشین اور سعی
اتمام و اجراء کار رسالت مین فرمائین مگر حرص و طمع مین داخل نہین ہان مسیلمہ
کذاب اور اسود عنیسی اور طلیحہ کی سعی اور کوشش داخل حرص و طمع ہین۔
اسی پر قیاس کرلو ہر شخص مستحق اور غیر مستحق کی طلب اور خواہش کو مثلاً زید کی ایک سوئی
یعنی سوزن جاتی رہی اور وہ اُسکی تلاش مین کوشش کرے تو وہ طامع
نہین ہی لیکن اگر عمرو کسی دوسرے کا مال مارنے مین ساعی ہو تو ضرور
طامع اور لالچی کہلائیگا۔ حضرت علی اور جناب فاطمہ کی سعی طلب
تسلط امامت کو جو بیرایۂ طنز و طعن مین بیان کیا ہی دلیل عدم بصیرت
مولف ہی بڑے بڑے اولی العزم مرسلین نے وہ وہ مصائب اور سختیان
اُٹھائی ہین کہ اگر عوام الناس مین سے ادنی درجہ کی کسی آدمی پر ایسی
مصیبت اور سختی پڑے تو وہ اپنی سخت توہین سمجھے۔ لیکن انبیا و اوصیا
اُسکو اپنی توہین نہین سمجھتے ہین بلکہ اُنکے مراتب اور مدارج کی بلندی
خیال کیجاتی ہی۔ دیکھو جناب سرور کائنات نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ
اور طائف وغیرہ مین دعوت رسالت کرکے کیا کیا سختیان ملاعین کے
ہاتھ سے اُٹھائین پس اگر اُنکے خلیفہ برحق اور نائب مطلق نے بھی سختیان
اُٹھائین تو داخل توہین نہین اور نہ جہال کے طنز و طعن کرنے کی جگہ ہی۔
ہم اس موقعہ پر ایک مثال سے ثابت کئے دیتے ہین کہ جو فعل ایک ادنی
سے ادنی دنیادار کے لئے سخت توہین کا باعث خیال کیا جاتا ہی وہ انبیا
علیہم السلام کے مقابلہ مین توہین نہین سمجھا جاتا۔ دیکھو جو حرکت اہل فرنگ

حضرت لوط کے ساتھ اور حضرت لوط نے واسطے حفظ حرمت مہمانان کے اپنے ننگ و ناموس پر خیال نہ کیا۔ اگر ایسے واقعہ کو ایک ادنی سے ادنی شخص سے بھی منسوب کیا جاوے تو سخت توہین سمجھی جاویگی مگر حضرت لوط کے اس واقعے کے ذکر سے توہین نہیں ہو گی ایسا ہی اہل قریہ نے جو درخواست نامعقول حضرت جبرئیل و میکائیل سے کری کسی کم درجہ کے آدمی سے ہی کیجاوے تو ضرور اسکی توہین ہے مگر چونکہ چاند سورج پر خاک نہیں پڑ سکتی طنز و طعن کرنیوالے پر ہی وہ خاک پڑتی ہے۔ طعن کرنیوالا اپنے ہی اوپر قیاس کرے کہ اگر کوئی شخص حضرت جبرئیل و میکائیل جیسے ملائکہ مقرب اور حضرت لوط جیسے پیغمبر ذیشان کے واقعہ کو اُنسے منسوب کرے تو کسقدر برا معلوم ہو حالانکہ ملائکہ اور حضرت لوط کے مقابلہ مین ایک ادنی آدمی کی کیا حقیقت ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اگر کہین کہ اہل الرائے نے کیون اس امر کا لحاظ نہ کیا کہ حضرت رسولخدا نے صدیق اکبر کو کبھی کسی کار شریعت پر مامور نہیں فرمایا اس صورت مین صدیق اکبر قابل خلافت نہین سمجھے جاتی تو جواب اس وسوسہ کا یہ ہی کہ باتفاق مورخین شیعہ و سنی ثابت ہی کہ بارہا حضرت رسولخدا نے حضرت صدیق اکبر کو اکثر مہمات بزرگ پر تعنیات فرمایا ہے۔ اسکے بعد کارہای شریعت کی تفصیل اسطرح درج ہی۔

اول بعد شکست احد ابوسفیان کے مقابلے کیلیے حضرت ابوبکر کو مامور کیا۔

دوم غزوہ بنی نفیر مین ایک رات ابوبکر کو امارت لشکر عطا فرمائی۔

سیوم سنہ ہجری میں غزوہ بنولحیان کو حضرت تشریف لے گئے اور آنحضرت نے سرایا روانہ کئی انمین سے ایک سریہ کے سردار ابوبکر بھی جسکو سریہ کراع الغمیم کہتی ہین

چہارم غزوہ تبوک مین جانے کے وقت سردار لشکر بنایا۔

پنجم غزوہ خیبر مین اپنا نائب بناکر معرکہ جنگ مین بھیجا۔

ششم سال ہفتم مین جماعت بنی کلاب پر امیر ہوئے اور سلمہ بن اکوع کا رسالہ انکی ماتحتی مین تھا۔

ہفتم بنی فرازہ پر بھی یہی امیر تھے۔

ہشتم سریہ وادی الرمل پر امیر ہوئے۔

نہم بوقت خانہ جنگی بنی عمرو بن عوف آنحضرت بلال سے کہہ گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت آجاوے تو ابوبکر سے کہنا کہ نماز پڑھاوے۔

دہم بوقت فرض ہونے حج کے انکو امیر الحج مقرر کیا تاکہ لوگونکو قواعد حج تعلیم کرین۔

یازدہم آنحضرت نے اپنے مرض موت مین جملہ اصحاب صفا کا پیشنماز بنایا۔

اب فرمائیے کہ کونسی بات ہی کہ حضرت صدیق اکبر کو حاصل نہین ہوئی۔ الخ

اقول بحولہ تعالیٰ۔ افسوس ہی کہ ذکر تو حضرت ابوبکر کا اور لقب جناب امیر کا شامل کیا جاتا ہی یہ تو البتہ بڑے شرم ناک بات ہی کہ بروایات اہل سنت صدیق اکبر لقب حضرت علی کا ہی اور معاندلوگ القاب کو بھی غصب کرتی ہین۔

اب اہل انصاف ذرا میری طرف متوجہ ہون مین عرض کرتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے کبھی حضرت ابوبکر کو کسی کار متعلقہ شرع پر مقرر نہین کیا نہ کبھی انکو ماہر شرع یا قاضی دین محمدی۔ یا اچھا قضا یا فیصل کرنیوالا نہین فرمایا نہ وہ کبھی

لشکروں کے سردار ہوئے بلکہ ادنی آدمیوں کے تحت مین عوام لوگونکے
ہمیشہ مامور رہے یہانتک کہ زمانہ مرض الموت آنسرور مین کہ آخری موقع حصول
عزت و دولت کا ہی حضرت ابوبکر ایک لڑکا یعنی اسامہ بن زید کے محکوم اور
تابع کئے گئے جسکو شبہ ہو فہرست لشکر اسامہ روضۃ الاحباب مدارج النبوت
واقدی وغیرہ تواریخ معتبرہ اہلسنت مین دیکھ لے۔

ہم جہانتک نظر غور سے دیکھتے ہین فقط ایک مرتبہ انکو رسولخدا صلعم نے کار
شریعت پر مامور کیا تھا مگر اُسیوقت وحی نازل ہوئی کہ ابوبکر مین لیاقت
اس کام کے انجام دینے کی نہین ہے۔ یہ کام خود تمہارے کرنے کا ہی یا علی
مرتضی کے کرنیکا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو چنانچہ اُسیوقت حضرت ابوبکر
معزول کئے گئے اور کئی منزل سے واپس آئے کہ مفصل ذکر اسکا اپنے موقعہ پر کیا
جائیگا علاوہ اسکے خیبر مین ایک روز انکو اور دو روز حضرت عمر کو سردار بناکر
میدان جنگ مین بھیجا تھا مگر یہ دونون صاحب بڑی مشکل سے جان بچاکر بھاگ
آئے۔ وجہ تقرر اس امارت کی حدیث صحیح متواتر سے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ
عوام الناس مطلع ہو جاوین کہ یہ دونون صاحب قابل سرداری کے نہین
ہین۔ کیونکہ تیسرے دن آنحضرت نے فرمایا۔ لاعطین الرایۃ غدا رجلا
کرارا غیر فرار الی آخرہ۔ یعنی کل کو رایت ظفر آیت ایسے مرد بہادر کو
دونگا جو بھاگنے والا نہین ہے اور خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول
اسکو دوست رکھتے ہین۔ تا آخر مضمون حدیث اس حدیث سے یہ تو صاف
کھل گیا کہ تین روز پیشتر سے جو صاحب سردار بنکر جاتے ہین وہ فرار ہے یعنی

بھاگ جانے والے ہین بہادر نہین ہین نہ خدا اور رسول کو وہ دوست رکھتے ہین نہ خدا اور رسول انکو دوست رکھتے ہین ۔ اور نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس قلعہ کو وہی کرار غیر فرار فتح کریگا جسکا نام علی مرتضی ہی پس ان دونون صاحبون کو سردار بنا کر بھیجنے کی کیا حاجت تھی بجز اسکے اور کچھ قیاس مین نہین آسکتا کہ آنحضرت صلعم کو یہ منظور تھا کہ عام لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونون صاحب سرداری کی لیاقت نہین رکھتے سردار واجب الاتباع صرف وہ شخص سمجھا جاتا ہی کہ کبھی دوسرے شخص کا محکوم نہوا ہو جیسے حضرت علی مرتضی کہ اول سے آخر تک ہمیشہ سردار ہی اور کبھی کسی دوسرے شخص کے محکوم و ماتحت نہوئے اور حضرت ابوبکر و عمر کی کیا سرداری ہمیشہ محکوم و ماتحت رہے یہانتک کہ عمرو عاص کے بھی محکوم رہے اور اسامہ بن زید کے بھی بروئے عقل بھی سردار وہی شخص ہونا چاہیے جو کسیکی نگاہ مین سبک اور حقیر ہو دیکھئے حضرت ابوبکر جن جن لوگون کے محکوم و ماتحت رہے اُنکی نگاہون مین کیا وقعت باقی ہونگے اب ہم مفصلا ہر قول کی تردید لکھتے ہین ۔

قولہ اول بعد از شکست اُحد جب رسول خدا نے سنا کہ ابوسفیان نادم ہو کر ارادہ رکھتا ہے کہ مدینۂ طیبہ پر حملہ آور ہو اُسوقت حضرت رسول خدا نے حضرت صدیق اکبر کو اُسکے مقابلے کے واسطے رخصت فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اُسکا جا کر مقابلہ کیا ۔

اقول وبہ نستعین ۔ حضرات اہل انصاف بیلے تو ہمکو القاب کا عجب کر نکلی ہی

شکایت تھی اب ملاحظہ فرمائیے کہ معرکہ اور تاریخی حالات بھی غضب ہونے لگے۔ میں سخت حیران ہوں
کہ کیا ان لوگوں کی شرم ہی جاتی رہی عام قاعدہ ہے کہ اگر اپنے آپ میں کوئی
فضیلت یا بزرگی ہو تو جس سے مقابلہ کرتے ہیں اُسکے فضائل کو چرا کر اپنے
آپ سے منسوب نہیں کیا کرتے دوسروں کی ہی فضائل منسوب کر لیں۔ کجا
ابوسفیان کی واپسی کجا حضرت ابوبکر یہ تو بیچارے بہ تقلید سنت یوم ہجرت
مع اپنے یار غار حضرت عمر ابن الخطاب کے اُسوقت ایک غار میں بیٹھے ہوئے
بزدلوں کی جان کو رو رہے تھے۔ انس بن مالک کے چچا جو وقت اخیر میں
مدینہ سے آئے ہیں اُنکو یہ دونوں صاحب غار میں چھپے ہوئے ملے اور
اُنھوں نے ہر چند اُنکو لعن و تشنیع دیے مگر ایک بھی نہ سنی یہ بات تو البتہ سنی
گئی ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر و میدان احد سے بھاگ کر ابوسفیان سے خطا
معاف کرانے کے لیئے ابن ابی کی سفارش کرائی اور یہ بات تو کسی کتاب
اہلسنت میں نہیں دیکھی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اُنکو ابوسفیان کی مقابلے
کے لیے امیر لشکر کر کے بھیجا تھا۔ در اصل یہ معاملہ حضرت علی مرتضیٰ کا ہے اور
مؤلف صاحب نے کمال دانائی سے حضرت ابوبکر سے منسوب کر دیا۔ دیکھو
مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی جلد ثانی صفحہ ۸۲ کو کہ اسمیں
یہ درج ہے۔ وصل چون مشرکان بمکہ باز گشتند در خاطر اصحاب دغدغہ
راہ یافت کہ مبادا عزیمت مدینہ نمایند و غارت و تاراج کنند بنا برین علی
مرتضیٰ را رضی اللہ عنہ فرمود تا از عقب مخالفان رود و این خبر تحقیق نماید
پس آنحضرت خبر آورد کہ کافران بمکہ رفتند۔ انصاف جو لوگ دیکھا عجیب

درزو دلیری ہی۔ کہان ہین حضرات تقریظ نویسان ایسے مواقع تو ضرور ہی داد
دینے کے قابل ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واما قوله دوم غزوہ بنی النضیر مین حضرت نے ایک رات
خوفناک مین صدیق اکبر کو امیر لشکر بنایا۔ اور خود بدولت نے اپنی دولتخانہ
جنت آشیانہ مین آرام فرمایا۔

اقول بحوله تعالیٰ۔ یہ بھی دروغ اور کذب اور افترا اور بہتان ہی حقیقت
یہ ہی کہ غزوۂ بنی النضیر سکلہ ہجری مین واقع ہوا۔ حضرت علی مرتضی سردار
وعلمدار لشکر تھے۔ دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ۱۹۶ الپس در مدینہ
ابن ام مکتوم را خلیفہ ساخت ورایت را بعلی مرتضی کرم اللہ وجہہ داد
واز مدینہ بیرون رفت۔ بعد اسکے لکھا ہے وحضرت پانزدہ شبانہ روز
آن جماعت را محاصرہ داد۔

اور یہ ہی مضمون مدارج النبوت مین درج ہی دیکھو صفحہ ۲ ۹ جلد دوم دپس
آن حضرت صلعم ابن ام مکتوم را در مدینہ خلیفہ ساخت ولوائے لعقد
نمودہ بعلی بن ابی طالب داد واز مدینہ مطہرہ بیرون آمد پس اس بات مین
توکسیکو شک نہین ہوسکتا کہ اس غزوہ مین سردار علمدار لشکر بطور مستقل
حضرت علی مرتضی تھے اب رہی یہ بات کہ شب اول مین حضرت قلعہ
یہود کا محاصرہ کرکے لشکر ظفر پیکر کو مصروف محاصرہ چھوڑ کر دولت خانہ کو
تشریف لے آئے۔ اور مولف صاحب نے اپنے نزدیک حضرت ابوبکر کے
وقعت بڑھانے کے لئے اس شب کو (ایک رات خوفناک) تحریر فرمایا جو کسی

کتب سیر و تاریخ سے ثابت نہین بلکہ اُس شب کو خوفناک کہنا والا کافر ہو جاتا ہی
کیونکہ اگر اُس شب کو خوفناک کہا جائے تو یہ بھی لازم آئیگا کہ یہ بھی کہے کہ
آنحضرت صلعم بوجہ خوف و ہراس اُس شب کے لشکر کو میدان مین چھوڑ کر
دولتخانہ مین فقط جان بچانیکو تشریف لے آئے اور ایسا عقیدہ نسبت
جناب رسالت مآب کے رکھنا بالاتفاق کفر ہی۔ پس جو کچھ کتب سیر و تواریخ
اہلسنت سے ثابت ہی وہ یہ ہی کہ پہلی شب مین فقط لشکر کو محاصرہ پر تعینات
کرنا تھا کوئی اندیشہ لڑائی مقابلہ کا نہ تھا اسلیئے آنحضرت صلعم بعد نماز عشاء
لشکر کو محاصرہ پر تعینات کرکے دولتخانہ کو واپس تشریف لے آئے۔ اب رہی
یہ بات کہ بعد واپسی آنحضرت صلعم کے سردار لشکر کون تھا اور مولف صاحب
کو حضرت ابوبکر کی سرداری کا شبہ کیونکر ہوا۔ اسکی یہ وجہ ہی کہ بعض روایات
کو اسمین شبہ ہو گیا کہ سردار لشکر اُس شب مین حضرت علی تھے یا حضرت
ابوبکر چنانچہ مدارج النبوت مین درج ہی بکشاد تا وقت عشاء جنگ کردند و چون
با مومنان نماز عشاء گزاردند حضرت باچند کس بمنزل شریف تشریف آوردند
آوردند و سایر صحابہ را کہ سردار ایشان ابوبکر بود یا علی رضی اللہ عنہ علی اختلاف
الروایتین تا بوقت صبح بمحاصرہ یہود اشتغال نمودند۔ اور چونکہ حضرت
ابوبکر کی سرداری کے موید کوئی دوسری روایت نہین ہی اور حضرت علی کی
سرداری کی تائید مین دیگر روایات ایسی موجود ہین کہ جنسے مستقل سرداری اونکی
اس غزوہ مین محقق ہی تو لامحالہ روایت سرداری حضرت ابوبکر کی ساقط
عن الاعتبار ہوگی اور چونکہ عادت علمائے اہلسنت کی یہ ہی کہ اگر دو روایت

متضادہ دربارۂ حضرت علی اور حضرت ابوبکر کے ہوویں اور حضرت ابوبکر کی نسبت
جو روایت ہی اُسکو اپنے دلمین کیسے ہی دروغ اور موضوعی جانتے ہوں لیکن اُس
روایت پر جو حضرت علی کی نسبت ہی ضرور ترجیح دینگے جیسے حدیث سد ابواب الا باب
علی کے برخلاف ایک موضوعی حدیث کو بیان کرتے ہین جسکا دروغ ہونا جبلی
بدیہیات مین داخل ہی یعنی یہ کہ مرض الموت مین آنحضرت صلعم نے سبکے دروازون
کا جو مسجد مین کھلے ہوئے تھے بند کرنیکا حکم دیا سوا دروازۂ ابوبکر کے ۔ اور یہ امر بدیہی
ہی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان نواح مسجد مین کبھی نہ تھا بلکہ اُنکا مکان مسجد نبوی سے
ایک میل کے فاصلہ پر محلہ سنخ واقع تھا جسکا مفصل حال روضۃ الاحباب مین درج
ہی کہ حضرت ابوبکر باایام خلافت خود اس روزانہ قطع مسافت سی بہت رنج اور تکلیف
پاتے تھے مگر علمائے اہلسنت باوجود صحت و تعدد روایات حدیث متعلقہ حضرت علی کی اس
جعلی اور موضوعی روایت کو ترک نکرینگے ایسا ہی حال اس روایت کا ہے
کہ کسی راوی نے خواہ غلطی سے یا حسب عادت دیدہ و دانستہ براہ کذب
و افترا سرداری مین نام حضرت ابوبکر کا بیان کردیا لیکن دوسری بہت سی بدعات
کثیرہ برخلاف اسکے موجود ہین کہ حضرت علی اُس شب محاصرہ مین سردار
تھے اور آپکے مستقل سردار غزوہ ہونیکی روایات بھی بلا کسی خلاف و
نزاع کی موجود ہین تو مثلاشئے حق اور منصف آدمی ہرگز اُس موضوعی روایت
پر اعتبار نکریگا ۔ حضوصاً مناظرہ مین ایسی روایات پر جاہل بھی استدلال
نہین کیا کرتے کہ اُس شب ابوبکر سردار تھے یا حضرت علی سردار تھے (م
یعنی جبکہ خود ہی شبہہ اور شک مین پڑے ہوئے ہو کہ ان دونون مین سے

کون سردار تھا تو اپنے مخالف کو کس دلیل سے اس بات کا یقین دلا سکتے ہو کہ حضرت ابوبکر رح سردار تھے - اسی سے تو کہتے ہین کہ حق کا طرفدار ہمیشہ سرخرو ہوتا ہی اور باطل کا طرفدار ہر بات مین نیچا دیکھتا ہی -

قولہ سیوم سنہ ۶ ہجری مین بروقت غزوہ بنولحیان آنحضرت صلعم نے مختلف سرایا روانہ کئے از انجملہ عمدہ سرایا وہ تھا جسپر حضرت صدیق اکبر سردار مقرر کئے گئے تھے یہ سریہ کراع الغمیم کیطرف روانہ کیا گیا -

اقول افسوس ہی کہ یہ سریہ نہ عمدہ سرایا مین داخل ہی نہ حضرت ابوبکر کی سرداری ثابت ہوتی ہی عمدگی اسکی تو یہ ہی کہ کل دس آدمی مامور ہوئے اور اُس عمدگی پر طرہ یہ ہوا کہ بلا کسی مقابلہ و مقاتلہ کے واپس چلے آئے - سرداری سریہ کی نسبت روات اہل سنت خود مختلف البیان ہین بعضے حضرت سعد بن عبادہ انصاری کی نسبت سردار ہونا کہتے ہین اور بعضے حضرت ابوبکر کا نام لیتے ہین دیکھو مدارج النبوت جلد ثانی صفحہ ۱۱۷ (سرایا باطراف و جوانب فرستاد بعد ازین بعسفان رسیده ابوبکر صدیق و بقولے سعد بن عباده را با جمعی ده باده سوار به کراع الغمیم فرستاد) اور پھر لکھا ہی (و ایشان تا بموضع معهود رفتند و با ہیچ مخالفی و دشمنی اتفاق ملاقات نیفتاد پس ازان موضع باز گشتند)

اب فرمائیے کہ مؤلف صاحب کے ایسے خام استدلال سے کیا نتیجہ نکلا - اگر مؤلف صاحب کسی سریہ کی سرداری نسبت حضرت ابوبکر ثابت بھی کرتے تو کیا فائدہ نکالتے ادنی ادنی صحابی سریونکے سردار ہوئے اور بہت سی سرایا مین ابوبکر رضی اللہ عنہ ماتحت دوسرونکے رہے اور دس بیس سرایا مین محکوم و مامور ہونا ثابت ہو گیا

نتیجہ نکلا قابل استدلال اُنکی امارت بطور سرداری ہی کہ جو ہمیشہ سردار ہی ہوئی ہیں اور کبھی کسی غزوہ یا سریہ مین کسی دوسرے کے محکوم و ماتحت نہ ہوے ہون جیسے حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہین مگر دنیا کی آنکھون پر ایسا پردہ غفلت پڑا ہے اور تعصب نے اونکو ایسا اندھا بنا دیا ہے کہ حق و باطل مین مطلق تمیز نہین کر سکتے ہین۔

قولہ چہارم جب رسولخدا صلعم نے قصد غزوہ تبوک کا فرمایا تو یہ حکم صادر ہوا کہ لشکر ظفر پیکر مدینہ سے باہر جمع ہو اُن سب پر صدیق اکبر امیر رہے۔

اقول بحولہ تعالے الحمد للہ کہ یہ سرداری بھی ثابت نہوئی۔ اور اگر ثابت بھی ہوجاتی تو تاہم استدلال کے قابل نہ تھی کیونکہ مؤلف صاحب مقابلہ تو حضرت امیر علیہ السلام سے کر رہے ہین اور بوقت جانے اس غزوہ کے حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ اور جانشین پیغمبر خدا صلعم کے ہوکر مدینہ مین تشریف رکھتے تھے۔ اب افسوس یہ ہی کہ مؤلف صاحب اس سرداری کو بھی ثابت نہین کر سکتے کیونکہ کتب سیر و تواریخ اہلسنت سے پایا جاتا ہی کہ اس غزوہ مین ہر قوم و قبیلہ کے متعدد سردار تھے۔ سردار اعظم کوئی نہ تھا۔ البتہ مہاجرین کا ایک سردار تھا مگر روات اہل سنت اسمین مختلف البیان ہین مقولہ اکثر کا یہ ہی کہ زبیر بن العوام سردار تھے اور بعض نے حضرت ابوبکر کا نام بیان کیا ہی۔ دیکھو مدارج النبوت صفحہ ۲۰۸ (لوا اعظم را بابی بکر صدیق و بروایتی بزبیر بن العوام داد)

قولہ پنجم غزوہ خیبر مین جبکہ رسول خدا کو درد شقیقہ عارض تھا

حضرت نے صدیق اکبر کو اپنا نائب بنا کر بھیجا چنانچہ اُس روز صدیق اکبر سے بہت بڑی جنگ واقع ہوئی۔

اقول وبہ نستعین ہاں خیبر میں تو البتہ حضرت ابوبکر سردار ہوئے بلکہ حضرت عمر بھی لیکن ساتھ اسکے یہ بات بھی کھل گئی۔ کہ آنحضرت صلعم نے ان ہر دو اصحاب کو یکے بعد دیگرے اسی لئے سردار مقرر کیا تھا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ دونوں قابلیت سرداری کی نہیں رکھتے چنانچہ جمیع کتب واحادیث اہل سنن میں یہ حدیث صحیح اور متواتر درج ہی کہ جب شیخین متواتر تین روز تک مغلوب حارث ومرحب یہودیان سے فرار ہوئے تو اُس روز شام کو یہ فرمایا لاعطین الرایتہ غداً رجلا کرار اغیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل کے دن رایت لشکر ایسے مرد کرار اور بہادر کو دونگا جو ہرگز بھاگنے والا نہیں ہی اور خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہیں وہ واپس نہوگا تا آنکہ خدا تعالی اُسکے ہاتھ پر فتح دے۔ قربان یارسول اللہ آپکے نور حکمت ورسالت کے جب آپ خوب جانتے تھے کہ علی مرتضی کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور شیخین بھاگ جانے والے ہیں نہ خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہیں نہ خدا اور رسول اُنکو دوست رکھتے ہیں پھر ان بیچاروں کو سرداری پر مقرر کرنے کی کیا حکمت تھی۔ وہ یہی حکمت تھی کہ یہ لوگ ضرور ایکدن اپنے آپکو علی کا مدمقابل بنا ئینگے اور انکی ذریات مومنین پاک دین سے مناظرہ کیا کرینگی اُس وقت سب پر ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ قابل سرداری وخلافت نہ تھے۔

قولہ ششم سال ہفتم مین حضرت ابوبکر کو ایک جماعت کلاب پر سردار مقرر کیا۔
اقول اگر بنی کلاب کی سرداری ثابت بھی ہوتی تو کچھہ فخر کی بات نہین مگر
یہ بھی دروغ ہی سال ششم مین بنی کلاب پر سریہ بھیجا گیا اُسکے سردار محمد بن
مسلمہ انصاری تھے اور دوسری سریہ کے سردار ضحاک بن سفیان تھے۔
دیکھو صفحہ ۱۱۷ و ۲۰۱ مدارج النبوۃ کوکہ اسمین مطلق ذکر بھی حضرت ابوبکر کا
نہین۔ البتہ سال ہفتم مین متعدد سرایا روانہ ہوئے اگر کسی سریہ پر یہ بھی
بھیجے گئے ہون تو دلیل سرداری نہین ہی کیونکہ یہ حضرت سرایا کے سردارون کے
بھی ماتحت بکثرت رہے ہین۔

قولہ ہفتم قوم بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر ابوبکر ہی تھے۔
اقول۔ پھر کیا فخر کی بات ہی ادنی صحابی سریون کے سردار ہوے ہین
جیسے۔ سریہ ابوسلمہ بہ بنی اسد و سریہ عبداللہ بن انیس بر سفیان ہذلی و سریہ
محمد بن مسلمہ بقرطا و سریہ عکاشہ بن محصن اسدی بغمر و سریہ محمد بن مسلمہ بذی القصہ
و سریہ ابوعبیدہ و سرایائے زید بن حارثہ و حموم و عیص و سریہ زید بر سبکہ
از قبیلہ فزارہ و سریہ بشیر بن سعد بر بنی مرہ و سریہ غالب بن عبداللہ بمیفعہ
و سریہ الضّابہ بنی ملوح و سریہ الخبط ابوعبیدہ بر قبیلہ جہینہ جسمین حضرت
عمر بھی مامور و محکوم تھے۔ سریہ عمرو بن عاص جسمین حضرت ابوبکر و عمر دونون
ماتحت تھے۔ سریہ ابوقتادہ سریہ عیینہ بن حصین فزاری سریہ قطبہ بن عامر
بہ قبیلہ خثعم۔ لیکن اسمین فضیلت کی بات نہین ہی فضیلت فقط اس بات مین
ہی کہ ہمیشہ سردار و امیر مقرر ہوتے ہون کبھی کسیکے ماتحت نرہے ہون۔

قولہ ہشتم سریہ وادی الرمل مین حضرت ابوبکر سردار ہوے۔

اقول یہ البتہ سچ ہی اور مزیدی برآن یہ کہ حضرت عمر بھی سردار ہوے اور پھر ان دونون اصحاب پر عمرو عاص سردار ہوئے اور تینون صاحب بخوف جان بھاگ کر چلے آئے تب آنحضرت صلعم نے ان تینون سردارون پر حضرت علی مرتضی کو سردار مقرر کیا تب فتح ہوئی دیکھو کتب معتبرہ سیر المصنف کو کہ ملا غیاث الدین کتاب حبیب السیر مین لکھتے ہین۔ بعد از غزوہ تبوک اعرابی بمدینہ آمدہ بسمع شریف حضرت مقدس نبوی رسانید کہ قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع گشتہ داعیہ دارند کہ شبخون بر سر اہل یثرب آرند بنابران نبی آخر الزمان لوای بابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عنایت کردہ آنجناب را بسر داری جمعی از اصحاب صفہ وغیرہ الشان گردانیدہ و بدفع اشرار الجماعت نامزد فرمودہ حال آنکہ ایشان در وادی کثیرة الحجارہ والاشجار کہ انحدار دران دشوار بود منزل داشتند و ابوبکر رض چون بدان آنجا رسیدہ یکبار کفار از اطراف و جوانب حملہ آوردہ سپاہ اسلام انہزام یافت۔ آنگاہ حضرت رسالت رایتے دیگر بستہ بعمر خطاب ارزانی داشت و آنجناب را با طائفہ از مسلمانان جہت تدارک آن مہم ارسال فرمود و فاروق اعظم نیز بطریق صدیق اکبر ہزیمت خوردہ باز آمد۔ و عمرو عاص متکفل سرانجام آن امر گشت و او نیز بے از آنکہ مہمے از پیش برد بمدینہ باز گردید۔ بعد از ان حضرت مقدس نبوی جہت جناب ولایتمآب حضرت مرتضی علیہ السلام لوائی عقد فرمودہ آنجناب را سردار سپاہ ظفر پناہ گردانید و فرمان داد کہ شیخین رضی اللہ عنہما

و عمر عاص نیز با آن لشکر دران سفر مرافقت نمایند و از اصحاب شاہ مردان تجاوز جائز ندارند۔ تا آخر ذکر فتح۔

قولہ نہم بوقت خانہ جنگی باہم گروہ بنی عمرو بن عوف بغیبت آنحضرت نماز عصر حضرت ابوبکر نے پڑھائی باجازت آنحضرت صلعم کے۔

اقول یہ بھی غلط ہے شاید مؤلف صاحب کو بجائے عبد الرحمن بن عوف کے نام حضرت ابوبکر یاد رہگیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ قول صحیح بھی ہوتا تو کیا فخر تھا ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اکثر مسجد نبوی میں باجازت پیغمبر خدا صلعم نماز پڑھایا کرتے تھے اور جبکہ یہ مسئلہ مسلمہ اہل السنۃ ہے کہ ہر بر و فاجر نماز کا امام ہو سکتا ہے پھر ایسے فعل پر استدلال ہی کرنا فضول ہے۔

قولہ دہم جب نوین سال ہجرت کے حج فرض ہوا تو آنحضرت صلعم نے بوجہ لاحق ہونے کاروبار کے خود نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر کو امیر الحج مقرر کرکے بھیجا۔

اقول بحولہ تعالیٰ بیشک رسولخدا صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اس کام پر مامور فرمایا اور حضرت ابوبکر ایک دو منزل تک چلے بھی گئے لیکن بعد میں جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ ابوبکر تمھاری نیابت سے یا تمھاری طرف سے کار تبلیغ رسالت کو انجام نہیں دیسکتے تم خود اس کام کو انجام دیسکتے ہو یا علی مرتضیٰ انجام دیسکتے ہیں اسلئے تم خود جاؤ یا علی مرتضیٰ کو بھیجو۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو معزول کرکے جناب علی مرتضیٰ کو انکے عقب سے روانہ فرمایا اور حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابوبکر کو راستہ مین ہی جالیا اور سورۂ برات انسے لیکر انکو معزول کردیا کو وہ مدینہ کو

واپس چلے آئے اور حضرت خلیفہ برحق مع سورۂ برات و لشکر ماتحت خود مکہ کو تشریف لیگئے۔ حضرت ابوبکر نہایت غمگین ہو کر رسولخدا کے پاس آئے اور عرض کی کہ مجھسے کیا قصور ہوا کہ میں معزول کیا گیا۔ تب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہارے روانگی کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ یہ کام متعلق برسالت ہر شخص اسکو آپکی نیابت سے انجام نہیں دیسکتا صرف آپ انجام دیسکتے ہیں یا علی مرتضی کہ آپ میں سے ہیں انجام دیسکتے ہیں اسلئے میں نے ایسا کیا۔

یہ مخص روایات صحیحہ اہل سنت کا ہے۔ دیکھو خصائص امام نسائی۔

قال اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عفان و عبد الصمد قالا حدثنا حماد بن سلمه عن سماک بن حرب عن انس قال بعث النبی صلعم ببراۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہ۔ یعنی کہا انس بن مالک نے کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر کو تبلیغ سورۂ برات پر مامور کر دیا مگر بعد اسکے انکو واپس بلالیا اور فرمایا ہرگز کوئی شخص قابلیت تبلیغ اس رسالت کی نہیں رکھتا سوائے اوس شخص کے جو میرے اہلبیت سے ہو پس بلایا علی مرتضی کو اور سورۂ برات انکو عطا کی۔ دوسری روایت خصائص میں مفصل یہ ہے۔

عن علی رض رسول اللہ صلعم بعث ببراۃ الی اھل مکة مع ابی بکر ثم اتبعه لعلی فقال له خذ الکتاب فامض به الی اھل مکة قال فلحقته فاخذت الکتاب منه فانصرف ابوبکر وھو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل فی شیء قال لا الا انی امرت ان ابلغه انا او رجل من اھل بیتی

یعنی رسولخدا صلعم نے ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورہ برات کیطرف اہل مکہ کی مقرر کیا اور پیچھے اُنکے حضرت علی کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ ابوبکر سے کتاب لیلو اور تم اُس کتاب کو لیکر طرف اہل مکہ کے جاؤ۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ مین جا ملا ابوبکر سے راہ مین اور اُنسے وہ کتاب لیلی پھر واپس ہو گئے ابوبکر مدینہ کو بہت غمزدہ ہو کر اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میرے بارے مین کچھ نازل ہوا فرمایا نہین لیکن یہ حکم مجکو ہوا ہی کہ یہ تبلیغ رسالت خود مین کرون یا وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت سے ہو اور اسیکے قریب قریب تیسری روایت سعد سے مروی ہی۔ قال بعث رسول اللہ صلعم ابابکر ببراۃ حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا رض فاخذھا منہ ثم سار بہا فوجد ابوبکر فی نفسہ فقال لکن اسوال رسول اللہ صلعم انہ لا یودی عنی الا انا او رجل منی۔

یعنی رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو تبلیغ برات پر مقرر کیا جس وقت وہ راستہ مین تھے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اس کام پر مقرر کر کے بھیجا اور حضرت علی نے وہ سورہ اُنسے لیلیا اور سورہ برات کو لیکر مکہ کو چلے گئے اسپر ابوبکر اپنے جی ہی جی مین بہت کچھ غصے ہوے اور رسولخدا سے اس بارہ عرض کی تو فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ میری طرف سے کوئی شخص ادا پیغام و رسالت نہین کر سکتا الا مین خود یا وہ شخص جو مجھ سے ہی یہ کیفیت اس امارت کی ہی اور واقعی اکیلا یہ قصہ حق پسند اور انصاف دوست لوگون کے سمجھنے کے لئے صدہا کتب کو بلا حظہ سے

بڑھکر ہی۔ یعنی بحکم وحی یہ امر طے ہو چکا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم کے متعلقہ امور کی تبلیغ وغیرہ کوئی شخص آپکا نائب یا خلیفہ ہو کر انجام نہین دیسکتا بجز اسکے کہ خود آنحضرت تبلیغ رسالت کرین یا آپکے اہلبیت مین سے علی مرتضے پس جبکہ حضرت ابوبکر قابلیت ادا ایک پیغام یا رسالت کے نیابتاً پیغمبر خدا صلعم کی نرکھتے تھے تو بہت صاف بات ہی کہ وہ ہرگز قابل خلافت عام آنحضرت صلعم کے بدرجہ اولی نہ تھے اور اسی حکم الہی سے ثابت ہو گیا کہ پیغمبر خدا کے جانشین برحق اور خلیفہ مطلق حضرت مرتضی تھے۔ فقط اسی ایک فقرے سے پورے طور پر بیخ کنی مذہب اہل سنن کی ہو گئی مگر جب روایات صحیحہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ سے ہی معزول ہو کر واپس مدینہ مین آگئے تب اپنا سا منھ لیکر رہ جاتے ہین کیونکہ حسب قاعدہ نقاد محدثین ہرگز روایات واپسی پر جرح عاید نہین ہو سکتا کہ انکو ضعیف ہی بتلا کر اپنا پیچھا چھڑا دین۔

قولہ یازدہم شب شنبہ سے صبح دوشنبہ تک جملہ اصحاب باصفا کا پیش نماز بنایا—

اقول یہ بھی محض افترا ہی اور سوال اول کی جواب کی تردید مین مفصل ذکر اسکا ہو چکا کہ نہ حضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کی پیشنمازی کا حکم دیا نہ انکی مرضی سے نماز بڑھانے کھڑے ہوئے فقط عورتون کی سازش سے پیش نماز ہو گئے تھے کہ ایک رکعت کے بعد معزول کیے گئے۔ دیکھو روایت عبد اللہ بن زمعہ مندرجہ مدارج النبوت۔

کرتے ہین اور روایات جعلی بنا کر ادن کو مکہ تک پہنچاتے ہین—

اسکے بعد مؤلف صاحب نے یہ لکھا ہی کہ اگر حضرت ابوبکر کی نسبت جہاد کا نکرنا تسلیم کیا جاوے تو حضرات حسنین علیہم السلام کی نسبت بھی جہاد کا نکرنا ثابت ہی اور عہد خلافت علی مین اکثر محمد بن حنفیہ لڑائی پر جایا کرتے تھے تو بہ نسبت حسنین علیہم السلام کے محمد بن حنفیہ زیادہ تر لائق امامت کے ٹھہرتے ہین۔ یہ فقط معترض کی سمجھ کا فتور ہی حضرت ابوبکر کی نسبت یہ الزام نہین لگایا جاتا کہ وہ جہاد مین مامور نہین ہوئے یا جہاد کو نہین گئے بلکہ یہ الزام لگایا جاتا ہی کہ جہاد پر مامور ہوتے تھے اور وہان سے بخوف جان بھاگ آیا کرتے تھے جیسا احد مین غار کے اندر چھپ گئے۔ خیبر مین فرار ہو گئے۔ خندق مین عمرو بن عبد ود سے منہ چھپا لیا حنین مین باوجود بیعت نکث بیعت کرکے فرار ہو گئے جیش اسامہ سے بطمع دنیاوی تخلف کیا۔ حضرات حسنین علیہم السلام وہ مرد میدان شجاعت تھے کہ چشم روزگار نے ایسے نہ دیکھے ہونگے۔ جس معرکہ مین جلوہ فرما ہوئے دھاک پڑ گئی۔ نہین سنا کہ ابن ملجم ملعون کا سر ایک ہاتھ مین کتنی دور اڑا دیا کربلا کا حال تو بزرگون سے سنا سنایا بھول نہ گئے ہونگے۔ علاوہ اسکے حضرات حسنین علیہم السلام امام منصوص ہین وہ ہر حالت مین امام ہین خواہ جہاد کرین یا گھر مین بیٹھ رہین جیسا کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلعم نے ہما امامان قاما او قعدا یعنی وہ دونون امام ہین خواہ جہاد کرین یا بیٹھ رہین خانہ نشینی انکی کیا کسی اعتراض کے قابل ہی اور پھر اعتراض بھی کون کرے وہ امت ناہنجار جو اپنے رسول کے پیارے نواسون

واجب الاتباع امامون کو بے یار و مددگار چھوڑکر ملعونون کافرون منافقون فاسقون کے مطیع اور تابعدار بنگئے خدا اور رسول سے کچھ شرم نہ کی جسنے دود دیان کھانیکو دین اُسیکا کلمہ پڑھتے لگے اور انجام کار اُنھین فساق و فجار ملاعین کے کہنے سے آپ اپنے رسول زادون کو قتل کرڈالا ہمین سے کسیکی نصرت نہ کی اب کچھ زمانہ گذرنے کے بعد امامون پر اعتراض ہی کہ کیسے خروج کیا کیسے جہاد نہ کیا ای مسلمانون خدا سے ڈرو کچھ تو اُسکے رسول سے شرم کرو کیا تمسک عترت اسیکے معنی ہین کہ حضرات حسنین کو یزید وغیرہ ملاعین کی خوشنودی کے لئے اپنے ہاتھ سے قتل کرڈالو۔ باقی آئمہ علیہم السلام کو طرح طرح سے ایذائین پہونچاؤ اُنکے دشمنون کے غلام بنے رہو اُنسے دشمنی رکھو ضرور اکیدن منتقم جبار کی حضور مین کھڑی ہوی ہوگے اور وہان کوئی جواب بن نہ آئیگا بجز رونے اور دانت پیسنے کے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یہ قول مؤلف کا کہ امام زین العابدین علیہ السلام اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ مین خانہ جنگی ہوئی یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ آپس مین لڑے مؤلف کی بڑی لیاقت تاریخ دانی پر دلالت کرتا ہی۔

کتب صحیحہ اہل سنت مین کسیجگہ ان حضرات کی خانہ جنگی کا ذکر نہین شاید مؤلف نے وہ قصہ تحکیم حجر اسود کا کتب اہل سنت مین دیکھکر گمان خانہ جنگی کا کیا ہی لیکن جن لوگون کی دماغ مین کچھ خبط و خلل نہین ہی وہ تو

اُس قصہ سے خانہ جنگی کے آثار صاف نہین کرتے ملا جامی نے شواہد مین
لکھا ہی کہ حضرت امام زین العابدینؑ اور محمد بن حنفیہ مین گفتگو درباب
امامت کی ہوئی محمد بولے کہ مین عمر مین بڑا ہون مین زیادہ مستحق امامت
ہون حضرت امام زین العابدین بولے کہ اے چچا یہ تمھارا حق نہین اسپر
دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا اور دونون حرم کعبہ مین آئے پہلے
محمد بن الحنفیہ نے حجر اسود کے روبرو اپنا دعوی بیان کیا حجر اسود سے
کچھ جواب نہ آیا بعد ازان امام زین العابدین علیہ السلام نے دعوی
اپنا بیان کیا اسپر اول حجر اور کانپ اٹھا اور بزبانی فصیح عربی گویا
ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ اس بات کو تسلیم کرے کہ حق امامت دو صاحب
بعد حسین بن علی کے حق علی بن الحسین کا ہی معتقد امامیہ یہ ہی کہ حضرت
محمد بن الحنفیہ در حقیقت طالب امامت نہ تھے بلکہ یہ واقعہ تحکیم حجر اسود
یون کیا کہ تا سب لوگ اس معجزہ باہرہ کو دیکھکر قایل امامت حضرت
امام زین العابدین کے ہون - اسی قسم سے قضیہ حضرت زید کا ہی
خدا نخواستہ بھائیون مین کسی دن بھی نوبت جنگ یا خانہ جنگی کی
نہ پہونچی اگر اُنھون نے زمانہ کے اس رنگ کو دیکھکر کہ ادنی ادنی
عرب کے خاندان جو دین و اسلام مین کوئی مرتبہ نہین رکھتے تھے او
خواہ نخواہ خلیفہ یا بادشاہ بنگئے کوئی ارادہ یا تدبیر حصول سلطنت یا
خلافت کا کیا تو عجیب بات نہ تھی کیا آل مروان اور آل ابوسفیان سے
بھی آل رسول کا کم رتبہ تھا مگر امت ناہنجار کی بیغیرتی کو دیکھئے کہ

آل رسول کو قتل کرا کر الگ ہو گئے پہلے تو اس اعتبار پر کہ حضرت زید بہت اچھے آدمی ہیں مثل اپنے خاندان کے خلفاء ثلثہ سے تبرا نہیں کرتے اُنکے ساتھ ہو گئے اور جب بادشاہ وقت نے دھمکایا اور طمع دی اُنسے منحرف ہو کر بہت لوگ خود امام بنگئے اور قاضی و مفتی بنکر دنیا میں شہرت حاصل کی اور اُنکو شہید کرا دیا۔

حضرت امام آخر الزمان کی نسبت جو مؤلف نے یہ گستاخانہ فقرہ لکھا ہے کہ نہ باباجی آوین نہ گھنٹہ باجے۔ یہ بھی حضرت کی عقلمندی ہے کہ شیعون کے مقابلہ مین ایسے الفاظ تحریر کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ شیعہ ایسا کچھ لکھنا جانتے ہین کہ پھر حضرت کو پیچھا چھڑانا مشکل پڑجائے اور انجام کار تالیف کے نام سے توبہ کرنی پڑے۔ مگر مین فقط اس لحاظ سے جواب ترکی بہ ترکی نہین دیتا کہ میرا مقصود اس رسالہ کی تحریر سے یہ ہی کہ ہر شخص بلا کسی نفرت اور اکراہ کی اس کتاب کو مطالعہ کرے۔

واما قوله واضح ہو کہ یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ درباب شورے ہوا اب اون آیات کی طرف متوجہ ہوتا ہون کہ جنکی تاویلات غلط شیعون نے لگا کر حضرت علی کو حضرت ابوبکرؓ بلکہ سارے صحابہ پر فضیلت و ترجیح دیدی ہی۔

اقول بقوله تعالی۔ شعر۔ تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی + سبحان اللہ اچھی بحث شوری مین کیا کار نمایان کیا تھا کہ مسئلہ ترجیح و فضیلت کو لے دوڑے۔

کوئی مسلمان اس بات کو نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر یا کسی اور صحابی کو نعوذ باللہ حضرت علی سے درجہ مساوات حاصل تھا بعض روایات اہلسنت میں جو اس قسم کی وارد ہوئی ہیں۔ کہ اصحاب میں سب سے زیادہ افضل ابوبکر تھے وہ سب موضوعی اور جعلی روایات ہیں کیونکہ فضیلت اور ترجیح کے لئے ضرور کسی قسم کے اسباب و وجوہات ہوتے ہیں اور وہ اسباب یا تو باعتبار اعزاز دنیاوی ہوتے ہیں یا باعتبار اعزاز دینی مثلاً کہا جاوے کہ فلاں شخص نبی زادہ ہے یا شاہزادہ پس لامحالہ وہ افضل ہوگا جولاہہ زادہ اور فاسق زادہ سے اسیطرح عالم افضل ہے جاہل سے اور شجاع افضل ہے جبان اور نامرد سے اور سخی افضل ہے لئیم وبخیل سے۔ ایسا ہی دینی اعزاز کا حال ہے کہ جنکو خدا نے معصوم وطاہر بنایا ہے وہی لامحالہ افضل ہیں نجس اور غیر معصوم سے یا بہشتی افضل ہیں دوزخیوں سے یا جہاد میں قائم رہنے والے افضل ہیں بھاگ جانے والوں سے۔ اب اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہیں کہ عموم صحابہ کو کیا نسبت ہے حضرت علی سے بقول شاعر۔

کہے یوں جو چاہے کوئی بیر سے ٭ پہ نسبت علی کو نہیں غیر سے ٭

حضرات اس شعر کو شیعہ کا شعر سمجھکر حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا یہ شعر پورا ترجمہ روایت عبد اللہ ابن عمر کا ہے کہ کسی نے اُنسے بابت حالات علی وعثمان کے سوال کیا تو اُنھوں نے صاف کہا کہ علی کو اوروں سے نسبت مت دو وہ سب بڑے مقرب رسولخدا کے ہیں سدکیھو ہم سبکے

دروازے بند کرادیے اور آنکا دروازہ کھلا رکھا۔ علاوہ اسکے آقا اور غلاموں
کی کیا برابری جبکہ احادیث و نصوص قرآنی صاف طور پر صادر ہیں کہ علی
مرتضی تمام مومنین کے ولی و مولا و امام و سردار و یعسوب ہیں پس اگر صحابہ
زمرہ مومنین میں داخل ہیں تو پھر اپنے مولا سے کسطرح برابری کر سکتے
ہیں دیکھو آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ الخ و حدیث ہو ولیکم بعدی و
حدیث منکنت مولاہ فعلی مولاہ و حدیث انہ سید المومنین امام المتقین
قاعد الغر المحجلین۔

حضرات اہل تسنن لفظ صحابی پر ناحق فریفتہ ہوتے ہیں حالانکہ بموجب
انکے عقاید کے منجملہ ہزارہا صحابیون کے فقط دو چار ہی قابلیت بہشت
مین جانیکی رکھتے ہین جیسا کہ مروی ہے۔

اخرج الترمذی والحاکم ان النبی صلعم قال ان الجنۃ لتشتاق الی ثلاثۃ
علی و عمار و سلمان۔ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بہشت البتہ تین
شخصون کی مشتاق ہے اور وہ تین علی و عمار و سلمان ہیں دوسری حدیث
محبت کے بارہ مین ہے کہ خدا چار شخصون سے محبت رکھتا ہے اور انہیں
چارون سے محبت رکھنے کا حکم خدا نے رسول اللہ کو دیا ہے اور وہ علی
اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہین جیسا کہ مروی ہے۔ واخرج الترمذی
والحاکم وصححہ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ
امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللہ سمھم
لنا قال علی منھم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان۔

یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ خدا تعالی نے مجھے چار شخصون کی محبت کا حکم دیا اور خبر دی کہ خدا تعالی بھی اُنسی محبت رکھتا ہی لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اُنکے نام ہمکو بتلائیے تو فرمایا کہ اُنمین سے علی ہین اور کہتے ہین کہ بقیہ تین شخص ابوذر و مقداد و سلمان ہین پس فرمائیے کہ باقی اصحاب کی کیا فضیلت ہوئی۔

اب اگر یون کہا جائے کہ دس اصحاب کی نسبت بہشت مین جانے کی بشارت ہی جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہین لیکن ایسی کوئی حدیث صحیح ثابت نہین ہوئی کہ جسمین عشرہ مبشرہ کا ذکر ہو اور کسی خاص وقت مین مثل اربعہ مندرجہ بالا بشارت دیگئی ہو اور برخلاف اسکے منجملہ اصحاب کے بارہ[۱۲] بلکہ چودہ[۱۴] شخصون کی نسبت یہ حکم ہی کہ وہ ہرگز بہشت کی صورت بھی نہ دیکھینگے اگر شتر کا سوراخ سوزن سے گذر جانا آسان ہی اور اُن اصحاب کا بہشت مین جانا مشکل ہی اسی پر صحابہ کی خیر و شر کو قیاس کر لو کہ منجملہ ہزارون کے اگر چار پانچ یا بالفرض محال دس کے لئے بشارت ہی تو چودہ[۱۴] کے لئے ممانعت بہشت ہی دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ذکر شب عقبہ ہنگام واپسی از تبوک۔

مؤلف صاحب اسرار الہدی نے برخلاف آداب و طریقہ مناظرہ کے محض جوش تعصب مین اصل مقصد اور جواب سوال کو چھوڑ کر یا عاجز آکر بپیرایۂ طعن و تشنیع شروع کرکے بعض آیات قرآنی کے معنی اور تفسیر پر مدعیانہ بحث کی ہے۔

اول نسبت آیۃ مباہلہ کی تفسیر کاشانی کے اس فقرہ پر و اسقف کہ از جملہ احبار بود گفت ای قوم اگر محمد فردا با اصحاب خود بیرون آید هیچ اندیشہ

بکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او برحق نیست و اگر با خواص و اقربائی خود بیرون
آید از مباہلہ وی حذر کنید) یہ بزرور اعتراض وارد کیا) نعوذ باللہ بلا صاحب
کی اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہی۔ کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نتھے
بلکہ حضرت کے خواص اقربا یعنی امام المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب
وہ قوت اسد اللہی و ہیبت موسوی رکھتے تھے کہ جنکے طفیل مین حضرت
رسولخدا بھی بجز انہیون پر غالب ہوئے اگر جناب امیر رسولخدا کے ہمراہ ہوتے
تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اتر آتا ہرگز رسولخدا بجز انہیون پر کامیاب ہوتے یا آخر یہ ہزلیات و مزخرفات
اقول بحولہ تعالی۔ اب تو منصف مزاجون کو شک نہ رہا ہوگا کہ مخالفت
اہلبیت پیغمبر کسقدر انسان کی عقل و بصیرت کو زائل کر دیتی ہی بھلا اس
غضب کا کہین ٹھکانا ہی کہ مباہلہ کے معنی سے تو آگاہ نہین اور کتاب تصنیف
کرنے بیٹھ گئے مؤلف صاحب مباہلہ کے معنی جنگ و جدال سمجھے ہوئے ہین۔ یہ
تو عام قائدہ اور ہر شخص کے سمجھنے کے قابل بات ہی کہ جب مابین دو شخصون
کے حلف یا قسم ہوتی ہی تو فریق ثانی اپنے فریق مخالف کی اسی قسم کو موثق
اور معتبر جانیگا کہ جو اُسنے اپنی کسی پیاری چیز کی قسم کھائی ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص
اپنے پسر یا دختر یا باپ یا بھائی کی قسم کھائے تو بہ نسبت اُس شخص کی
قسم کے جو اپنے نوکر چاکر غلام سالہ سسر اکی قسم کھائے ضرور معتبر اور قابل
یقین سمجھے جاینگے۔ بس اگر نصارائے نجران نے اپنے دل مین اس بات کو
قرار دیا کہ اگر آنحضرت صلعم مع اپنے اقربا و اولاد کے مباہلہ مین قسم کھاوین تو سمجھ
لینا کہ وہ اپنے قول مین سچے ہین۔ اور اگر مع اصحاب اگر قسم کھاوین اور اولاد

کو علیحدہ رکھین تو سمجھ لو کہ وہ سیچے نہین ہین تو کیا مضائقہ ہی یہ تو عام دستور کی بات ہی کوئی محل اعتراض نہین اگر منشی صاحب مباہلہ کے معنی سمجھتے یا اس قصہ سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسے برافروختہ نہوتے۔ مگر منشی صاحب نے جس معنی مین یہ اعتراض کیا ہی مین اُس معنی مین بھی بہت اچھی طرح اطمینان کردیا جانتا ہون۔ اب مؤلف صاحب فرض کرین کہ مباہلہ کے معنی مجادلہ اور جنگ کے ہین اور نصرانیون نے آپس مین یہ کہا کہ اگر آنحضرت صلعم کل کو ہم سے لڑنے فقط بمعیت حضرت علی کے آوین تو اُنسے ہرگز نہ لڑنا اور اگر جمیلہ اصحاب کو ساتھ لیکر آوین اور حضرت علی اُنمین نہون تو ہرگز مت ڈرنا۔ اسکی یہ وجہ ہی کہ جسقدر غزوات و معارک آنحضرت صلعم نے کفار پر کیے اونکے مفصل حالات تمام عرب مین منتشر ہو گئے تھے اور سب لوگ جان گئے تھے کہ فقط آنحضرت صلعم کے اقربا وقت کام آتے ہین اور اصحاب یعنی یار لوگ وقت سختی کے حضرت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہین اور تقسیم غنیمت کے وقت جمع ہو جاتے ہین کیونکہ سبنے دیکھلیا کہ جب پہلے پہل بدر پر لڑائی ہوئی اور لشکر قریش سے تین کافر طالب جنگ نکلے اور لشکر اسلام سے انصار اُنکے مقابل ہوئے تو اُنھون نے انصار کو واپس کرکے کہا کہ ہمارے کفو والون کو بھیجو مگر یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر و عمر پسینہ پسینہ ہو گئے اور مہاجرین مین سے کوئی نہ نکلا مجبور حضرت کے اقربا یعنی ایک تو وہی مرد میدان شجاعت و ولایت جسکے نام اور ذکر سے مولف کے تن اور بدن مین آگ لگتی ہی دوسرے عم رسول مختار حمزہ نامدار تیسرے ابو عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب چچازاد بھائی آپکے نکلے اور کافرون کو

مار آپ بھی زخمی اور شہید ہوئے جنگ احد مین بھی سب نے دیکھ لیا کہ یار غار کونے
مین جا چھپے فقط ایک بھائی خون کا شریک باقی رہگیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب اور
مدارج النبوت کو کہ سوائے حضرت علی کے سب بھاگ گئے اور بھاگنے والے کافر
ہوگئے جیسا کہ درج ہی کہ آنحضرت نے پوچھا کہ اے علی تم مثل اور اصحاب کے کیون
نہین بھاگے تو آپنے فرمایا کہ کیا مین بھی بعد ایمان لانے کے کافر ہو جاتا
بدرستیکہ مجھے آپ سے اقتدا ہے یارون سے مجھے کیا کام جو آپ کو تنہا
چھوڑ کر بھاگ گئے۔
جنگ خندق مین سب نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے کئی کئی بار جہاجرین
وغیرہ کو اور خصوصاً حضرت عمر کو حکم دیا کہ عمر بن عبدود کا مقابلہ کرو مگر
صاف منکر ہوگئے اور کانون پر ہاتھ رکھ گئے مجبور وہی بھائی کام آیا جو
خون اور گوشت مین شریک تھا اور جاتے ہی اُس الکفر کو جو برابر ایک
ہزار سوار کے سمجھا جاتا تھا قتل کیا چنانچہ فرمایا مخبر صادق نے المبارزت
علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم
القیمہ۔ یعنی البتہ علی کی بیوم خندق میری تمام امت کے اعمال سے
افضل ہی جو کچھ کہ وہ قیامت تک کرین منصف لوگ حضرات شیخین کے
مرتبہ کو اس موقعہ پہ قیاس کرین کہ اگر وہ تمام الزامات سے بری ہو کر
صاف اور خالص مسلمان اور داخل زمرۂ امت محمدی قرار دیجا وین
تو شاید کوہ بوقبیس کے آگے ایک دانہ خردل سے تجاوز نکرین۔ قدرشناسان
شیخین اس موقعہ پر کچھ تدبیر فرمائین فقط زبانی جمع خرچ سے کچھ کام نہین

چلنا کہ فلان سے فلان افضل ہی۔
اسکے بعد خیبر مین دیکھا اُسکے بعد حنین مین دیکھا کہ اقربا رحبید الاسلام مثل ابنا رعباس تک رسو لخدا کو تنہا چھوڑ کر نہ بھاگے اور بدستور قائم رہے اور حضرت ابوبکر وعمر وجملہ اصحاب حضوصًا شرکاء بعیت الرضوان ایسے فرار ہوئے کہ بعیت الرضوان کی نکث کا بھی خیال ہوا جسکی بابت صاف حکم تھا کہ دیکھو یہ بعیت ایسی ہی کہ گویا خدا کا ہاتھ بعیت کنندگان کے ہاتھ کے اوپر ہی جو کوئی اس بعیت کو توڑیگا وہ اپنے نفس پر توڑیگا یعنی اپنے کیئے کی سزا پاویگا۔ مگر بھاگنے والون کو اسکا بھی ہوش نرہا یہانتک کہ رسول صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ آواز بلند پکارو اور بعیت یاد دلاؤ اور اس طرح پکارو یا اصحاب السمرۃ سمرہ نام اُس درخت کا تھا جسکے نیچے بعیت واقع ہوئی۔
منشی صاحب ہی فرمائین کہ بصار ای نجران پھر ایسے اصحابون کیون درتے۔
واما قولہ اب سنیئے کارگزاران شریعت محمدی کی جد وجہد کا حال۔ تفسیر آیۃ۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض۔ الخ
اقول مطلب مؤلف صاحب کا یہ ہی کہ یہ آیت خلافت خاصہ یعنی خاص اُن لوگون کی ذات سے متعلق ہی جو سریر خلافت پر متمکن ہوئے اور تمکین خلافت کو دلیل ایمان اور عمل صالح قرار دیا یہ دلیل کمال التفسیر دانی کی ہی مگر اس تمکین خلافت سے تخین کو اُسیقدر فائدہ پہونچتا ہے

جسقدر معاویہ یزید مروان عبد الملک ولید وغیرہم کو سوچا اور جبکہ باعتقاد
اہلسنت یزید وغیرہ چند خلفاء مومن کامل اور عامل عمل صالح نہ تھے تو پھر
اس آیۃ کے معنی کس طرح درست ہونگے اور درمیان شیخین اور یزید کے
فرق مابہ التمیز کیا رہا اسی سے تو کہتے ہیں کہ نادان کی دوستی بھی بری
ہوتی ہی۔ علاوہ اسکے جب یہ آیت دلیل قطعی صحت ایمان خلفا کی ہے
تو پھر اُنکے کافر ہوجانیکا اندیشہ خداتعالی کو کیوں ہوا کہ یہ فرمایا ومن کفر
بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔

قولہ دیکھو شیعو اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا کا برحق
ہونا بسبب اشاعت دین وحمایت اسلام اصحاب ذوی الکرام کی ہی
سعی بلیغہ سے خلق اللہ پر متحقق ہوا۔

اقول شیعوں پر عنایت رکھئے آپ نے متکلم ہوئے ہو علما تقریظ نویسان نے
آپ کو متکلم مان لیا ہی انکو ہی یہ کلمہ کفر سنائیے۔ خداتعالی تو بقول متقدمین
اہلسنت دروازہ ہائے بہشت اور پایہ ہائے عرش اور جناح ملائکہ پر یہ رقم فرمانے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی۔ وایدتہ بعلی۔
ونصرتہ بعلی۔ پس اگر آپ لوگوں کو آسمان تک رسائی ہی اور افلاک
پر جانے کی ممانعت نہیں ہوئی ہی تو بجائے نام علی خلفاء ثلثہ کا نام لکھ
آئیے۔ اشاعت اسلام حمایت رسول انام ابھی ہم مشروحا لکھ آئے ہیں
اُسکو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور ذرا شرم وحیا کو بھی کام میں لائیے۔
دیکھیے اپنی صواعق محرقہ کو قال احمد ما جاء لاحد من الفضائل

ما جاء بعلی - یعنی امام احمد بن حنبل نے کہا ہی کہ کسیکے حق مین وہ فضائل وارد نہین ہین جو حضرت علی کے حق مین وارد ہوئے ہین -
واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر - طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ نہین نازل ہوا قرآن مین لفظ یا ایہا الذین آمنوا الآیہ کہ علی مرتضی سردار اور بزرگ اس زمرہ مومنین کے قرار دیے گئے ہین - اور البتہ بارہا خدا تعالی نے اصحاب محمد علیہ السلام پر عتاب کیا ہی مگر اُس موقع عتاب مین ذکر حضرت علی کا نہین اور جہان کہین اُنکا ذکر ہی وہ نیکی کے ساتھ ہی -
واخرج ابن عساکر عنہ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالی ما نزل فی علی - یعنی قرآن پاک مین جو کچھ حق علی مرتضی مین نازل ہوا ہی وہ کسیکے حق مین نازل نہین ہوا - واخرج الطبرانی عنہ قال کانت لعلی ثمانیۃ عشر منقبۃ ما کانت لاحد من ہذہ الامۃ - یعنی کہا ابن عباس نے کہ حضرت علی مین اٹھارہ ایسے منقبت ہین کہ اس اُمت محمدی مین کسی مین بھی نہین ہین -

قولہ اگر تمام روے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیۃ مباہلہ مین کوئی لفظ ایسا دکھا دین جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاین تو شاید ملا صاحب کے دعوی کی کوئی تکذیب نکر سکے -

اہلسنت

اقول۔ یہ تو ہر طرح پر کسیکی مجال نہین کہ ملا صاحب کے دعوی کی تکذیب کر سکے۔ اب رہی یہ بات کہ آیت مباہلہ سے خلافت جناب امیر ثابت ہوتی ہی یا نہیں سو یہ بہت ظاہر اور روشن بات ہی محتاج کسی تاویل کی نہین کہ آیت مباہلہ سے خلافت بلافصل جناب امیر کی مثل آفتاب نصف النہار روشن ہی۔ دیکھو اس بات کو تو تم مانے ہوئے ہو کہ آیت مین نفس رسول اللہ سے مراد علی مرتضیٰ ہین۔ اور شاید یہ بھی تمنے کسی سے سنا ہوگا کہ شی اور نفس شی مین جدائی اور فصل کی گنجائش نہین پھر اثبات خلافت بلافصل مین سوائے جاہل یا کم علم کے اور کسیکو کلام نہین ہو سکتے۔ اگر خدانے سمجھ عطا فرمائی ہی تو سمجھو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اسی لفظ نفس کی تفسیر ہی ورنہ کب ممکن ہی کہ وہ ہر شخص جسکے مولا رسو لخدا ہین علی اسکے مولا ہون۔ یعنی رسو لخدا فرماتے ہین کہ تم لوگ جیسا اپنا مولا مجھکو سمجھتے ہو ویسا ہی علی کو اپنا مولا سمجھو کچھ فرق مت سمجھو یہی معنی نفس کے ہین۔ دیگر احادیث بھی بطریق اہلسنت اس بارہ مین مروی ہین دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۴ قال النبی صلعم علی کنفسی۔ یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مثل میری ذات خاص کے ہی۔

قولہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ دیکھو شیعو اس آیت مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ جس سے اکمال دین اور تمام نعمت کے مصداق جناب امیر ہون اور شیعہ دعوی اسلام نہین کرتے کوئی اپنے کو شیعہ کوئی امامیہ کوئی جعفریہ اثنا عشریہ کہ

چیلیون مین مستحب کو کہتا ہے۔
اقول یہ بات تو آپ اہلسنت سے دریافت کرین کہ وہ کیون روایت کرتے ہین کہ یہ آیت بعد خطبہ یوم غدیر اُسی مجلس مین نازل ہوئی اور آن حضرت صلعم نے سب مجلس کے روبرو بعد نزول اس آیت کی فرمایا الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت ورضی الرب برسالتی والولایت علی ابن ابی طالب من بعدی۔ یعنی جمیع حمد ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر کامل کرنے دین اور اتمام کرنے نعمتون کے اور خوشنودی اُسکی کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے بعد میرے مفصل پتا و نشان آپکی کتب معتبرہ کا چند اوراق پیشتر بحث حدیث غدیر مین لکھ چکا ہون اور شیعہ لوگ جو اپنے آپ کو امامیہ جعفریہ وغیرہ کہتے ہین اسکا یہ باعث ہی کہ عوام بد مذہبان نے اپنے آپکو مسلمان کہنا شروع کر دیا امت تو ابو سفیان و مروان کی اور نام مسلمان جیسے تو خلیفون کے نام مسلمان مرید تو زندیہ اور عبد الوہاب وغیرہ کے نام مسلمان اسلئے شیعون نے اس بات کی تمیز کے لئے کہ ہم امت محمدی اور خیر البریہ ہین اپنے آپکو لفظ مومن و شیعہ و امامیہ وغیرہ القاب مقدس و طاہرہ سے موسوم کر لیا۔ اور چونکہ لفظ مسلمان منافقین پر بھی شامل ہی جیسا کہ قرآن مجید مین اعراب و منافقین کو حکم ہوا ہی کہ تم اپنے آپ کو مومن کیون کہتے ہو قولوا اسلمنا یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہین پس امت محمدی دو قسم پر منقسم ہی ایک مومن کامل جو صدق دل سے ایمان رکھتے ہین دوسرے

منافق اور بددین جو مصلحتاً اظہار فرمانبرداری دین محمدی کا کرتے ہین اور
فقط مسلمان کہلا سکتے ہین نہ کہ مومن۔ اسلئے شیعون کا لقب مومن اور
سنیون کا لقب مسلمان یا اہل اسلام ہوگیا فقط تخصیص و تعمیم کا فرق ہی۔
مولف نے صفحہ ۳۸ مین جو کچھ تحریر فرمایا ہی بالکل مخبوطون کے بڑ ہی اور قابل
اسکے ہی کہ جواب اسکا بلا لحاظ لیس و پیش ترکی بہ ترکی دیا جائے تاکہ سنکر
مولف صاحب کے دل کو تسکین و آرام ہو جاوے اور وہ تعصب کا جوش
جو بادۂ جہالت سے تقویت پاکر دل و دماغ مین غلیان و جوشش کھا رہا ہی
گنوار کی عقل کیطرح گدی کے نیچے سکون پائے لیکن ہم بہر تہذیب کو
ہاتھ سے نہین دیتے مگر مولف سے التجا کرتے ہین کہ ایسی ناشایستہ
عبارات و الفاظ تحریر کرنیکی عادت کو ترک کرین۔ مناظرہ کا کام علماء
اور اہل دانش کا ہی گفتگو اور مباحثہ ایسا ہونا چاہیے کہ کسی کے دل کو
ناگوار ہو۔ اگر بحث شوری مین آپ عاجز آگئے تھے تو جواب لکھنا کیا
ضرور تھا۔ یہ تو مناظرہ کا قاعدہ نہین کہ جب اصل بحث مین عاجز آ دین
تو اسکو چھوڑ کر خصم کو گالیان دینے لگین تاکہ وہ غصہ مین بھر جائے
اور اصل معاملہ سے لاتوجہ جاتی رہے اس بحث شوری مین کیا
موقعہ ان الفاظ کا تھا۔ جعفریہ اثنا عشریہ کے چیلے۔ امام صادق
کا لقب کاذب ہوگا۔ ملا صاحب کے استدلال بجا پر طفل دبستان
بھی قہقہہ لگا سکتا ہی۔ وغیرہ وغیرہ۔
پھر خدا کی قدرت ہی کہ دبستان کے اطفال تو قہقہہ لگائین یا نہ لگائین مگر

ملیدیون اور چرواہون کے جھوکرے قہقہہ لگاتے ہین۔ مگر عاقلان خود میدانند کا مضمون ہی۔ یہ بھی ہم مولف کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ ملا صاحب کے استدلال کو مضحکہ طفلان نادان قرار دیا۔ اگر خدانخواستہ اُسکو مضحکہ علماء و حکماء لکھتے تو ضرور ہمکو بھی جواب دینا پڑتا۔ اب نادانونکی بات کا کیا بڑا ماننا

قولہ سیوم ایہ انما ولیکم اللہ ترجمہ خبر این نیست کہ اولی بتصرف و حاکم بر امور دینی و دنیوی شما خداست و فرستادہ او کہ محمدست و آن کسانیکہ ایمان آوردہ اند و متصف اند باین کہ ایشان بپائے میدارند نماز را با شرائط و ارکان و میدہند زکواۃ را و حالانکہ ایشان رکوع کنندگانند در نماز۔ انتہی۔ قول ملا صاحب۔ امامیہ باین استدلال کردہ اند کہ خلافت منصب آنحضرت ست زیرا کہ ولی درین آیت بمعنی اولے بتصرف ست۔ الخ قول مؤلف شیعہ بجائے انما ولیکم اللہ کے انما اولیکم علی بڑھا کرین تاکہ تصرف کی ضرورت نہ ہے کیونکہ اس آیت مین تو ولی صفت خدا و رسول و جملہ اہل ایمان کی ہے نہ تنہا جناب امیر کی اگر ملا صاحب میزان الصرف بھی پڑھے ہوتے تو واحد و جمع کے صیغہ کا ضرور ہی خیال رکھتے اور ہرگز معنی اولی بتصرف کو آیہ موصوفہ مین دخل نہ دیتے چونکہ ملا صاحب نرے فارسی خوان ہین اس سبب سے اُنکو عربی کی مبتدا سے بھی خبر نہین۔

ہان اسقدر تو صحیح ہو سکتا ہی کہ خدائے تعالیٰ نے اس آیت مین البتہ جناب امیر کی سخاوت کی تعریف فرمائی ہے کہ ای مسلمانون

تمھارا دوست خدا ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے لوگ
یعنی اصحاب باصفا کہ بعض اُنمین کا ایسا بھی ہی جو حالت نماز مین
بھی خیرات کرتا ہی۔ تا آخر ہزلیات۔

اقول بحولہ تعالیٰ مؤلف صاحب کی اس تحریر اور بحبث کا لطف تو اصحی
ذی علم ہی اُٹھائینگے یا حضرات تقریظ نویسان نے ام اُٹھایا ہوگا کیونکہ عالمونکی
باتون سے عالمون کو ہی لطف آتا ہی ملا کاشانی علیہ الرحمہ تو نرے
فارسی خوان تھے اور میزان الصرف بھی اُنھون نہ پڑھے تھے اور مؤلف
صاحب تو ماشاءاللہ عربی اور فارسی بلکہ اُردو کے بھی فاضل اجل
ہین۔ میرے نزدیک مؤلف صاحب کی اس واہیات تقریر سے کوئی
ذی علم یا دانا شخص خواہ سنی ہو یا شیعہ راضی ہوا ہوگا بلکہ اپنے
ذہن مین سنی عالمون نے بھی ضرور خیال کیا ہوگا کہ مؤلف صاحب
ضرور بڑے عالی ظرف اور بلند حوصلہ ہین کہ ملا کاشانی علیہ الرحمہ جیسے
عالم کو بھی اپنے ہی برابر پڑھا ہوا سمجھتے ہین۔

اب مؤلف صاحب کی تفسیر دانی اور معنی فہمی بھی خیال فرمائی
جاوے۔ کہ اول تو اُنکو اب تک اولی بتصرف کے معنی سے ہی
آگاہی نہین ہی نہ ولی کے معنی جانتے ہین نہ مولا سے خبردار ہین۔
اور معنی جو آیت قرآنی کے لگائے ہین وہ بھی قابل غور ہین کہ خداوند
تعالیٰ مخاطب بھی جمیع مومنین سے ہی جو اسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے
اور ولی بھی صفت جمیع مومنین کی ہی جو اسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے

اس لیاقت پرشیون سے اُبجھتے ہین۔

بحث اس آیت مین تو فقط یہ ہی ہی کہ مسلمانون کے جو مین اولیا۔ یعنی خدا ورسول اللہ۔ اور مسلمانون مین سے ایسے آدمی جو نماز ادا کرلے ہین اور بحالت رکوع خیرات کرتے ہین (خواہ ایسا ایک ہی ثابت ہو یا دو یا زیادہ) مقرر دیئے گئے ہین وہ کون کون ہین پس خدا اور رسول کے ولی ہونے مین قوشاید مؤلف کو بھی اعتراض نہوگا اب باقی رہا تیسرا ولی یہ البتہ قابل بحث ہی کہ مومنین مین سے وہ کون شخص ہی کہ جسکو خدانے ولی مومنان قرار دیا اور جسکی شناخت کے لئے تعریف بھی کردی ہی کہ وہ جسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہی مومن کامل ہی نماز بشرائط وارکان ادا کرتا ہی۔ سب سی بڑی کھلی ہوئی شناخت اُسکی یہ ہی کہ جسنے حالت رکوع مین سائل کو خیرات دی ہی۔ پس اس واقعہ سے تو مؤلف کو بھی انکار نہین کہ یہ قصہ رکوع مین خیرات کرنے کا فقط حضرت علی مرتضیٰ کا ہی کسی دوسرے صحابی کی اسمین شرکت نہین پھر باوجود اس اقرار کے کہ جو صفت ولی کی درج آیت ہی اُسکے مصداق اکیلے علی مرتضیٰ ہین یہ کہنا کہ اس آیت مین ولی صفت مین جمیع مسلمانون کی ہی کسقدر نادانی اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔ جملہ مفسران اہل سنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ یہ آیت حق علی مرتضیٰ مین نازل ہوئی اور مؤلف صاحب کو بھی اس سے اقبال ہی لیکن اب برخلاف اسکے جو یہ کہہ رہی ہے کہ ولی صفت جملہ مومنین کی ہی اگرچہ یہ قول خود اسی آیت کے خطاب سے

لغو ہو گیا کہ مخاطب بھی جمیع مومنین ہیں لیکن تاہم مؤلف صاحب کو ہم اجازت دیتے ہیں کہ اگر اُنکے ذہن میں واقعی یہ وسوسہ جاگزین ہو گیا ہی کہ سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے اور صحابہ بھی ولی مومنان ہیں تو اپنے کتب احادیث سے ہی اس بات کو ثابت کریں کہ فلان صحابی کے حق میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ وہ ولی مومنان ہی جیسا کہ احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت میں ہی۔ علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی۔ یا حدیث۔ منکنت ولیہ فھذا علی ولیہ۔ یا حدیث منکنت مولاہ فعلی مولاہ یا حدیث انہ سید المومنین۔ امام المتقین۔ یعسوب المومنین قائد الغر المحجلین۔ امام البررہ۔ قاتل الفجرہ۔

اگر عوام صحابہ کے حق میں ثابت نکر سکیں تو خلفاء ثلثہ کے ہی حق میں ایسی حدیث ثابت کردیں لیکن یہ بات قطعاً محال ہی۔ پس متحقق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جملہ اصحاب محمد صلعم کو یہ حکم دیا کہ بجز این نیست کہ ولی تمھارے خدا اور رسول اور علی ابن ابیطالب ہیں۔

معنی ولی میں جو توجیہات نکالتے ہیں رکاکت اسکے اہل فضل وکمال پر پوشیدہ نہیں حدیث منکنت مولاہ کی بحث میں تو فرماتے ہیں کہ حضرت صلعم نے لفظ ولی کیوں نفرمایا کہ صاف معنی اولی بتصرف کے ہوتے اب لفظ ولی پر بھی اعتراض ہی تو گویا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہم حکم خدا و رسول کو نہیں مانتے۔ دیکھیے یہ عام دستور ہی کہ جس لفظ کے متعدد معنی ہوتے ہیں وہان موقعہ اور قرینہ کو دیکھکر معنی لگائے جاتے ہیں مثلاً ولی بمعنی

حاکم اولی بتصرف کارساز دوست ہی۔ پس جب کبھی یہ لفظ بمقابلہ خدا و بندگان و پیغمبر و امت و بادشاہ و رعایا مستعمل ہوگا وہان معنی اولی بتصرف اور حاکم کے لئے جاینگے اور جب بمقابلہ نابالغ کے بولا جایگا بمعنی کار پرداز سمجھا جائیگا۔ اور جب مساوی الدرجہ شخصوںمین اسکا استعمال ہوتا ہی تو وہان بمعنی دوست لیا جاتا ہی پس جبکہ خدا و رسول و امام کے حق مین لفظ ولی وارد ہی تو کیا وجہ ہی کہ بمعنی حاکم و اولی متصرف نہین اور کونسی ایسی دلیل و حجت ہی کہ بمقابلہ خدا و رسول و امام کے بمعنی دوست لی سمجھ لیا جاوے اور قطع نظر اس بات کے کہ ولی کے کیا معنی قرار دیے جاوین یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ دین اسلام مین سب سے بڑے تین شخص ہین۔ خدا۔ محمد۔ علی خواہ انکو حاکم و کارساز سمجھو اپنا دوست سمجھو مگر بعد خدا و رسول کے علی کو سمجھو اور یہی خلافت بلافصل ہی والسلام۔

اسکے بعد مؤلف نے حوالہ تفسیر آیہ کریمہ الذین ان مکنھم فی الارض کا ذکر اپنے ذہن مین ولایت علی مرتضی پر طعن کیا۔ اور فقط اہل تمکین فی الارض حاصل ہوئی سمجھا یعنی اُنکے نزدیک معاویہ و یزید و مروان ائمہ اہلبیتؑ سے افضل ہین اُنکو تمکین فی الارض حاصل ہوئی اور یہ نئی بات کچھ مؤلف نے ہی نہین کی بلکہ قدیم سے فرقات گمراہان کا یہ ہی دستور رہا ہی کہ انبیا و مرسلین غیر مسلط کو ترک کرکے جابر اور ظالم اور کافر بادشاہوں کے مطیع فرمان ہوئے ہین جسطرح امت ابراہیم خلیل کہ نمرود کی تابع تھی اور قبطی فرعون کی اور امت دانیال وغیرہ تابع بخت نصر کی تھی۔

قولہ چہارم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ۔

اس آیت کے معنی مندرجہ تفسیر کاشانی پر۔ اعتراض کیا ہی۔ دیگر طلب میکنم از شما دوستی ثابت متمکن در اہل قرابت) مولف نے یہ قرار دیا ہی کہ قریش کو ہدایت کیگئی ہی کہ تم اپنے قریبون سے محبت رکھو۔ پھر تفسیر پر اعتراض کیا ہی کہ اول فقرات ترجمہ ملا صاحب کا یہ مطلب ہی کہ اے محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ اے قوم قریش تم آپس مین ایک دوسرے سے محبت رکھو اور مجھ سے اور جتنے قرابت ہی اسکا بھی پاس و لحاظ رکھو۔ اور بعد اسکے یہ فقرہ لکھا ہی (محبت اہلبیت پیغمبر تکلیف ست از جانب خدا تعالی بہ بندگان) یہ اجتماع نقیضین ہے۔

اقول یہ اجتماع نقیضین نہین ہے بلکہ تعصب اور خبط بالیف کا اجتماع ضدین معترض کے دماغ مین ہورہا ہی۔ معترض درحقیقت فارسی ترجمہ کو سمجھ نہین سکتے ورنہ شروع ترجمہ آیت تفسیر مین یہ ہی (بگو ای محمد مر اہل ایمان را) جسکو معترض صاحب سمجھ رہے ہین (ای محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ اے قوم قریش) اب اہل انصاف فرماوین کہ عبارت تفسیر کا قصور ہی یا معترض کے فہم اور ادعاء فارسی دانی کا ہی جب عام مسلمانون کو قریش سمجھ گئے تو ظاہر ہی کہ نبی کے اقربا کو قریش کے اقربا سمجھنا پڑا اگر معنی اور مراد آیت معترض کو کچھ حوصلہ بحث کا ہو اور بجائے مودت ابوجہل و ابو مودت ابوجہل و ابوسفیان قرار دین تو میدان مین آئین ۔

دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۴ (الایۃ الرابعۃ العشرہ)

قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ الخ۔ قال فی تفسیرہ۔ اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وحاکم عن ابن عباس ان ہذہ الایۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم قال علی و وفاطمہ وابناہما۔ وہکذا فی تفسیر الثعلبی والواحدی عن سعید بن جبیر۔ واخرج البزار والطبرانی عن الحسن رضی اللہ عنہ من طرق بعضہا حسان انہ خطب خطبۃ من جملتہا من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلعم ثم تلا واتبعت ملۃ ابائی ابراہیم الایۃ ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر ثم قال وانا من اہلبیت الذی افترض اللہ عزوجل مودتہم وموالاتہم فقال فیما انزل علی محمد صلعم قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا واقتراف الحسنات مودتنا اہلبیت یعنی

امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہہ آیہ کریمہ یعنی قل لا اسئلکم نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول خدا صلعم سے عرض کی یا حضرت وہ قرابتدار آپکے کون ہیں جنکی مودت ہم لوگوں پر واجب کی گئی ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے وہ علی اور فاطمہ اور انکے دونوں پسر ہیں۔ اور بزار اور طبرانی نے کہ بڑے محدث اہلسنت کے ہیں امام حسن علیہ السلام کا خطبہ کئی طریق سے روایت کیا ہے جسکے طرق بدرجہ حسن پہونچی ہوئی ہیں

بجملہ اوس خطبہ کے یہہ ہے۔ جو کوئی مجھکو جانتا اور پہچانتا ہے وہ تو
جانتا ہی ہے اور جو کوئی مجھکو نہین پہچانتا اوسکو جاننا چاہئی کہ مین حسن ہون
بیٹا محمد مصطفے صلعم کا بعد اسکے آیہ کریمہ واتبعت الخ تلاوت فرمائی
اور پہر زبان مبارک سے فرمایا کہ مین بیٹا ہون اوس بشیر کا اور پسر
ہون اوس نذیر کا یعنے پیغمبر خدا صلعم کا پہر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت
مین سے ہون کہ جنکی مودت وموالات خدا تعالی نے فرض کی ہے۔
پہر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت مین سے ہون کہ جنکی حق مین محمد مصطفے صلعم
پر یہہ آیت نازل ہوئی۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی
ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا اور اس آیۃ مبارکہ مین
مراد اقتراف حسنہ سے ہم اہلبیت کے مودت ہے۔
افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت فرائض سے بہی آگاہ نہین ہین اور
کچہہ خیال نہین ہے کہ خدا تعالے کے روبرو ان امور سے سوال کیا جاویگا
قولہ پنجم آیت ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم
خیر البریۃ جزاؤھم عند ربھم الخ۔
اس آیت کے معنے پر مولف نے یہہ اعتراض کیا دیکہو شیعو تمام ترجمہ
مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے کہ جس سے خیر البریہ کے معنے علی ع شیعتہ
کے سمجھے جاوین بلکہ فضیلت گروہ مومنین کے کہ وہ اصحاب رسالت
مآب ہین بخوبی ثابت ہے۔
اور اسکے ضمن مین بہت کچہہ مولف صاحب نے علماء شیعہ کے توہین

کی کہ اس روایت کو کیون لکہا کہ مراد خیر البریہ سے علی اور اونکی شیعہ
ہین۔ حضرت کے زمانہ مین وجود شیعہ کہان تہا۔ ابن سبا سنہ ہجری
مین مسلمان ہوا اور بانی مذہب شیعہ کا ہوا۔ اور بوجہ کمال جہالت
اور تعصب کے اس روایت کو شیعون کے موضوعات سمجہا۔ اور
براہ تعصب یہانتک ہزلیات کو بکا ہے کہ قابل نقل کرنے کے نہین
بطور خلاصہ لکہدیا گیا۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم۔ سبحان اللہ معترض صاحب کو ابہی
تک یہہ خبر نہین ہے کہ یہہ آگ تو اونہین کے گہر مین لگی ہوئی ہے۔
دیکہئی اسی لئی کہتے ہین کہ جب تک علم اور لیاقت کافی نہو کتاب کا
تصنیف کرنا اچہا نہین ہے۔ مولف صاحب کو یہہ تو علم نہین کہ کون
روایات سنیون کی ہین اور کون شیعون کے پس جس روایت
اور حدیث کو کبہی نہین سنا یا ترجمہ مشارق الانوار مین نظر نہین
پڑی اوسکی نسبت عقیدہ کر لیا کہ یہہ روایت اہل سنت مین ہوگی
اور پہر جو کچہہ مونہہ مین آیا بک دیا جو باغیرت لوگ ہوتے ہین اونکو
کچہہ تو خیال اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر برخلاف ہمارے پہر کہین
یہہ روایت کتب اہلسنت مین سے نکل آئی تو پہر ہم کیا مونہہ دکہائینگے
مؤلف صاحب ذرا متوجہ ہوکر ملاحظہ فرمائی آپ ناحق ملا صاحب
کی تحریر پر غضبناک ہوگئی یہہ روایت تو مسلمہ اہل سنن ہین اور تمام
مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ مراد خیر البریہ سے اس آیت [illegible]

مین حضرت علی مرتضی اور اونکی شیعہ ہین آپ کسکی بہکانی سے شیعون
کے دشمن ہوگئے بڑی بڑی معتبر روایات اہل سنت سے ظاہر ہے
کہ شیعیان علی کا دشمن جہنمی اور کافر ہے اکابر علمای اہل سنت نے
تو مناظرہ کی کتابون مین بھی اس لفظ کو شان علی اور شیعان مین
تسلیم کیا ہے افسوس ہے کہ آپ بغیر مطالعہ کتب اہلسنت تالیف
کتاب پر متوجہ ہوگئے۔ دیکھی صواعق محرقہ ابن حجر کا نام تو آپ نے
بھی سنا ہوگا اور اپکے تعصب کی کیفیت بھی شاید گوش زد ہوئی
ہوگی اور خود کتاب مذکور سے ہی ظاہر ہے کہ تعصب مین اونکا پایہ
بہرحال آپسے زیادہ ہے تھا لیکن چونکہ وہ عالم تھی اسلئے وہ روایات
اہل سنت سے انکار نہین کرسکے مشکل تو مناظرہ مین بمقابلہ جاہل اور
بے علم کے ہوتی ہے کہ اوسکو معاملات سے تو آگاہی نہین ہوتی یہہ خبر
نہین کہ ہمارے مذہب کی کتابون مین کیا لکہا ہے وہ تو فقط سناسنای تو تون
پر ایسا جم جاتا ہے کہ پہر اوس خبط سے نکلنا اوسکا دشوار ہوجاتا ہے۔
دیکھو صواعق محرقہ خود کی صفحہ ۹۹ مطبوعہ مصر کو (یہہ وہ باب ہے جسمین
آیات قرانی متعلقہ اہلبیت پیغمبر کا ذکر ہے۔ (الآیۃ الحادیۃ عشرۃ
قولہ تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولٰئک ھم خیر
البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین الزرندی عن ابن عباس رضی
اللہ عنہما ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قال صلعم لعلی ھو انت وشیعتک
تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین وتاتی عدوک

عضاباً مقمحین - قال ومن عدوی قال ومن تبرا منک ولعنک

یعنی تفسیر آیۂ خیر البریہ مین امام زرندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے کہا کہ خیر البریہ تو اور تیری شیعہ ہین - قیامت کے دن تو اور تیری شیعہ اس شان سے آئینگے کہ خدا اونسے راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگے اور تیرے دشمن اس شان سے کہ خدا اونپر غضب ناک ہوگا اور سخت عذاب مین وہ ملاعنہ مبتلا ہونگے - پوچھا حضرت میرے دشمن کون ہین فرمایا جو تجہہ سے بیزار ہین اور تجہپر وہ ملعون لعنت کرتے ہین -

اب اہل انصاف معترض سے ہماری داد لین کہ اونہون نے بغیر مطالعہ اپنی کتب کے حضرت ملا کاشانی علیہ الرحمہ پر کیون زبان طعن دراز کی وہ اپنی مذہب کی خاص مرویات لکہنے سے بہی ملزم نہین ہوسکتی تہی اور چہ جائیکہ ایسی روایات جو مذہب مخالف مین بہی سوجود ہین اونکی نسبت ایسی ترش روی اور غضب آلود الفاظ کے ساتہہ طعن کیا جاوے افسوس ہے کہ کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہے اگر معترض صاحب ذرا تعصب کو دور کرکے تہوڑی دیر کیلیے منصف ہوجاوین تو غالب ہے کہ پہر کبہی مذہب تسنن کا نام نہ لین اور جیتے اونکو وسوسات مین والا ہی اونسکے صورت نہ دیکہین -

ہان مولف صاحب کے ولین ایک وسوسہ اور معلوم ہوتا ہے کہ جناب

متعصبین نے مذہب شیعہ کیطرف سے اونکے دلین بہت شکوک ڈال دی ہین اور یہہ سمجھا دیا ہے کہ مذہب شیعہ کا بانی عبد اللہ ابن سبا تہا اور آنحضرت صلعم یا حضرت علی کے زمانہ مین مذہب شیعہ کا وجود نہ تہا جیسا کہ وہ خود لکہ رہے ہین۔

حالانکہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے جو شخص مذہب شیعہ کی نسبت ایسا عقیدہ رکہے وہ کافر مطلق ہے کیونکہ بانی مذہب شیعہ درحقیقت جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات اور حضرت علی مرتضیٰ ہین۔ اونکو ایک یہودی سے نسبت دینا مسلمان کا تو کام نہین۔

اب ہم ثبوت اسبات کا پیش کرتے ہین کہ زمانہ جناب رسول خدا مین مذہب شیعہ تہا اور بشہادت حضرت پیغمبر خدا صلعم مومن کامل اور اہل بہشت اور نجات پانے والے فقط شیعہ ہین۔ جو اصحاب شیعہ علی نہین ہین اونکی نسبت صاف حکم ہے کہ اونکا بہشت مین جانا ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ سوئی کے روزن سے اونٹ کا گذر جانا۔

اخرج احمد فی المناقب انہ صلعم قال لعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسن والحسین وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمایلنا۔

واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلی اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمایلنا۔ واخرج الدیلمی یا علی ان اللہ

قد غفر لک و لذریتک و لولدک و لاھلک و شیعتک و
لمحبی شیعتک و ایضاً انت و شیعتک تردون علی الحوض
رواء مرویین مبیضۃ وجوھکم و عدواک مقمحین۔
و اخرج الدارقطنی قال رسول اللہ صلعم یا علی یا ابا الحسن اما انت
و شیعتک فی الجنۃ۔ بفضلہ تعالےٰ ہم ثابت کر چکے کہ جو کچھ
اعتراض مولف نے تفسیر کاشانی پر کی تھی وہ سب کم علمی اور تعصب پر
مبنی تھی اور مولف کو مطلق خبر نہ تھی کہ وہ سب روایات کتب صحیحہ اہل سنت
مین بھی موجود ہین اب اگر کچھ بھی اقتضای غیرت ہو تو مولف کو اپنی
افعال ناشایستہ سے توبہ کرنی چاہئی۔
مولف پر ہم ایک اور یہہ احسان کرتے ہین کہ اونہون نے جسقدر
بیہودہ عبارات و الفاظ کا استعمال نسبت مذہب شیعہ و اکابر و عظمای
ملت شیعہ پر کیا ہے اوسکا جواب ترکی بہ ترکی ہمنے نہین دیا بلکہ
اوسکو اور دن پر ہی چھوڑ دیا مگر یہہ خیال نہو کہ ہم ایسے الفاظ لکھہ
نہین سکتے نہین ہم تو یہانتک لکھہ سکتے ہین کہ مخالف چیخ اوٹھے اور
زندگی دشوار ہو جاے فقط اس خیال سے کہ ایک شخص کے عقلمندی
کیوجہ سے کیون ہزارون آدمیون کو رنج دیا جاوے اور اپنی بیش
بہا کتاب کو ایسے بیہودہ ذکر سے کیون ملوث کیا جاوے ورنہ
اہل انصاف غور فرماوین کہ یہہ فقرات مندرجہ ذیل بھلی آدمیونکی
استعمال کے قابل ہین۔ ابن عبا صنعانی بانی مذہب شیعہ کا ہے

رجوع نا بود شیعون کا حضرت کے زمانہ نہین کیا - ملا صاحب کو مسائل
دخول فی الدبر لطیفہ ومتعہ زنان عفیفہ و دیدار فرج شریفہ کا بدل
اقرار ہے اور اونکی خط نفس کے واسطے لبس ہے - نعوذ باللہ من
شرور انفسہم -

مولف صاحب خاتمہ کتاب خود مین جواب مہدیانہ کے امیدوار ہین
اونکو اپنی الفاظ پر ذرا غور کرنا چاہیئے -

سوال سوم اہل تشیع

اگر ایسی حدیث صریح نہین ہے تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیون
رکھا صاف صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میری بعد فلان کے
بعد دیگری خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا -

جواب اہلسنت

حدیث بوجہ تطویل فقط ترجمہ پر اقتصار کیا جاتا ہے ترجمہ روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جہگڑے آدم اور
موسی نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئی
آدم موسی پر کہا موسے نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تمکو اللہ نے اپنے ہاتھ
سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور
سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور کیا تمکو بیچ جنت
اپنی کے پھر اوتارا تمنے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنی کی طرف زمین کے
یعنی اگر گناہ نکرتے کاہیکو زمین مین آتے اور اولاد یہان پہیلتے کہا

آدم نے تم وہ موسے ہو کہ برگزیدہ کیا تمکو اللہ نے ساتھہ پیغمبری اپنی کے اور ساتھہ کلام اپنی کے اور دین تمکو تختیان کہ بیچ اونکے بیان تھے ہر چیز کا اور نزدیک کیا تمکو سرگوشی کرنیکو پس ساتھہ کتنی مدت کے پایا تمنے اللہ کو کہ لکہی توراۃ پہلے پیدا ہونے میرے کی کہا موسے نے چالیس برس پہلی کہا آدم نے پس کیا پایا تو نے بیچ اوسکی مضمون اس آیت کا نافرمانی کے آدم نے رب اپنی کے پس بہکا کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پہر ملامت کرتے ہو تم مجہکو اسپر کہ کرون مین وہ عمل کہ لکہا ہے اوسکو اللہ نے مجہپر کرنا اوسکا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے پس غالب آئی آدم موسی پر ف زمرد کی تختیون پر توراۃ لکہی ہوئی اوتری تہی آسمانون سی شتر اونٹون پر لدتی تہی اور مضمون توراۃ قدیم ہے لیکن تختیون پر یا غیر اوسکے پر چالیس برس پہلے پیدا ہونے آدم کے لکہی گئی تہی اور یہہ جہگڑا اس جہان کا نہین ہے کہ جہان اعمال چہوڑنے درست نہین ہین بلکہ عالم علوی کا ہے کہ وہان قید تکلیف مین نہین انتہی۔

دیکہو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اوسکے برخلاف نہ کوئی نبی کر سکتا ہے اور نہ کوئی ولی جسطرح سے خالق اکبر نے پیدائش حضرت آدم سے پہلے چالیس برس تقدیر مین لکہدیا تہا کہ آدم دنیا مین بہیجی جاوینگے پہر انکی اولاد سے تمام روی زمین بموجب زینت الارض من الانسان کے اباد ان ومعمور ہوگی اوسی طرح سے حضرت صدیق اکبر کی قسمت

زبردست ذلك فضل الله يؤتيه من يشآء مین مالک عرش بریں نے کتنی ہی ہزار برس پیشتر لکھہ رکہا تہا کہ بعد خاتم النبیین کے اونکا یار غار ضروری ہے خلیفہ ہوگا جسکے آفتاب ہدایت کا نور مشرق سے مغرب تک پہیل جائیگا۔ بعد اونکے درجہ بدرجہ تا ختمی خلافت ولایت دستگاہ سلسلہ خلافت علی الترتیب قایم رہیگا۔ سچ کہو شیعو تقدیر برحق ہے کہ نہین اگر حق ہے تو پہر نزاع خلافت بلافصل کیسا۔

اقول بحولہ تعالے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ و مباحثہ مین عاجز آتا ہے اور کوئی جواب معقول یا غیر معقول اوسکو نہین ملتا تب تقدیر پہ حوالہ کرکے اپنے عجز کا اظہار کیا کرتا ہے وہی کیفیت مولف کی ہوگئی آخر درجہ جب کوئی سند جواز خلافت خلیفہ اول کی اونکو دستیاب نہوی تو اونکو حوالہ تقدیر کرکے آپ الگ ہوگئے اور یہ خیال اس امر پہ نہ کیا کہ نوشتہ تقدیر اس بحث مین مطلق کار آمد نہین ہے کیونکہ جس طرح کسی فعل کا ارتکاب تقدیر مین لکہا ہوا ہوتا ہے اوسیطرح اوسکی سزا اور جزا بہی تقدیر مین لکہی ہوتی ہے۔ اگر ہم قول مولف کو تسلیم کرلین کہ خدا تعالے نے خلیفہ اول کے تقدیر مین لکہدیا تہا کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے اہلبیت پیغمبر کا حق غصب کرکے خود خلافت پر متسلط ہوجائیگی اور اوسکے بادافش بہی ضرور نوشتہ تقدیر مین ثبت ہوگی تو مولف صاحب کے بحث مین کیا مفید ہوگی اور جواز خلافت پر کسطرح نوشتہ تقدیر سند ہوگا۔ جائے غور

ہے کہ جسطرح حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے اونکی خطا درج تقدیر بلکہ الواح توریت پر بھی ثبت ہو چکی تھی تو ضرور شیطان کی گمراہی اور بدبالی بھی پہلی سے اوسکی تقدیر مین لکھی گئی ہوگی۔ مگر ظاہر ہے کہ نوشتۂ تقدیر نے شیطان کے جرم مین کچھہ تخفیف نہین کی اور لعنت کا طوق اوسکے گردن مین پڑ گیا۔ افسوس ہے کہ جو حجت مولف صاحب کو دستیاب ہوئی ہے باوجود بڑا ذی علم ہونے کے بھی شیطان کو دستیاب نہوئی اگر شیطان بر وقت اپنی روبکاری کے اس حجت کو خدا یتعالی کے روبرو بیان کرتا تو ضرور بعقیدہ مولف شیطان بری ہو جاتا مگر افسوس ہے کہ وہ وقت ہاتھہ سے جاتا رہا مگر اب بھی بڑی روبکاری کا دن آنیے والا ہے مولف صاحب ضرور شیطان کیطرف سے وکیل باختیار ہو کر اس حجت پر خدا کے روبرو استدلال کرین اگر شیطان کی حق مین اس حجت تقدیری سے کامیابی ہو گئی تو علاوہ خوشنودی شیطان کی ایک عمدہ نظیر مولف صاحب کو ہاتھہ آئیگی اور اوس نظیر کے بنا پر اسی قسم کی اور خطاکارون متمردون سرکشون کے مقدمات مین بریت حاصل ہو جائیگی۔

مولف صاحب نے جو اس موقع پر حوالہ تقدیر دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تقدیر کے معنی سے مطلق آگاہ نہین ہین۔ فقط یہہ سن رکھا ہے کہ تقدیر کوئی شی ہی اور انسان اوسکی برخلاف کچھہ نہین کرسکتا بلکہ امر تقدیری کے کرنے پر قطعی مجبور ہے گویا تقدیر

لکھنے والا اون افعال کا ارتکاب کرتا ہے حالانکہ ایسا عقیدہ بالکل کفر ہے۔ کیونکہ جب ارتکاب افعال مین انسان بحکم تقدیر مجبور ہے تو سزا اور جزا لازم نہین اور درحالیکہ جزا و سزا کا دیا جانا مسلم ہے تو ذات باری تعالے پر ظالم ہونیکا اطلاق ہوگا اور یہہ صریحا کفر ہے۔ واقعی تقدیر کے معنی سمجھنے مین عوام لوگون نے سخت غلطی کہایا ہے اور اوسکی اصلی مفہوم اور مراد کو مطلق نہین سمجھتے ہہ ہم بھی کہتے ہین کہ کوئی شخص تقدیر کی برخلاف کچہہ نہین کر سکتا۔ مگر یہہ بجہ نکر سکنا اسوجہ سی نہین ہی کہ ہم ہر کام کو نوشتہ تقدیر دیکھہ دیکھہ کرتی ہین۔ یا کوئی محرک ایسا ہی کہ ہمکو خواہ مخواہ اون افعال کی کرنی پر مجبور یا آمادہ و مستعد کرتا ہے بلکہ تقدیر ایک نوشتہ ہے اوس عالم الغیوب کا جسکو ہماری تمام و کمال حالات اور افعال اور حرکات و سکنات ہماری پیدایش سی پہلی معلوم ہو چکی ہین اور اوسنی اپنے علم قدیم کی ذریعہ سی معلوم کرکے لکھدیا ہے۔ پس یہہ سمجھنا چاہئی کہ ہمارا کوئی فعل ایسا نہین ہے جسکا علم خداتعالے کو پہلی سی نہین ہو چکا ہے اور اوس نوشتی مین نہین لکھہ چکا ہی گویا ہر انسان جو کچہہ دنیا مین پیدا ہو کر فعل کرنیوالا ہی اوسکی افعال کی فہرست بروی علم غیب لکہی جا چکی ہے۔ اس عقیدہ کی روسی تقدیر بہی مسلم ہے اور خداتعالے بہی عادل رہتا ہے اور بہشت دوزخ سے بہی انکار کرنا نہین پڑتا۔ اگر نقصان ہے تو فقط یہہ ہی کہ ملحدون دہریون ظالمون گنہگارون کو اپنی مجبوری کی حجت اور خداتعالے پر الزام لگانی کا

موقعہ باقی نہیں رہتا ہے — وہ لوگ افعال بد کے الزام کی دفعیہ مین نہین کہہ سکتی کہ ہمارے تقدیر مین لکہنے والے نے یہہ ہی لکہدیا ہم اوسکے برخلاف کیسی کرسکتے۔

مولف صاحب نے اتنا بہی خیال نفرمایا کہ اگر انسان بوجہ تقدیر کی مجبور ہوتا تو خدا یتعالے کو انبیاء و مرسلین کو مبعوث کرنیکی کیا ضرورت تہی بدکام کی ممانعت نیک کام کی ہدایت کیون ہوتی جسکو تقدیراً خدا یتعالے نے بد پیدا کردیا ہے اوس سے نیکی کی کیون امید ہے اور جسکو تقدیراً نیک پیدا کیا ہے اوس سے صدور بدی کا خوف کیون ہے کہ جسکی وجہ سے انبیاء کو مبعوث کیا کتابین نازل فرمائین۔ پس جبکہ تقدیر مانع جزا و سزا نہین تو افعال کی جواز و عدم جواز کا مدار بہی تقدیر پر نرہا لہذا جواز خلافت خلیفہ اول غیر ثابت ہے مولف صاحب اگر نظیر حضرت آدم پر بہی قایم رہین تو ضرور راہ راست پر آجائینگی کیونکہ قصہ حضرت آدم سے ظاہر ہے کہ پہلی کا لکہا ہوا نوشتہ تقدیر اونکی الزام اور گناہ کو رفع نکرسکا جیسا کہ قرآن پاک مین اونکی نسبت نازل ہی فازلہما الشیطان یعنی بہکا دیا اون دونون کو شیطان نے اور بوجہ اغوار شیطان کی وہ درخت ممنوعہ کی پاس گئی اور ظلم کرنیوالون مین سے ہو گئی جیسا کہ صریح عقیدہ اہلسنت کا ہی۔ پس اسی پر قیاس کرو حضرت ابو بکر رح کی حالت کو کہ جب اونکو نجوبی متنبہ کردیا گیا کہ خلافت پیغمبر منصب حضرت علی کا ہی اور تم کسیطرح خلیفہ یا نائب پیغمبر خدا کی نہین ہو سکتی ہو اور

اونکی طرف سی تم ایک حکم کی بہی تبلیغ نہین کر سکتی ہو اور پہر او ہونی
نی برخلاف حکم خدا کی خلافت حضرت علی کو نمانا اور خود متصدی امر
خلاف کی ہو گی تو نوشتہ تقدیر اس الزام کو رفع نہین کر سکتا۔

قولہ اور اگر آپ حق نہین جانتے اور رشتہ دیدار خدا کی تقدیر سے
بہی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب دیجئے۔

اقول ماشاء اللہ اپ می اپنی جواب کی وقعت سمجہی ہوئی ہین اور ظاہر
ہے کہ باوجود تسلیم تقدیر کی ہی الزام غصب خلافت رفع نہین ہوتا
پہر ایسی فضول اور ناقابل جواب سی مولف کو کیا فائدہ حاصل ہوا رہ
دیدار خدا کو خود ہی مولف نہین جانتی مسئلہ تقدیر سے زیادہ آپ ہین
فاسد العقیدہ ہین پہر اسکا ذکر کیا ضرور تہا ناحق گنہگار ہوئی جب آپ
خدا کی ہاتہ پیر آنکہہ موہنہ بدن وغیرہ کی قایل ہین تو پہر دیدار مین کون
امر مانع ہی حنابلہ بہی تو اہلسنت ہی ہین جنکو ہر شب جمعہ مین دیدار
دیدار خدا کی تمنا ہوتی ہے اور ہر شب جمعہ مین مساجد کے چہت پر ہری
ہری گہانس اور دال نخود رکہتی ہین تا کہ خدا تعالے کا مرکب بہوکا نہ رہی
اور خیال فاسد اونکا یہہ ہی کہ ہر شب جمعہ کو خدا تعالے موتیون کی تعیز
پہنے ہوئی مرکب پر سوار ہو کر بام مساجد پر آتا ہے یہہ بہی ان حضرات
کا ہی کام ہے کہ تمام عقاید مین قرآن کی مخالفت کو ضروری جانتے ہین
قران مجید مین تو یہہ حکم ہے کہ بڑے سے بڑے اولوالعزم کے بہی آنکہہ خدا تعالے
کو نہین دیکہہ سکتے کہ حضرت موسے جیسے پیغمبر کو دیدار کے سوال مین یہہ جواب

بلا لن ترانی سے آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی اور کوئی دقیقہ آپکی اعزاز
و اکرام مین فرو گذاشت نہین کیا گیا مگر دیدار کی نسبت آنحضرت نے
بھی نہین فرمایا اسلیئے مسئلہ دیدار کی قایل ہونی سے ضرور ایمان مین فرق
آتا ہے جو شئے آنکھ سے نظر آسکتے ہی اسکی چگونگی اور کیفیت پر ضرور
اطلاع ہوتی ہے اور خدا تعالے اس سے مبرا ہے کہ کوئی آنکھ اوسکو
دیکھ سکے اگر یون کہا جائے کہ عالم روحانی مین دیدار خدا ممکن الوقوع
ہے حضرت موسیٰ کو انکار دیدار بحیثیت جسمانی ہوا تو مین یہہ بھی نہین
کہہ سکتا کہ بموجب عقاید اہل تسنن بہشت مین عالم جسمانی نہین ہوگا محض
روحانیت ہوگی کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے معتقد ہین اور
بعث سے مراد جسمانی طور پر پیدا ہونا ہے کیونکہ روح کے موت کے
قایل نہین ۔ پس ظاہر ہے کہ جسطرح دیگر مسائل علمیہ مین حضرات اہل تسنن
ڈانوانڈول اور غلطان اور پیچان ہو رہے ہین اوسیطرح اس
مسئلہ دیدار اور تقدیر مین بھی حیران و پریشان ہو کر بالکل مجسمہ اور
جبریہ ہوگئے ۔ اور مذہب حق سے بہت دور نکل گئے اور کیون مذہب
حق سے دور ہوتے جبکہ حضرت جعفر صادق رح فرماچکے تھے کہ فقط علی مرتضیٰ
کی تقلید اور پیروی گمراہی سے بچانی والی ہے ۔ پس جن لوگون نے
سوائی علی مرتضیٰ کے اور اون کی تقلید اور پیروی کی ہے وہ ضرور
گمراہ ہوگئے ہیں ۔ اب مولف صاحب کا دوسرا جواب سنئے ۔
قولہ وہ یہہ ہی کہ خدا تعالے نے حضرت رسول خدا صلعم کو جن احکام

شریعت کے تبلیغ پر مامور فرمایا تھا بموجب وما ینطق عن الھوے
ان ھو الا وحی یوحیٰ کے پس یقیناً حضرت نے اوسکی تعمیل مین
ہرگز ڈھیل نہین کی حق یہہ ہے کہ جن معاملات مین حضرت کو حکم مفصل
پہونچا اوسکی تبلیغ حضرت نے بہی مجمل کی اور بعض معاملہ مین حضرت
مطلق سکوت فرماتے تھے جیسے اکثر کفار اشرار حضرت سے
قیامت کا حال دریافت کرتے تھے مگر حضرت یہہ ہی فرماتی کہ مین
نہین جانتا اسکا علم خدا کو ہے پس یہہ سوال ہی حضرات شیعہ کا بسبب
انحراف باطنی کے نسبت حضرت ما ینطق عن الھوے کے طنزا
ہے کہ حضرت نے کیون اس امر کو مجمل رکہا مفصل کیون نہ بیان کیا الخ
اقول یہہ جواب مولف کا پہلے جواب سے بہی زیادہ لغو اور پوچ
ہے اور صریحاً اونکی عدم واقفیت شرع کو ظاہر کر رہا ہے۔ یہہ
بیان مولف کا محض غلط ہے کہ آنحضرت صلعم نے احکام شرعیہ
مجملہ کی تشریح و تفصیل نہین فرمائی۔ مرسلین اور پیغمبرون کا اصلی کام
تو یہہ ہی ہے کہ جو احکام خدا تعالے کی طرف سے مجمل نازل ہوتے
ہین اونکی تشریح اور تفصیل کرکے امت کو سمجہادین خصوصاً ایسے
امور کہ جنکا کرنا واجب ہے یا نکرنا فرض ہے اونکو تو ضرور ہے
ہر پیغمبر نے نہایت شرح طور پر امت کو سمجہایا ہے دیکہو مجملاً حکم
پانچ وقت کی نماز کا قرآن مجید مین مجمل ہے اوسمین کچھ تفصیل اور تشریح
اوقات اور رکعات کی نہ تشریح ارکان وغیرہ کی نازل ہوئی کچھ

ھ مفصل اور مجمل امور حضرت کو حکم مجمل اور مفصل کی تبلیغ حضرت

قرآن مین آیا ہے کہ ظہر کے چار فرض ہین اور عصر کی چار رکعت مین اور
مغرب کی تین اور عشار کی چار اور صبح کی دو رکعت فرض ہین اور کسجگہ
قرآن مین نازل ہوا ہے کہ پہلی نیت باندھو پہر سبحانک اللھم پڑہو پہر
الحمد پڑہو پہر سورہ پڑہو پہر رکوع کرو اور سمع اللہ لمن حمدہ کہکر دو سجدے
کرو اور دو دو رکعت کے بعد قعود کرو۔ جواب دیجئے کہ آنحضرت صلعم
نے نماز کی حکم مجمل سے اسقدر تفصیل کیون فرمائی پانچ وقت کیون مقرر کئے
رکعات ہر نماز کے کیون سین فرمای دوسرا حکم زکوۃ کا بہی قرآن مین
مجمل ہے اسکی تفصیل بہی حضرت صلعم نے کرکے قواعد مقرر کئے تیسرا حکم
حج کا ہے کہ قرآن مین کوئی تفصیل احرام اور روانج تاریخ مقام کی نہین آنحضرت
صلعم نے تفصیل کرکے قواعد حج مقرر کئے چوتھا حکم روزہ کا ہے اسکی
نسبت بہی بہت کچھ تشریح اور تفصیل آنحضرت صلعم کی نے فرمائی ہے۔
یہہ قول بہی مولف کا محض غلط ہے کہ قیامت کے بیان مین آنحضرت
صلعم نے سکوت فرمایا بلکہ یہہ مین کہتا ہون کہ تمام معاملات سی زیادہ
بیان قیامت کا قرآن مجید مین ہے و آنحضرت صلعم نے بہی ہر معاملہ سے
زیادہ قیامت کی تشریح اور توضیح کی ہے صدہا احادیث شرح حالات
اور علامات قیامت مین آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہین کبہی آنحضرت
صلعم نے قیامت کے حالات بیان کرنے سے عجز ظاہر نہین فرمایا۔
اگر مولف صاحب کو یہہ گمان ہو کہ تعین زمانہ قیامت مین آنحضرت
صلعم نے سکوت فرمایا ہے یہہ بہی غلط ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے

پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھہ علامات صغری اور کبری خاص قیامت
اور قرب قیامت کے بیان فرمای ہین کہ پہلی فلان علامت ظاہر ہوگی
اوسکے بعد فلان حادثہ ہوگا اوسکے بعد فلان واقعہ ہوگا اوسکے بعد قیامت ہوگی
نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مولف صاحب بغیر کسی فکر اور غوض کے
جو کچھہ زبان پر آجاتا ہے قلم سے نکال دیتی ہین اور اوسکی صحت وغلطی پر
کچھہ بہی توجہ نہین فرماتے مولف صاحب ایک حکم بہی ایسا مجمل بیان نہین
کر سکتے جسکی پوری تفصیل اور تشریح رسول خدا صلعم نے نفرمائی ہو خصوصا
اون احکام مین کہ جنکے نازل کرنے سے خاص مقصود الہی یہہ ہی ہے
کہ امت آگاہ ہو اوسکی تعمیل کرے کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم اوسکو
مجمل چہوڑدین اور اوسکی تفصیل وتشریح کرکے اچہی طرح امت کو تعلیم نکرین
جو امور کہ ہان خدا تعالے اور اوسکی رسول کے راز واسرار ہین اور
خدا تعالے نے یہہ بات چاہی ہے کہ اس راز سے سوای میرے
رسول کی اور کوئی امتی آگاہ نہو ایسی امور کو احکام نہین کہتے ہین بلکہ وہ
اسرار ہین جیسی حروف مقطعات ہین مگر سوائے انکی حکم کوئی ایسا مجمل
نہین ہوا ہے کہ اوسکی پوری تشریح کرکے رسول خدا صلعم نے امت کو
نہ سمجہائی ہو ـ ابہی ہم اکثر آیات نقل کرچکے ہین کہ مثلاً آیتہ مودت نازل
ہوئی اور اوسمین فقط لفظ قربی نازل ہوا مگر حضرت نے اس اجمال کو
اسطرح کہولا کہ ای امت وہ قربی جنکی مودت تمپر فرض ہوئی ہی وہ علی
اور فاطمہ اور اونکی دونو پسر ہین ـ اسیطرح آیتہ تطہیر لفظ اہل بیت

[illegible]

نازل ہوا اگر آنحضرت صلعم نے اوسکی تشریح فرمائی کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ
اور حسنؑ وحسینؑ ہین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین اب رہا یہہ امر کہ ولایت
وامامت ایسے احکام مین داخل ہین یا نہین کہ اگر کوئی شخص اوسکی تعمیل
نکرے تو اوس سے خدا کے حضور مین بازپرس کیجاویگی۔ اگر قابل بازپرس
ہے تو یہہ بات غیر ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکی تفصیل اچھی طرح
نہ کی ہو۔ دلیل قابل بازپرس ہونیکی یہہ ہے کہ اول تو یہہ حدیث مسلمہ اہل
سنت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ
جاھلیۃ دوسری حدیث ثقلین مین بحسب روایت صحیح مسلم عن زید بن
ارقم تین بار تکرار اس کلمہ ہے اذکرکم اللہ عزوجل فی اھلبیتی۔ تیسری
ان سب سے زیادہ مفصل یہہ ہے کہ ولایت علی ابن ابیطالب
کی بابت لوگون سے سوال کیا جائیگا کہ تمنے اسکی تعمیل کی یا نہین جیسا
کہ صواعق محرقہ باب تفصیل آیات قرانی متعلقہ اہل بیت رسالت مین
بذیل آیت نمبر چہارم درج ہے الایۃ الرابعۃ قولہ تعالی وقفوھم
انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی
صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی امام واحدی نے
بھی اسباب نزول مین لکھا ہے قولہ تعالی وقفوھم انھم مسئولون
ای عن ولایت علی واھل البیت پس جبکہ امر متحقق ہے کہ وحدانیت
خدا اور رسالت محمد مصطفے کیطرح ولایت علی ابن ابی طالب بھی
مسلمانون سے سوال نکیرین قبر مین یا بروز حساب پیش خدا پوچھی جاویگی

تو ثابت ہوا کہ بڑے اہم فرائض سے اور جملہ طاعات وعبادات سے
مقدم تر ہے تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایسے امر اہم اور
ضروری کو مہمل چھوڑا ہو۔ یہہ امر آخر ہے کہ خلفا ثلثہ کے نسبت کوئی
اس قسم کا حکم قرآن یا حدیث مندرجہ کتب اہلسنت مین پایا نہین جاتا
فقط اونکی بارے مین حکم نہونے سے یہہ فتوی نہین دینا چاہئی کہ خلافت
وامامت کے بارے مین کوئی حکم مفصل صادر نہین ہوا ممکن ہے کہ آپ کے
گمان کے برخلاف کسی اور کے خلافت وامامت کی حکم ہوا اسکی خوب
تحقیقات کرنی چاہئی کیونکہ اگر مفصل احکام اسبارہ مین ظاہر معلوم
ہوگئی اور تمنے فقط اوسی گمان کی بہروسہ پر کچھہ خیال نہین کیا تو تمام طاعات
وعبادات رائگان جاینگے ۔ اسبات کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاہئے
کہ بغیر عقیدہ امامت واخلافت بلافصل مرتضوی کے توحید ورسالت پر
ایمان لانا کارآمد نہین ہے ۔ یہہ معاملہ خلافت مابین فرقہای اسلام کے
خدا تعالے کی طرف سے ایک مشکل امتحان ہے بغیر افضال ایزدی
اس امتحان مین پاس ہونا ممکن نہین ہے وجہہ ہے کہ جنپر فضل خدا ہے
اور اونکو فہم رسا اور بصیرت کامل عطا ہوئی ہے وہ صاف صاف شرح
احکام خلافت مرتضوی کے اپنے آنکہونسے دیکہہ رہے ہین اور جو فضل
ایزدی سے محروم ہین اونکو خاص اپنی مذہب کی کتابون مین بہی دو
احکام نظر نہین آتے ابہی ہم مفصل طور سے احکام قرانی اور احادیث
پیغمبر خدا صلعم کا ذکر کرینگے جو شرح طور سے کتب اہلسنت مین درباب

خلافت و امامت حضرت علی مرتضی کے مروی ہین اور حضرات اہلسنت کو نظر نہین آتے اور باوجود اس آگاہی کے کہ معاملہ خلافت حضرت امیر مسلمانون کے لیئے امتحان قرار دیا گیا ہے پہر بہی متوجہ نہین ہوتے۔ اس امتحان کی بابت کوئی مسلمان انکار نہین کر سکتا کیونکہ خدا تعالے نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ای محمد اپنی امت سے کہدی کہ فقط ایمان خدا اور رسول پر لے آنا تمہارے نجات کے لیئے کافی نہین ہے بلکہ تمہارا امتحان لیا جائیگا دیکہو ایام حجۃ الوداع مین نصب خلافت مرتضوی سے پہلے اور حدیث ثقلین کے لگ بہگ اوایل آیات سورہ عنکبوت ایام قیام مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ یعنی آیا لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ ہم یہہ کہکر کہ ایمان لے آئے چہٹ گئے اور اونکی آزمایش نہ کی جائیگی اور بالتحقیق کہ ہمنے اون لوگون کی بہی آزمایش کی ہے جو انسے پیشتر گذر گئے پس ہر آئینہ خداوند تعالے ملاحظہ فرمائیگا اونکی حالات کو کہ دعوی ایمان مین صادق ہین یا کاذب ہین یعنے خدا تعالی راست بازون اور کاذبون کا ظاہر اور متمیز کر دیگا۔ آیا گمان کرتے ہین بد کام کے کرنیوالے یہہ کہ ہم پر سبقت لیجائینگے۔ بہت بد ہے جو ایسا حکم کرتے ہین پس

جہانتک غور و فکر کیجائیگی سوائے معاملہ خلافت کے اور کوئی معاملہ قابل امتحان نظر نہ آئیگا۔ اسی معاملہ کے اختلاف نے بہت سے فرقوں کو گمراہ کردیا۔ فقط وہ لوگ صراط المستقیم پر قایم رہے ہین کہ جنہون نے امام برحق کی تقلید اور پیروی کی ہے اور جنہون نے امام برحق کو شناخت نہین کیا وہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ گویا ایمان و اسلام کے اونکو ہوا ابھی نہین لگی۔ دیکھو سوای امامت کے اور کون معاملہ ہے کہ جسمین بغیر اوسکے ایمان بوحدانیت و رسالت ہرگز کافی و کارآمد نہین وہ فقط عقیدہ امامت ہے کہ بموجب حدیث شریف کے کیسا ہی قایل وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفے صلعم کا ہو اور امام کو نہین جانتا وہ جاہلیت کی موت مریگا گویا ایمان کے اوسکو ہوا ابھی نہین لگی کما قال علیہ الصلواۃ والسلام من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ پس جبکہ امامت ایسی ضروری شے ہے کہ بغیر اوسکے عقیدے کے ایمان بوحدانیت و رسالت کارآمد نہین تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے اوسکا مفصل حال امت سے نہ کہا ہو اور اگر کچھ اغلاق یا اجمال رکھا ہو تو اوسی کو امتحانی سوال سمجھنا چاہیے اور ہمیشہ امتحانی سوال کا قاعدہ ہوتا ہے کہ سارا حال شرح بیان کردیا جاتا ہے اور کوئی ایک نکتہ دقیق ہی رکھدیا جاتا ہے کہ اوسکو ذکی فہم سمجھ جاوین اور کند ذہن طبیعت کے غبی اوسمین سرگردان رہا کرین جیسا کہ حضرات اہل سنت قیامت تک مولا اور ولی کے معنی مین ہے

غلطان پیچان رہینگے اور خدا یتعالے کے روبرو امتحان مین ناکام رہینگے رسول خدا صلعم نے یہانتک جتلا دیا کہ گمراہی سے بچانے والا تمسک اہلبیت پیغمبر اور عقیدہ ولایتِ علی ابن ابیطالب ہے مگر غبی لوگ جب بہی نہین سمجہتے۔

رجوع بمطالب اسرار الہدی مولف اسرار الہدا نے خارج از آہنگ بجواب سوال سیوم چند آیات جو حق مین حضرت علی مرتضی و حمزہ سید الشہدا علیہما التحیۃ والثنا و دیگر صالحین و مومنین مہاجرین و انصار کے نازل ہوے ہین اور جنکا کچہہ تعلق بہی اصحاب ثلثہ نہین ہے لکہہ کر حضرت ابو بکر کے خلافت پر استدلال کیا ہے اگرچہ تردید استدلال مولف کے لئے خود وہ آیات ہی کافی ہین اور ہر شخص جسکو مولف کے طرح قرآن سے مغایرت نہین ہے وہ سمجہہ سکتا ہے کہ اون آیات مین سند خلافت خلیفہ اول تو کجا اونکی تعریف بہی نہین ہے اس دلیل کے ضمن مین مولف صاحب نے نہایت بیہودہ الفاظ نسبت شیعیان و علماء شیعیان استعمال کئی ہین مگر ہم بقول ای مصرعہ۔

مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند ہم بیہودہ بحث کرتے نہین ہین [؟] اعداء سر رشتہ تہذب کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتے۔

مولف صاحب نے جسقدر آیات قرآنی پر استدلال کیا ہے وہ سب کے سب امر مبحوث عنہ سے غیر متعلق ہین اسلئے ہر استدلال مولف کے نسبت ذیل مین تردید کیجاتی ہے۔

قولہ آیۃ اول وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۔ مولف نے بجای ترجمہ کے عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج تحریر کی ہے ۔ مطلب اس آیۃ کا صاف وصریح یہہ ہے کہ فرقہ مہاجرین و انصار مین سے وہ لوگ جنہون نے ایمان لانے اور نصرت پیغمبر کرنے مین اورون پر سبقت کی ہے اور اونکی علاوہ وہ لوگ جنہون نے ان سبقت کنندگان کی متابعت نیکی کی ساتھہ کی ہے اونسے خدا تعالے راضی ہوا ہے اور وہ خدا سے راضی ہوئی اور ارادہ کیا ہے خدا تعالے نے اونکی لئے بہشت کو جسکے نیچے نہرین بہتی ہین درحالیکہ ہمیشہ اوسمین رہین اور یہہ بڑی کامیابی ہے ۔

اقول بحولہ تعالے حضرات اہلسنت مین سے جو منصف مزاج ہین ذرا دل مین غور کریں کہ فرماوین کہ اس آیت سے خلافت کو کیا تعلق ہے اور حضرت ابوبکر کو کیا واسطہ ۔ اگر محض لفظ ہجرت پر ناز ہے تو صدہا آدمی مہاجرین اولین مین تھی کہ جنہون نے واقعی گہربار کو چہوڑ دیا تہا پہر تخصیص حضرت ابوبکر کی کیا ہے انہون نے تو قطعی طور پر ترک وطن بہی نہین کیا انکے والد ماجد ولیسران دوختران وازواج ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ مین سکونت رکہتے تہے حتی کہ ابوقحافہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر جنگ احد مین کفار کی ساتہہ شامل تہے ۔ اب یہہ تو ظاہر ہوگیا کہ جس

مطلب کے لیے مولف نے اس آیت سے استدلال کیا تھا اوسمین اونکو کامیابی نہین ہوئی کیونکہ اس آیت مین کوئی تاویل بھی حسب مراد ونکے چسپان نہین ہوسکتی رہی بحث اس بات کی کہ ان سابقون اولون مین سب سے پہلے سبقت کرنیوالا کون شخص ہے تاکہ وہ اس فرقہ کا مقدم اور سردار سمجھا جاوے۔ اسمین بھی مولف صاحب کو کامیابی نہوگی کیونکہ تمام صحابہ ابرار اور محدثین معتبر اہل سنت کا اسپر اتفاق ہے کہ مردون مین سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ ایمان لائے اور عورتون مین حضرت خدیجہ کبرے۔ دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر مکّی باوجودیکہ مناظرہ کی کتاب ہے اور مطلب اوسکے مولف کا ابطال مذہب شیعہ اور اثبات مذہب تسنن ہے اوسمین صاف لکھا ہے الفصل الاول فی اسلامہ وہجرتہ وغیرھما یعنی پہلی فصل بیان مین ذکر اسلام وہجرت وغیرہ حضرت علی کی اسلم وھوابن عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان وقیل دون ذلک قدیما یعنی اسلام لائے وہ حضرت دس برس کے عمر مین اور نو سال کی عمر بھی بیان کی گئی اور آٹھ سال کی بھی اور یہہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ قدیم مسلمان ہین بل قال ابن عباس وانس وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعۃ انہ اول من اسلم ونقل بعضھم الاجماع علیہ یعنی بلکہ ابن عباس اور انس بن مالک اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی اور انکے علاوہ ایک جماعت صحابہ یہہ کہتے ہین کہ وہ یعنے حضرت علی

علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لائے بلکہ بعضون نے اونمیں سے
نقل کیا ہے کہ حضرت علی کی سابق الایمانی پر اجماع امت واقع ہے
اور خصایص امام نسائی مین بطرق متعدد وہ زید بن ارقم اور حبہ عرنی
اور عطیف وعمرو بن عباد وعبد اللہ بن ال الہذیل عن علیؑ متعدد روایا
مروی ہین کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے - حضرت ابوبکر
وغیرہ سب متاخرین مسلمانون مین سے ہین بمقابلہ حضرت علی کے
کیونکہ مابین اسلام حضرت علی مرتضی واسلام حضرت ابوبکر کے سات
برس کا فاصلہ ہے - پس جبکہ بموجب عقاید اہل سنت اجماع امت
اس امر پر واقع ہے کہ سب سے مقدم اور پیشتر حضرت علی ایمان
لائے ہین پہر اگر کسی متعصب نے یہہ لکھدیا ہے کہ حضرت ابوبکر سابق
الایمان ہین تو صریح افترا پردازی اور موضوعیت اوس روایت
کی ظاہر ہے - اور جو بعض اذکیاء اہل سنت نے اخفاء اصلیت
کے لیئے کہ تاخیر اسلام حضرت ابوبکر ظاہر نہو یہہ تاویل علیل کی ہی کہ لڑکون
مین سب سی پہلے حضرت علیؑ اور عورتون مین سب سی پہلے حضرت خدیجہ اور غلامون مین
سے پہلے زید بن حارثہ اور ادہیڑ عمر کے آدمیون مین سب سے پہلے
حضرت ابوبکر مسلمان ہوسے رکاکت اس تاویل کے عیان ہی کیونکہ
بروی اس تاویل کے شیخ مسٹر کیولم بہی جو چودہوین صدی مین مسلمان
ہوی ہین سابق الایمان قرار پاسکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ لیورپول
واقعہ انگلستان کے آدمیون مین سب سے پہلے مسٹر کیولم مسلمان

ہوئے۔ امام نسائی کے روایات سے جنکے نقل عنقریب آئینگے بالکل ثابت ہوگیا ہے کہ عرصہ سات برس تک سوای رسول خدا اور علے مرتضی اور خدیجہ کبرے کے کوئی شخص اسلام مین داخل نہین ہوا اور بعثت رسول اللہ صلعم سے سات یا نوسال تک کسی نے خدا کے عبادت نہین کی سوائے ان تین شخصون کے۔

قولہ حضرت ابوبکر کے سابق الایمانے مجمع البیان تفسیر معتبر شیعیان سے بہی ہوتی ہے کہ اوسمین درج ہے کسانیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آوردند حضرت خدیجہ اند بعد ازان ابوبکر۔ مگر ملا فتح اللہ کاشانی قول علامہ طبرسے کی مخالفت کرتے ہین۔

اقول دیکھئے یہہ قدرت خدا اور معجزہ پنجتن پاک ہے کہ اہل حق کے کتب مین تحریف کرنیوالا بغیر کسی دلیل کے خود فضیحت و ذلیل ہوجاتا ہے اہل بصیرت کے روبرو ہمکو اصل کتاب مجمع البیان پیش کرنے کے بہی ضرورت نہ ہے خود عبارت موہنہ سے پکار رہے ہے کہ درمیان نام حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر کے چند نام مرقوم تھے جنکو مولف صاحب نے نکال ڈالا ہے۔ دیکھئے عبارت تفسیر مجمع البیان کو (کسانیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آوردند حضرت خدیجہ اند) اگر اصل مین فقط حضرت خدیجہ کا نام ہوتا تو لفظ کسانیکہ نہوتا بلکہ لفظ کسیکہ لکہا جاتا اور ایسا ہی (ایمان آوردند) کی جگہ (ایمان آورد) اور بجای حضرت خدیجہ اند) کے ضرور یہہ ہوتا (حضرت خدیجہ ہست) اور یہہ

سارا فقرہ یوں لکھا جاتا (کسیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آورد حضرت خدیجہ ب
ناظرین با انصاف مولف صاحب کے کارروائی پر غور فرماوین
کہ کیا اچھا طریق مناظرہ کا پیدا کیا ہے۔

اما قولہ اور ملا فتح اللہ کاشانی اس قسم کے الفاظ دور از قیاس جسکا یقین
طفل مکتب کو بھی نہو بہ نسبت جناب امیر کے تحریر فرماتے ہیں اور
وہ یہ ہیں (مذہب صحیح کہ طریق اہل بیت است اول کسی از مردان ایمان
کہ تصدیق نبوت حضرت رسالت کرد امیر المومنین بود) (حضرت
رسالت فرمود کہ ہفت سال فرشتگان برمن و علی درود می فرستادند
زیرا کہ درین ہفت سال بغیر از من و علی کلمہ توحید کہ لا الہ الا اللہ ست
بآسمان نرسید) اور یہ کہ (از منہال بن عمرو روایت ست کہ گفت کہ من
از علی شنیدم کہ می فرمود من بندہ خدایم و برادر رسول خدا اے و صدیق
اکبرم) اور یہ کہ (ابو طلحہ گفت من در پیش ابو ذر رفتم در موسم حج گفتم
در میان مردمان اختلافی پدید آمدہ من اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب
خدا شود لعلی ابن ابیطالب و ملازم این ہر دو شوید زیرا کہ من گواہی میدہم
کہ رسول خدا می فرمودہ کہ علی ابن ابیطالب اول کسے ست کہ بمن تصدیق
کردہ و اول کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر ست
و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین است) افسوس ملا صاحب
کو اس عبارت لکھنے میں شرم نہ آئی کہ جناب امیر کو ہم رتبہ خاتم المرسلین
ٹھیرا دیا اور زبردستی آپکو صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب مومنین بنا دیا

اور بمقابلہ حضرت صدیق اکبر کے بھی آپکو سابق الایمان سینہ زوری سے کیہہ دیا خیر یون ہی سہی مگر کلمات صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین مین البتہ گنجایش کلام لا کلام ہے۔

فاقول بحول اللہ العلی العظیم یہہ بات تو موءلف صاحب نے البتہ سچ لکہی ہے کہ ملا صاحب کی تحریر کا یقین طفل مکتب کو نہین آسکتا اور غالبا یہی وجہ ہے کہ موءلف صاحب کو یقین نہین آیا حالانکہ نیم ملا نکلگئے۔ یہہ مقولہ جو عوام مین مشہور ہے کہ نیم ملا خطرہ ایمان واقعی سچا مقولہ ہے ہر شخص کہ جسکو معلومات مذہبی نہو حتے کہ اپنی مذہب کی کتب سے بہی آگاہ نہو اوسکے ذہن مین بطریق جہل مرکب یہہ بات سما جاے کہ مین خوب واقف ہوگیا ہون ایسا شخص ہمیشہ ہم چشمون مین ندامت اوٹہاتا ہے افسوس ہے موءلف صاحب اسرار الہدے کے حال پر کہ اونہون نے بغیر حصول واقفیت اور آگاہی کے ایسے نازک میدان مین قدم رکہا ہے کہ اچہے اچہے واقف کارون کے چہکے چہوٹ جائین۔ جو لوگ کچہہ شرم وغیرت رکہتے ہین وہ ایسے واقعہ پر ضرور اسبات کا خیال رکہتے ہین کہ ایسی بات ہماری زبان یا قلم سے نہ نکلے جو انجام کار باعث ندامت کا ہو جن جن روایات کے نسبت جناب موءلف صاحب نے ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا ہے اور ان روایات کو بلا علم اور واقفیت کے محض اس بنیاد پر کہ شیعون کے کتاب مین درج ہین دروغ قرار دیا ہے اگر وہ جملہ روایات بحسب و بلفظہ مسلمہ مرویہ محدثین اہل سنت

سے کے ہون اور کتب معتبرہ اہل سنت مین درج ہون تو فرمائی مولف
صاحب کو کچھہ غیرت آنی چاہیی یا نہین — ان اعتراضات مولف
صاحب سے پایا جاتا ہے کہ اونکو اپنے مذہب کی کتابون سے
مطلق آگاہی نہین اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اونکو اس بات کی بھی شرم
نہین ہے کہ جن باتونکا ہم اعتراض کر رہے ہین وہ روایات ہمارے
ہی مذہب سے کے ہین لوگ اسکو سنکر کیا کہینگے - کیا سب آدمی تقریظ
نویسون کی طرح ہی آنکھہ بند کرکے کتاب کو مطالعہ کرینگے -

جسوقت ہم یہہ بات ثابت کرینگے کہ تحریر ملا صاحب علیہ الرحمہ لفظاً
بلفظٍ مطابق روایات اہل سنت کے ہے نہین کہہ سکتے کہ مولف
صاحب کو بھی کچھہ ندامت ہوگی لیکن غالب یہہ ہے کہ حضرات
تقریظ نویسان تو ضرور نادم ہونگے اور آیندہ بغیر دیکھے بھالے
محض رعایت مذہبی سے کسی کتاب پر تقریظ تحریر نہ فرماینگے کیونکہ
وہ حضرات مشاہیر علماے اہل سنت سے ہین —

اب مین روایات مندرجہ تفسیر ملا صاحب کو ثابت کرتا ہون کہ عین
مطابق مرویات اہل سنت کے ہین پہلی روایت یہہ ہے کہ بموجب
مذہب صحیح کہ طریق اہلبیت پیغمبر ہے حضرت علی سب مردون سے
پہلے ایمان لائے مولف اسرار الہدے نے اسکو دور از قیاس لکھا کر
پس ظاہر ہے کہ جس جس نے دین اور نصوص مین قیاس کو دخل دیا ہے وہ کون
کون ہین - فہو فہم — اب مین کہتا ہون کہ بموجب مذہب اہل سنت اہل

اجماع امت اس امر پر واقع ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان
لائے عبارت صواعق محرقہ مع ترجمہ اوپر ہی نقل ہو چکی ہے کہ قال ابن عباس
وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعت انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع
علیہ - واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من
اسلم مع رسول اللہ صلعم ھو علی ابن ابی طالب - واخرج ایضاً عن
زید بن ارقم بطریق عبد اللہ بن سعد وھو یقول اول من صلی مع
رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب - وفی روایۃ اول من اسلم
مع رسول اللہ صلعم علی رضی اللہ عنہ -

مولف صاحب سے پوچھا جائے کہ اب یہ اونکی قیاس مین آیا اور
طفلان مکتب اب بھی یقین کرینگے یا نہین یا آیندہ بھی اونکو مسلم درکار ہے
دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سات برس تک
ملائکہ مجھپر اور علی پر درود بھیجتے رہے اور اس زمانہ مین بغیر میری اور علی
کے کسی کا کلمہ توحید آسمان پر نہین پہونچا -

پس اگر ملائکہ کا درود بھیجنا مولف کے قیاس سے باہر ہو تو مولف
صاحب مسلمانی سے خارج ہین کہ صریح کلام ربانی اور آیات قرآنی کا
اونکو یقین نہین قولہ تعالی ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ
وقولہ تعالی سلام علی آل یٰس کی تفسیر پڑھنے چاہیے اور یعنی ان
آیات کی تفسیر حسب مندرجہ صواعق محرقہ آگے لکھی ہے کہ حسب الحکم ان
آیات کے تمام امت محمدی مامور کی گئی ہے کہ محمد و آل محمد پر درود اور

اور سلام بہیجا کرین کہ خدا تعالی اور ملائکہ بہی اونپر درود و سلام بہیجتے ہین
اور اگر سات برس تک سوای حضرت علی کے اور لوگون کے مسلمان
نہونے اور نماز و عبادت خدا نکرنے پر بدیقینی ہے یہہ سبب ہے تو صریح
نا واقفیت کی دلیل ہے - کیونکہ ملا صاحب نے تو سات ہی برس تک
حضرت ابو بکر وغیرہ کا مسلمان نہونا بموجب ایک روایت اہل سنت کے
لکہا ہے مگر اہل سنت وجماعت کے صحاح مین تو نو برس تک انکی بے
کسیکا سوا ے حضرت رسول خدا و علی مرتضی کے نماز کا نہ پڑہنا درج
ہے - یہہ ہر دو روایات سات برس اور نو برس کے مندرجہ صحاح اہل سنت
والجماعت ہین اگر ملا صاحب نے بخاطر داری اہل تسنن سات برس کی
ہی روایت کو نقل کر دیا تو کیا گناہ کیا ذرا ادہر متوجہ ہوجئے - اخرج
النسائی فی خصائصہ حدثنا احمد بن سلیمان الرہاوی قال حدثنا
عبد اللہ بن موسی قال ثنا العلاء بن صالح عن المنہال عن عمرو بن عباد بن
عبد اللہ قال قال علی رض انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق
الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین ولا یقولہا بعدی غیری الا
کاذب یعنی راوی باسناد خود کہتا ہے کہ فرمایا علی مرتضی نے کہ مین بندہ
خدا کا ہون اور بہائی رسول اللہ کا اور مین ہون صدیق اکبر اور اسلام
لایا مین سب آدمیون سے سات برس پہلے اور میری بعد جو شخص ایسا
دعوی کرے وہ جہوٹا ہے -

فرمائین مولف صاحب کہ اپکو بہی یقین آیا یا نہین ملا صاحب نے کیا خطا کی

یہہ تو اہل تسنن کے صحاح کے مضمون ہے اور حضرات اگر ہی فقرہ حدیث پر بہی ذرا توجہ ہوجاے اور یہہ تو فرمائی کہ آیندہ کسی اور کو بہی صدیق اکبر کا خطاب دیجیگا۔ خدانخواستہ کبہی حضرت ابوبکر نے تو اپنی زبان مبارک سے یہہ نہیں فرمادیا کہ مین صدیق اکبر ہون۔ اگر ایسا ہوا تو ضرور حضرات اہل سنت کو اتباع روافض کا کرنا پڑیگا ورنہ قرآن پاک کے مخالف ہوگی حضور حضرت ابوبکر کی سابق الایمانی اور صدیقیت کا حال تو معلوم ہوچکا اب اگر فرمائی تو وہ روایت بہی عرض کرون جو آپکی صحاح مین مروی ہے کہ بعثت رسول اللہ صلعم سے نو سال تک سوای حضرت علی کے اور کسی نے حضرت کے ساتھہ نماز نہین پڑھی۔ دیکہو خصائص نسائی کی اوسی صفحہ کو کہ بعد نقل حدیث متذکرہ بالا کے ذکر عبادتہ رض کی سرخی دیکر روایت نقل کی ہے عن علی ع قال لا اعرف احدا من ہذہ الامة عبد اللہ مع نبینا صلعم غیری عبدت اللہ قبل ان یعبدہ احد من ہذہ الامة تسع سنین یعنی فرمایا حضرت علی مرتضی نے کہ نہین پہچانتا مین اس امت مین سے کسی کو کہ اوسنی عبادت کی ہو خداتعالی کی ہمراہ ہمارے نبی صلعم کے سوای میری۔ مین نے عبادت کی ہے خداتعالے کی نو برس پہلے ہر عبادت کرنے والے سے اس امت کے۔

تیسری روایت ملا صاحب نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے لکہی ہے جسمین تمسک کرنا قرآن اور علی علیہ السلام سے اور القاب آپکے

سکے درج ہین۔ صدیق اکبر۔ فاروق اعظم۔ یعسوب مومنین۔ اور یہہ
جملہ امور مسلمات اہل تسنن سے ہین بلکہ صحاح ستہ کے متواتر روایات
سے ثابت ہین۔ تمسک قرآن وعلیؑ کے بابت حدیث متواتر مندرجہ
صحیح مسلم وصحیح بخاری وبقیہ کتب صحاح موجود ہے قال رسول اللہ صلعم
انی تارک فیکم الثقلین الخ جو چند بار اس رسالہ مین نقل ہوچکی ہے
علاوہ اسکے یہہ روایت صواعق محرقہ سے نقل ہوی ہے۔ اخرج الطبرانی
فی الاوسط عن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول
علیؑ مع القران والقران مع علیؑ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض
اور نیز صواعق محرقہ سے ثابت ہے کہ اس حکم کا چند بار رسول خدا صلعم نے
تکرار فرمایا ہے خصوصاً بعد حجۃ الوداع وایام مرض الموت مین بلکہ ابن عمر
سے روایت ہے آخر ما تکلم بہ النبی صلعم اخلفونی فی اہل بیتی۔
نسبت القاب جناب امیر کے اگر کچھ کلام ہے تو ابھی ایک روایت
اہل تسنن کی صحاح سے نقل ہوچکی کہ خود فرمایا جناب امیر نے کہ مین
صدیق اکبر ہون اور میرے سوا جو کوی صدیق اکبر ہونیکا دعوی کرے
وہ کاذب اور مفتری ہے۔ دوسرے صواعق محرقہ مین یہہ مروی ہے
کہ آنحضرت صلعم نے یہہ فرمایا کہ دنیا مین فقط تین شخص صدیق گذرے ہین
ایک حزقیل مومن آل فرعون دوسرے حبیب نجار صاحب یٰسین اور
تیسرے علی ابن ابیطالب۔ اور علی افضل ہین اون دونون سے
اخرج ابن نجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون

ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یٰس و علی ابن ابی طالب۔ اور حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر نے بہی اس روایت کو بانزاد اس فقرہ کے لکہا ہے وعلی ابن ابی طالب وھو افضلھم پس جبکہ بحکم جناب رسول خدا صلعم دنیا مین فقط تین آدمی صدیق ہوئے ہین دو امم سابقہ مین اور ایک حضرت علی علیہ السلام اس امت مرحومہ مین تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل سنت نے محض براہ کذب وافترا حضرت ابو بکر کے نام کے ساتھہ یہہ لقب لگا دیا ہے۔ علی ہذا القیاس فاروق اعظم بہی لقب حضرت علی کا ہے اور یعسوب مومنین بہی آپکا ہے لقب ہے دیکہو صواعق محرقہ کو اخرج ابن عدی عن علیؑ ان النبی صلعم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ علی یعسوب مومنین ہین اور منافقون کا یعسوب مال ہے یعسوب شہد کے مکہی کی بادشاہ کو کہتے ہین جسکی سب مکہیان مطیع وفرمان بردار ہوتے ہین۔

علاوہ اسکے جس روایت مندرجہ تفسیر ملا صاحب پر مولف صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ روایت بلفظہا اہل سنت والجماعت کے معتبر محدثون کی ہے مولف صاحب نے محض ناواقفیت سی اوپر اعتراض کیا ہے۔ طبرانی جو اجلہ محدثین اہل سنت سے ہین انہون نے اس حدیث کو بلفظ حضرت سلمان فارسی اور نیز حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے اخرج الطبرانی عن سلمان

وابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما معاً ان النبی صلعم قال لعلی
ان ھذا اول من امن وھو اول من یصافحنی یوم القیامۃ
وھذا الصدیق الاکبر وھذا فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین
الحق والباطل وھذا یعسوب المؤمنین یعنی روایت کی ہے
طبرانی نے حضرت سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلعم
نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ یہہ سب سے پہلے ایمان لایا اور
یہہ ہی سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کریگا۔ اور
یہہ ہی ہے صدیق اکبر اور فاروق اس امت کا کہ فرق کرنیوالا ہے
حق اور باطل مین اور یہہ ہی ہے یعسوب مومنین کا۔

افسوس منشی جوہر علیصاحب کو اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے
شرم نہ آئی۔ دیکھیے یہہ وہی نقل ہوئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانڈے
کیا خوب آپ تحریر فرماتے ہین کہ ملا صاحب کو اس عبارت کے لکھتے ہوئے
شرم نہ آئی۔ حالانکہ منشی صاحب کی تحریر نہایت قابل شرم ہے۔
خیر یہہ اعتراض تو منشی صاحب نے بوجہ نادانی اور لاعلمی کے ملا صاحب
پر کیا تھا جس مین انکو خود نادم ہونا پڑا لیکن آیہ کریمہ السابقون
الاولون مین بحث کرنا کہ صحابہ مین سے سابق تر کون شخص ہے
ہرگز مسلمان کا کام نہین کیونکہ خود رسول خدا صلعم اس امر کا فیصلہ کرچکے
ہین کہ اس امت محمدی مین سابق یعنی (ایمان لانے مین سب پر سبقت
کرنیوالا) حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہین اور خود اکابر فضلاء محدثین

اہل سنت ان روایات کو نہ لکھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ بموجب عقیدہ اہل سنت
جو شخص سوائے حضرت علی کے کسی اور کو سابق تبلا دے تو وہ کافر مطلق
ہے کیونکہ وہ مخالفت حکم پیغمبر خدا کی کرتا ہے۔

اگرچہ مراد سابق سے وہی اول من اسلم ہے اور ہم چند روایات
مندرجہ صحاح اہل سنت سے ابھی لکھ چکے ہیں کہ انحضرت صلعم نے فرمایا
کہ سب سے پہلے ایمان لانے والا علی ہے مگر اس خیال سے کہ شاید لفظ
سابق میں کوئی اور باریکی اسکے سوا ہو اور منشی صاحب کو پھر کوئی
وسوسہ دامن گیر ہو اسلئے ہم صاف طور سے جتلاتے ہیں کہ بموجب روایات
اہل سنت کے سابق اور سبقت کرنیوالا بھی کوئی شخص سوائے علی
مرتضے کے نہیں ہے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ اوس میں بڑے بڑے
اکابر محدثین اہل سنت سے یہہ روایت درج ہے۔اخرج الدیلمی
عن عائشة والطبرانی۔وابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی
صلعم قال السبق ثلاثة فالسابق الی موسی یوشع ابن نون
والسابق الی عیسی صاحب یٰسٓ والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب
یعنی روایت کی ہے دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ
نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ سابقون
یعنی ایمان لانے میں سب پر سبقت کرنیوالے تین شخص ہوئے ایک
سابق الی موسی یعنی حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں سبقت کرنیوالا
یوشع بن نون ہے اور عیسیے میطرف سبقت کرنیوالا صاحب

یس یعنی شمعون پطرس ہے اور محمد صلعم کیطرف سبقت کرنیوالا علی ابن ابیطالب ہے علیہ السلام۔
اب منشی صاحب تلاوت فرماوین آیہ کریما السابقون الاولون الخ کو اور اگر اونکے نزدیک یہہ آیت خلافت بلافصل سے متعلق ہے تو ایمان لاوین خلافت بلافصل حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام پر اور باطل و ناحق سمجھیں خلافت اغیار کو۔ غور تو کیجئے کہ مرسلین سلف کے خلفا بہی وہی لوگ ہوئے ہین جنہون نے پیغمبر پر ایمان لانے مین سب پر سبقت کی دیکھئے یوشع بن نون حضرت موسی کے خلیفہ ہوئے اور شمعون الصفا حضرت مسیح کے خلیفہ ہوئے تو پہر کیا وجہ ہے کہ سابق الی محمد صلعم خلیفہ بلافصل محمد صلعم کا نہوگا منشی صاحب نے حدیث منزلت ہارون من موسی پر یہہ حجت فرمائی تہی کہ اگر بجائے ہارون کے حضرت یوشع کی نظیر حضرت علی سے دیجاتی تو دلیل خلافت بلافصل حضرت علی کی ہوسکتی تہی اب خدا کی فضل سے حضرت یوشع کی نظیر بہی مل گئی دیکھئے منشی صاحب کیا تدارک فرماتے ہین اگر اونکی دل مین کچہہ بہی انصاف ہوگا تو اپنی وعدہ کو ایفا کرینگے ناظرین بالانصاف غور فرماوین کہ اگر منشی صاحب نے یہہ رسالہ اسرار الحق محض بنظر تعصب مذہب لکہا ہے تو بہت بیجا اور نامناسب کیا اونکو ایسی حالت مین کہ اتنک وہ ہرگز اپنی مذہب کی کتابون اور اپنے مذہب کے حالات سے واقف نہین ہین ہرگز تصنیف کتاب کیطرف توجہ

کرنی لازم نہ تھی ہر معاملہ اور ہر بحث مین اونکی لاعلمی اور ناواقفی ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر طرہ اوسپر یہہ ہے کہ آپکی ذہن مین یہہ بہی سمایا ہوا ہے کہ مجہی اپنے مذہب سے پوری آگاہی ہے حالانکہ معمولی منشی لوگون سے بہی اونکے معلومات کا پایا برتر نہین - طرفہ یہہ کہ جب آپ قرآن و حدیث سے سبقت و فضیلت حضرت ابو بکر کی ثابت نکر سکے تو روضۃ الصفا خاوندشاہی کو شیعون کے تاریخ قرار دیکر اوسپر استدلال فرمایا حالانکہ خاوندشاہ ایک متعصب سنی المذہب ہے اور ماخذ اوسکی تاریخ کا جو کچہہ ہے وہ بہی اوسنے لکہا ہے سکوئی قصہ یا روایت اس کتاب مین کتب شیعہ سے ماخوذ نہین ہر قصہ پر حوالہ کتب درج ہین اگر کوئی شیعہ بہی اس طرح بحوالہ کتب اہل سنن لکہتا تو مولف صاحب حجت نہین کر سکتے تہے اور چہ جائیکہ مولف کتاب بہی سنت جماعت اور حوالہ بہی کتب اہل سنت کا ہی پہر ایسے اقوال لغو و پوچ پر سند لانا عقل مندونکا کام نہین ہے -

مولف صاحب نے جو آیہ کریمہ محمد الرسول اللہ والذین معہ الخ پر استدلال کیا ہے اوسکو بہی اصحاب ثلثہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ ہر معرکہ مین کافرون سے ڈر کر بہاگ گئے - کسی جنگ مین انکے نسبت ایک کافر کا بہی قتل کرنا ثابت نہین - احد حنین خیبر وغیرہ شاہد عظیم ہے ایسے بہاگے کہ بعضون کا تین روز مین پتہ لگا - مومنین صالح پر البتہ جو کچہہ غلظت و شدت ان صاحبان نے فرمائی ہے وہ مشہور ہے

حتیٰ کہ مسلمان لوگ پکار اوٹھی کہ ہم یہ فلان فظ غلیظ القلب کیون سردار کیا جاتا ہے باقی رہتک خالد و احراق بیت سعد در کوفہ اخراج ابوذر و ضرب عمار و ابن مسعود علاوہ ستم بہ اہل بیت رسالت شہور کارنامے ہین حضرت ابوبکر کے شدت جو اس قصہ سے نکالی ہے کہ اونہون نے احد کے دن حضرت سے پوچھا تھا کہ اگر آپ کہو تو مین اپنے باپ کو مار دون۔ اول تو اوس روز اونکو یہ ہوش کہان تہے مع حضرت عمر کے فرار ہو کر ایک غار مین پوشیدہ تہے دوسرے والد صاحب انکے کیا ہم اہیون سے الگ تہی کہ جاتی ہی مار ڈالتی لیکن مین عرض کرتا ہون کہ اگر آپکو قتل والد منظور ہی تہا تو حضرت سے پوچھنا کیا ضرور تہا موقع پاتے ہی فوراً قتل کر ڈالنا تہا۔ اور آنحضرت صلعم ور انحالیکہ ہادی برحق تہی تو وہ ایسے فعل کی اجازت کیون دینے لگے تہے کہ بیٹا باپ کو مار ڈالے اگر اسکے برعکس ہو تو مضایقہ نہین مگر جو لوگ مرنے اور مارنے والے ہوتے ہین وہ ایسی باتون کے مشورے نہین کیا کرتے۔ بہلا صاحب فرض کیا جاوے کہ اپنے ابوقحافہ کو تو حضرت نے منع کر دیتے سے قتل نہ کیا لیکن اور کافرون کے قتل کرنے سے کسنے منع کیا تہا اور بہاگ جانے کا مشورہ کسنے دیا تہا۔ اور عبدالرحمن اپنے پسر کو جو ہمراہ کفار تہا کیون قتل نہ کر ڈالا

ایۃ ثانی اثنین الخ پر جو استدلال کیا گیا ہے وہ آیتہ دراصل مذمت حضرت ابوبکر رضی اللہ مین نازل ہوئی ہی نہ کہ منقبت مین خود سیاق

آتیہ شاہد ہے کہ خدا تعالے اپنے رسول کے تعریف کرتا ہے اور مسلمانون
کو تہدید فرماتا ہے کہ اگر تم میرے نبی کا ساتھہ نہ دوگے تو وہ محتاج تمہارے
نصرت کا نہین کیا تمنے نہین سنا ہمارے رسول کی بہادری اور سکون و وقار
کو کہ جب وہ فقط ایک آدمی کے ساتھہ غار مین تہا اور وہ ہمراہی بہی بخوف
جان خود رورہا تہا تو ہماری پیغمبر کو اوس ہمراہی کے جبانت اور اپنی تنہائی
سے کچھ ہراس نہوا بلکہ اوسکو دلاسا دیا کہ تو کیون روتا ہے خدا ہمارے
ساتھہ ہے ایسی ہی اگر تم لوگ بہی ہمارے رسول کے مدد نکروگے تو ہماری
امداد کی کچھ پروا نہین جسطرح ہمنے غار مین اپنے نبی پر تسکین نازل فرمائی
تہی اوسیطرح اب بہی ہم غیب کے لشکرون سے اوسکی مدد کرسکتے
ہین۔ انوار الہدے وشمس الضحے مین پوری بحث ان آیات کے
بابت ہم لکھہ چکے ہین اور مولف صاحب کے معاون نے اوسکو بذریعہ
سکوت تسلیم کرلیا ہے اور جواب اوسکا نہین دیا ہے جسکو ضرورت
ہو اون کتابون مین اس بحث کو دیکھہ لے۔
اگر کوئی منصف مزاج اس آیہ کریمہ کے معنے اور مطلب پر غور کرے تو اسی سے
عدم صدیقیت حضرت ابوبکر کے صاف ظاہر ہورہی ہے یعنے رسول خدا نے
پیشتر سمجھا دیا تہا کہ مین بحکم خدا ہجرت کرتا ہون خدا تعالی ہمکو ہرگز ضایع
نکریگا لیکن صدیق اہل سنت نے ہرگز یقین نہ کیا اور غار مین بیٹہ کر بخوف جان کے رونے
لگے صدیق اکبر ایسے ہوتے ہین کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے یہہ فرمادیا
کہ تم میری بستر پر آرام کرو ہرگز کچھہ خوف اور ڈر نہین ہے فوراً صدق دل سے یقین

کر لیا اور بلا خوف و خطر بستر رسول خدا پر سو رہے، دونوں کا مذکور قرآن میں
موجود صدیق برحق کی شان میں من یشری نفسہ الخ نازل ہے کہ جس سے کمال خلوص
ظاہر۔ اور صدیق بے نام کی نسبت یہ آیت مستدلہ بیان کرتا ہیں جس سے کامل
طور پر نفی صدیقیت کی ہوتی ہے۔

مولف صاحب نے از راہ تعصب بہ نسبت عبد الرحمن بن ابو بکر کو جناب امیر پر ترجیح دی ہے
حالانکہ بزمانہ ہجرت وہ مشرک و کافر تھا اور اسکے بعد بھی وہ کئی سال عناد و بغض آنحضرت صلعم کا
نہیں گیا یہانتک کہ جنگ احد میں یہی عبد الرحمن بن ابو بکر لشکر کفار کی شامل ہو کر آنحضرت
صلعم سے لڑنے کو گیا دیکھو معارج و اقدی کو۔

بعض اوقات اسبات سے زیادہ تعجب ہوتا تھا کہ حضرات خلفاء ثلثہ ہر معرکہ اور جنگ
میں کیوں طرح دیجایا کرتی تھی اب معلوم ہوا کہ ہمیشہ جنگ سے کسطرح دیجانا فقط جبانت
سے ہی نہ تھا بلکہ بعض معارک میں برعایت مخالفین طرح دیجاتے تھے باپ اور پسر جو
کفار سے شامل رہ کر آپ رسول خدا کی ساتھ رہے جس طرف فتح حاصل ہو اپنا کام بنا لے
سبحان اللہ کیا خوب صدیقیت ہے گویا ہر دم یہ ارادہ تھا کہ اگر حضرت رسول خدا صلعم
شہید ہو جاویں تو پھر مرتد ہو کر بشمول پدر و پسر کفار میں جا ملیں جیسا کہ خداوند کریم
خود ایسے اصحاب سے خطاب فرماتا ہے افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم
طرفہ یہ ہے کہ حضرات اہل سنن کو اب تک قول خدا و رسول کا یقین نہیں ہے۔ مولف صاحب تحریر فرماتے ہیں
(البتہ اگر کفار اشرار ان دونوں صاحبوں کو پالیتے ضرور ہی جان سے مار ڈالتے) پھر السوں کی جیسی
بھی یسی ہی تھی کہ رسول خدا صلعم برابر فرماتے ہیں کہ میں بحکم خدا ہجرت پر مامور ہوں
اور ہمکو کفار کچھ بھی ایذا نہیں دیسکیں گے مگر حضرت صدیق بخوف کفار برابر گریہ و زاری میں

قال صاحب اسرار الہدے اگر با وصف اثبات آیات بینات کے بہی اہل البغض کا اطمینان نہوا ہو اور زبردستی یہی کہی جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث مفصل درباب خلافت بلافصل حضرت صدیق برحق نہ دکہاوینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نمانینگے اور اوسمین بہی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بعد دیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بہی صحیح حدیث اہل سنت کے طرف سے لیجئے لیجئے اور اہل سنت کے حق بجانب ہونیکے لئے کہی تو داد دیجئے وہ حدیث پاک یہہ ہے حدیث خ ابوہریرۃ بینا انا نائم رأیتنی علی قلیب علیہا دلو فنزعت منہا ماشاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافہ فنزع بہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تہا کہ مین نے اپنی تئین دیکہا ایک کنوئین پر کہ اوسپر ایک ڈول پڑا ہی سو مین نے اوس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر اوسکو ابن قحافہ نے لیا تو اوس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور اوسکے کہینچنے مین کچہہ سستی و آہستگی تہی اور خدا اوسکو معاف کریگا پہر وہ ڈول ایک پل بن گیا پہر اوسکو عمر خطاب نے لیا سو نہین دیکہا گیا آدمیون مین سے عبقری کہ جسکا کہینچا عمر کی کہینچی کے موافق ہو یہانتک کہ لوگون نے اونٹون کو اونکی نشست گاہون پر بٹہلا دیا تا آخر۔ اسکے بعد مولف صاحب نے ف لکہکر تشریح فرمائی اور بعد اسکی تحریر فرمایا جو حضرت کی بعد ہونا تہا اوسکو خدا نے آپکو خواب مین دکہلا دیا

اقول بحول اللہ تعالی ماشاء اللہ چون کار از فور دو مردان چنین کنند - اہل انصاف منشی صاحب کے اس کار نمایان پر غور کرین کہ اپنی مذہب کا اثبات اپنی کتابون سے کرنے پر طالب دادہین اور آپکو اسپر بہت بڑا ناز ہے کہ جنے ایک حدیث خواب وخیال کے بڑی تلاش سے دو خلافت کے اثبات کے لیئے پیدا کی ہین - یہہ بزرگی اور تفوق تو خدا نے حضرات اہل سنت کو ہی بخشا ہے کہ اپنی عقاید اور مذہب کو اپنی ہی روایات اور کتب سے ثابت کرنے مین تنل خر در گل افتادہ ہین - اول تو واد کے قابل منشی صاحب نے یہہ کام کیا ہے کہ باجماع اہل سنت چار خلافت برحق ہین منشی صاحب نے دو خلافت کو تو پہلی ہی اڑا دیا اور دو خلافت کے برحق ہونیکی سند پیش کی - اسلئے وہ دائرہ تسنن سے تو خارج ہو چکی - اب رہی بحث صحت وسقم حدیث پر سو ظاہر ہے کہ یہہ حدیث بالکل موضوعی ہے اور مخالف مذہب اور اجماع اہل سنت کے ہے اور پایا جاتا ہے کہ خوارج کے وضع کی ہوی ہے - راوی اول حضرت ابو ہریرہ جنکا کوئی تعلق رسول خدا سے ایسا نہ تہا کہ آنحضرت کوئی راز کے بات انسے کہتے یہہ متاخرین مسلمانون مین داخل ہین آنحضرت صلعم نے انکے حرکات وسکنات دیکھہ کر انکو اپنے پاس روزمرہ آنے سے منع کر دیا تہا اور آنحضرت صلعم کا اخلاق ایسا وسیع تہا کہ سوای ابو ہریرہ کے اور دیگر منافقین کو بہی کسی حیلہ سے اپنے پاس آنے سے منع نہین کیا - اس بارہ مین فقط یہہ حضرت ابو ہریرہ ہی منحصر ہین کہ آنحضرت صلعم نے انکے لقا شریف کو مکروہ جان کر اس حیلہ سے انکے

روزمرہ کی حاضری لو رد کا بعبارت سعدی - ای ابوہریرہ ہر روز میا تا محبت زیادہ شود - حالات ابوہریرہ درباب وضع روایات بین الانام مشہور عام ہین یہانتک کہ ایکمرتبہ اپنے نفع کے لیئے پیاز کی فضیلت مین حدیث وضع کی اور عرب کے جاہل لوگ تمام پیاز کو انسے بقیمت گران خرید لیگئے بی بی عائشہ نے یہہ حال سنکر انکو تنبیہ کی کہ کیون ایسے دروغ روایت بیان کی تو اوہنون نے جواب دیا کہ ای بی بی جب مینے تمہارے والد کے حق مین بہت سے روایات وضع کین تو کبہی اپنے منع نہ کیا اب فقط ایک حدیث مین نے اپنی پیاز فروخت ہونے کے لئے وضع کی تو آپ مانع ہوتے مین یہہ بات سنکے سنکر ام المومنین بہی خاموش ہوگیئن - علاوہ ازین ابوہریرہ کا نام اوس گروہ کی فہرست مین داخل ہے جو بمعیت حضرت ابوبکر عقبہ پر تشریف لیگئے تھے اور شتر حضرت رسول خدا کو رم کرنا چاہتا تہا اور جنکی نام آنحضرت نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلا دی تہی اور جنکی نسبت اہل تسنن مین یہہ حدیث مروی ہے کہ شتر کا سوراخ سوزن مین ہوکر نکلنا آسان ہے اور ان لوگون کا بہشت مین جانا دشوار ہے - پہر ایسے لوگون کی روایات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے مضمون حدیث اجماع اہلسنت کے خلاف ہے اسلئے وہ خود استدلال نہین کر سکتے - اگر اس حدیث کو ماول بخلافت کیا جاوے تو کوی وجہ مضمون حدیث مین ایسے نہین کہ حضرات اہل سنت اس حدیث کو صحیح تصور کرین کیونکہ اگر مراد دو لو دیا وہ سے خلافت ہوتی تو ضرور چار خلیفون کا ذکر ہوتا اور جبکہ ایسا نہین تو کیون ماول بخلافت سمجہا جاوے ہان خوارج کے

مذہب کے موافق کہ وہ فقط حضرت ابو بکر و عمر کے خلافت کو برحق جانتے
ہین اور خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کو باطل قرار دیتے ہین یہہ حدیث
صحیح ہو سکتی ہے اور وہ خوارج ہے فقط اسکو باؤل بخلافت کر سکتے ہین۔
لیکن چونکہ مولف صاحب نے اس حدیث پہ استدلال کیا ہے اور آخر رسالہ
مین اکثر اعتراضات نسبت ایمان و اسلام و خلافت حضرت امیر کے کئے ہین
ہمکو تردید کرنا لازم آیا ورنہ بمقابلہ حضرات اہل سنت ہمکو اس حدیث کے
تردید کرنیکی حاجت نہ تھی۔

اگر ہم وضع و افترا اور نامعتبری راوی سے درگذر کر کے مضمون خواب
غور کرین تو خلافت کا کہین ذکر یا نشان یا اشارہ تک پایا نہین جاتا۔ بلکہ کسی
ایسے معاملہ کی خبر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے مرتبہ کو نہ پہچان
کر کسی بڑے کام مین جسکے وہ قابلیت نہ رکھتے سکتے بیجا طور پر دست اندازی
کی اور پہر اوس کام کو وہ انجام نہ پہونچا سکے اور اوسکے انجام نہ پہونچانے مین
گنہگار ہوئے اگر دلو سے مراد امارت مسلمانان ہے تو ثابت ہے کہ حضرت
ابو بکر اسکام کی قابلیت نہ رکھتے تھے بعد ازان وہ دلو صورت بدل کر پل بنگیا
یعنے خلافت پیغمبر باقی نہ رہے فقط مسلمانون کے سرداری رہ گئی اور وہ دلو جس
سے رسول خدا نے پانی کہینچا تہا اور ابو بکر نے بلا استحقاق و بغیر قابلیت
از خود اوٹھا لیا تہا حضرت عمر کے ہاتھ نہ آیا بلکہ وہ دلو مستحیل بہ پل ہو گیا
جس سے حضرت عمر نے پانی کہینچا اور البتہ خوب کہینچا مگر ناجائز بلا قابلیت
و استحقاق کے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ مین نے تو آدمیون مین ایسا عبقری

نہین دیکھا جو عمر کے طرح پانی کہینچتا ہو- مولف صاحب نے
عبقری کے معنی شہ زور غلط لکھے ہین بلکہ عبقری منسوب بعبقر ہے
اور عبقر ایک دیہہ ہے وادی عرب مین جہان کے بہوت اور
خبیث مشہور ہین اور اہل عرب اپنے اصطلاح مین عبقری سے
بہوت خبیث کو کہتے ہین- اس اعتبار پہ جو کچھہ معنے حدیث
کے ہوئے وہ ظاہر ہین- مولف صاحب نے معلوم نہین اس حدیث
کو کس غرض سے ظاہر کیا ہے اونکو کوی فائدہ اس سے نہین پہنچتا
کیونکہ گفتگو نص خلافت پر ہے نہ کہ اخبار خلافت پر اس سے تو شیعہ
بھی انکار نہین کرتے کہ پیغمبر خدا کے وفات کے بعد اول حضرت ابوبکر
پہر حضرت عمر پہر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے مگر بلا مرضی اور بغیر حکم پیغمبر
خدا کے یہہ لوگ بطریق غلبہ و تسلط جبریہ کے خلیفہ بنگئے اور شیعہ
اسبات کا بھی اقرار کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم کو بذریعہ وحی و
خواب و دیگر علوم نبوت جملہ حالات کی پیشتر خبر ہوچکی تھی کہ میرے
وفات کے بعد میری امت ایسا ایسا کریگی- اور فلان فلان
خلیفہ بنجاینگے یہانتک کہ تمام خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے نام و کنیت
و لقب بھی آپکو معلوم تھے پس اگر حضرت ابوبکر و عمر کے تسلط بیجا کی
خبر آنحضرت صلعم کو اسی خواب کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہو تاہم
ان دونون بزرگون کے خلافت کا جواز اس سے ثابت نہین ہو سکتا
ہان اگر خواب مین حضرت صلعم یہہ دیکھتے کہ مین نے اول

ڈول سے پانی کھینچا اور پھر وہ ڈول مین نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر کو دیا اور
بعد ابوبکر کے وہ ڈول مین نے اپنے ہاتھ سے عمر کو دیا تو البتہ خلافت
پیغمبر صلعم کے خبر نکل سکتی تھی لیکن خواب مین تو صاف یہہ درج ہے
کہ ابوبکر نے اوس ڈول کو لیلیا۔ پھر وہ ڈول صورت بدل کر چرس بن گیا اور اوسکو
عمر نے لیلیا آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے دینا بیان نہین فرمایا۔ الغرض
یہہ حدیث جواز خلافت کے دلیل نہین ہوسکتی بلکہ حسب مصرحہ بالا شیخین
کا تغلب تصرف ناجائز صاف صاف ثابت ہوتا ہے اور یہہ معجزہ جناب
پیغمبر آخرالزمان صلوۃ اللہ والسلام علیہ کا ہے کہ کوئی شیخین موضوعی روایت
بنا کر کامیاب نہین ہوسکتا۔

حضرات منصف مزاج غور فرماوین کہ مذہب برحق وہ کہلاتا ہے جو اپنے
حقیت کو دوسری مذہب کے کتب سے ثابت کردے مگر وای برحال
حضرات اہل سنن کہ باوجود کوشش بلیغ اپنے مذہب کو اپنی کتب سے بھی
ثابت نہین کرسکتی۔ ہمیشہ مناظرہ شیعہ وسنی مین دیکھا ہوگا کہ شیعہ اپنی
مذہب کا اثبات کس زور شور سے کتب مخالفین سے کرتے ہین اور برابر
حوالہ کتب فریقثانی کا دیتے ہین کہ دیکھو تمہاری بخاری مین یہہ لکھا ہے اور
بقیہ صحاح مین یہہ درج ہے۔ اور حضرات اہل سنت جب مناظرہ کرینگے
تو فریقثانی سے یہہ فرماوینگے کہ ہماری صحیح بخاری مین یہہ لکھا ہے اور ہمارے
صحاح مین یہہ درج ہے لیکن پھر بھی ہمیشہ اونکا استدلال غلط نکلتا ہے اور
فریقثانی کو کبھی اس جواب کے دینے کی نوبت نہین پونہچتی کہ اگر تمہارے

صحیح بخاری مین لکھا ہے تو ہم پر کیونکر حجت ہو سکتی ہے بلکہ جہانتک ہوتا ہے برابر اونکے استدلالات کو اونکے ہی کتب سے رد کر دیتے ہین اور یہہ بات بالضرورہ بوجہ امداد روح القدس کے ہے - اور یہہ ہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے وقت حضرات اہل سنت کے ہوش وحواس درست نہین رہتے ڈر کے مارے اپنی کتب کو دوسرون کے تبلا دیتی ہین احادیث کا حوالہ تواریخ مین دینے لگتی ہین اسیکو باری رعب کے ہاتھہ پیر بہول جانا کہتے ہین - جیساکہ مولف صاحب کے فقرہ آئندہ سے ظاہر ہے -

قال صاحب اسرار الہدی جو حضرت کے بعد ہونا تہا سو خدا نے آپکو خواب مین دکھلا دیا اگر کہین کہ اہلسنت کے حدیث کو شیعہ تسلیم نہین کر سکتے ہین عجب کہ اپنی کتب معتبرہ مین ایسی کوئی حدیث صحیح نہ دیکہہ لین تو بفضل خدا وببرکت سید الانبیاء اہل سنت پر یہہ بات بھی کچہہ دشوار نہین بلکہ بہت آسان ہے کیونکہ جملہ تواریخ اہل تشیع مین مثل حملہ حیدری و روضۃ الصفا و طبری و کشف الغمہ وغیرہ کی خلافت خلفا اربعہ کے علی الترتیب مرقوم ہے اگر شیعہ آنکہہ رکہتی ہون تو دیکہہ لین اگر کان رکہتے ہون تو سن لین الی آخر الہزلیات - ہنی

اقول بحولہ - کیون انصاف والو کچہہ سنا - واقعی اگن کے بچے کچہو مین تبلاد حضرات اہلسنت پر کچہہ دشوار نہین - دیکھئے کس فخر اور ناز سے کتنا بڑا دعوی کیا ہے کہ ایسے حدیث صحیح کتب شیعہ مین تبلائینگے اور وہ حدیث صحیح کیا نکلے کہ تواریخ شیعہ مین خلفاء کا ذکر ترتیب وار لکھا ہوا ہے ایسا نہین کیا کہ یزید کے خلافت کا ذکر پہلے لکھتے پہر حضرت عمر کے

پہر حضرت عثمان کے اور پہر حضرت ابوبکر کے مولف صاحب نے اثبات خلافت کے لئے اس ترتیب وار ذکر کو غنیمت سمجہا- اور طرہ یہہ ہے کہ پہر اپنے کتابون کو شیعون کی کتابین تبلانے لگے لیکن روضۃ الصفا یا طبری کے انکار سے مولف صاحب کا کام نہین چلتا تواریخ کے کتب کا حوالہ مناظرہ مین کون دیتا ہے دراصل اہل سنت کے مذہب کا استیصال اونکی حدیث کی کتابین کرتی ہین مولف کو چاہیے کہ اول اونکو جلادین کتب تواریخ کے سر کیون ہوتی ہین اگر مولف صاحب روضۃ الصفا اور طبری سے ہی ڈرتے ہین تو اونکی ماخذ کا کیا علاج کرینگے اور کس کتاب سے انکار کرینگے- شواہد النبوت کو بھی دیکھئے کہ بذکر جناب امیر علیہ السلام لکہتے ہین (کہ وی امام اول ہست از ائمہ اثنا عشریہ) اور اس فقرہ سے بالکل ابطال امامت خلفاء ثلثہ کا ہوتا ہے کیونکہ حدیث ائمہ اثنا عشر و دوازدہ خلفاء برحق اہلسنت کے متواتر اور مندرجہ صحیحین سے ہی اور خلفا ثلثہ کا کہین نام ونشان تک نہین تو مولف صاحب کو لازم ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم اور شواہد وغیرہ کو بہی تصانیف اہلسنت سے خارج کرین-

اس سے بڑھکر کارگزاری مولف صاحب کی یہہ ملاحظہ فرمائی کہ آپ احقاق الحق کے اس مسئلہ کو- (کہ بنی ہاشم نے جو خلافت خلفاء ثلثہ پر صبر و سکوت کیا یہہ بوجہ وصیت پیغمبر خدا کے تہا کہ وہ حضرت علی کو صبر کی وصیت کر گئے تہے تا کہ ضعیف مسلمان نہ مارے جاوین اور دین محفوظ رہے) حدیث صحیح نص خلافت خلفاء ثلثہ کی تصور کرتے ہین- واقعی ڈوبتے ہوئے کو

تنکہ کا سہارا ہوتا ہے خواہ وہ تنکہ غرق کرنے مین اور سرعت کا بھی باعث ہو
نقل مسئلہ اسطرح لکھی ہے کانوا فی هذا السکوت مراعین لما وصی
به النبی علیا من الصبر وعدم مجادلة الثلثة ابقاء فی ذلک
علی المسلمین المستضعفین وحفظا للدین اور مطلب اسکا صاف
یہہ ہے کہ رسول خدا اور علی مرتضی اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک خلفاء
ثلثہ واجب القتال تھے مگر بخیال ضعفاء مسلمین وبنظر حفاظت دین آپنے
ترک جدال کرکے صبر وسکوت فرمایا - اس سکوت کو مولف صاحب
دلیل حقیت خلافت اصحاب ثلثہ کے قرار دیتے ہین اور ماشاء اللہ
اس مسئلہ کو حدیث سمجھے ہوے ہین - ہان اسمین شک نہین کہ مسئلہ مذکور
کسی حدیث سے ہے اخذ کیا گیا ہے مگر مولف صاحب کو وہ حدیث
دستیاب نہین ہوے وہ حدیث اس مسئلے سے زیادہ شرح اور تفصیل
وار ہے اور چونکہ وہ حدیث مرویات اہل سنت سے ہے اس لیئے
مولف صاحب کو اوسپر ایمان لانا بھی ضرور ہوگا اور پیشتر اسی رسالہ مین
ہم نقل بھی کر چکے ہین - لیجئے وہ حدیث صحیح مرویہ اہلسنت یہہ ہے -
فی مناقب خوارزمی ومناقب ابن مردویہ بسندهما الی ابی الطفیل
عامر بن واثلة قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت
الاصوات بینهم فسمعت علیا یقول بایع الناس ابوبکر وانا
والله اولی بالامر واحق منه فسمعت واطعت مخافة ان ترجع
الناس کفارا یضرب بعضهم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر لعمر وانا

واللّٰه اولی بالامر منه فسمعت واطعت مخافة ان ترجع الناس کفارًا
ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع ولا اطیع
ثم قال انشدکم اللّٰه الی آخر مناشدہ یعنی مناقب خوارزمی و مناقب ابن
مردویہ مین بسند ہاے خود جو منتہی ہوتے ہین طرف ابی الطفیل عامر بن واثلہ
کے مروی ہے کہ کہا عامر بن واثلہ نے کہ بروز شوری مین دروازہ پر تہا کہ آوازین
بلند ہوئین اور مینے حضرت علی کو یہہ کہتے ہوئ سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ دیکہو
لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور بخدا مین اولی تر اور مستحق تر خلافت
کا تہا ابوبکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ لوگ مرتد ہوکر
کافر ہو جاینگے ایکدوسرے کی گردن تلوارون سے کاٹینگے - بعد اسکی بیعت
کی ابوبکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا کی مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تہا لیکن
اوسے خوف ارتداد مسلمانان سے کہ پہر کر کافر ہو جاینگے مین خاموش ہو گیا
اب تم لوگ یہہ ارادہ کرتے ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا
اور نہ بسمع قبول ورضا اصغا کرونگا پہر اسکے بعد آپ نے لوگون کو متوجہ کر
فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہے خدا کی تم مین سے کوئی ایسا میرے
سوای ہے کہ جسمین یہہ فلان صفت ہو تا آخر سوال -

قولہ بفرض محال اگر شروع ہی سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلافصل
بنائی جاتے تو ترقی درکنار بلکہ اسلام کا نام ونشان بہی دنیا مین سے
مٹ جاتا جیسا کہ دستور العمل جناب امام المشارق والمغارب سے اظہر من الشمس ہے
اقول بحولہ تعالی پہلے ہمکو اسباب کا جتلا دینا ہی ضرور ہے کہ رسالہ ابو

پر مولوی محمد لطف اللہ صاحب کے تقریظ ثبت ہے اب اس قول کو فقط سید جوہر علیصاحب کا ہی قول نہین سمجھنا چاہئے بلکہ یہہ قول جمہور اہلسنت کا قرار پا گیا۔ اگر یہہ قول فقط مولف کا ہی ہوتا تو شاید ہم تردید سے قطع نظر کرجاتے کہ اونکو ادعائے سیادت بھی ہے۔

مولف نے یہہ صریح طعن کیا ہے دستور العمل جناب امیر علیہ السلام پر کہ اونہون نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو کیون قتل کیا اور اپنی نزدیک انہین لوگون کو مسلمان اور اہل اسلام خیال کیا ہے۔

مطلب مولف کا یہہ ہے کہ حضرت علی نے اپنی زمانہ خلافت مین اون لوگون سے قتال کیا جو دعوی مسلمانی رکھتے تھے اگر اول بارھی آپ خلیفہ کردیئے جاتے تو سب مسلمان آپ کے ہاتھ سے قتل ہو جاتے۔

مولف کے اعتقاد مین حضرت علی محافظ دین اور حامی ملت اور ولی مومنان اور مولای مسلمان نہ تھے لیکن بروی عقاید صحیحہ اہل سنت ایسے عقیدہ کا آدمی قطعی کافر ہے کیونکہ اوسنے بجمایت کفار و منافقین مولای مومنین سے بد اعتقادی پیدا کی اسلئے وہ منکر قرآن اور تکذیب کرنے والا قول پیغمبر کا ہی قرآن مین تو صاحب یہہ حکم ہے کہ علی مرتضی مثل خدا و رسول کے سب مومنین کا ولی جیسا کہ اٰیۃ انما ولیکم اللہ سے روشن ہے اور مولف برخلاف اسکے آپکو کشندہ اور دشمن مسلمانان کہتا ہے۔ رسول خدا صلعم فرماتے ہین انہ ولی کل مؤمن من بعدی کہ علی میری بعد سب مومنین کا ولی ہے اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا مولی ہے۔ خیر فرمایا من ابغض

فقد ابغضنی ومن احبہ فقد احبنی جسنے علی سے بغض وعناد رکہا اوسنے مجہسے بغض رکہا جسنے علی سے محبت رکہی اوسنے مجہسے محبت رکہی پہر فرماتے ہین کہ علی امام البررۃ قاتل الفجرۃ۔ علی امام ہے ابرارونکا اور قاتل ہے فاجرونکا۔ پس ان تمام آیات واحادیث سے ثابت ہوگیا کہ جو لوگ حضرت علی کے مخالف یا دشمن یا عداوتی تہے یا جنسے حضرت علی نے قتال کیا وہ منافق اور فاجر اور کافر تہے۔

علی باب حطۃ من دخل منہ کان مؤمنا ومن خرج منہ کان کافرا

وحدیث دیگر لا یحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق یعنے علی باب حطہ ہے جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن ہوا اور جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا اور علی کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہین رکہتا اور علی سے سوائے منافق کے کوئی بغض نہین رکہتا۔ پس جن لوگون سے حضرت علی نے قتال کیا وہ بشہادت مخبر صادق سب کے سب منافق اور فاجر اور کافر تہے۔ اون لوگون کے جو دوست ہین وہ بہی منافق اور کافر اور فاجر ہین اور نیز دشمنان علی کو یا علی سے لڑنے والون کو یا علی کے ہاتہ سے مارے گئے لوگون کو جو شخص مومن یا مسلمان سمجہے وہ بہی اونہین مین سے ہے اور کوئی حضرت علی پر طعن کرے اور اونکو سلاطین کا دشمن سمجہے وہ قطعی کافر ہے یہہ عقیدہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے ہے۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ مولف صاحب یا مولف صاحب کے ایسے عقاید کے مدح وثنا کرنے والے کس مذہب کے آدمی ہین۔

پس جبکہ یہہ بات تو بروے قرآن اور احادیث ثابت ہوگئے کہ حضرت علی مومنین کے ناصر و معین و خیر خواہ اور ولی اور مولا اور گمراہی سے بچانے والے اور اونکے پشت پناہ تھے اور جنسے اونہون نے قتال کیا ہے وہ لوگ کافر و فاجر منافق تھے تو ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی اول ہی مرتبہ خلافت پر تسلط ہو جاتے تو مومنین کے نصرت و اعانت و خیر خواہی اور ولایت کرتی اور منافقون فاجرون کافرون کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیتے اور اسی سے مراد روی زمین پر اسلام کا پھیل جانا اور کفر کا کٹ جانا ہے مگر مسلمانون کی شامت اعمال نے یہہ بات ہونے دی درمیان مین ناقابل خلافت لوگ حایل ہو جاتے اسلام قسطنطنیہ کے حد پر ہے پھر جنگ کیون رک جاتا اور اسلام ایسا ذلیل و خوار کیون ہوتا کہ جسمین فیصدی پانچ مومن اور پچانوی منافق شامل ہین منافقون اور فاجرون کا کہین نشان بہی نہ ملتا اور تمام روی زمین پر ایک مذہب برحق شیعیان علی کا جاری ہو جاتا۔

قال صاحب اسرار الہدی دوم مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیر نے حضرت رسول خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلافصل حق حضرت صدیق اکبر کا ہے بعد اونکے عمر فاروق کا بعد حضرت عثمان کا بعد اونکے حضرت علیکا۔

اقول وبہ نستعین دوم سے مراد مولف کے حدیث دوم ہے مگر اوس حدیث کو کسی جگہہ نقل نہین کیا بندہ نے احتیاطاً اسوجہہ سے حاشیہ کو

بہی دیکہا کہ لفظ مجمع البحرین پر نشان حاشیہ کا اسطرح دیا ہے (مجمع البحرین)
لیکن حاشیہ پر بہی وہ حدیث نقل نہ پائی بلکہ برخلاف اوسکے خلاصۃ المنہج
کے حوالہ سے تفسیر آیۃ اٰمنوا باللہ ورسولہ لکہہ رکہے ہے۔ معلوم
نہوا کہ مجمع البحرین کو کس لغت مین خلاصۃ المنہج کہتے ہین۔ اور اس لفظ پر
نشان دیکر کیون تفسیر اس آیت کے لکہی ہے۔ اور حدیث کے نقل کرنے
سے کس مصلحت سے گریز کیا۔ جبکہ مولف نے حدیث کی نقل ہے ہنین کی
پہر ہم جواب کس بات کا دین۔ شیو البتہ جس کتاب اہلسنت کا نام لیکر کہین
کہ اوسمین یہہ روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کو بہمہ تحضیر
کردیا تہا کہ خلافت بلافصل حق حضرت علی کا ہے اور سوای میرے اہلبیت
کے اور کوئی شخص خلیفہ وامام وپیشوا نہین ہوسکتا تم لوگ غصب حقوق
اہلبیت کے مظلمہ سے بچنا تو البتہ ثابت کرسکتے ہین یہانتک کہ قرآن
مجید اور تفاسیر اہلسنت اور جملہ کتب احادیث اہل سنت سے اسبات
کو ہر وقت ثابت کرسکتے ہین۔ جیسا کہ ہم عنقریب اسی رسالہ مین مفصل
طور پر اثبات اس امر کا کرینگے۔ استدلال مولف کے وقعت اسی سے
ظاہر ہے کہ جن مواقع پر آپ نے نقل روایات بہی کی ہے وہ بالکل اونکی
حجت اور استدلال کے خلاف ہے اور جس موقعہ پر نقل رویت سے
گریز کیا ہے یعنے مولف صاحب خود ہی نقل کرہنے سے شرماتے ہین وہ
استدلال ضرور قابل تعریف ہوگا۔
قولہ سوم نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک متواتر کتاب ہے

یہہ خطبہ منقول ہے جسکے ہر حرف سے بوی خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر کے آتے ہی۔ تا آخر ہزلیات و لغویات۔ اسکے بعد فرماتی ہین (اگرچہ نقل خطبہ جناب سے کتاب الموافقہ ابن سمان عالم اہلسنت سے کیجاتی ہے مگر اہل تشیع خطبہ موصوفہ کو بلفظہٖ نہج البلاغت سے ملا دیکھین امید قوی ہے کہ جب ہم اہل انصاف اس خطبہ شریف کو عدالت کے آنکھہ سے ملاحظہ فرمائینگے ضرور ہے کہ جناب امیرؑ کے ہر ایک کلمہ دردناک پر آنسوؤن کا دریا بہلینگے

اقول وبہ نستعینہ بقول شخصے پرائے بہروسہ کیلا جوا۔ اج ہموا کل سوا کجا کتاب الموافقہ ابن سمان اور کجا نہج البلاغت۔ اہل انصاف ہی کچھ خیال فرمائینگے کہ جب مولف نے بچشم خود اس خطبہ کو نہج البلاغت مین معاینہ فرما لیا تہا پہر ابن سمان کے حوالے سے کیون زیب رقم فرمایا ہے۔ آیا تالیف ابن سمان کی کچھ زیادہ وقعت شیعون کے نزدیک سمجھے تہی یا نہج البلاغۃ پر شیعہ اعتبار نہ رکہتے تہے بہرحال کوئی وجہ تو ضرور ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مولف صاحب نے افترا پردازی سے حوالہ نہج البلاغت کا دیا یا اوسمین یہہ خطبہ کسی دوسرے عنوان سے ہے ممکن تہا کہ ہم نہج البلاغۃ مین اس خطبہ کو اور بہی تلاش کرتے مگر جبکہ خود مولف کو بہی اطمینان اسبات کے نہین ہے اور واقعی اونہون نے نہج البلاغۃ مین اس خطبہ کو نہین دیکہا ہے اور نہ بحوالہ نہج البلاغۃ نقل کیا ہے پہر ہمکو زیادہ تلاش مین سعی کرنا کیا ضرور ہے خصوصًا جبکہ ہم اسی خطبہ کو اہل سنت کے بڑے معتبر کتاب سے یہ ینابیع المودہ مین بلفظہٖ بتبدیل بعض کلمات و نام

حضرت علی کے حق مین حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا درج پاتے ہین
پھر نہج البلاغة سے اسکو کیا سروکار رہا۔
یہہ عجیب بات ہے کہ ایک عالم اہل سنت تو اس خطبہ کے نسبت لکھتے ہین
کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے جنازہ جناب امیر علیہ السلام پر بیان کیا۔ دوسرے
صاحب براہ تدلیس و تلبیس فرماتے ہین کہ حضرت علی نے نعش ابوبکر سے
مخاطب ہوکر بیان فرمایا پھر منشی جوہر علیصاحب کسکے قول پر اعتبار کرکے
اس خطبہ کو تحریر کرتے ہین جبکہ خود انکے ہی عالم مختلف البیان ہین تو ظاہر
ہے کہ منشی صاحب اس خطبہ پر استدلال نہین کر سکتے۔ ہان البتہ غیر
ضرور اہل سنت پر اس خطبہ سے حجت لا سکتے ہین اور انکو ساکت کر سکتے
ہین کہ تمہارے ایک بہت بڑے عالم نے لکھا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام
نے جنازہ جناب امیر پر یہہ خطبہ پڑہا جس سے اثبات خلافت بلافصل
جناب امیر کا ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کے دیگر کتب معتبرہ مین بھی اس
قسم کے خطبات ہواتف مروی ہین کہ جو جنازہ جناب امیر پر گویندہ غیبی
بیان کرتے تھی ازانجملہ شواہد النبوت جامی مین سے ایک یہہ فقرہ گویندہ
غیب کا مجھی بھی زبانی یاد ہے۔ (گویندہ غیبی میگفت کہ محمد علیہ السلام
درگذشت و وصی وی شہید شد نگہبانے امت کہ تواند کرد۔ دیگری جواب
داد ہر کہ پیروی ایشان کند و سیرت ایشان ورزد) دیکھئے خلافت بلافصل
کا اثبات اسکو کہتے ہین تردید رسالہ اسرار الہدے تمام ہوے۔ اسکی بعد
مولف نے ایک تتمہ رسالہ لکہا ہے گویا اسرار الہدے کے دو حصے ہین اب

از جانب اہل سنت اور دوسرا از جانب نواصب و خوارج جسکی تردید آیندہ لکھی جاتی ہے مگر ہم، قبل تردید اقوال ناصبی ملعون کے کچھ مختصر ذکر اون آیات و احادیث مندرجہ کتب اہلسنت کا کرتے ہین جو صریحًا خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السّلام پر دلالت کرتے ہین اور جنسے خلافت اغیار صریحًا باطل قرار پاتی ہے۔

مقالہ در اثبات خلافت بلافصل جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس مقالہ کو ہم دو باب پر منقسم کرتے ہین باب اول دربیان آیات قرآنی دالہ بر خلافت بلافصل جناب امیر المومنین علیہ السّلام باب دوم دربیان احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت درباب اثبات خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السّلام۔ اور ہمنے اس تحقیقات مین التزام کامل اسبات کا کیا ہی کہ جملہ آیات کی تفسیر کو تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے اور جملہ روایات احادیث کو کتب صحیح حدیث اہلسنت سے لکھا ہی اور کوئی روایت یا حدیث کتب اہل تشیع سے نقل نہین کی ہے

باب اول دربیان آیات قرآنی دالہ بر خلافت بلافصل جناب امیرؑ

اگرچہ اس بارہ خاص مین بہت آیات قرآنی وارد ہین اور اگر تفاسیر اہل سنت مین تلاش کیا جاوے تو کم سے کم تین چارسو آیات قرآنی اسی مطلب مین نکلین مگر اس موقعہ پر نہ زیادہ حاجت ہے نہ ایسی فرصت ہے خوف طوالت کتاب کا بھی ہے اسلئے بعض آیات کا ذکر

تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے کیا جاتا ہے۔

آیت اول قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون یعنی اللہ جلشانہ سب مسلمانان سے جو خدا کی واحدانیت اور محمد صلعم کی رسالت پر ایمان لائی ہین یہ خطاب فرماتا ہے کہ سوای اسکے نہین ہے کہ تمہاری ولی یعنی حاکم وا ولی بتصرف فقط تین ہین اللہ جلشانہ اور اوسکا پیغمبر اور وے مومن جو برپا کرتی ہین نماز اور ادا کرتے ہین زکوۃ درانحالیکہ رکوع مین ہین پس خدا اور رسول کو تو سب جانتے ہین۔ تیسرا ولی مومنان وے شخص یا اشخاص ہین جو مومن اور برپا کنندہ نماز اور ادا کنندہ زکوۃ بحالت رکوع مین۔ اب دیکھنا فقط اسبات کا رہا کہ وہ شخص ایک ہے یا چند اشخاص ہین جنہون نے بزمانہ نزول اس آیت کے بحالت رکوع زکوۃ دی تہی اور بموجب تفاسیر صحیحہ اہل سنت بجملہ اصحاب پیغمبر علیہ السلام کے وہ شخص کون ہے پس جمیع مفسرین اہل سنت کا اتفاق اور جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ اس آیہ کریمہ مین مراد خیرات کنندہ بحالت رکوع سے فقط حضرت علی مرتضیٰ ہین۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بطریق متعدد عطاء اور عبد اللہ بن سلام اور ابو ذر غفاری سے روایت کرتا ہین اور ابن اثیر جامع الاصول مین عبد اللہ بن سلام سے۔ اور جمع بین الصحاح الستۃ کے جزو ثالث کے اواخر مین در تفسیر سورہ مائدہ صحیح نسائی سے بذیل قولہ تعالےٰ انما ولیکم اللہ الخ عبد اللہ بن سلام سے۔ اور امام ثعلبی

اپنی تفسیر میں ابن عباس اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے - اور تفسیر زاہدی میں مجاہد سے -

علامہ جلال الدین السیوطی تفسیر در منثور میں بطریق متعدد - روایت کرتے ہیں اور علاوہ انکے زمخشری - بیضاوی نیشاپوری - ابن سبع و احدی و اقدی سمعانی بیہقی نطنزی اجلہ و اکابر مفسرین و محدثین اہل سنت بالاتفاق اس امر کو لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے بحالت رکوع مسجد نبوی کے اندر سائل کو انگشتری عطا فرمائی تھی اسلئے خیرات کنندہ بحالت رکوع مراد حضرت علی سے ہے - اب اہل انصاف فرمائیں کہ اس سے زیادہ نص صریح اور حکم قطعی خلافت بلافصل کا اور کیا ہو سکتا ہے - لفظ انما سے ولایت مومنین منحصر خدا اور رسول و علی پر ہو چکی اسکے برخلاف عقیدہ رکھنے والا منکر قرآن اور کافر مطلق ہے -

آیت دوم صریح حکم استخلاف و نصب ولی عہدی حضرت علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کا ہے -

قولہ تعالیٰ - یٰایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی فرمایا اللہ جلشانہ نے ای رسول پونہچا دے اوس پیغام کو جو تیرے رب کیطرف سے تجھپر اوترا ہے اور اگر یہہ نہیں کرتا ہے پس نہیں پونہچای تو نے رسالت اپنے پروردگار کے اور اللہ جلشانہ تجکو آدمیوں سے بچا دیگا - فی تفسیر در منثور للعلامہ جلال الدین

السیوطی - اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابی
سعید الخدری نزلت ھذہ الایۃ بلغ ما انزل الیک الخ یوم غدیر
خم فی علی ابن ابیطالب و زاد انہ اخرج عن ابن مسعود قال کنا
نقرء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک ان علی مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس - علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین روایات ابن ابی
حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر عن ابوسعید الخدری اسطرح لکھتے ہین
کہ کہا ابوسعید خدری نے کہ یہہ آیہ بلغ ما انزل الخ غدیر خم مین حضرت
علی کی حق مین اوتری - اور زیادہ کیا اس فقرہ کو کہ ابن مسعود سے یہہ روایت
ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم زمانہ رسول خدا مین اس آیت کو اسطرح پڑہا کرتے
تھے کہ من ربک کے بعد ان علیا مولی المومنین قرات کیا کرتے تھے
- یعنی ای رسول پہونچا دی اوس پیغام کو جو تیری رب کیطرف سے تجہپر
اوترا کہ علی جملہ مومنین کا مولا ہے اور اگر تبلیغ اس پیغام کی نکریگا تو نہین
پہونچائی تو نے رسالت پروردگار کی اور اللہ تجکو آدمیون سے بچاویگا
امام واحدی اسباب نزول مین بسند خود مرفوعا ابوسعید خدری سے
اور تفسیر ثعلبی اور شواہد التنزیل حسکانی مین یہہ نازل ہونا اس آیہ
کا حق علی مرتضی مین بیوم غدیر درج ہے اور امام فخر الدین رازی بھی تفسیر
کبیر مین دسوین وجہ نزول مین لکھتے ہین نزلت ہذہ الایۃ یوم غدیر خم فی
حق علی ابن ابیطالب - یعنی یہہ آیت بیوم غدیر خم حضرت علی کی حق مین

نازل ہوئے۔

آیت سیوم قولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی فرماتا ہے اللہ جلشانہ کہ آج کی دن پورا کیا میں نے تمہارے لئے دین کو اور تمام کیا میں نے تم پر اپنی نعمتوں کو اور راضی ہوا میں تمہارے لیئے دین اسلام سے۔

علامہ سیوطی تفسیر درمنثور میں بروایت ابن مردویہ وابن عساکر عن ابو سعید الخذری روایت کرتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو غدیر خم مین منصب کیا اور ولایت علی مرتضی کی صدا بلند کی تو جبرئیل امین نازل ہوئی اور یہہ آیت لائے الیوم اکملت لکم دینکم آلخ اور نیز روایت کی ابن مردویہ وخطیب بغدادی وابن عساکر نے ابوہریرہ سے کہ یہہ آیت بروز خم غدیر حق علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین نازل ہوئی۔

اور ابن المغازلی اور خطیب بغدادی تشریح کرتے ہین کہ قبل برخاست جلسہ ولایت علی اوسی مجلس مین یہہ آیت نازل ہوئی۔ اور خوارزمی ابن مردویہ تشریح کرتے ہین کہ بعد خطبہ من کنت مولاہ اور قبل دعای اللھم انصر من نصرہ کے نازل ہوئی اور نیز لکھتے ہین کہ بعد نزول آیۃ ہذا پیغمبر خدا صلعم نے یہہ دعا کی اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی وولایت علی ابن ابی طالب من بعدی خدا بزرگ وبرتر ہے (یہہ نعرہ خوشی ہے) اور سب تعریفیں

ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر اکمال دین واتمام نعمت ورضامندی
پروردگار کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے
میرے بعد۔

آیہ چہارم۔ بتائید ولایت علی ابن ابیطالب کے نازل ہوئی ہے
اور امت کو تنبیہ کی گئی کہ درباب ولایت علی ابن ابیطالب خدا تعالی
سے روبرو پوچھی جاؤ گے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی ہین ہے (الا
قولہ تعالے وقفوھم انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید
الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایت
علی ابن ابی طالب۔ یعنی مسلمانونکو مطلع کرو کہ تم ولایت علی کی بابت
پوچھی جاؤ گے۔

آیہ پنجم۔ یہ کہ خدا تعالے نے علی ابن ابیطالب اور باقی آئمہ اہل بیت
کو حبل اللہ قرار دیا ہے اور مسلمانونکو اونکی تمسک کا حکم دیا جیسا کہ صواعق
محرقہ مین ہے الآیۃ الخامسہ۔
قولہ تعالے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اخرج الثعلبی
فی تفسیرہا عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال نحن حبل اللہ الذی
قال اللہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی امام ثعلبی نے اس آیت کے
تفسیر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے
کہ وہ حبل اللہ ہم ہین جسکے بارہ مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ مضبوط پکڑو
حبل اللہ کو سب کے سب اور پراگندہ مت ہو۔ اور نیز دیگر صحاح مین

بضمن حدیث ثقلین یہہ ہے لفظ حبل اللہ الممدودہ من السماء حق اہلبیت علیہم السلام من مروی ہے۔

آیۃ ششم خدا یتعالے نے مسلمانون کو حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اور صادقون کے ساتھہ رہو اور مراد صادقین سے علی ابن ابیطالب اور دیگر ایمہ اہل بیت ہین۔

کما قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی ای وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خدا یتعالے سے ڈرو اور صادقون کے ساتھہ رہو۔

علامہ سیوطی تفسیر در منثور مین۔ اور امام ثعلبی اپنی تفسیر مین حضرت عبد اللہ ابن عباس سے اور نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ اس آیۃ مین مراد صادقون سے علی ابن ابیطالب اور اونکے اہل بیت ہین۔

آیۃ ہفتم خدا یتعالے نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ خدا انہین عذاب نکریگا لوگون پر جبکہ اہل بیت محمد صلعم اونمین موجود ہون۔ گویا اہل بیت محمد صلعم امان ہین دنیا کے لئے ایسی ہی جیسے رسول خدا صلعم امان تہی دنیا کے لئے۔ یعنی بعد پیغمبر خدا صلعم اہلبیت پیغمبر قایم مقام پیغمبر صلعم کے ہین اور مراد اہلبیت سے علی و فاطمہ و حسنین اور ایمہ ذریت اونکی ہین جیسا کہ اکثر احادیث سے مستفاد ہوتا ہے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کے فصل فی ذکر آیات متعلقہ اہل بیت رسالت مین الآیۃ السابعۃ

قوله تعالى وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم اشار صلعم الى
وجود ذلك المعنى فی اهلبيته وانهم امان لاهل الارض كما كان هو
صلعم امانا لهم وفی ذلك احاديث كثيرة ومنها النجوم امان لاهل
السماء واهلبيتي امان لامتي ومنها صحيحها الحاكم على شرط الشيخين
النجوم امان لاهل الارض من الغرق واهلبيتي امان لامتي من الاختلاف
فاذا خالفتها قبيلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابليس ومنها
ما جاء من طرق عديدة يقوي بعضها بعضا - انما مثل اهل بيتي كمثل
سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها غرق ومنها اهلبيتي
كباب حطة من دخلها كان مؤمنا ومن خرجها كان كافرا

یعنی صاحب صواعق محرقہ ذکر آیات متعلقہ اہل بیت رسالت مین لکہتے
ہین کہ آیت ہفتم یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ البتہ خداوند کریم اونکو
عذاب نہین کریگا جبکہ تو اونمین ہے اشارہ کیا انحضرت صلعم نے وجود
اس معنی کا اپنی اہل بیت مین اور اہل بیعت پیغمبر صلعم امان ہین واسطے
اہل ارض کے جیسے کہ رسول صلعم امان تہے اسطے اونکے اور اسی بارہ
مین بہت سی حدیثین وارد ہین از انجملہ یہہ کہ ستارے امان ہین واسطے
اہل سماء کے اور اہل بیت میری امان ہین واسطہ امت میری کے
و از انجملہ وہ حدیث ہے کہ صحیح کہے جسکو امام حاکم نے شرط شیخین پر کہ نجوم
امان ہین اہل ارض کے لیئے غرق ہونے سے اور اہلبیت میری امان
ہی واسطے امت میری کے اختلاف سے پس جسوقت مخالفت کے

میری اہلبیت سے کسی قبیلہ عرب نے تو وہ مختلف ہو کر شیطان کا لشکر بنگئے وازانجملہ وہ حدیث ہے جو متعدد طرق سے مروی ہے اور بعض طرق اوسکے موید بعض طرق کے ہین کہ مثال اہل بیت میری کے مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو اوسپر سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جسنے اوس سے تخلف کیا وہ غرق ہوگیا ۔ وازانجملہ یہہ ہے کہ اہل بیت میری مثل باب حطہ کے ہے کہ جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن رہا اور جو اوس سے خارج ہوا وہ کافر ہوا ۔ اور بعض روایات مین بجاے اہلبیتی کباب حطۃ کہ یہہ ہے علی کباب حطۃ

واضح ہو کہ اس آیات اور نیز آیہ نمبر ششم سے پایا جاتا ہے کہ صادقان آل محمد اور اکابران اہل بیت پیغمبر جو مثل رسول صلعم کے باعث امن از عذاب الہی واسطے امت کے ہین ہمیشہ امت محمدی مین رہنے چاہئین کیونکہ ہر دو آیات کے احکام دوام کے لیئے ہین چنانچہ فرمایا حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فی کل خلف من امتی عدول من اھل بیتی ۔ و نیز لا یزال امر الاسلام قائما الی یوم القیامت ما ولیھم اثناعشر خلیفۃ ۔ اور یہہ بات بغیر عقیدہ امامت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام کے منطبق نہین ہو سکتی

آیہ ہشتم یہہ کہ خداوند تعالے نے قرآن مجید مین وعدہ بخشش کا شخص تائب و مومن صالح سے باین شرط کیا ہے کہ وہ متہدی بولایت اہل بیت پیغمبر صلعم کے ہون جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے ۔

الآیۃ الثامنۃ

قولہ تعالی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی
قال ثابت البنانی اهتدی الی ولایت اهلبیته صلعم وجاء ذلک عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ عنہ ایضا۔ یعنی آٹھوین آیتہ یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ مین بالضرور بخشنے والا ہون واسطے اوس شخص کے جسنے توبہ کی اور جو ایمان لایا اور عمل صالح کئے پہر مہتدی ہوا کہا ثابت بنانی نے کہ مراد اهتدی سے مہتدی ہونا طرف ولایت اہل بیت رسالت کے ہے اور حضرت امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے بہی یہہ ہے روایت ہے۔
ایہ نہم مباهله هی قال فی الصواعق قوله تعالی قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قال فی الکشاف لادلیل اقوی من هذا علی فضل اصحاب الکساء وهم علی وفاطمه والحسن والحسین صاحب کشاف کہتے ہین کہ اس سے زیادہ اور کیا قوی دلیل ہوگی اوپر فضیلت آل عبا کے کہ وہی علی اور فاطمہ اور حسن وحسین ہین۔ اس آیتہ مبارکہ کے تفسیر مین کسی مفسر یا محدث اہل سنت کو کلام نہین کہ مراد نفس رسول صلعم سے علی مرتضیٰ ہین اور دیگر روایات بہی اسکے موید ہین جیسا کہ امام نسائی خصائص مین روایت کرتے ہین قال رسول اللہ صلعم علی کنفسی پس ظاہر ہے کہ بموجودی نفس رسول صلعم کوئی شخص امام امت اور خلیفہ رسول صلعم کا نہین ہوسکتا۔
آیتہ دہم یہ ہے کہ خدا تعالی نے جمیع اہل بیت محمد یعنی اصحاب کساء اور اونکی

ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کیا کما قال فی الصواعق الایۃ العاشر
قولہ تعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ نقل القرطبی عن ابن
عباس انہ قال رضی محمد صلعم ان لا یدخل احد من اھلبیتہ النار
یعنے خدائے تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلعم سے فرمایا کہ مین تمکو
ایسی چیز عطا کرونگا جس سے تو راضی ہو جائیگا پس کیا چیز ہے وہ کہ
جس سے آنحضرت صلعم راضی ہوی) نقل کی قرطبی نے ابن عباس سے
کہ راضی ہونا آنحضرت صلعم کا اس چیز سے ہے کہ اونکی اہل بیت مین سے
کوئی متنفس داخل نار نہو گا۔ پس ظاہر ہے کہ موجودی ایسے افضل گروہ
کے اور کون قابل خلافت ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ عشرہ مبشرہ
بھی مبشر بہ بہشت ہین سو اول تو سوا حضرت علی کے انمین سے
کسی کے لیئے بشارت دخول جنت بروی قران و سنت ثابت نہین جس شان
و شوکت سے یہہ بشارت سورہ ہل اتے مین نسبت جناب امیر نازل ہوی
ہے اس طرح پر کسیکی حق مین نازل نہین ہوے سوائے اسکی احادیث
کثیرہ مرویہ اہل سنت ہین جو تفصیلوار حال داخلہ بہشت کا درج ہے
اونمین اول پنجتن پاک کے جانے کا اور اونکے عقب مین ذریت اونکی
کا اور اونکے حبیب دراست اونکے شیعون کا جانا مروی ہے حضرات
تسعہ مبشرہ کا بہشت مین جانا اون احادیث مین ذکر نہین کیا گیا بلکہ حضرت
علی کے ساتھہ مین حضرت عمار و سلمان رضی اللہ عنہم کے نسبت شتاق
ہونا بہشت کا مروی ہے۔ اور اگر بطریق تنزل ہم اقوال اہل سنت ملنبت

بشارت شیعہ ان ہی لین تو بہشت مین جانا مانع دخول نار نہین بہت لوگ اپنے اعمال کے سزا پاکر بہشت مین داخل ہونگی لیکن طرہ یہہ ہے کہ صحابہ عقبہ کے نسبت صاف طور پر صحاح اہل سنت مین یہہ روایت ہے کہ اونٹ کا سوراخ سوزن مین ہوکر گذر جانا اسان ہے اور اصحاب عقبہ کا بہشت مین جانا دشوار ہے فافہم۔

آیۃ یازدھم یہہ ہے کہ خداوند تعالے جل شانہ نے حضرت علی مرتضی اور اونکی شیعون کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا پس بمقابلہ خیر البریہ کے غیر خیر البریہ مستحق خلافت نہین ہو سکتے۔

قال فی الصواعق

قولہ تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریہ

خرج حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباسؓ ان ھذہ الایہ لما نزلت قال صلعم لعلی ھو انت وشیعتک یعنی فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ بہ تحقیق ایمان والے اور صالحین یعنے جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے عمل صالح کئے یہہ ہی لوگ خیر البریہ ہین (اور مراد خیر البریہ سے کون ہین) روایت کی حافظ جمال الدین ذرندے نے ابن عباس سے کہ جس وقت یہہ آیہ نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی خیر البریہ تو ہے اور تیری شیعہ ہین وقال صلعم تاتی انت وشیعتک یوم القیامہ راضین ومرضین وتاتی عدوک غضابا مقمحین۔

آیۃ دوازدھم قران شریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مقام اعراف

مین اہلبیت محمد صلعم اپنے دوستون اور دشمنون کو چہرہ کے رنگ سے پہچان لینگے یعنے اونکے دوست نورانی چہرہ ہونگے اور اونکی دشمن سیاہ رو ہونگے کما فی الصواعق

قولہ تعالی وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم اخرج البخاری فی تفسیر ھذہ الاٰیۃ عن ابن عباس انہ قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزۃ وعلی وجعفر ذوالجناحین یعرفون محبیھم ببیاض الوجوہ ومبغضیھم بسواد الوجوہ یعنے امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا عبد اللہ ابن عباس نے کہ اعراف ایک بلند مقام ہے صراط کی اوسپر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار اپنے دوستون کو سفید چہرون سے اور دشمنون کو سیاہی چہرون سے پہچانینگے۔ اس آیت شریف مین مراد دوست اور دشمن سے پنجتن پاک اور اولاد نکی ریت کے دوست دشمن ہین کیونکہ اسلام مین کوئی فرقہ ایسا نہین ہے کہ وہ مخصوص ہو دوستی یا دشمنی عباس وحمزہ وجعفر مین رضی اللہ عنہم جو فرقہ محب اہلبیت ہے وہ شیعیان علی ہین باقی جملہ فرقات اسلام دشمنان اہل بیت مین داخل ہین خواہ بعضے اونمین سے خاص ذات بابرکات حضرت علی سے دشمنی نرکھتے ہون کیونکہ دشمنی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ایک خاص دشمن۔ ایک دوست کا دشمن ایک دشمن کا دوست بہرحال سوای شیعیان کے اور کوئی فرقہ دشمنی اہل بیت سی بری نہین

تفسیر مین ذکر عباس و حمزہ و جعفر علیہ السلام قادح مقصود نہین کیونکہ
حضرات نہایت عزیز و قریب حضرت علی کے ہین اگر وہ دشمنان علی
کو پہچان پہچان کر جہنم کیطرف روانہ کرین اور اونکی دوستون کی مدارات
کرین تو کچہ تعجب کے بات نہین ورنہ دوستی و دشمنی سے اونکا ذاتی
تعلق نہین — اور نیز دیگر روایات کثیرہ مرویہ اہل سنت سے ظاہر ہوتا
کہ یہہ خاص حضرت علی کے متعلق کام ہے — آنحضرت صلعم نے حضرت
علی کو خطاب دیا قائد الغر المحجلین غر المحجلین اونکو کہتے ہین جنکے چہرے
پیشانیان اور ہاتہہ پیر نورانی سفید چمکتے ہوئے ہین — اور یہہ لوگ
وہ ہین جنہون نے حضرت علی کو اپنا امام اور سردار مانا ہے پس
بموجب اس لقب کے ظاہر ہوا کہ جن لوگون نے حضرت علی کو خلیفہ
بلافصل مانا ہے وہی لوگ غر المحجلین ہین اور اور حضرت علی غر المحجلین
کے سردار ہین — اور جبکہ تخصیص واقع ہوگی کہ سفید چہرہ والون
سردار تو حضرت علی مرتضی ہین تو ضرور ہے کہ اور لوگ سیاہ چہرہ والون
کے سردار ہون جیسا کہ فرمایا مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے
الائمہ من القریش ابرارہا امراء ابرارہا و فجارہا امراء فجارہا — یعنی
سردار تو قریش مین سے ہونگے مگر ابرار ابرارون کے سردار
اور فجار فجارون کے سردار ہونگے —

دوسری حدیث موید اس آیۃ کے یہہ ہے قال فی الصواعق واخرج
ابن السماک ان ابابکر رض قال لہ رضی اللہ عنہما سمعت رسول اللہ

صلعم تقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز صواعق
محرقہ مین ہے کہ روایت کی ابن سماک نے کہ حضرت ابو بکر نے حضرت
علی کی نسبت فرمایا کہ مین نے سنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے
تھے نہین گذر سکیگا کوئی شخص صراط سے مگر یہہ کہ پروانہ راہداری
اور جائزہ ہو اوسکے پاس حضرت علی کا لکہا ہوا۔۔۔

تیسری حدیث موید اس آیت کی یہہ ہے قال فی الصواعق۔ اخرج
الدارقطنی ان علیا قال للستة الذین جعل عمر الامر شوری بینہم
(ای اصحاب شوری را) کلاما طویلا من جملته انشدکم باللہ هل فیکم احد قال لہ
رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم الجنة والنار یوم القیامة غیری
قالوا اللهم لا یعنی صواعق محرقہ مین ہے کہ روایت کی دارقطنی نے
کہ حضرت علی نے اون چھ شخصون سے جنکے درمیان حضرت عمر نے
امر شوری قرار دیا تھا بہت طول طویل گفتگو فرمائی از انجملہ یہہ ہے کہ آپنے
فرمایا کہ مین تمکو قسم خدا کی دیتا ہون سچ کہو کہ آیا میرے سوا کوئی اور
شخص ہے جسکی نسبت رسول خدا صلعم نے یہہ فرمایا ہو کہ ای علی تو تقسیم
کرنیوالا بہشت اور دوزخ کا ہے قیامت کے دن۔ سب لوگ بولے
کہ بخدا آپکے سوا اور کوئی نہین اب اہل انصاف غور کرین کہ سردار
اور امام و پیشوا کون ہے وہ شخص جو ہر ایک کو صراط سے گذرنے
کا جائزہ دیتا ہے اور اپنے دوستون تابعدارون کو بہشت مین اور
مخالفون اور دشمنون کو جہنم مین بہیجتا ہے یا ایسے لوگ ہی سردار

ہو سکتے ہین کہ جو محتاج جائزہ ہون اور بحالت ثبوت الطاعت و مخالفت
کے بحکم علی مرتضیٰ بہشت یا دوزخ مین بہیجے جا دین ۔
آیت سیزدہم قوله تعالیٰ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل
البیت ویطهرکم تطهیرا یعنے فرمایا حضرت باری تعالےٰ نے
کہ بجز این نیست کہ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ البتہ دور کرے تم سے رجس
یعنے گناہ و نجاست و برائی ظاہری و باطنی کو ای اہل بیت رسالت
اور پاک کرے تمکو جیسا کہ پاک کرنیکا حق ہے قال فی الصواعق اکثر
المفسرین علی انها نزلت فی علی وفاطمه والحسن والحسین ۔ واخرج
احمد عن ابی سعید الخدری انها نزلت فی خمسة النبی صلعم و علی فاطمه
والحسن والحسین ۔ واخرجه ابن جریر مرفوعاً بلفظه انزلت هذه الآیه
فی خمسة فیّ وفی علی والحسن والحسین والفاطمه ۔ واخرجه
الطبرانی ایضاً ۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ اکثر مفسرین اسپر ہین کہ یہہ
آیت حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے حق مین نازل ہوئی
اور امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے یہہ روایت کی ہے
کہ یہہ آیت پنجتن کے حق مین نازل ہوئی یعنے نبی صلعم اور علی و حسنین
و فاطمہ کے حق مین اور روایت کی ابن جریر نے مرفوعاً بلفظ پیغمبر خدا
صلعم کہ فرمایا آپنے یہہ آیت نازل ہوئی پنجتن کے لئے ۔ میرے
اور علی اور حسن و حسین و فاطمہ کے حق مین ۔
بعض متعصبین نے ازواج النبی صلعم کو بہی اس آیت مین شامل کیا ہے

مگر یہہ ادعا اونکا بچند وجوہ باطل ہے اول یہہ بروایت صحیح مسلم ثابت
ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اوسوقت تحت کسا داخل ہونیکی آرزو
کی اور وہ درخواست منظور نہوئی۔ دوسری زوجہ داخل اہلبیت
نہین ہوسکتی کیونکہ جب عورت کو طلاق دیدیا جاتا ہے تو اوسکو
شوہر کے خاندان سے کچھ علاقہ نہین رہتا۔ تیسرے آیت مین تمام ضمائر
مذکر کے ہین اگر ازواج شامل ہوتین تو ضمایر تانیث مستعمل ہوتین جیسا کہ
دیگر آیات متعلقہ مین ہین۔

پس طہارت وعصمت کے عطا ہونے کے وجہ بجز پیشوائی امامت
کے نہین ہے خداوند تعالے فقط اوسیکو طاہر ومعصوم کرتاہی جسکے
اطاعت وفرمان برداری مین مخلوق خدا کو سپرد کرتا ہے کسی ماموم
ومحکوم کے لیئے حاجت طہارت وعصمت کی نہین ہے۔ ایسے ہی
خدا تعالے کسی غیر معصوم وغیر طاہر کو ایسا سردار نہین بناتا جسکی اطاعت
وفرمان برداری امت پر فرض کردیجاوے پس جو معصوم ہے وہ ضرور
مفترض الطاعت ہے اور جو مفترض الطاعت ہے وہی معصوم
ہے اور اوسیکو امام برحق کہہ سکتے ہین۔

آیۂ چہاردہم قوله تعالی قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة
فی القربی فرمایا خداوند تبارک وتعالی نے کہدے ای محمد صلعم
اپنے امت سے کہ مین تم سے ہدایت اور تبلیغ رسالت کا کچھ عوض
نہین مانگتا بجز اسکے کہ محبت رکھو میرے اہل قرابت سے۔ قال فی الصواعق

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان هذه الآیة لما نزلت قالوا یا رسول الله من قرابتك هؤلاء الذین وجبت علینا مودتهم قال علی وفاطمه وابناهما

یعنے صواعق محرقہ میں ہے کہ روایت کے امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے کہ یہہ آیت جسوقت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ آپکے اہل قرابت کون ہیں جنکی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ وہ علی اور فاطمہ اور دونوں پسر اونکے ہیں۔

پس امت پر واجب ہونا محبت اہل بیت پیغمبر کا بے سبب نہیں ہے بلکہ دلیل سرداری اور پیشوائی کی ہے

آیۃ پانزدھم یہہ کہ بحکم خدا تعالے جمیع امت محمدی مامور کئے گئے کہ نبی صلعم اور آل نبی صلعم پر درود اور سلام بہیجا کریں اور یہہ دلیل قوی ہے پیشوائی اور سرداری اہلبیت پیغمبر کی قال فی الصواعق الآیة الثانیه قوله تعالی ان الله وملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما صح عن کعب بن عجره قال لما نزلت هذه الآیة قلنا یا رسول الله صلعم قد علمنا کیف نسلم علیك وکیف نصلی علیك فقال علیه السلام قولوا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد الی آخره وفی روایة الحاکم فقلنا یا رسول الله کیف الصلوٰة علیکم اهل البیت قال قولوا

اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ۔ فسوالھم بعد نزول الآیۃ واجابھم باللھم صل علی محمد وعلی ال محمد دلیل ظاھر علی ان الامر بالصلوۃ علی اھل بیتہ وبقیۃ الہ مراد من ھذہ الآیۃ والالم تسئلوا عن الصلواۃ علی اھلبیتہ والہ عقب نزولھا ولم یجابوا بما ذکر فلما اجیبوا بہ دل علی ان الصلوۃ علیھم من جملۃ المامور بہ۔ وانہ صلعم اقامھم فی ذلک مقام نفسہ یعنے کعب بن عجرہ سے روایت صحیح یہہ ہے کہ کہا اونسنے جبوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمنے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ آپ ہمکو تبلادین کہ ہم کسطرح آپ پر درود وسلام بہیجین فرمایا یون کہو اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ۔ اور امام حاکم کے مستدرک مین روایت اسطرح ہے کہ ہمنے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم کیونکر تم اہل بیت پر درود بہیجین تو فرمایا کہ کہو اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد الخ۔ بعد اسکے شیخ ابن حجر لکہتے ہین پس سوال اون لوگونکا بعد نزول آیۃ اور وہ جواب جو ساتہہ کلمہ اللھم صل الخ کے اونکو دیا گیا دلیل ظاہر اس امر کے ہے کہ آل محمد پر درود بہیجنے کا حکم دیا جانا خاص مراد اوس آیت کی ہے ورنہ وہ لوگ درود بر اہل بیت کے بابت سوال نکرتے اس آیت کے نازل ہونے پر۔ اور نہ وہ جواب اونکو دیا جاتا جسکا ذکر کیا گیا۔ پس جونکہ جواب دیا گیا اونکو یہہ تو صریح دلالت اسبات کی ہے کہ درود بہیجنا اہلبیت محمد صلعم پر منجملہ اون امور کے ہے جنکا امت کو حکم دیا گیا اور نیز دلیل اسبات کی بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے

اسپنے اہل بیت کو قایم مقام اسپنے نفس کا گردانا۔

آیۃ شانزدھم قال فی الصواعق قولہ تعالے سلام علی آل یٰس فقد نقل جماعت من المفسرین عن ابن عباس ان المراد بذلک سلام علی آل محمد۔

یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ سلام ہو اوپر آل یٰس کے۔ ایک گروہ مفسرین کا ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ سلام ہو اوپر آل محمد کے۔ پہر اونکی سرداری مین کیا شک ہے علاوہ ان آیات کے اور بہت آیات شان علی مرتضی واہل بیت مین وارد ہین کہ اس مختصر مین گنجایش اونکی ذکر کی نہین ہے۔ تمام آیات جنمین حضرت مومنین اور سابقین اولین کہا ہے ین کے وارد ہین وہ سب حضرت علی کے شان مین ہین مثل آیات سورہ دہر وآیات خدمت شب ہجرت وآیات اذن واعیۃ وآیۃ ولکل قوم ھاد وغیرہ حتی کہ اکثر محدثین اہل سنت نے کہا ہے کہ ہر آیۃ جسکے سر پر کلمہ یاایہاالذین امنوا نازل ہے اور عتاب سے خالی ہے وہ شان مین حضرت علی اور اونکی اتباع کے ہے۔

باب دوم ذکر احادیث دالہ بر خلافت بلا فصل حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام

چونکہ اس باب مین مختلف مضامین کے احادیث منقول ہین اسلیے ہمنے اس باب کو چند فصول پر منقسم کیا ہے فصل اول

فصل اول دربیان سبقت در ایمان و اسلام و عبادت واضح ہو کہ جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے اور عبادت خدا کرنے مین سب پر سبقت لیگئے اور پیغمبر کا وصی و خلیفہ وہی شخص ہوا ہے کہ جسنے ایمان لانے مین سب پر سبقت کی ہو اور اوسیکو صدیق اکبر کہتے ہین قال فی الصواعق قال ابن عباس وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعة انه اول من اسلم ونقل بعضهم الاجماع علیه صاحب صواعق محرقہ لکھتے ہین کہ قول ابن عباس و زید بن ارقم و سلمان فارسی و غیرہم ایک جماعت صحابہ کا یہہ ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے وہ علی مرتضی ہین صلواۃ اللہ علیہ۔ اور بعض محدثین نے نقل کی ہے کہ جمیع صحابہ و امت کا اجماع اسی پر ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے۔ واخرج النسائی فی خصائصه عن زید بن ارقم قال اول من اسلم مع رسول اللہ صلعم هو علی ابن ابی طالب واخرج ایضاً عن سلمه بن کهیل قال سمعت حبه العرنی قال سمعت علیا یقول انا اول من صلی مع رسول اللہ صلعم۔ وعن زید بن ارقم قال اول من صلے مع رسول اللہ صلعم وهو علی۔ ومن طریق عبد اللہ ابن سعد عن زید بن ارقم وهو یقول اول من صلے مع رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب وقال فی موضع اخر اول من اسلم مع رسول اللہ صلعم علے رض یعنے روایت کی امام نسائی نے

اپنی کتاب خصائص میں زید بن ارقم سے کہ جو شخص سب سے پہلے
رسول خدا کے ساتھ ایمان لایا وہ علی ابن ابیطالب ہیں - اور نیز سلمہ
بن کہیل سے روایت کی ہے کہ کہا اوسنے سنا میں نے حبہ عرنی سے
کہ حضرت علی فرماتے تھے کہ میں وہ ہوں جس نے سب سے پہلے رسول
خدا صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور نیز روایت کی زید بن ارقم سے کہ سب سے پہلے
جس نے رسول خدا صلعم کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ علی ہیں - اور اسکو بطریق عبداللہ بن
سعد بھی روایت کیا - اور دوسری جگہہ روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے
اس سبقت اسلام سے یہہ ہی نہ سمجھنا چاہئے کہ اور اصحاب کے ایمان
لانے سے دس پانچ دن یا دو چار برس پہلے آپ ایمان لائے ہیں
اور دیگر صحابہ آپکے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ایمان لائے ہوں -
نہیں بلکہ آپکے ایمان لانے کے بعد ایک مدت دراز تک کوئی شخص
ایمان نہیں لایا - بعض روایات اہل سنت میں یہہ مدت سات برس
ظاہر ہوئی ہے اور بعض سے نو برس -

خصائص نسائی میں جو روایت طولانی یحییٰ بن عفیف عن ابیہ درج
ہے اوسمیں کوئی مدت محدود نہیں بلکہ جب اوسنے حرم میں رسول خدا
صلعم و خدیجۃ الکبریٰ و علی مرتضیٰ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھکر براہ تعجب
حضرت عباس سے دریافت کیا تو آپنے سب حال بیان کرکے
فرمایا کہ سوای ان تین شخصوں کے اور کوئی اس مذہب کا آدمی روی
زمین پر نہیں - اور دوسری روایت مندرجہ خصائص میں مدت سات سال

سے ورق ہے اخرج النسائی فی خصائصہ عن علی قال علی انا
عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر واسلمت
قبل الناس بسبع سنین ولا تقولہا بعدی الا کاذب یعنی فرمایا
حضرت علی نے کہ مین بندہ خدا کا ہون اور بہائی رسول خدا کا اور مین ہون
صدیق اکبر اور اسلام قبول کیا مینے سب آدمیون سے سات برس
پہلے اور میری سوا جو شخص یہہ بات کہے وہ کاذب ہے وایضاً فی
الخصائص عن عبد اللہ بن ال الھذیل عن علی قال لا اعرف
احدا من ھذہ الامۃ عبد اللہ مع نبینا غیری عبدت اللہ
قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ تسع سنین یعنی خصائص
مین عبد اللہ بن آل الہذیل سے روایت ہے کہ اونسے روایت کی حضرت
علی سے کہ فرمایا آپ نے کہ مین اس امت مین کسی شخص کو نہین پہچانتا کہ
جسنے میری سوا پیغمبر خدا صلعم کے ساتھہ نماز پڑہی ہو مین نے عبادت
کی خدا کی سب آدمیون کے عبادت شروع کرنے سے نو برس پیشتر
وقال فی الصواعق - اخرج الدیلمی عن عائشۃ والطبرانی وابن
مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلعم قال السبق ثلاثۃ
فالسابق الی موسیٰ یوشع ابن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب یٰس
والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب یعنی صواعق محرقہ مین ہے
کہ روایت کی دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ نے
ابن عباس سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ سب پر سبقت لیجانے والے

تین شخص ہین - ایک سبقت کرنیوالا طرف موسیٰ سے کہ یوشع بن نون ہے اور دوسرا سبقت کرنیوالا طرف عیسیٰ کے صاحب یس یعنی شمعون الصفا ہے - تیسرا سبقت کرنیوالا طرف محمد صلعم سے کہ علی ابن ابیطالب ہے - اسبات کو تو ناظرین خوب جانتے ہونگے کہ حضرت موسیٰ کے وصی اور خلیفہ بلافصل حضرت یوشع بن نون تھے - اور حضرت مسیح کے خلیفہ حضرت شمعون ہوئے گویا خلیفہ ہر پیغمبر کا وہ شخص ہوا ہے جسنے اوس پیغمبر پر ایمان لانے مین سبقت کی ہو لیس کوئی وجہ نہین کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل پیغمبر خدا کے نہون - پس یہہ حدیث صریح نص خلافت بلافصل حضرت علی کے ہے -

فصل دوم اس بیان مین کہ حضرت علی نے کبھی بت کو سجدہ نہین کیا کیونکہ جسنے کبھی خدا کے ذات مین کسی کو شریک کیا ہے وہ ظالم ہے اور قابل امامت نہین کیونکہ شرک اور بت پرستی بدترین اقسام ظلم سے ہے اور حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے اسی شرط پر وعدہ عطائے امامت اونکی اولاد مین کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ لا ینال عہدی الظالمین پس خلیفہ بلافصل اور امام برحق وہ ہے جسنے کبھی بت وغیرہ کو پرستش نکیا ہو اور اطلاق ظلم کا کبھی نہوا ہو اور یہہ بات بجز عترت پیغمبر صلعم کے اورون مین از قبیل ممتنعات سے ہے کیونکہ حضرت مخبر صادق فرماتے ہین فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی کما فی الصواعق یعنی میری امت کے ہر زمانہ مین میری اہل بیت سے

تمام اہل موجود ہونگے۔ اسلیے سوای اہل بیت پیغمبر کے اور کوئی شخص
لائق خلافت نہین پس خلافت و امامت منحصر ہوئے اہل بیت
پیغمبر پر۔ ثبوت عدم پرستش اصنام نسبت حضرت علی کے یہہ ہے
قال فی الصواعق۔ اسلم وھو ابن عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان
وقیل دون ذلک قدیماً یعنے اسلام لاے حضرت علی دس برس
کے سن مین اور نو سال بھی کہتے ہین اور آٹھہ سال بھی اور اس سے
کمتر بھی یہانتک کہ آپ قدیمی سلمان اور سید الہاشمی مومن ہین۔ اور
یہہ ہی حق ہے۔ واخرج ابن سعد عن حسن بن زید قال لم یعبد
الاوثان قط لصغرہٖ روایت کی ابن سعد نے حسن بن زید سے
کہ حضرت علی نے کبھی بت کو نہین پوجا بوجہ صغیر سنی مین سلمان ہونیکے
فصل سیوم۔ در بیان اسکے کہ خلیفہ بلافصل اور امام برحق کامل
الایمان اور صدیق اکبر ہونا چاہیے اور اوسکے تکمیل ایمان کا امتحان
خدا نے لیا ہو۔ محبوب خدا و رسول ہو امت اوسکی محبت و نصرت
پر مامور ہو اونکی بغض و دشمنی اور ترک نصرت سے امت منع کی گئی
ہو۔ رسول صلعم سے ظاہراً و باطناً قرابت قریبہ ہو۔ اکثر صفات
نبوت مین شرکت ہو اور شرکت بھی ایسی کہ مثل نفس پیغمبر کے
ہووے۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ سب باتین حضرت علی مین موجود
ہین اور اصحاب ثلثہ مین سے کسی صاحب مین یہہ صفات نہین ہین
از انجملہ صدیقیت واضح ہو کہ امت محمدی مین سوای حضرت

علی کی کوئی صدیق نہین ہے نص قطعے اسپر وارد ہو چکی ہے کہ امت
محمدی مین فقط حضرت علی صدیق ہین - اہل تسنن نے جو نام حضرت
ابو بکر کا صدیق رکھہ لیا ہے یہ بطور خود ہے ورنہ خود اونکی روایات
صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی سواے حضرت علی کے دعوے
صدیقیت کرے وہ کاذب ہے جیسا کہ ایک روایت خصائص
امام نسائی پہلی فصل مین مرقوم ہو چکی کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے
انا الصدیق الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین
ولا تقولہا بعدی الا کاذب -
دو روایات صدیقیت کے بابت صواعق محرقہ سے نقل کیے
جاتے ہین اخرج ابن النجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون
ثلثہ خرقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یس وعلی ابن
ابی طالب یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ فقط دنیا مین تین شخص صدیق
گذرے ایک خرقیل دوم حبیب نجار سوم علی مرتضے واخرج
ابو نعیم وابن عساکر عن ابی لیلی ان رسول اللہ صلعم قال الصدیقون
ثلثۃ - حبیب النجار مومن آل یس قال یا قوم اتبعوا المرسلین
وخرقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ
وعلی ابن ابی طالب وہو افضلہم - اس سے ثابت ہوا کہ جملہ امم
سابق وحال مین فقط تین صدیق ہوے حبیب وخرقیل امم سلف مین
اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس امت مرحومہ مین اور یہ حضرت افضل

ہین اور ن دو صدیقون سے یعنے یہ صدیق اکبر ہین لفظ اکبر سے یہ گمان نہین
کرنا چاہیئے کہ جب حضرت علی صدیق اکبر ہین تو امت محمدی ہین اور صدیق
اصغر ہون گے یہ بات ہرگز نہین بلکہ آپ کا لقب صدیق اکبر بمقابلہ دو
صدیقان امم سابقہ کے ہے اور صدیقیت بحکم مخبر صادق علیہ السلام محدود
اور منحصر ہو چکی تمام عالم مین فقط تین شخصون پر۔

تکمیل ایمان اس کا حال یہ ہے کہ حضرات اہلسنت وجماعت روایت
کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے بمقابلہ حضرت ابوبکر و عمر کے حضرت علی
کی نسبت فرمایا قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان یعنے خدا تعالے نے
امتحان کر لیا ہے علی کے دل کا واسطے ایمان کے۔ اخرج النسائی
فی خصائصہ اخبرنا ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن مبارک
المخزومی قال حدثنا الاسود بن عامر قال اخبرنا شریک عن منصور
عن ربعی عن علی قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالوا یا
محمد انا جیرانک وحلفاءک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لہم
رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ للفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فردہم الینا
فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انہم جیرانک وحلفائک
فتغیر وجہہ النبی صلعم وقال لعمر ما تقول قال صدقوا انہم جیرانک
وحلفائک فتغیر وجہ النبی صلعم ثم قال یا معشر قریش واللہ
لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان یضربکم علی
الدین او یضرب بعضکم۔ قال ابوبکر انا ہو یا رسول اللہ قال لا قال

عمر لما ہو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفہا] یعنی رسول خدا صلعم کے پاس قریش سے چند شخص آئی اور عرض کیا کہ یا محمد صلعم ہم تمہارے ہمسایہ اور حلیف ہین اور ہمارے چند غلام تمہارے پاس چلے آئی ہین سو اونکو دین مین تو کچہ رغبت نہین نہ فقہ کیطرف راغب ہین بجز اِین نیست کہ ہماری کہیتی باڑی اور مال کو چہوڑ کر تمہارے پاس بہاگ آئے ہین سو اونکو آپ ہمین واپس دیدین - آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو ابو بکر بولے کہ ہان یہہ لوگ سچ کہتے ہین آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنی ہم قسم ہین (یعنی جو انکے غلام مسلمان ہو گئے ہین اونکو واپس کردو کہ پہر کافر ہوجائین) یہہ بات سنکر چہرہ جناب رسول خدا صلعم کا غصہ کے مارے بدل گیا اور حضرت عمر سے پوچہا کہ تم کیا کہتے ہو اونہون نے بہی وہی کہا کہ ہان یہہ قریش سچے ہین آپکے ہمسایہ اور ہم عہد ہین (یعنی مسلمانونکو کافر ہوجانے کے لئیے اونکے حوالہ کردو) یہہ سنکر پہر دوبارہ چہرہ جناب رسول خدا صلعم کا غصہ کے مارے متغیر ہوگیا پہر قریش سے خطاب کرکے فرمایا ای گروہ قریش قسم خدا کی البتہ خداوند تعالے تم پر مبعوث کریگا ایک مرد کو قریش مین سے کہ جسکے قلب کا امتحان لیلیا ہے خدا تعالے نے واسطے ایمان کے اور وہ ماریگا تمکو دین پر یا یون فرمایا کہ وہ ماریگا بعضون تمہارے کو یہہ سنکر ابو بکر بولے کہ کیا مین ہونگا وہ مرد ای رسول خدا صلعم آپنے فرمایا

نہین پہر عمر بولے کہ کیا وہ مرد مین ہونگا یا رسول اللہ آپنے فرمایا نہین بلکہ وہ مرد یہہ ہے جو میری کفش کی مرمت کر رہا ہے اور اوسوقت اپنے کفش مرمت کرنیکو حضرت علی کو دی تہی - یہہ صاف صاف خبر خلافت و امامت حضرت علی کے ہے اور صریحی انکار ہے خلافت شیخین کا -

تعجب ہے شیخین کے اس آرزو اور طمع ریاست پر کہ افعال و اقوال تو ایسے کہ جنسے غصہ آئی رسول صلعم کو تکمیل و تصدیق ایمان کی وہ کیفیت کہ حضرت صلعم نے اونکے ایمان قلبی کی تصدیق سے انکار کر دیا اور رسول دور از مجال یہہ کہ انا ہو یا رسول اللہ عجب دانائی ہے کہ صریحا چند مومنین کے کافر ہوجانی کی رای دی رہے ہین اور پہر تکمیل ایمان کا ادعا مجوبیت خدا اور رسول کی یہہ کیفیت ہے کہ باجماع محدثین و اہل سیر ثابت ہے کہ جنگ خیبر مین انحضرت صلعم نے تین روز تک اول حضرت ابوبکر و بعدش حضرت عمر کو علمدار لشکر کرکے یہودیون کے مقابلہ پر بہیجا اور یہہ دونون ہر روز بحالت ناکامی واپس آتے رہے تیسرے دن انکے بہاگ آنے پر یہہ فرمایا کہ کل کے روز مین علمدار لشکر ایسے جری اور بہادر کو کرونگا جو ہرگز بہاگنے والا نہین اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکہتے ہین نہ لوٹیگا وہ بغیر فتح کئی - اور یہہ حدیث متواترات اہل سنت سے ہے - لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ اس حدیث

سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر عمر غیر کرار اور معرکہ جنگ سے بھاگ جانے والے ہیں نہ محبوب خدا ہیں نہ خود خدا و رسول کو دوست رکھتے ہیں ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگ ہر گز سزاوار خلافت نہیں ہو سکتے پس یہ حدیث نص صریح ہے انکار خلافت شیخین اور اثبات خلافت جناب امیرؑ کی دیگر آیتہ مودت بضمن آیات منقول ہو چکی کہ محبت علی مرتضی تمام امت پر فرض ہوئی ۔ حدیث طیر جس سے حضرت علی کا خدا کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ محبوب ہونا ثابت ہے احادیث مشہورہ اہل سنت سے ہے اور خصائص نسائی میں بھی مروی ہے بوجہ غایت شہرت ضرورت نقل کی نہیں ہے ۔ واخرج الترمذی عن عائشۃ کانت فاطمہ احب الناس الی النبی صلعم وزوجھا علی احب الرجال الیہ واخرج الترمذی والحاکم عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ امرنی لحب اربعتہ واخبرنی انہ یحبھم قیل یارسول اللہ سمھم لنا قال علی منھم یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ اللہ تعالے نے مجکو چار شخصوں کے محبت کا حکم دیا اور خبر دی مجکو کہ خدا تعالے بھی ہے اونکو دوست رکھتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اونکے نام ہمکو بتلائی فرمایا اونمیں سے ایک علی ہے ۔ واخرج الطبرانی عن ام سلمہ من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ جسنے دوست رکھا علی کو اوس نے مجھے دوست رکھا اور جسنے مجھے دوست رکھا اوسنی خدا کو

دوست رکہا اور جسنے علی سے بغض و دشمنی رکہی اوسنے مجہسے دشمنی
رکہی اور جسنے مجہسے دشمنی رکہی اوس نے خدا سے دشمنی رکہی واخرج
احمد والحاکم عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من سب
علیا فقد سبنی۔ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے جسنے علی کو
برا کہا اوسنے مجہی برا کہا واخرج الخطیب عن انس ان النبی صلعم
قال عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی۔ واخرج الخطیب عن البراء
والدیلمی عن ابن عباس قال صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من
بدنی۔ واخرج الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود ان النبی صلعم قال النظر
الی وجہ علی عبادۃ یعنی خطیب نے روایت کی انس سے کہ فرمایا نبی
صلعم نے عنوان صحیفہ مومن کا حب علی ہے اور فرمایا آنحضرت نے
علی مجہسے بمنزلہ سر کے ہے میری بدن سے۔ اور فرمایا علی کے چہرہ کو دیکہنا
عبادت ہے فریت روہی فی الخصائص علی منی وانا منہ وہو
ولیکم بعدی یعنے فرمایا آنحضرت نے کہ علی مجہسے ہے اور مین علی سے ہون
اور وہ یعنے علی تمہارا والی وحاکم ہے میرے بعد واخرج احمد والترمذی
والنسائی وابن ماجہ قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی
ولا یودی عنی الا انا او علی۔ روایت کی امام احمد بن حنبل اور ترمذی
اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجہسے ہی اور
مین علی سے اور نہین ادا رسالت کر سکتا ہے میری طرف سے کوئی
شخص بجز میری اور علی کے۔ یہہ دونون روایت نص صریح ہین اوپر

خلافت بلافصل علی مرتضیٰ کے اور نیز نفی کرتے ہیں واسطہ خلافت حضرت ابو بکر و عمر و عثمان کے۔ واخرج الترمذی والحاکم قال النبی علیہ السلام ماتریدون من علی ماتریدون من علی ان علیا منی و انا منہ وھو ولی کل مومن بعدی ومومنۃ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے بالتحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے اور وہ ہر مومن و مومنہ کا ولی ہے میرے بعد۔

فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام انا وعلی من نور واحد۔ وقال النبی صلعم الناس من شجر شتے وانا وعلی من شجرۃ واحدۃ۔ واخرج الترمذی عن ابن عمر قال لعلی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ

علاوہ انکی صدہا روایات اس قسم کی کتب اہل سنت مین موجود ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ ذات نبی و علی مین ہرگز گنجائش فصل نہین۔ امت محمدی مامور کی گئی نصرت علی پر اور یہہ امر سوای امام واجب الاطاعت کی دوسری سے متعلق نہین ہو سکتا۔ اصحاب ثلثہ کی نصرت کا ہرگز امت کو حکم نہین دیا گیا فقط حضرت علی مرتضیٰ اس امر مین منفرد ہین۔ قال فی الصواعق اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ ومخذول من خذلہ یعنی علی امام ہے صالحین و ابرار کا اور قاتل ہے فاجروں کا پس نصرت کرنیوالا اوسکا منصور من اللہ ہے اور ترک نصرت کرنیوالا اوسکا مخذول من اللہ ہے اور نیز خطبہ یوم غدیر مین ہے۔ اللھم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ

بارخدایا نصرت کر اوسکی جو علی کے نصرت کرے اور مخذول کر اوسکو جو علی کے نصرت ترک کرے۔ یہہ حدیث بہی نص صریح امامت مرتضوی کی ہے۔

صفات متعلقہ رسالت مین شرکت

واضح ہو کہ جب تک صفات رسالت مین شرکت نہو وصی یا خلیفہ پیغمبر کا نہین ہو سکتا۔ اور یہہ شرکت ممتنع ہے خلفاء ثلثہ مین۔ اور مجتمع ہے ذات مرتضوی مین بحسب مندرجہ ذیل۔ اول طہارت وعصمت ہے کہ بڑا لازمہ رسالت ونبوت کا ہے۔ اخرج احمد عن ابو سعید الخدری ان آیۃ التطہیر نزلت فی خمسۃ النبی صلعم وعلی وفاطمہ والحسن والحسین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین دوم صلواۃ وسلام مین حضرت علی شریک رسولخدا کے ہین جیسا کہ آیات مین گذرا سیوم محبت ومودت مین امت مامور کے گئے کہ مثل پیغمبر خدا کے حضرت علی سے محبت رکہین۔ ثبوت اسکا باب آیات واحادیث مندرجہ فصل ملحقہ سے ہوتا ہے چہارم ولایت بموجب آیہ انما ولیکم اللہ کے حضرت علی مثل رسول صلعم ولی مومنان قرار پائی۔ پنجم بموجب نص غدیر وآیۃ بلغ حضرت علی نفس رسول اللہ قرار پائی ششم قال صلعم لعلی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک۔ یعنی فرمایا حضرت نے کہ ای علی تیری اور میری سوای کسی پر حلال نہین ہے کہ بحالت جنابت مسجد مین جاوے۔ ہفتم اداء رسالت مین حضرت علی کو شرکت ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہشتم انتظام آخروی مین

حضرت علی کے مداخات ہی کذا فی الصواعق قال علی فی یوم الشوریٰ انشدکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم الجنۃ والنار یوم القیامۃ غیری قالوا اللھم لا۔ وروی ابن السماک ان ابابکر قال لہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز یعنی ثابت ہوا کہ حضرت علی تقسیم کرنی والی بہشت اور دوزخ کے ہیں۔ اور بغیر اونکے پروانہ راہداری کے کوئی شخص صراط سے گذر نہ سکیگا۔ واخرج احمد والحاکم عن ابی سعید ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القران کما قاتلت علی تنزیلہ۔

فصل در بیان علم۔ دین کی پیشوائی منحصر بر علم ہے جو دعلم ہی وہی امام ہے۔ اعلم ہونا حضرت علی کا جملہ صحابہ سے متفق علیہ ہے قولہ صلعم انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب رواہ البزاز والطبرانی فی الاوسط عن جابر والطبرانی والحاکم عن ابن عمر والترمذی والحاکم عن علی و فی روایت ابن عدی علی باب علمی یعنی علی میرے علم کا دروازہ ہے اور دوسرے انا دار الحکمۃ علی بابھا۔ میں حکمت کا گہر ہوں علی اوسکا دروازہ ہے علم قران کی یہہ کیفیت ہے اخرج ابن سعد عنہ قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا ابن سعد نے خود حضرت علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ قسم خدا

کوئی ایسی آیت نہین اوتری الا یہہ کہ مین اوسکو جانتا ہون کو کس بارہ مین اوتری کہان اوترے کسپر اوترے کیونکہ میری رب نے مجھے قلب عقول اور لسان ناطق عطا فرمائی — وعن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنہار ام فی سبیل ام جبل ابی طفیل سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علی نے کہ سوال کرو مجھسے کلام مجید کے بابت پس تحقیق یہہ ہے کہ کوئی آیت ایسی نہین کہ جسکا علم مجھے نہو کہ رات کو اوتری تھی یا دن کو یا نیچی زمین مین اوترے تھی یا اونچی زمین پر — اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض - وفی روایۃ ابن ابی شیبہ عن عبد الرحمن بن عوف ایضاً یعنے ام سلمہ کہتے ہین کہ مین نے سنا رسول خدا کو یہہ کہتے ہوئی کہ علی قرآن کے ساتھہ ہے اور قرآن علی کے ساتھہ ہے یہہ آپس مین ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہونگی تا آنکہ وارد ہون اوپر حوض کے اور ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن عوف سے یہہ ہی روایت کی ہے — علم قضا — جو اہم امور متعلقہ خلافت سے ہے اسکا یہہ حال ہے کہ ہر سہ خلفاء اس فن سے قطعاً عاری تھی یہی حضرت ابو بکر کا عجز مسئلہ میراث جدہ مین مشہور ترین وقائع سے ہے حضرت عمر کا عجز بہت مسائل اور قضایا مین مشہور ہے چنانچہ اکثر مقام پر حضرت علی نے اونکو سنبہالا اور اونہون نے یہہ لفظ کہا لولا علی لہلک عمر

اور بالآخر یہہ کہا کہ بار خدایا اوس مشکل سے مجھے بچایا جسمین علی مرتضی اوس مشکل کے کھولنے والے ہون کما فی الصواعق اخرج عن سعید بن المسیب قال عمر بن الخطاب یتعوذ باللہ من معتضلۃ لیس لھا ابو الحسن ای علیا حضرت عثمان کو اسکے ضرورت ہی نہ تھی صدہا معاملات مین مخالفت حکم خدا اور رسول کے ہوتے تھے اور مطلق لحاظ نہین کیا جاتا تھا بیگناہ قتل ہوتے تھے فتوی سے بیشتر قتل ہو جاتے تھے اخرج ابن سعد عن ابو ھریرۃ قال قال عمر ابن الخطاب علی اقضانا یعنی عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہم سب مین علی بڑے قاضی اور فیصل کنندہ قضایا وہین قال رسول اللہ صلعم اقضاکم علی یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ تم سب مین بڑا قاضی علی ہے وجہ نزول اس حکم کے صاحب صواعق محرقہ نے یہہ لکھی ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم معہ ایک جماعت صحابہ کے بیٹھے ہوئی تھی کہ اتنے مین دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے اور اونمین سے ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری پاس ایک گدہا تھا اور دوسری کی گائی تھی اسکی گائی نے میری گدہی کو مار ڈالا۔ اصحاب حاضرین مجلس بولے کہ بہائم پر ضمان نہین اسپر رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو حکم دیا کہ ان دونون متخاصمین کے درمیان مقدمہ کا فیصلہ کرو۔ حضرت علی نے متخاصمین سے اول یہہ سوال کیا کہ دونون جانور بندہے ہوئی تھی یا کہلے ہوئی یا اونمین سے ایک بندہا ہوا اور ایک کھولا ہوا۔ متخاصمین بولے کہ حمار بندہا ہوا تھا اور گائی کہلی ہوئی تھی اور مالک اوسکا اوسکے

ساہتہ تہا پس حکم دیا علی مرتضی نے کہ گاے والے پر ضمان ہے یعنی وہ حمار کے قیمت مالک حمار کو ادا کرے پس قایم رکہا رسول اللہ صلعم نے اس حکم کو علی کے اور جاری کیا اس فیصلہ کو اور فرمایا اصحاب سے اقضاکم علی اور نیز منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعا کی تہی حضرت علی کے حق مین اللھم اھد قلبه وثبت لسانه اور اوس روز سے قضایا فیصل کرنے مین کبہی غلطی نہ کہائی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے امت سے حضرت علی کے حق مین۔

انه لن یخرجکم من ھدی ولن ید خلکم فی ضلال یعنے علی تمکو ہدایت سے نہ نکلنے دینگے اور گمراہی مین نہ پڑنے دینگے یہہ بہی نص مین آپکی امامت کے اور نفی ہے امامت اغیار کے کیونکہ منحصر ہو گئی ہے ہدایت فقط بتمسک علی پر اور اغیار کے تمسک سے ضرور گمراہی ہوتی ہے۔

فصل دربیان احادیث متعلقہ استخلاف مرتضوی

اس فصل مین وہ احادیث مرویہ اہلسنت منقول ہین کہ جنمین صریحاً خبر یا نص خلافت مرتضوی مروی ہے یا بانعقاد مجلس استخلاف واقع ہوا ہے احادیث مرویہ اہلسنت متعلق بہ اخبار و نص خلافت مرتضوی اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررة وقاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله۔ اخرج البزاز عن انس قال صلعم علی یقضی دینی وقال النبی صلعم قد اوحی الی فی علی انه سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین۔ واخرج

الحافظ ابو نعیم فی حلیة بسنده ان علیا دخل علی رسول الله صلعم فقال صلعم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین۔ واخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین وروی الحافظ ایضاً۔ فی حلیة بسنده عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلعم لابی برزه وانا اسمع یا ابا برزه ان الله عهد الی فی علی ابن ابی طالب انه رایة الهدی ومنار الایمان وامام اولیای ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزه علی ابن ابی طالب امینی غدا فی القیامه وصاحب رایتی فی القیامه علی مفاتیح خزائن رحمة ربی وهو الکلمة التی الزمتها المتقین من احبه احبنی ومن ابغضه ابغضنی فبشره بذلک۔

نقل الترمذی بسنده عن عمران بن حصین قال بعث رسول الله صلعم جیشاء استعمل علیهم علی ابن ابیطالب فمضی فی السریه فاصاب جاریه فانکروا علیه وتعاقد اربعة من اصحاب رسول الله صلعم فقالوا اذا لقنا رسول الله اخبرناه بما صنع علی ابن ابیطالب فکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول الله صلعم فسلموا علیه ثم انصرفوا الی رحالهم فلما قدمت السریه فسلموا علی رسول الله فقام رجل من الاربعة فقال یرسول الله صلعم الم تر الی علی ابن ابیطالب صنع کذا وکذا فاعرض عنه رسول الله صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الثالث فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال

مثل ما قالوا فاقبل الیہم رسول اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ماتریدون من علی ماتریدون من علی - ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مومن بعدی خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہہ ہے کہ ایک کنیز جو خمس مین واقع ہوئی تہی حضرت علی نے کہ سردار لشکر تہے بعد تقسیم غنیمت اوسپر تصرف کیا ہمارے حضرت کے اصحاب با صفا مین سے چار شخصون نے سریہ سے واپس آکر حضرت سے شکایت کی آنحضرت نے تین شخصون کے بات تو سنکر مونہہ پہیر لیا جب چوتہے نے بہی شکایت کی تو آپ متوجہ ہوئی مگر چہرہ سے آثار غضب نمود تہی فرمایا اون لوگون سے کیا ارادہ رکہتے ہو علی سے کیا ارادہ رکہتی ہو علی سے بہ تحقیق کہ علی مجہسے ہی اور مین علی سے ہون اور وہ میری بعد سب مسلمانونکا ولی یعنی حاکم و مالک ہے - امام نسائی نے خصایص مین بہی عمران بن حصین سے بعینہ انہین الفاظ سے روایت کی ہے = ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن بعدی -

دوسری روایت خصایص مین عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ درج ہے جسمین بریدہ نے خالد بن ولید کا خط بہ شکایت علی مرتضی پاس رسول خدا کے لیجانا اور حضرت کا غضبناک ہوکر یہہ فرمانا درج ہے -

لاتغضبن یا بریدۃ فی علی فان علیا منی وانا منہ وھو ولیکم بعدے اخرج النسائی فی الخصائص عن بریدۃ قال رسول اللہ صلعم ماکان احد بعد رسول اللہ افضل من علے یعنی بعد رسول خدا کے

علی سے افضل کوئی شخص نہیں ہے — اخرج الدارقطنی فی الافراد عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطة من دخل منه کان مومنا ومن خرج منه کان کافرا یعنی علی دروازہ حطہ ہے جو اوسمیں داخل ہوا وہ مومن رہا جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا —

اخرج حافظ ابونعیم فی حلیة عن الحسن ابن علی علیه السلام قال قال لی رسول اللّٰہ صلعم ادع لی سید العرب یعنی علیا فقالت عائشة الست سید العرب فقال انا سید ولد ادم وعلی سید العرب فلما جاء ارسل الی الانصار فاتوه فقال لهم یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعده ابدا قالوا بلی یا رسول اللّٰہ قال هذا علی فاحبوه بحبی واکرموه بکرامتی فان جبریل امرنی بالذی قلت لکم عن اللّٰہ عزوجل وعلا —

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھسے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سید عرب یعنی علی کو میرے پاس بولا لاؤ عایشہ بولی کہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں فرمایا میں سید اولاد آدم ہوں اور علی سید عرب ہے پس جسوقت حضرت علی آگئے تو حضرت رسول خدا صلعم نے انصار کو بولایا اور جب وہ حاضر ہوئے تو آنحضرت نے انصار سے فرمایا کہ آیا میں تمکو دلالت ایسے امر کی نکروں کہ اگر تم اوس سے تمسک کرو تو پھر کبھی بعد اسکے گمراہی میں نہ پڑو سب نے عرض کی فرمائیے یا حضرت تب آپ نے فرمایا کہ یہ علی ہے محبت کرو اس سے ایسی کہ جیسے محبت

مجہسے کرتے ہو اور بر ز گذشت کرو اسکی جیسے کہ میری کرتے ہو یہ تحقیق
کہ جبرئیل کے حکم سے مین نے تمکو کہا جو کہ وہ خدا تعالے کے حضور سے
لای تہی - وروی الامام الحافظ المذکور فی حلیتہ بسندہ عن انس بن
مالک قال قال رسول اللہ صلعم یا انس اسکب لی وضوءًا - ثم قام
فصلے رکعتین ثم قال یا انس اول من یدخل علیک من ھذا الباب
امیر المومنین وقائد الغر المحجلین - وخاتم الوصیین قال انس قلت
اللھم اجعلہ رجلا من الانصار وکتمتہ اذ جاء علیؑ فقام مستبشرا
فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجہہ بوجہہ و عرق وجہ علی
بوجہہ فقال علی یا رسول اللہ لقد رایتک صنعت لی شیئا ما
صنعت لی قبل قال وما یمنعنی وانت تودی عنی وتسمعہم صوتی
وتبین لھم ما اختلفوا فیہ بعدی روایت ہے انس بن مالک سے کہ فرمایا
انحضرت نے ای انس مجہکو وضو کرا پہر حضرت کہڑی ہوگئی اور دو رکعت
نماز پڑہی اور فرمایا کہ ای انس جو کوئی شخص اول اس دروازہ سے
تجہپر داخل ہو وہ امیر المومنین اور سید المسلمین اور قائد المحجلین اور خاتم
الوصیین ہے انس کہتے ہین کہ اپنے دلمین مین نے کہا بار خدایا ایک
شخص انصار مین سے ہو کہ اتنی مین حضرت علی تشریف لای اور پیغمبر
خدا صلعم نے فرمایا کہ انس یہہ کون ہے مین نے عرض کی کہ علی ہین پس
رسول خدا صلعم بشارت دیتی ہوئی اوٹہہ کہڑی ہوئی اور علی سے
معانقہ کیا بعد اسکے اپنی چہرہ کا عرق اپنے چہرہ سے مسح کیا حضرت علی
علی کے چہرہ سے اور علی کے چہرہ کا عرق

ص فقال من ھذا یا انس فقلت علی

نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آگے کبھی آپ نہیں کیا یہہ کیا بات ہے آپ نے اسکی وجہ ارشاد فرمائی کہ یہہ بات اسلئی کی ہی سنتے کہ تو بہر لطرف سے ادا عرسالت اور اتمام دعوت کریگا اور امت کو میرے آواز سنائیگا اور جبک امت میرے بعد جن جن امور مین اختلاف پیدا کریگی ان امور کو اونپر ظاہر و آشکارا کریگا۔ اور فی الواقع یہہ ایک طریقہ وصیت ہے کہ پیغمبران سلف بہی اپنے خلفا کو انسی ہی برکت اور اختیار بخشتے تہی۔

اس قسم کی صدہا روایات کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہین اور ظاہر ان احادیث سے مطلب رسول خدا صلعم کا یہہ ہے تا کہ سب امت واقف ہو جاوے کہ بعد نبی صلعم کے اونکا جانشین برحق علی مرتضی ہے۔

اگر دای برحال است کہ نبی صلعم کے ایک نہیں سنتے لیکن نتیجہ ان روایات کا دو صورت کے سوا اور کچھہ نہین کہ یا تو حضرات اہل سنت اسکے قائل ہون کہ نبوت وغیرہ کچھہ نہ تہی اور نعوذ باللہ حضرت نے دنیا طلبی اور حصول سلطنت کے لئے یہہ نبوت کا ڈہنگ ڈالا تہا اور اپنے خاندان مین سلطنت قایم رکہنے کو اپنی داماد کے تعریفین کیا کرتے تہی۔ یا یہہ کہین کہ نبی صلعم برحق نبی تہی اور رسوای حکم خدا کے اپنی طرف سے یا اپنی غرض اور منفعت کے لئے کچہہ نہین کہتے تہے اور جو کچہہ وہ فرماتے تہے وہ سب برحق ہے لیکن امت نا ہنجار حضرت کی وفات

باقی ہی طمع دنیاوی مین پہنس کر خدا اور رسول سے منحرف ہو گئی اور خدا اور رسول کے کسی ارشاد کو نہ مانا - ابھی پر تمام تزاحمات کا فیصلہ ہے اور اگر ان دونون صورتون سے درگذر کرنا چاہتے ہین تو یہ اقرار کرنا کہ اہل سنت کے تمام تفاسیر و کتب احادیث کذب و افترا اور دروغ بیمعنی سے مملو ہین اور کوئی کتاب قابل اعتبار نہین -

ذکر استخلاف مرتضوی

معائنہ کتب اہل سنت سے واضح ہے کہ جسقدر کثرت سے آنحضرت صلعم نے نسبت خلافت حضرت علی کے امت کو حکم دیا یا مطلع کیا ایسی کثرت اور کسی قسم کی حکم یا معاملہ کے بابت نہین جاتی ہین سنے جو کچھ مختصراً گذارش کیا ہے بلا مبالغہ عرض کرتا ہون کہ مشتے نمونہ از خروارے بہی نہین ہے اول تو جس موقعہ پر مین نے گذارش کیا ہے وہ اس سے بہی زیادہ مختصر لکہنے کا موقعہ تہا اسکے لیئے تو ایک جداگانہ مبسوط کتاب درکار ہے - دوسری ایک ذخیرہ کتب کا مجہی کہان میسر اور ایسے استعداد اور فرصت کہان کہ اس بیان مین کوئی مبسوط کتاب لکہہ سکون - اسموقعہ پر مجہکو اسکے لکہنے کی یون ضرورت ہوئی کہ مولف اسرار الحق نے خلافت کے بارہ مین حدیث صریح ہونے سے گویا بالکل انکار کیا ہے حالانکہ اونکو تشریح کے ساتہہ انکار کرنا چاہئے تہا یہہ فرماتے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت کے لیئے کوئی صریح حدیث نہین ہے -

ان احادیث و روایات کو دیکھکر کوئی منصف مزاج کیا یہہ کہہ سکتا ہے
کہ آنحضرت صلعم نے معاملہ خلافت کو مہمل چھوڑ دیا ہرگز نہین بلکہ مین
کہتا ہون کہ اس سے زیادہ تشریح کسی معاملہ مین نہین ہوئے مگر
تعصب اور ناانصافی کا کچھ علاج نہین - آنحضرت صلعم نے فقط خبر
ورنص خلافت مرتضوی پر ہی اکتفا نہین کیا بلکہ صاف طور پر عام
اجلاس کرکے چند بار حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنایا ہے مگر امت ناہنجار
جو آنکھ سے نظر آتی ہوئی شے کا بھی انکار کرے تو اسکا کیا علاج
اگر آنحضرت پر الزام عاید نہین ہوسکتا اپنی اپنی زندگی مین کوئی دقیقہ
اظہار و اعلان خلافت مرتضوی کا اوٹھا نہین رکھا -

اب ہم شروع سے آخر تک اون مجالس استخلاف کا ذکر کرتے
ہین جو کتب اہل سنت مین مندرج ہین اگرچہ کتاب انوار الہدی
مین شدہ سے بارہ مرتبہ استخلاف ہونا بمقالات مستقلہ جدا جدا درج
کیا ہے اس موقع پر اعادہ کے چندان حاجت نہین مگر اطلاع ناظرین
کے لئے اونمین سے چند استخلاف بطور اختصار بیان کئے جاتے ہین

استخلاف مرتضوی بمرتبہ اول یہہ استخلاف عین قریب زمانہ بعثت
پیغمبر خدا صلعم کے واقع ہوا خاص مکہ معظمہ مین جبکہ حضرت علی بہت
صغیر سن تھے اور ابو طالب بھی اوسوقت زندہ تھے یہہ وہ زمانہ ہے
کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی - آنحضرت
صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو بولاکر ضیافت کے اور حضرت علی سے

ایک ران بکری کا کہانا کہوایا جس سے بڑی برکت و اعجاز تمام قبیلہ سیر
ہو گیا اور تین مرتبہ اسیطرح ضیافت ہوئی کیونکہ دو مرتبہ حضرت کو
موقع گفتگو کا بوجہ ابو لہب کے دخل در معقولات کے نملا۔ تیسرے
روز اسپنے تناول طعام کے بعد فرمایا کہ ای بنی عبدالمطلب اگرچہ مین عوام
پہ مبعوث ہون لیکن بالتخصیص تم پر میری بعثت ہے تمکو چاہیے کہ میری
معاضدت کرو اور میرے وزیر اور وارث اور ساتھی اور خلیفہ بنو۔
مگر کسینے قبیلہ مین سے جواب نہ دیا سوا اسے علی مرتضی کے کہ عرض کے
یا رسول اللہ مین آپکے خدمت مین حاضر ہون اور آپکے فرمان کو اجابت
کرتا ہون یہانتک یہہ قصہ بروایات محمد بن اسحق و ابن جریر و ابن ابی حاتم
و ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی یکسان ہے اور خصائص نسائی مین بھی سوائے
ذکر نزول آیتہ بجنسہ یہہ قصہ بروایت ربیعہ بن ناجد درج ہے اور یہہ
فقرہ جملہ روایات مین ہے فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون
اخی ووصیی وخلیفتی فیکم یعنے تم مین سے کون ہے جو معاضدت
اور پشتی مری کرے اس امر رسالت مین اور اس بات کے کہ ہووے
وہ بہائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا تم مین۔ ابن جریر کہتے ہین
کہ جب قبیلہ مین سے کوئی نہ بولا تو حضرت علی نے فرمایا کہ مین نے
یون عرض کی قلت یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم
قال ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا۔
یعنے عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ صلعم مین ہوتا ہون آپکا پشت

بناہ اور معاضد اس امر رسالت پر پس آپ نے میری گردن پکڑی اور
فرمایا یہہ ہے بھائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا ای قبلۂ بنی ہاشم
تم سب اسکی بات کو سنو اور اسکی اطاعت کرو - اور روایت
ابن اسحق و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابونعیم و بیہقی مین اسطرح منقول
ہے فاخذ برقبتی ثم قال هذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا
له واطیعوا فقام القوم یضحکون لابی طالب ویقولون قد امرک
ان تسمع وتطیع لعلی یعنی (فرمایا حضرت علی نے) کہ حضرت نے
میری گردن پکڑ کے فرمایا یہہ ہی بھائی میرا اور خلیفہ میرا تم مین اسکی
بات سنو اور اسکی اطاعت کرو پس اوٹہ کہڑی ہوئی قوم ہنستی
ہوئی حضرت ابوطالب سے اور یہہ کہتی ہوئی کہ ای ابوطالب تمکو
حکم ہوا ہے کہ علی کی بات مانو اور اطاعت کرو روایات نسائی و احمد
مین لفظ وارث کے زیادہ ہے - واقعی خلافت حقہ وہی ہے کہ
جسکا استخلاف بعثت رسالت کے ساتھ ساتھ ہووے -

استخلاف مرتضوی بمرتبہ ثانی - یہہ ہے کہ جب سید عالم صلعم
نے مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کی بارادہ ہجرت کی تو حضرت علی کو
اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا تا کہ آنحضرت کیطرف سے ادای ودایع و امانات
کریں قال فی الصواعق ولما هاجر النبی صلعم الی المدینة امره
ان یقیم بعده بمکة ایاما حتی یؤدی عنه امانته والودایع والوصایا
التی کانت عند النبی صلعم ثم یلحقه باهله کہا ہے صاحب صواعق

مخبر قہ - نے جبکہ ہجرت کے نبی صلعم نے طرف مدینہ منورہ کے حکم دیا علی مرتضی کو کہ میری بعد چند روز مکہ مین قیام کرو تا کہ حضرت کیطرف سے ادا کرین امانتون کو اور ودیعتون کو جو نبی صلعم کے پاس تہین پہر بعد ادا امانات و ودایع و وصایا کے آپ معہ اہل وعیال نبی صلعم حضرت سے جا ملے اس ضمن مین ایک خاص خلافت بہی واقع ہوئی جسکو سنکر اہل معرفت کو وجد آجاے اور وہ یہہ ہے کہ جب بوقت شب رسول خدا صلعم راہی غار ہوئی تو حضرت علی کو اپنی بستر پر اپنی چادر اوڑہا کر سلا گئے وزعم الناس انہ رسول اللہ صلعم -

استخلاف سیوم نزول آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون

ترجمہ اور تفسیر اسکی باب آیات مین لکہی گئی ہے مطلب آیت کا یہہ ہے کہ مسلمانون کے تین ولی قرار دی گئی خدا اور رسول اور ر رکوع مین خیرات کرنیوالا مومن نمازی یعنے علی مرتضی - یقین ہے کہ ولایت خدا اور رسول کا کوئی انکار نکریگا اسلئے خدا اور رسول نے بعد نزول آیت ہذا ہمیشہ امت کو آگاہ کیا ہے کہ تیسرا ولی تمہارا علی مرتضی ہے ذکر آیات مین گذرا کہ ہر مسلمان سے خدا کے روبرو ولایت علی کا سوال ہوگا - باب احادیث مین چند روایات منقول ہوچکین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی دیگر یا علی انت منی

وانا منک وانت ولی کل مومن ومومنة من بعدی ودیگر روایت ہے
لا تعصبین فی علی انه منی وانا منه وهو ولیکم بعدی - ودیگر من
کنت ولیه فهذا علی ولیه - اگر کتب اہل سنت کو بغور ملاحظہ کیا جاوے
تو صدہا روایات اس آیۃ قرانی کی تائید مین باظہار ولایت علی ابن
ابی طالب نکلین گے - ازانجملہ خصایص نسائی مین متعدد روایات
ولایت درج ہین کہ جنمین سے بیشتر چند روایات نقل ہو چکی ہین -
دیگر عن عائشة بنت سعد ان رسول الله خطب وقال اما بعد ایها
الناس فانی ولیکم قالو صدقت ثم اخذ بید علی وقال هذا ولیی و
یودی عنی وال الله من والاه وعاده من عاداه وعن سعد قال اخذ
رسول الله صلعم بید علی فخطب فحمد الله واثنی علیه ثم قال الم
تعلموا انا اولی بکم من انفسکم قالوا نعم صدقت یا رسول الله ثم اخذ
بید علی فرفعها فقال من کنت ولیه فهذا ولیه وان الله لوال
من والاه وعادی من عاداه -

استخلاف مرتضوی بمرتبہ چہارم

بوقت تبلیغ سورۂ برات کے ہے اور قصہ اوسکا یہہ ہے کہ تبلیغ احکام
سورۂ برات بوقت حج ضرور تھی مگر اوس سال حضرت کا جانا نہو سکا
اور معاملہ خفیف سمجھکر حضرت نے سورۂ برات حوالہ حضرت ابوبکر کے
کردی کہ مکہ معظمہ مین جاکر بوقت حج تبلیغ احکام سورہ
کرین بعد ازان وحی الہی نازل ہوئے کہ یہہ تبلیغ رسالت ہے

یا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو کیونکہ کار تبلیغ رسالت تمہارے طرف سے سوای تمہارے اور علی کے اور کوئی انجام نہین دیسکتا نقل النسائی فی الخصائص عن انس قال بعث النبی صلعم ببرات مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلے فدعا علیا واعطاہ ایاہ یعنی حضرت نبی صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو مع سورۂ برات مامور کیا اور پھر واپس بولا کر فرمایا کہ اسکی تبلیغ سوای میری اہل کے اور کوئی نہین کر سکتا پس بولایا علی مرتقی کو اور سورۂ برات آپکی حوالہ کی۔ بلکہ دیگر روایات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر چند منزل قطع مسافت کر چکے تہے اوسکے بعد بموجب حکم وحی واپس بولا کر حضرت علی کو تعینات فرمایا۔

اخرج النسائی عن علی ان رسول اللہ صلعم بعث ببرات الی اھل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ لعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ قال فلحقتہ فاخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وھو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل بی شی قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی روایت کی امام نسائی نے حضرت علی سے کہ نبی صلعم نے متعین کیا ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورۂ برات طرف اہل مکہ کے پیچھے اونکی حضرت علی کو بہیجا اور حکم دیا ابوبکر سے کتاب لیکر تم مکہ کو جاؤ اور تبلیغ سورہ برات کرو فرمایا حضرت علی نے مین جاملا ابوبکر سے اور کتاب رسول صلعم اون سے واپس لیلے پس

لوٹ آئے ابوبکر مگر نہایت غمگین و رنجیدہ اور عرض کی یا رسول اللہ میرے حق میں کوئی حکم اوترا فرمایا نہیں مگر مجھے حکم ہوا ہے کہ یا تو خود میں اسکی تبلیغ کروں یا مرد میری اہلبیت کا۔

یہہ بات صاحبان عقل پر پوشیدہ نہیں کہ خلافت پیغمبر مراد اوسی منصب سے ہے کہ غیبت پیغمبر میں پیغمبر کے طرف سے تبلیغ رسالت کیجاوے پس جبکہ حضرت ابوبکر قابل اس منصب کے قرار نہ پائی اور عام اصحاب کیلئے ممانعت ہوگئی کہ کوئی شخص سوائی اہلبیت پیغمبر کے پیغمبر کیطرف سے اور رسالت نہیں کرسکتا تو ثابت ہوگیا کہ خلافت پیغمبر فقط اہل بیت پیغمبر سے متعلق ہے جو غیر لوگ خلیفہ مقرر ہوئے اونکی خلافت قطعی باطل اور ناجایز ہے۔

امتناع خلافت جملہ صحابہ

و انحصار خلافت بر اہل بیت پیغمبر

عام صحابہ کے استحقاق خلافت کا امتناع بروی روایات مندرجہ بالا ظاہر ہوا مگر دیگر روایات میں اس سے زیادہ تشریح ہوی ہے یعنے مندرجہ بالا سے تو یہی پایا گیا کہ حضرت ابوبکر قابلیت تبلیغ رسالت نبا نیابتاً عن النبی صلعم نہیں رکھتے خود پیغمبر خدا انجام دیں یا اونکی جگہ حضرت علی خلافتاً و نیابتاً انجام دیسکتے ہیں مگر جو روایت مندرجہ ذیل لکھی جاتی ہیں اونسے علی العموم ہر غیر اہلبیت کو ہر حکم ہر معاملہ کے تبلیغ سے ممانعت ہوئی ہی۔ انہیں روایات کے بعد خصایص نسائی میں جو روایت سعد سے کے گئی ہے اوسمیں یہہ لفظ ہے

ہٰذہ لایودی عنی الا انا او رجل منی یعنی نہیں ادا امر رسالت کر سکتا میری طرف سے کوئی شخص الا مین یا وہ مرد جو مجھ سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ مرد علی ہیں کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے انہ منی وانا منہ یعنے وہ مجھ سے ہے اور میں اوس سے ہوں۔ یہہ امتناع اگرچہ فقط تبلیغ سورہ برات کے لیے واقع ہوا لیکن یہہ حکم عام تبلیغ رسالت سے متعلق ہے خواہ کوئی معاملہ ہو کیونکہ بعینہ یہہ سے حکم علاوہ تبلیغ سورہ برات کے عام امورات متعلقہ رسالت کے تبلیغ کی بابت صادر ہوا ہے اور اوسکو قصہ سورۂ برات سے کچھہ علاقہ نہیں عام احکام کی بابت ہے کما نقل النسائی فی خصاخصہ اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا اسمٰعیل عن ابی اسحاق عن جشی بن عبادۃ السلونی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ فلا یودی عنی الا انا و علی یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجھ سے ہے اور میں اوس سے پس کوئی شخص ادا ر رسالت میری طرف سے نہیں کر سکتا بجز میری اور علی کے۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ پنجم۔ ایک بہت بڑا استخلاف ہی اور یہ قصہ اوسکا یہہ ہے کہ جسوقت نبی صلعم بارادہ جنگ قیصر روم عازم ہوئے ہوئے تو علی مرتضی کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ مقرر کر گئی جن لوگوں کو عقل و فراست سے کچھہ بہی حصہ ملا ہے وہ اس خلافت کی ضرورت اور اوسکے وقعت کو خوب جان سکتے ہیں۔ کیونکہ فن سیر و تاریخ

کے ماہر خوب جانتے ہین کہ حضرت علی کے شجاعت اور دلاوری کا درجہ
کہانتک مرتبہ بلند پر پہونچا ہوا ہے تمام غزوات نبی صلعم مین ہمیشہ اپنی
کارنمایان کئے یہانتک کہ سب اصحاب اکثر مقامات پر نبی صلعم کو تنہا چھوڑ
کر بھاگ گئے مگر وہ کرار غیر فرار نبی صلعم کو کبھی تنہا چھوڑنے کا روادار
نہوا۔ اصحاب فہم وذکا اسبات کو دریافت کر سکتے ہین کہ نبی صلعم کو حضرت
علی پر کہانتک بھروسہ تھا۔ یہہ عزم جنگ تبوک کسی قبیلہ یا قوم کے
لڑائی نہ تھی یہہ ایک بڑی جلیل القدر شہنشاہ کا مقابلہ تھا ایسے وقت
مین حضرت علی کو مدینہ مین چھوڑنا صاف صاف اوس ضرورت کو
ظاہر کر رہا ہے جو نبی صلعم کو اوسوقت اونکی مدینہ مین چھوڑنے پر
داعی ہوئی تھی۔ جو لوگ طریقہ حکومت اور انتظام سلطنت کو
جانتے ہین وہ انسے پوچھی۔ کہ واقعی یہہ وقت ایسا ہے تھا کہ نبی صلعم
اپنی وارث جائز کو اپنی تخت گاہ پر قایم کرین اور جو کچھہ حضرت
علی کے ساتھہ رکھنی سے بوجہ اونکی شجاعت اور دلاوری کے آنحضرت
کو تقویت اور دلجمعی تھی اوسکا کچھہ خیال نکرین چنانچہ آنحضرت صلعم
نے اوسی قانون حکومت پر خیال کر کے حضرت علی کو مدینہ مین اپنا
جانشین کر دیا۔ گویا فی الواقع نبی صلعم نے سب امت پر اسبات
کو جتلا دیا کہ محمد صلعم کے تاج وتخت کا وارث حقیقی علی مرتضی ہے
جسکو ایسی بڑی عظیم مہم پر جاتے وقت اپنا خلیفہ کر دیا۔
یہہ حدیث بوجہ نہایت شہرت اور تواتر کے محتاج کسی ثبوت کے

نہین خود مولف نے بہی اسکو نقل کیا ہے اور ہمنی بہت تشریح کی ساتہ
اسی رسالہ مین اس حدیث اور اسکے معنی کو لکہا ہے اس موقعہ پر زیادہ
ضرورت تحریر روایات کے نہتی مگر چونکہ مولف نے براہ عداوت
خلافت کو ترک کرکے بطور محافظ زنان مقرر کرنا لکہا ہے اسلئے ہم کو یہہ
عبارت صواعق محرقہ کے لکہنی پڑی - (باب ماثر علی) کے شروع کے
عبارت ہم پیشتر نقل کرچکے ہین ذکر ہجرت تک اور اوسکے بعد یہہ لکہا ہی
وشهد مع النبی صلعم سائر المشاهد الا تبوك فانه صلعم استخلفه
علی المدينة وقال له حينئذٍ انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی
یعنے حضرت علی تمام مشاہد مین سوای تبوک کے ہمراہ رسول خدا صلعم کے
رہے اور تبوک مین ہمراہ نجانے کے یہہ وجہ تہے کہ آنحضرت صلعم نے
اونکو مدینہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا اور اوسوقت حضرت علی کے شان
مین یہہ فرمایا کہ تو میری نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون تہا موسی کے نزدیک
الا یہہ کہ بعد میری کوی نبی نہین ہے -

استخلاف ششم - اگرچہ نبی صلعم نے بارہا امت کو اس امر سے آگاہ
کردیا کہ خلافت وامامت حق اہل بیت پیغمبر کا ہے اور سوای اہل بیت
کے اور کوی شخص صحابی ہو یا غیر صحابی منصب خلافت کو نہین پاسکتا مگر پیغمبر خدا نے
امت کے بشرہ سے اور انکی حرکات وسکنات سے اس امر کو دریافت
کرلیا کہ ان لوگون کے دل مین فساد ہے اور اون احکام کو گوش ہوش
سے نہین سنا اسلئے آخر زمانہ حیات مین جبکہ آنحضرت صلعم بارادہ اداکی

وحج مکہ کو تشریف لے چلے تو آپنے تمام قبایل عرب مین منادی کرادی
کہ جسکو نبی صلعم کے ساتھہ حج کرنا ہو وہ مکہ کو چلے اس حج کو حجتہ الوداع
کہتے ہین اگرچہ عوام لوگ خیال کرتے ہین کہ اس سال حج کے لئے رسول
خدا کا جانا واسطے تعلیم مسائل حج کے تہا لیکن درحقیقت آپ فقط انتظام
خلافت کے لیے تشریف لیگئے تہے۔ کہ وہان تمام قبائل عرب پر ظاہر ہو جائیگا
کہ بعد نبی صلعم کون پیشوای امت ہو گا۔ مضمون آیۂ کریمہ یاایہا الرسول
بلغ سے آشکارا ہے کہ اس عزم حج سے پیشتر نبی صلعم مامور ہو چکے تہے
کہ حضرت علی کو اپنی جگہ خلافت پر نصب کردین اور آنحضرت صلعم اسی وجہ
سے حج کو تشریف لیگئے مگر اس خیال سے کہ منافق لوگ طعنہ دین کہ اپنی
عزیز برادر و داماد کو سلطنت کا مالک کئے جاتے ہین یا بروی امر
تقدیری کہ امت کے ایمان کا امتحان اسی معاملہ پر منحصر کہا گیا ہے ہر چند کہ
دن اگرچہ اس امر کو قرار دیدیا کہ میری وفات کے بعد امام اور پیشوای
برحق جسکے تمسک سے امت ہدایت پائی۔ اور ترک تمسک سی گمراہ
ہو جاے قران اور اہل بیت پیغمبر ہین اور امت کے یہہ اطمینان بہی
کردی کہ مری اہل بیت ہمیشہ قران کے ساتھہ رہینگے۔ اور قران ان
کے ساتھہ رہیگا آپس مین ایک دوسری سے جدا نہونگے اگرچہ یہہ اشارہ
بہی ابلغ من التصریح تہا۔ اور درحقیقت یہہ بہی صریحی استخلاف مرتضوی
تہا۔ لیکن کسی ضرورت یا مصلحت سے اوسوقت آپنی بطریق معہود
اہل حکومت و ریاست مسند نشین نہین لیا۔ فقط امت کو ہدایت کردی کہ

انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی
ان تمسکتم بھما لم تضلوا بعدی فانھما لم یفترقا حتی یردا علی
الحوض یعنے مین اپنے بعد تم مین دو شی جلیل القدر جو ایک دوسری سے
بڑی ہین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا کے دوسری اہل بیت میری
اگر ان دونون سے تم تمسک کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے
اور بہ تحقیق کہ یہ دونون باہم ایکدوسرے سے جدا نہون گے تا آنکہ
حوض کوثر پر میری پاس پونچین ۔
اگرچہ جاننے والے جانتے تہے کہ اہل بیت وعترت سے بہی علی ابن
ابیطالب ہی مراد ہین کیونکہ بارہا آنحضرت نے لفظ اہل بیت
کی تشریح فرمائی جیسا کہ آیۂ تطہیر آیہ مودت آیۂ مباہلہ آیۂ صلواۃ مین مرقوم ہوچکا
اور یہہ بہی بارہا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ القرآن مع علی وعلی مع القرآن
لایفترقان حتی یردا علی الحوض رواہ الطبرانی فی الاوسط
لیکن اسی موقعہ پر فقط اسیقدر ہدایت پر اکتفا کیا گیا ۔ کہ جس سے
امت پر یہ ثابت ہوگیا کہ ہمارا دینی پیشوا سوای اہل بیت پیغمبر کے
اور کوئی نہین ہوسکتا ۔ مگر خدا اینقدر پر اکتفا نہ کیا ۔ کہ یہہ کارروائی پسند نہین آئی
یہانتک کہ حضرت نے مکہ معظمہ سے کوچ کردیا ۔ اور نواحی حجفہ مین
ہمراہ آنحضرت مع لشکر سے چلے ہوی جاتے تہے جس وقت خم غدیر کے
موقع پر پہونچی اوسیوقت یہہ آیت نازل ہوی کہ آپنے ہمارا حکم
امت کو کیون نہین پونچایا یعنے علی کو اپنا جانشین کیون نہین کردیا

اگر اشرار امت سے خوف ہی تو تمہارے محافظت کرینگے اور سوقت رسول خدا صلعم مجبور ہوگئے اور چلتے چلتے ٹھہر گئے —

استخلاف ہاشمیتم ذکر نزول آیۂ بلغ الخ مع حوالہ تفاسیر باب آیات مین گذرا۔ اور خطبہ غدیر مشروحا اس رسالہ مین چند بار نقل ہوچکا اور خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ منجملہ روایات صحیحہ متواترہ اہل سنت سے ہے اور کتب ستہ و دیگر جمیع کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہے یہانتک کہ شیخ ابن حجر صواعق مین لکھتے ہین —

وانہ رواہ عن النبی صلعم ثلثون صحابیا وکثیر امن طرقہ صحیحا او حسن یعنی یہ حدیث غدیر وہ حدیث ہے جسکو تیس اصحاب پیغمبر خدا نے پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے اور بہت سے طرق اس حدیث کے صحیح اور الحسن ہین —

امام نسائی نے قریب دس بارہ طرق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اکثر طرق مین بجاے لفظ مولا کے ولی مستعمل ہے جس سے وہ گنجائش بھی اہل سنت کو جاتی رہے کہ کہا کرتے تھے کہ مولا بمعنے غلام بھی آیا ہے اب ہم حدیث کی نقل کرتے ہین اگر جدا جدا ہر کتاب کی روایت کو لکہا جاوے تو طول کے سوای کوئی فائدہ نہین —

اخرج احمد عن براء بن عازب والنسائی بطرق عدیدہ فی الخصائص — عبارت تمہید یعنے نزول غدیر خم وتیاری ممبر و گفتگوی تمہیدی رسول خدا صلعم انی اولی بالمومنین من انفسہم وغیرہ

کو چھوڑ کر اصل عبارت حدیث نقل کیجاتی ہے
ثم قال کانی قد دعیت فاجبت وانی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما
اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا
بعدی فانظروا کیف یخلفون فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
ثم قال ان اللہ تعالی عزوجل مولای وانا ولی کل مومن ثم انہ
اخذ بید علی وقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من
والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ
ودار الحق معہ حیث دار یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ گویا مین نزد خدا کے
حضور بولایا گیا ہون یعنے پیام اجل آیا ہے اور مین نے اوسکی اجابت
کی ہے اور بہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون
ایک دوسری سے بڑے ہے کتاب خدا کی اور عترت واہلبیت میری
اگر تم لوگ ان دونون سے تمسک کروگے تو میری بعد ہرگز گمراہ
نہوگے ۔ پس نگاہ رکھو کہ مری پیچھے اونسے کیا سلوک کروگے پس بہ تحقیق
کہ وہ ایک دوسری سے جدا نہونگے تاآنکہ حوض کوثر پر وارد ہون پھر فرمایا
کہ بہ تحقیق اللہ تعالے جلشانہ میرا مولا ہے اور مین ولی جملہ مومنین کا ہون
پھر آنحضرت نے علی مرتضی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بارالہا جس کسی کا مین مولا
ہون پس علی اوسکا مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست
رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے ۔ اور نصرت کر اوسکی جو علی
کی نصرت کرے ۔ اور مخذول کر اوسکو جو علی کی نصرت ترک کرے اور

پہیر دے حق کو اوسکے ساتھہ جدہر کو وہ پہرے۔
بعد اسکے ذکر مبارکباد وہنی حضرت عمر کا ہے بخ بخ لک یا ابن ابی طالب
الخ یہہ روایت امام احمد بن حنبل کی ہے جسکو صاحب مشکواۃ نے نقل کیا
اور روایت مندرجہ خصایص نسای عن زید بن ارقم اسی کے قریب قریب
ہے فقط یہہ تبدیلی ہے۔ ثم انہ اخذ بید علی فقال من کنت
ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ الی اخرہ۔ یعنے خصایص مین بجای
مولا کے ولی روایت کیا گیا ہے۔
قد نقل فی الصواعق انہ صلعم قال حدیث الثقلین فی حجۃ الوداع
بعرفۃ وقال بالمدینۃ فی مرضہ وقد امتلاءت الحجرۃ باصحابہ
وایضا انہ قال ذلک بغدیر خم۔ وایضا قال لما قام خطیبا بعد
انصرافہ من الطائف وفی روایۃ عند الطبرانی عن ابن عمر اخر ما تکلم بہ
النبی صلعم اخلفونی فی اہلبیتی یعنے بقول صاحب صواعق حدیث ثقلین موقع
ومقامات مندرجہ ذیل مین انحضرت صلعم نے فرمای۔ حجۃ الوداع مین بمقام
عرفات۔ مدینہ منورہ مین بوقت بیماری جبکہ حجرہ ادمیون سے بہرا ہوا
غدیر خم مین جبکہ اندکو رشروح ہو چکا بوقت واپسی از طایف خطبہ فرماتے
ہوئے۔ بحسب روایت طبرانی عن ابن عمر ثابت ہوتا ہے کہ بوقت رحلت
نبی صلعم جو آخر کلمہ آپ کے زبان سے واسطے ہدایت امت کے نکلا
یہہ تہا اخلفونی فی اہلبینی

تمام شد کتاب لاجواب الموسوم بہ اعلان الہدیٰ جواب اسرار الہدیٰ بتاریخ یکم ماہ ذیحجہ ۱۳۱۱ھ ہجری

مطابق ۷ جون ۱۸۹۴ء

قطعہ تاریخ از تصنیف شاعر عالی فکر نازک خیال و مورخ با استعداد ناظم و نثار باکمال جناب سید جواد علی صاحب متخلص بہ جواد مصنف مثنوی فسانہ عشق شاگرد ارشد عالیجناب فیض مآب شاعر شیرین کلام مداح امام علیہم السلام سید باقر علی صاحب متخلص بہ ہنر دام افضالہم و زاد اقبالہم

نسخۂ اہدای ہدایت شعار — تازہ کن مزرعہ ایمان نوشت
گفت بدیہہ ہاتف غیب از جواد — عقدہ کشا نو گل خندان نوشت

۱۳۱۱ ہجری

صحت نامہ کتاب اعلان الہدیٰ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳	۱۲	الامتہ	۱۹	۱۹	دروازہ کھولا	۲۶	۱۲	حضرات	۳۴	۱۱	مغلق
"	۱۶	السعیدین	۲۰	۶	روایت کرتے ہین	۲۷	۱۴	مرجاؤ	"	۱۴	ارادہ
۴	۴	اواخر	"	۹	انسانی	"	۱۶	آپ	۳۵	۱۶	کرانا
"	۶	تین	۲۲	۴	ممبر	۲۸	۱۵	جمعت	۳۶	۵	ولی
"	۱۰	گنے گئے	"	۱۳	مضمون پر	۳۰	۱۵	بندوبست کرنا	"	۷	خلافت
"	۱۳	پچھلی شہری	۲۳	۱۷	لان یکون	۳۱	۱۴	پیش رفت	"	۱۱	دے سکتا
۶	۱	رشیقہ	"	"	حمر	"	۱۵	قراردن	"	۱۷	ہوتین
۹	۱۴	چھوڑا	۲۴	۱	اس روایت کو	"	"	روم	۳۷	۱	عائشہ
۱۴	۱	بالکل موضوعی	"	۲	مصلتین	"	۱۸	تیمنی	"	۶	روایت
"	۴	پہچانی	"	۱۲	فاتحۃ	۳۲	۳	جگہے	۳۸	۳	کہ توکون
۱۷	۶	پاک مسجد	۲۵	۷	حلال بیدہ	۳۳	۱	نہو	"	۱۰	راویان
"	۹	یامسیح	۲۶	۷	قاتی	"	۴	تو	"	۱۲	علیہ الصلوٰۃ
۱۸	۶	یہ قصہ	"	"	جبیر بن	"	۱۹	موقع تھا	۳۹	۳	ہوگا
۱۹	۱۶	ثقاہت سے	"	۹	جبیر بن	۳۴	۶	کوچار ناچار	"	۴	اور جبکہ جملہ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳۹	۵	بج گئی	۵۵	۷	دبہ	۹۰	۱۱	نہیں ہے	۱۲۵	۲	پوچھ
؍	۱۴	معزول کردیا	۵۸	۸	مضحکہ	۹۱	۳	بڑے درجہ کے	؍	۶	بزدلی
؍	۱۵	کی	۶۶	۱۵	جب تبوک	؍	۷	فاصل	؍	۱۷	درمیان میں
؍	۱۶	صحاح اہل سنت	۶۷	۶	ہو سکتا	؍	۱۲	فرق	۱۲۶	۸	باطل ہوگئی
۴۰	۱۴	کرو	؍	۹	رازداری کی	۹۲	۱۲	نمائید	؍	۱۰	پیغمبری
؍	۱۵	جہیر الصوت	۶۸	۴	کہ رسول صلعم	۹۳	۳	کے شروع	۱۲۷	۹	تشییع
؍	۱۸	ذلیل کرایا	؍	۶	حین حیات	؍	۸	بنجران	۱۳۰	۱۲	اور حسینؑ اور علیؑ
۴۱	۱۲	پاپہاے	۷۰	۷	ان جملہ	؍	۱۲	کہ آؤ بلاویں	۱۳۱	۱۲	اعمام
؍	۱۷	پیشنمازی	۷۲	۱۴	برعکس	۹۴	۱۳	مخلوقات	۱۳۳	۱۰	حاکم
۴۲	۱۸	مخصوص	۷۴	۸	وانصر	۹۵	۱۶	بھائی	؍	۱۵	گناہوں
۴۳	۵	مخصوصہ	۷۹	۱	براہ	۱۰۱	۱۲	کااصاف	؍	۱۹	شرعی
؍	۹	تمہارا	؍	۱۸	عائشہ	۱۰۲	۱۱	زمرہ	؍	؍	زمانہ رسولخدا
۴۴	۱۲	دے سکتے	۸۰	۸	اسوقت	۱۰۳	۱۶	اس سے	۱۳۶	۱۳	وہ
؍	؍	بطریق اخبار	؍	۱۳	ہوں	۱۰۵	۱	بخاص	۱۳۸	۱۴	حوائل
؍	۱۹	فی اللہ	۸۳	۲	کہ	؍	۶	خلیفہ	؍	۱۶	حمل
۴۵	۸	بزاز	؍	۳	علف	؍	۱۶	انہا	۱۳۹	۶	گھروں میں
؍	۹	قالوا	۸۴	۸	عنوان	۱۰۷	۸	ہنوز	۱۴۴	۱۲	استیصال
؍	۱۰	علیکم الفدا	؍	۱۸	دوسرے سے	۱۰۸	۱۶	ویران	؍	۱۳	خارج
			۸۵	۱	رہوگے	۱۰۹	۱	گردانید	۱۴۶	۳	گشتہ
۴۶	۷	بمنزلتہ	؍	۱۵	علی	۱۱۰	۱۳	بخلافت	؍	۹	بوے
۴۸	۱۹	انّہ	۸۶	۳	الیوم	؍	۱۶	نہ خلافت	؍	۱۶	خلیفہ
۵۰	۱۶	بالحرف	؍	۴	دنیا	۱۱۱	۱۰	کو اپنا	؍	۱۹	علیحدہ علیحدہ میں
؍	[illegible]	جز دروغ گفتند	۸۷	۲	مابعد	؍	۱۹	مخلص	۱۴۷	۱۲	بن کعب کے
۵۱	۴	اون میں	۸۸	۵	کسی کے	۱۱۲	۵	عاد	؍	۱۹	اور بدل ج
۵۴	۷	وزیرا	؍	۹	تمکو	۱۱۳	۶	یہ نہیں	۱۴۹	۱	کھینچے
؍	۱۵	قد اوتیت سؤلک	؍	۱۵	انتظام	۱۱۴	۷	رسول خدا	۱۵۴	۱۴	کا محالات
		یاموسیٰ سوقال	۸۹	۲	بدرجہ اولی	۱۱۵	۵	حکم کی	۱۵۶	۱۰	نمونہ
		فی سورۃ الاخرے	؍	۴	اتنی	۱۱۷	۱۰	ہوئی بات	؍	۱۴	فی سبیل
		ولقد اتینا موسیٰ	؍	۲۰	کا ہو	۱۱۸	۱۲	بزول	۱۵۷	۱۷	عثمان نے
		الکتاب و	؍	۱۹	لکھا ہے	۱۲۱	۱۰	فرمارہے ہیں	۱۵۹	۱۷	پوچھ پوچھ کر

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۱۶۱	۶	آخر	۱۹۹	۳	غلاۃ	۲۳۰	۱۴	پاوے	۲۵۲	۱	تسجد
〃	۷	سورتون	۲۰۲	۷	کا	〃	۷	تجارتی	〃	۹	دعا
۱۶۲	۱۰	قرآن	۲۰۳	۱۴	کا	〃	۱۹	ہین	〃	۱۵	یامرالرب رب
۱۶۳	۱۷	تطویل	۲۰۵	۱۱	بلکہ ہین	۲۳۱	۷	انہون نے	۲۵۴	۱	خطیبہ
۱۶۴	۸	ہین بیان	۲۰۷	۱۰	مشورہ	۲۳۳	۱۲	فانفذہ	〃	۳	اسرائیل
۱۶۶	۸	علی ابن	〃	۱۹	اشارہ	۲۳۴	۱۴	متنبہ	〃	۵	البعا
〃	۱۵	بجمیس	۲۰۸	۱۵	اجماع او قیاس پر	۲۳۵	۶	مرتد ہوکر	۲۵۵	۱۱	نبوت
۱۶۷	۱	حکم کو	۲۱۱	۱۵	موتہ	〃	۱۲	ضرور	〃	۱۹	کھیلنے کودنے
۱۷۰	۶	سمرہ	۲۱۳	۳	ہین بیٹھ	〃	〃	ساری	۲۵۶	۱	الزبیر
۱۷۱	۶	اسراف	〃	۴	کرینلی	〃	۱۸	تجہیز	〃	۱۰	زید بن
۱۷۲	۱	تخلف	۲۱۵	۷	تقرر	۲۳۶	۲	اہل	۲۵۷	۵	کافرا
〃	۱۷	بڑے	〃	۱۹	بدبختی سے	〃	۵	مشکواۃ	〃	۱۲	بہ یوم
〃	۱۸	مخالفت	۲۱۸	۱۴	تبع	۲۳۷	۳	شخصون	〃	۱۷	مولاہ
۱۷۴	۱	قطنی	۲۱۹	۵	وہ کون	〃	〃	خلافت تھے	۲۶۶	۱	۱۶۹
۱۷۶	۴	دعوی	۲۲۰	۷	غلام	〃	۱۲	دویار	〃	۱۹	جمہورہ
〃	۱۱	سعنی	〃	۸	اور مال	۲۳۸	۲	بیوم	۲۶۸	۱	کہ احق
۱۷۹	۵	جواب	۲۲۳	۱۹	نبی	۲۳۹	۱	یحب	۲۶۹	۱۰	تقدم
۱۸۲	۷	منقول ہین	〃	〃	ساتھ	〃	〃	ورسولہ	۲۷۰	۱۰	شجاعت
〃	۱۴	صاحب نے	〃	〃	اپنی	۲۴۰	۴	یہ نہ سمجھے کہ حق تو	۲۷۱	۱۱	جنہون
۱۸۳	۳	مفضول	۲۲۵	۸	سہ	۲۴۱	۹	وجہہ	۲۷۲	۴	استحقاق
۱۸۵	۱۰	گذرتا	۲۲۶	۳	جو کچھ	۲۴۲	۱۸	کہ	۲۷۳	۱۲	افضلیم کو
۱۸۷	۱۹	ہاجرہ خاتون	۲۲۷	۱۴	کہ یہ اپنے	〃	۱۹	گمان دے	〃	۱۹	بشیر
۱۹۱	۱۱	مشرب	۲۲۸	۴	کر دیا جاوے	۲۴۳	۱	مقاتلہ	۲۷۴	۶	خویش
۱۹۲	۱۲	توآپ نے	〃	۱۴	وہی صورت	〃	۱۵	احق	۲۷۵	۱۳	مدارا
۱۹۳	۱۹	خزاعی			نکرے گا	〃	۱۹	الی	۲۷۶	۴	ناواقفیت
۱۹۵	۷	الحاوی	〃	۱۹	پریشان	۲۴۸	۷	افقتلتموہ	〃	۱۳	آپ
۱۹۶	۱۹	روتا ہے کیا	۲۲۹	۳	ہوتا ہو	۲۴۹	۵	ہوالذی	۲۷۹	۱	جب
〃	〃	ہے کیا	〃	۱۶	بنائی	〃	۶	نجعلہم	〃	۱۳	جو کہ حضرت
۱۹۸	۵	یادو ہین اور	۲۳۰	۳	المال	〃	۹	نجعلہم	۲۸۰	۱۵	غدار
۱۹۹	۳	طغاۃ	〃	۱۲	یہ حکم	۲۵۰	۱۲	جاعنک	۲۸۲	۱۴	وسائر

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
٢٩٥	٤	جھکا دروغ	٣١٥	١٩	بخت نصر	[illegible]	١	سارا	[illegible]	٦	وے سونا
=	١٧	جاہل	٣١٧	٣	ثابت دشمن	[illegible]	١١	حال	[illegible]	١	عنہم
=	١٩	جبکہ تم خود	=	١٠	تفسیر میں نہیں ہے	=	١٤	مواقعہ	=	٧	سائل
٢٩٦	٦	کراع الغنیم	=	١٦	آیت میں	=	١٩	بجنسہ	[illegible]	٢	یمن
=	١٤	کراع الغنیم	=	١٧	اور بجائے مودت	[illegible]	١٤	مولف	[illegible]	٥	الاختلاف
[illegible]	١	اور			اہل بیت کے	[illegible]	١٢	قال حدثنا	[illegible]	٩	آیت
[illegible]	٩	غدار	[illegible]	١٩	ایمانا	=	١٤	بقبولها	[illegible]	٧	خیر البریہ
=	١٠	دن میں	[illegible]	١	ولشیعتنک	[illegible]	١	درج ہیں	=	١٠	ہم
[illegible]	١٨	کتیب	[illegible]	١٢	اختصار	[illegible]		٣٥٢	=	١١	اخرج
[illegible]	١٢	ای	=	١٣	کہا	=	١٣	نادانی	[illegible]	١٤	دشمنی
٢٩٧	١٢	کو دیکھکر	[illegible]	١٨	بر	=	١٩	خود	[illegible]	١٥	امراء
٣٠٠	٦	سولہ	[illegible]	٦	مفہوم	[illegible]	١١	کیطرف	[illegible]	٧	مخلقہ
٣٠١	٧	مثل اصحاب ربعہ	[illegible]	٦	تقدیرا	[illegible]	٧	تمہارے	[illegible]	١٠	سابقین
=	١٨	اسقف	=	٧	ہذ	[illegible]	١٠	طرح دیکھانا	[illegible]	١	بے
٣٠٢	١٢	قاعدہ	[illegible]	٤	دیدار	[illegible]	١٠	فاغذ	=	١٠	منحصر بر علم
٣٠٣	١١	وقت پر	=	٧	کی بھی	=	١٧	انہوں	=	=	جوا علم
٣٠٤	١٩	کام نہیں	[illegible]	٤	نے بھی	[illegible]	١	ماشاءاللہ	[illegible]	١٨	عجز
٣٠٥	٥	نکث	=	١٥	تفصیل	=	=	نوایذ	[illegible]	١	بچا
٣٠٦	١٥	بعلی	[illegible]	٤	سجدے	=	٧	قابل	=	٩	قضایا رہیں
٣٠٧	١٨	دکھاوہیں	[illegible]	٤	[illegible] پرس	[illegible]	١	کو	=	١٦	متخاصمین
٣٠٩	٩	کتبہ	=	١٩	بسوال	[illegible]	٨	افتراء	[illegible]	٣	ایک
٣١٠	٧	مادہ	[illegible]	٦	کے بارے	[illegible]	٤	خبیث	[illegible]	١٩	فرماتے تھے
٣١١	١٤	ہوتے ہوتے	=	٧	امامت کا	[illegible]	١٥	بتلاتے ہے	[illegible]	٣	مرد
=	١٥	گزرنے	=	٨	ظاہر و معلوم	[illegible]	١٨	المخارب	=	١٤	روایات
٣١٢	٧	انہوں نے	[illegible]	٦	تمہارا	[illegible]	١٣	مومنین سے	=	١٧	روایات
٣١٣	١٨	رہے ہیں	=	١٧	کاذبوں کو	=	١٥	صاف	[illegible]	٩	خصائصہ
٣١٥	٧	سمجھ لیا	[illegible]	١٧	دقیق بھی	[illegible]	١٣	افتراپردازی	=	١١	عنی
=	١٤	اہل مجلس کو اپنا امام	[illegible]	١٨	سے نہیں ہے	[illegible]	٥	نقش	[illegible]	١٥	گردی
		وجوب الاتباع سمجھا	=	١٥	ہیں اور	[illegible]	١٨	زیادہ	=	١٩	کیا
=	١٥١	کرادنگو	=	=	منور	[illegible]	٤	وحدانیت	٠	٠	لتحمت

بیمن تفضل جاعل الارض وخالق البریّہ

درین زمان برکات توامان وسعادات اقتران کتاب
در ابطال مذہب اہل سنت و احقاق مذہب شیعہ الموسوم

اعلان الہدیٰ

درجواب تتمّۂ

اسرار الہدیٰ

تصنیف لطیف عالیجناب حکمت مآب مولوی حکیم شیخ احمد صاحب
رئیس دیوبند دامت برکاتہ تاریخ ۱۴ جون ۱۹۰۶ع لکھنؤ محلہ وزیر گنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین سید عابد علی طبع شد